تذکرۃ الشعرا

از

دولتشاہ سمرقندی

بہ تصحیح و تحشیہ

از

جناب شیخ محمد اقبال صاحب ایم - اے گورنمنٹ

باہتمام

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ

بار اول — سنہ ۱۹۲۴ء — قیمت

مطبع کریمی [illegible] طبع گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

اس ایڈیشن کے لئے میں نے تذکرہ دولت شاہ مطبوعہ بمبئی اور ولایتی ایڈیشن مصححہ براؤن صاحب کا مطالعہ کیا ہے۔ بمبئی ایڈیشن کو ولایتی ایڈیشن کے مطابق درست کیا گیا ہے۔ اس ایڈیشن کا متن بمبئی ایڈیشن کے مطابق ہے۔ مقابلہ کے بعد جہاں کہیں تاریخی اختلاف یا شعر وغیرہ کی خواندگی میں فرق پایا۔ میں نے ولایتی ایڈیشن کو ترجیح دی ہے۔

تذکرہ دولت شاہ کو میں نے زیادہ تر تاریخی نقطۂ نگاہ سے دیکھا ہے۔ ولایتی اور بمبئی ایڈیشنوں کے دیباچہ میں کچھ فرق ہے یعنی ولایتی ایڈیشن میں سلطان حسین شاہ الغازی کی شان میں چند اشعار زیادہ ہیں۔ دوسرے مشاہیر کے القاب ولایتی ایڈیشن میں کچھ زیادہ طویل ہیں۔ تیسرے دولت شاہ نے دیباچہ میں کئی صفحے عربی شاعری و مشاہیر پر بھی لکھے ہیں۔ میں نے ان باتوں کے زیادہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی۔ کیونکہ میرے خیال میں ان سے متن پر چنداں اثر نہیں پڑتا خود متن میں خاص قسم کا اختلاف ضرور ہے۔ مثلاً شاعر کے حالات کے بعد جب مصنف اس کے اشعار نقل کرتا ہے۔ تو اس وقت دونوں ایڈیشنوں میں اختلاف ہے مثلاً ولایتی ایڈیشن میں ایسے مقامات پر "سیفرماید" یا "ولہ" وغیرہ لکھا ہے۔ اور اس ایڈیشن میں بمبئی ایڈیشن کے مطابق "میگوید" ہے۔ لیکن یہ ایسا اختلاف ہے جو بآسانی نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

واقعات اور تاریخوں کا مقابلہ کرنے کے لئے میں نے مندرجۂ ذیل کتابوں سے مدد لی ہے:-

لٹریری ہسٹری آف پرشیا	مصنفہ پروفیسر براؤن	حصہ دوم و سوم
شعر العجم	" علامہ شبلی نعمانی	حصہ اول۔ دوم و سوم

چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی — تعلیقات ولایتی ایڈیشن علامہ محمد بن عبدالوہاب قزوینی

جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی۔ ۱۸۹۹ء

مقدمہ دولت شاہ - ولایتی ایڈیشن - پروفیسر براؤن

اس کتاب میں جو ترکی اشعار درج ہیں اُن کے غلط یا صحیح ہونے کی نسبت میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس زبان میں مجھے دسترس نہیں۔ دوسرے میرا یہ خیال ہے کہ ہندوستانی قارئین کو شاید ان سے کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ زبان موجودہ ترکی زبان سے مختلف ہے۔ اگرچہ متن کو درست کرنے کی بہت کوشش کی گئی ہے۔ لیکن پھر بھی بعض مقامات پر خاص نوعیت کی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ بمبئی ایڈیشن کا کاتب ایرانی ہے۔ اور ایرانی لوگ کؔ اور گؔ۔ جؔ اور چؔ کی کتابت میں فرق نہیں کرتے بعض جگہ زائد نقطے لگا دیتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکا میں نے ان کو قرأت کے مطابق بنا دیا ہے۔ لیکن بعض مقامات پر اگر ایسا نہ ہو تو بھی قارئین کے لئے کوئی دقت نہیں۔ کیونکہ یہ باتیں عام فہم سے کچھ بہت بالا نہیں ہیں +

محمد اقبال صافی

تذکرۃ الشعرا

دولت شاہ سمرقندی

حالات زندگی | دولت شاہ کے حالات زندگی کے لئے دو ہی معتبر ماخذ ہیں۔

(۱) دولت شاہ نے خود اسی تذکرہ میں کہیں کہیں اپنی بابت کچھ نوٹ دیتے ہیں۔

(۲) مجالس النفائس - دیباچہ و مجلس ششم۔ چونکہ اس کا مصنف امیر علی شیر نوائی - دولت شاہ کا ہمعصر اور مربّی تھا۔ اس لئے اس کے دیئے ہوئے حالات مستند قرار دیئے جا سکتے ہیں اور چونکہ یہ کتاب ترکی زبان میں ہے۔ اور ہماری رسائی سے باہر ہے۔ اس لئے اس مجلس ششم دربارۂ دولت شاہ کے انگریزی ترجمے کے پروفیسر براؤن کے ممنون ہیں +

امیر دولت شاہ اسفرائن کے ایک شریف خاندان سے تھا۔ اسکا باپ علاء الدولہ بختی شاہ الغازی شاہرخ سلطان سنہ ۱۴۰۴ء سے ۱۴۴۷ء (جو امیر تیمور کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا) مشہور درباریوں میں سے تھا۔ اسکا چچا فیروز شاہ بیگ اسکی سلطنت میں سے تھا اسکا بھائی امیر رضی الدین علی جوانمرد عالم اور محمد خدایداد کے اہلِ دربار سے تھا۔ فارسی اور ترکی دونوں زبانوں کا شاعر تھا۔

دولت شاہ ایک قابل منکسر المزاج اور ہونہار نوجوان تھا۔ اس نے اپنے آبا و اجداد کی شان و شوکت اور حکومت کے طریق کو خیرباد کہا۔ معمولی زمینداری کی آمدنی پر قناعت کر کے گوشہ عافیت اختیار کیا اور کسب علوم و فنون میں پوری کوشش کی۔ تقریباً پچاس سال کی عمر میں تذکرۃ الشعرا لکھنا شروع کیا۔ اور اپنے مربی سلطان حسین غازی کے نام پر معنون کیا +

دولت شاہ سلطان الغازی کے ہمرکاب چکمن سرائے کی لڑائی میں شامل ہوا۔ جو دولت شاہ کے ممدوح اور سلطان محمود کے درمیان واقع ہوئی +

امیر علی شیر نوائی مجالس النفائس کی مجلس ششم میں رقمطراز ہے :۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ مجھے امیر دولت شاہ کی وفات کی خبر ملی ہے۔ اگر یہ سچ ہو تو خدا تعالیٰ اُسے جوارِ رحمت میں جگہ دے +

کتاب تذکرۃ الشعرا سنہ ۸۹۲ھ مطابق سنہ ۱۴۸۷ء میں ختم ہوئی۔

مرأۃ الصفا کے مصنف نے دولت شاہ کا سنِ وفات سنہ ۹۰۲ھ لکھا ہے۔ یہ مصنف دولت شاہ کا ہمعصر تھا۔

دولت شاہ کے زمانہ کے عام حالات

دولت شاہ ناقدریِ زمانہ کا بہت شاکی ہے۔ اپنے زمانہ کی بابت لکھتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں علم کی کوئی قدر نہیں۔ شعرا کو بہت قلیل صلے ملتے ہیں۔ رذیل اور چھوٹے درجہ کے لوگ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو جاتے ہیں۔ خود اسے باوجود علمی قابلیت۔ خاندانی شرافت اور وسیع تعلقات کے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ ایک مقام پر وہ اس زمانہ کے علمائے دین پر الزام دیتا ہے کہ وہ ابن الوقت اور طامع ہیں شر کو روکنے کے لئے اخلاقی جرأت سے کام نہیں لیتے۔ دوسرے موقع پر اپنے بارِ قرض کا ذکر کرتا ہے۔ اور محصل کی سختی سے نالاں ہے۔ اپنی ناداری کی بابت جو کچھ وہ لکھتا ہے۔ اس کی ذمہ دار ممکن ہے اس کی گوشہ نشینی اور منکسر المزاجی ہو۔ جس کی طرف نوائی نے مجالس النفائس کی چھٹی مجلس میں اشارہ کیا ہے۔ اور اغلب ہے کہ اسی وجہ سے باقی زمانہ کی شکایت کر دی ہو

ورنہ مشکل ہے کہ سلطان حسین کی بادشاہت اور امیر علی شیر نوائی کی وزارت ہو اور علماء کی بیقدری

دولت شاہ کے مواخذ تذکرۃ الشعراء میں مصنف نے جن کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ اُن کی فہرست یہ ہے:۔

کتاب	مصنف	سن	تعداد		
(۱) آثار الباقیہ (عربی)	البیرونی	سنہ ۱۰۴۸ء	ایک	دفعہ	حوالہ دیا ہے
(۲) احیاء العلوم 〃	الغزالی	سنہ ۱۱۱۱ء	۱	〃	〃
(۳) اخبار الطوال 〃	دینوری	۸۹۵ء	۱	〃	〃
(۴) جغرافیہ 〃	الاصطخری	سنہ ۹۴۰ء	۱	〃	〃
(۵) تاج الشیوخ (فارسی)	(حاجی خلیفہ اس کا صرف نام لکھتا ہے مصنف سن وغیرہ معلوم نہیں)		۱	〃	〃
(۶) تاریخ استظہاری یا استظہار الاخبار	قاضی احمد دامغانی	(حاجی خلیفہ کچھ نہیں)	۳	〃	〃
(۷) تاریخ آل ابوطاہر خاتونی سلجوق، تاریخ سلاجقہ، تاریخ سلجوق	×	×	×		
(۸) تاریخ بناکتی	ابوسلیمان داؤد بناکتی	سنہ ۱۳۱۷ء	۵	〃	〃
(۹) تاریخ بیہقی	×	سنہ ۱۰۶۰ء	ایک	دفعہ	حوالہ دیا ہے
(۱۰) تاریخ رشیدی یا جامع التواریخ	رشید الدین فضل اللہ	سنہ ۱۳۱۴ء	۲	〃	〃
(۱۱) تاریخ طبری	مترجمہ بلعمی	(ترجمہ) سنہ ۹۶۳ء	۱	〃	〃
(۱۲) مطلع السعدین و مجمع البحرین	کمال الدین عبد الرزاق	سنہ ۱۴۸۲ء	۱	〃	〃
(۱۳) تاریخ گزیدہ	حمد اللہ مستوفی قزوینی	سنہ ۱۳۳۰ء	۵	〃	〃
(۱۴) تذکرۃ الاولیا	فرید الدین عطار	(قتل فی سنہ ۱۲۳۰ء)	۳	〃	〃
(۱۵) ترجمان البلاغۃ	فرخی	(حاجی خلیفہ صرف نام جانتا ہے)	۲	〃	〃
(۱۶) تاریخ ملک شاہی	×	×	۱	〃	〃
(۱۷) جواہر الاسرار	آذری	×	۸	〃	〃
(۱۸) جہان کشائے جوینی	علاء الدین عطا ملک جوینی	سنہ ۱۲۶۰ء	۵	〃	〃
(۱۹) چہار مقالہ	نظامی عروضی سمرقندی	تقریباً سنہ ۱۱۶۰ء	۳	〃	〃
(۲۰) حدائق السحر	رشید الدین وطواط	×	۶	〃	〃

(۲۱) تاریخ	حمزہ اصفہانی	سنہ ۹۶۰ء	۱	"	"
(۲۲) ذخیرۂ خوارزم شاہی	زین الدین ابو ابراہیم اسمٰعیل الجرجانی	سنہ ۱۱۳۶ء	۱	"	"
(۲۳) روضۃ الازہار	میرخوند	سنہ ۱۴۵۷ء	۱	"	"
(۲۴) سیاست نامہ یا سیر الملوک	نظام الملک	(قتل فی سنہ ۱۰۹۲ء)	۱	"	"
(۲۵) شرف النبی	×	×	۱	"	"
(۲۶) صور الاقالیم	ابو سلیمان ذکریا کوفی	×	۵	"	"
(۲۷) طبقات ناصری	جرجانی	سنہ ۱۲۶۰ء	۳	"	
(۲۸) ظفرنامہ	شرف الدین علی یزدی	سنہ ۱۴۲۵ء	۴	"	"
(۲۹) قابوس نامہ	کیکاؤس بن سکندر بن قابوس بن وشمگیر	سنہ ۱۰۸۲ء	۱	"	"
(۳۰) کتاب آداب العرب و الفرس	ابو علی احمد محمد بن مسکویہ	سنہ ۱۰۳۰ء	۱	"	"
(در ذکر شعرائے عرب کہ دریں کتاب موجود نیست)					
(۳۱) کتاب الممالک و المسالک	علی ابن عیسیٰ کمال		۲		
(۳۲) مناقب الشعرا	ابو طاہر خاتونی (بقول حاجی خلیفہ بفارسی نوشتہ بود) گیارہویں صدی کے آخیر میں		۲	"	"
(۳۳) نزہت القلوب	حمد اللہ مستوفی قزوینی	×	۱	"	"
(۳۴) نصیحت نامہ یا (وصایا۔ یا نصائح منسوب بہ نظام الملک برائے پسرش فخر الملک ایں کتاب در اصل در صدی پانزدہم عیسوی نوشتہ شدہ و فسانۂ نظام الملک و حسن صباح و عمر خیام درآں مندرج است)	نظام الملک	×	۱	"	"
(۳۵) نظام التواریخ	البیضاوی	×	۳	"	"
(۳۶) نفحات الانس	جامی	سنہ ۱۴۷۳ء	۲	"	"
(۳۷) نگارستان	معین الدین جوینی	×	۴	"	"

دولت شاہ اپنے خیال میں پہلا آدمی تھا جس نے کہ شعرا کے حالات لکھے ہیں۔ حالانکہ ان مندرجہ بالا ق

کتابوں کے حوالے دیتا ہے جن میں مناقب الشعرا بھی شامل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے لباب الالباب عوفی کو نہیں دیکھا۔ کیونکہ وہ اس کا کہیں ذکر نہیں کرتا۔

تذکرۃ الشعرا فارسی تاریخ ادب پر فارسی زبان میں بہترین کتب سے ہے یہ ایک مقدمہ سات طبقات اور ایک تتمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں فارسی شعر کی مختصر سی تاریخ لکھی ہے۔ ہر ایک طبقہ میں تقریباً بیس شعرا اور اُن کے مربی بادشاہوں کے حالات درج ہیں۔ تتمہ میں مؤلف نے سلطان حسین غازی اور چھ ہمعصروں کے حالات دیئے ہیں۔ شاعر کے حالات کے بعد اُس کے کلام کا انتخاب درج ہے جو مؤلف کے مذاق کی داد دیتا ہے۔ تذکرۃ الشعرا کو چیدہ اشعار کے مجموعہ کی وجہ سے ایک نفیس بیاض کہا جاسکتا ہے جس میں تقریباً ۱۵۰ شعرائے متقدمین کے کلام کا انتخاب درج ہے جو مؤلف کی قابلیت اور ذہانت پر دال ہے۔ اس کے مندرجہ اشعار میں سے بعض نایاب ہیں۔ اور بعض علیحدہ کبھی نہیں چھپے۔ اشعار کے علاوہ عام تاریخی حالات بھی موجود ہیں۔ جو اس زمانہ کے حالات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ بہت سی پُرلطف حکائتیں دی ہیں۔ کتاب بحیثیت مجموعی فارسی زبان کے طالب علم کے لئے دلچسپ اور مفید ہے۔ اس کی زبان شیریں اور لطیف ہے۔ انوارِ سہیلی (جو مؤلف کے ہمعصر مُلّا حسین واعظ کاشفی کی تصنیفات سے ہے) کی طرح ثقیل بلاغت وغیرہ سے پاک ہے+

تذکرۃ الشعرا کا ساتواں طبقہ اور تتمہ تاریخی نقطۂ نگاہ سے دلچسپ ہے۔ دولت شاہ کی معلومات اس طبقہ کی بابت بڑی حد تک مستند قرار دی جاسکتی ہیں۔ کیوں کہ ان دونوں حصوں میں اُن لوگوں کے حالات درج ہیں جو مؤلف کے ہمعصر تھے۔ باقی کتاب کی نسبت یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعات کے جمع کرنے میں مؤلف نے احتیاط سے کام نہیں لیا۔ ضعیف یا معتبر روایت جیسی ملی لکھ دی۔ خود اسے پرکھا نہیں۔ اسی وجہ سے کتاب میں بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ جن کی وجہ سے بڑے بڑے فاضل مثل ریو اور علامہ شبلی ٹھوکر کھا گئے ہیں۔ جسقدر واقعات کی تاریخیں بہم پہنچ سکیں۔ مؤلف نے جمع کیں۔ چند ایک نظم میں ہیں اور باقی عربی لفظوں میں۔ تاریخ لکھنے کا یہ بہت محفوظ ذریعہ ہے۔ کیونکہ ہندسوں کے بدل جانے کا اندیشہ دور ہو جاتا ہے۔ اور ایسا اندیشہ مشرقی پرانی کتابوں کی نسبت عام ہوسکتا ہے۔ دولت شاہ کے اس فاضلانہ تاریخیں لکھنے کی نسبت کم از کم یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ مؤلف نے جو لکھی ہونگی وہ تقریباً ویسی ہی ہم تک پہنچ سکی ہیں +

تاریخی لغزشیں:- تذکرۃ الشعرا میں تاریخی لغزشیں بہت ہیں لیکن جن کا ہمیں تعلق ہے صرف انکا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

دولت شاہ نے رودکی کا نام وغیرہ نہیں لکھا۔ فقط اس کی کنیت ابوالحسن لکھی ہے۔ لیکن علامہ محمد بن عبد الوہاب قزوینی نے تعلیقات چہار مقالہ میں اس کا نام اور وجہ تخلص یوں لکھی ہے۔ "ابوعبداللہ جعفر بن محمد الرودکی منسوب بہ رودک۔ ناحیہ ایست بسمرقند و در آں ناحیہ قریہ ایست کہ او را لے میگویند وہذا القریۃ قطب رودک وہی علی فرسخین من سمرقند۔" قریہ قطب رودک سمرقند سے دو فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ اور رودکی اس قریہ کی طرف منسوب ہے۔ علامہ قزوینی کا قول قابل ترجیح ہے اور تازہ تحقیقات پر مبنی ہے۔ علامہ موصوف نے رودکی کا سن وفات سنہ ۳۲۹ھ لکھا ہے۔

دولت شاہ نے رودکی کا قصیدہ 'بوئے جوئے مولیاں آید ہمے' کے چند اشعار لکھنے کے بعد اپنی رائے ظاہر کی ہو کہ یہ اشعار صنائع و بدائع اور متانت سے عاری ہیں) اور اگر ایسے اشعار اس کے زمانہ میں کسی بادشاہ کے دربار میں پڑھے جاتے تو سب لوگ ان کی خوبی کا انکار کرتے لیکن دولت شاہ کی رائے اس معاملہ میں مستند نہیں ممکن ہو کہ زمانہ کے گذرنے سے مذاق بدل گیا ہو اور رودکی کے اشعار کی قدر نہ کر سکتے ہوں حقیقت یہ ہے کہ آدم الشعراء استاد رودکی نے یہ قصیدہ بہت خوب لکھا ہے۔ امیر معزی نے باوجود شیریں کلام شاعر ہونے کے اس کا جو جواب لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر معزی ایسا کرنے میں کس طرح ناکام رہا ہے مقابلہ سے اندازہ ہو سکتا ہے۔

رودکی	بوئے جوئے مولیاں آید ہمے	یاد یار مہرباں آید ہمے
امیر معزی	رستم از مازندراں آید ہمے	زیں ملک از اصفہاں آید ہمے

دولت شاہ نے غضایری کا نام اور سن وفات نہیں دیا۔ اس کا نام ابوزید محمد بن علی غضایری الرازی ہے۔ اس کی وفات سنہ ۴۲۶ھ میں ہوئی۔ تذکرۃ الشعراء میں منوچہری کا نام نہیں دیا گیا۔ تعلیقات چہار مقالہ میں یوں درج ہے۔ ابو النجم احمد بن قوص دامغان کا رہنے والا تھا سنہ ۴۳۲ھ تک زندہ رہا۔

بندار رازی۔ دولت شاہ نے اس کا سن وفات نہیں دیا۔ البتہ مجد الدولہ کا سن وفات سنہ ۴۲۰ھ لکھا ہے۔ صاحب مجمع الفصحا نے بندار کا سن وفات ۴۰۱ھ لکھا ہے۔ نیز وہ کہتا ہے کہ مجد الدولہ بھی اسی سال قتل ہوا۔ اس بنا پر یا تو بندار کا سن وفات ۴۰۱ھ غلط ہے۔ ممکن ہے ۴۲۱ھ ہو یا مجد الدولہ کی وفات کے متعلق مجمع الفصحا میں یہ اطلاع غلط ہے۔

دولت شاہ نے استاد عنصری کی تاریخ وفات ۴۳۱ھ مقرر کی ہے نئی تحقیقات کی رو سے اس کی وفات کی تاریخ سنہ ۱۰۴۰ء اور سنہ ۱۰۵۰ء کے درمیان مقرر کی گئی ہے۔

مسعود بن سلمان کی بابت دولت شاہ نے نہایت اختصار سے کام لیا ہے اس کی ولادت کا سن صحیح اقوال کے مطابق

سنہ ۴۳۸ھ یا سنہ ۴۴۰ھ ہے۔ اور سن وفات سنہ ۵۱۵ھ ہے اس کا خاندان ہمدان سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن مسعود ہندوستان میں آیا۔ لاہور اس کے اہل و عیال کا مسکن تھا۔ چنانچہ حبسیات میں لاہور کا مسعود نے ذکر کیا ہے۔

فردوسی۔ دولت شاہ نے فردوسی کا نام حسن بن اسحاق بن شرف شاہ لکھا ہے۔ لیکن پروفیسر براؤن نے اپنی کتاب لٹریری ہسٹری آف پرشین لٹریچر جلد دوم میں اسکا نام ابوالقاسم حسن بن علی طوسی لکھا ہے۔ دولت شاہ نے فردوسی عنصری عسجدی اور فرخی کی ملاقات کی جو حکایت لکھی ہے۔ اسکے متعلق چہار مقالہ اور لباب الالباب جو پرانے اور مستند تذکرے ہیں خاموش ہیں اس لئے یہ حکایت قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ اسدی طوسی کے ذکر میں دولت شاہ نے لکھا ہے کہ اسدی نے شاہنامہ کے آخری چار ہزار اشعار فردوسی کی فرمائش پر ایک رات اور ایک دن میں کہے۔ اور فردوسی کو جو کہ وہ بسترِ مرگ پر تھا۔ سنائے۔ یہ حکایت بے بنیاد ہے کیونکہ ایک رات اور ایک دن میں تا نماز دیگر چار ہزار اشعار لکھنا۔ خلاف قیاس ہے پھر دولت شاہ نے لکھا ہے کہ اسدی فردوسی کا اُستاد ہے۔ یہ بھی قرینِ صحت نہیں۔

دولت شاہ نے فردوسی کا سن وفات سنہ ۴۱۱ھ لکھا ہے لیکن پروفیسر براؤن نے بڑی تحقیق کے بعد ۴۱۶ھ مطابق سنہ ۲۶-۱۰۲۵ء مقرر کیا ہے یہ قول دولت شاہ کے قول پر فوقیت رکھتا ہے۔ امیر معزی کی تاریخ وفات کی نسبت دولت شاہ خاموش ہے۔ صحیح ترین اقوال سے امیر معزی کا سن وفات سنہ ۵۴۲ھ ہے جو غلطی سے سلطان سنجر کے تیر سے مارا گیا تھا۔

دولت شاہ نے امیر معزی کے حالات کے ساتھ نظام الملک کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور چار شعر دیئے ہیں۔ جن کو نظام الملک کی طرف منسوب کیا ہے تیسرے شعر میں نظام الملک کی عمر اور مقامِ وفات کا ذکر ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ دراصل یہ چاروں شعر برہانی والدِ معزی نے وفات کے وقت لکھے تھے۔ تیسرا شعر چوں شد...... الخ مصنوعی ہے۔ اصل یوں ہے:- آمد چہل و شش ز قضا مدت عمرم + در خدمت درگاہِ تو صد سال بمردم +
یہ قول نظامی عروضی سمرقندی کا ہے اور دولت شاہ کے قول پر مقدم ہے کیونکہ عروضی نے بالمشافہ امیر معزی سے سنا ہے۔

دولت شاہ نے نظام الملک کا سن وفات سنہ ۴۸۲ھ لکھا ہے لیکن پروفیسر براؤن نے سنہ ۴۸۵ھ مطابق سنہ ۱۰۹۲ء لکھا ہے

تذکرۃ الشعرا میں امامی ہروی کا سن نہیں دیا گیا۔ اس کا سن وفات سنہ ۶۶۷ھ مطابق سنہ ۹-۱۲۶۸ء ہے۔
مجد الدین ہمگر کا سن وفات سنہ ۶۷۸ھ مطابق سنہ ۱۲۷۹ء عیسوی ہے۔ دولت شاہ اس کے متعلق خاموش ہے۔
عراقی کا سن وفات دولت شاہ نے سنہ ۷۰۹ھ لکھا ہے۔ لیکن پروفیسر براؤن نے لکھا ہے کہ عراقی نے ۸ ذیقعدہ سنہ ۶۸۸ھ مطابق سنہ ۱۲۸۹ء کو وفات پائی۔ یہ قول معتبر ہے۔

محمد اقبال صافی ایم۔ اے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحمیدی کہ شاہباز بلند پرواز اندیشہ بساحت فضای کبریائے آن طیران نتواند نمود و تمجیدی کہ سیمرغ قلہ
قاف عقول انسانی بذروۂ عزت و عظمت آن بال نتواند کشود حضرت باری رفعت واجب الوجود را سزاوار
است جل ثنائہ و عظم کبریائہ کہ از خواص آبای ہفت گانہ علوی و آثار امہات چہارگانہ سفلی موالید سہ گانہ
را بحیز وجود موجود ساخت و ہر یک را از افراد کائنات بر حسب استعداد و قابلیات بہ محلی و مرتبتی لایق
مرتب و ممہد گردانید۔ شعر۔

ففی کل شیء لہ آیۃ　　تدل علی انہ واحد

و از بدو فطرت نوع انسان را از جملہ اجناس موجودات و تمامت مکونات بتعدیل مزاج مشرف
و ممتاز فرمودہ تاج کرامت و تشریف ہدایت وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ
وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا بر تارک میمون و فرق ہمایون ایشان نہادہ رقبہ زمین و زمان و نبات و
حیوان را در ربقہ تسخیر این جنس خطیر در آوردہ قوت ناطقہ را کہ مفتاح کنوز حقایق و گنجور رموز دقایق است در
جیب بازجیب آن جماعت مودع ساخت۔ شعر

قدرت اوست کہ پروردہ بشیرین کاری　　طوطی ناطقہ را در شکرستان مقال
حکمت اوست کہ پروانہ دین را بہ عقل　　تا نہد شمع ہدایت بشبستان ضلال

لاجرم جمیع انسان عظیم الشان شکرانہ نعمت منیع و موہبت بدیع را در شاہراہ بیان و معانی کہ پیداش
بیچپیند و بنطق کلام لا احصی ثناء علیک تفسیر تنزیہ و تقدیس ذات بیشالش میگویند و علی الدوام بحبل المتین
کرمش تمسک می جویند۔ بیت۔

شکر کدام فضل بجا آورد کسی　　حیران بماند هر که درین افتکار کرد
تُب علینا فانّنا بشرٌ　　ما عرفناک حق معرفتک

و آلاف تحیة و رضوان و اصناف محمدت و غفران از دل و جان روشن رویان ایمان نثار روضهٔ منور و مرقد معطر محرم راز دار راز سر ما اوحی و مسند نشین و فی فتدلّی شیرین کلام و ما ینطق عن الهوی حامل بار کرامت ان هو الا وحی یوحی دُرّة التاج سروران ممالک اصطفی ابو القاسم محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم باد. کما قال الله تعالی ان الله و ملائکته یصلّون علی النبی یا ایها الذین امنوا صلوا علیه و سلموا تسلیما. فصیحی که مسیح از عهد عزت بمحامد او زبان میکشاد و ملیحی که عزیز مصر خلافت در ملاحتش تقدیم میداد. بیت

یتیمی که ناکرده قرآن درست　　کتب خانهٔ هفت ملت بشست

صلی الله علیه و اله التابعین لهم باحسان الی یوم الدین.

دربیان فضیلت فصاحت بلاغت و تفصیل اصحاب این مستطاب

بر رای منیر و خاطر خطیر ارباب فضل عزت و اصحاب علم و حکمت ظاهر و واضح است که حق سبحانه و تعالی از مکمن عالم غیب و از گنجینهٔ مخزن لاریب مجموعهٔ وجود انسان بعرصهٔ ظهور بیاورده و در حدایق حقایق و سکنای دقایق بجالت افزائی و دل کشائی و شیرین زبانی چون نطق انفاس ناطقه نطق آدمی طوطی جان از جمله مرغان اوسلی اجنحه چه نبات سخن نه پرورده. بیت

نخستین فطرت پسین شمار　　توئی خویشتن را ببازی مدار

اعلی علیین مراتب انسانی علم و حکمت است که لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم از ان عبارت است و اسفل السافلین آدمی جهل و حماقت است ثم رددناه اسفل السافلین بان اشارت است. پس از فحوای کلام کریم مقرر شد و از حضیض حقارت تا افلاک باوج مراتب ملائک جز باوصاف انسانی و معرفت یزدانی نتوان رسید. بیت

تو ز آدم خلیفه بگهر　　قوت خویش را بفعل آور

نطق و فصاحت انسانی را کلید ابواب معانی نهاده اند بلکه طلسم کنوز دقایق را بدین مفتاح گشاده اند آدمی بقوت نطق و تمیز از حیوان ممتاز است و گرنه در وجود با جمیع خلایق انباز است زبان بهائم دو و اسپ تذکار ان

ظلمت و حجاب محبوس است وگرنه همه اشیای نزد ایشان محسوس است عارف رومی قدس سره درین باب
می فرماید

حس حیوانی ندارد اعتبار ای اخی در کوی قصابان گذار
فربهی حیوان کند از خورد و نوش می شود انسان قوی از راه گوش

دریغ نباشد که چنین طوطی از شکرستان فصاحت و مقال محروم ماند و تا سخن نشاید که مثل این بلبلی
از گلستان آمال معدوم گردد عالم ارواح که شفاف و صافی است فیض آن ارباب فصاحت را روانی و کافی ست
بیت

در پس آیینه طوطی صفتم داشته اند آنچه استاد ازل گفت بگو میگویم

صاحبدلی را ازانجا که مقام و حال اوست لاشک شاهد عدل قال و مقال اوست پس برین تقدیر سیاحان
وادی حقیقت و سباحان بحار طریقت و شریعت در بادیه جان گداز حکمت و معرفت و در بحار خونخوار اندیشه و
فکرت سیاحت و سباحت کرده اند بلکه از خار مغیلان این بادیه گلی چیده اند و از غواصی این بحر متناهی دردانه رسیده
اند بیت

زآتش نکهت چو پریشان شوند با ملک از جمله خویشان شوند

مسود این سواد نورانی و مصور این صورت پر معانی اقل عباد الله الغنی دولتشاه بن علاء الدوله بختی شاه
الغازی سمرقندی ختم الله له بالحسنی بر رای جهان آرای ارباب دین و دولت و اصحاب فضل و فطنت معروض میگرداند
که من بنده روزگار شباب و ایام تحصیل و اکتساب در جهالت و بطالت بسر بردم و دو سه روزه زندگانی که سرمایه
سعادت جاودانی است بمالایعنی تلف کردم چون از روی محاسبت و مراقبت بروزنامه حیات نظر نمودم دیدم که
کاروان عمر گرانمایه در بیشه گمراهی پنجاه مرحله قطع نموده و از دیوان حکمت عنوان حضرت قدوة المحققین قبلة العارفین
نور الملة والدین مولانا عبدالرحمن جامی ادام الله تعالی برکات انفاسه الشریفه این رباعی را مناسب حال و بر
حسب حال خود یافتم. رباعیه

تا ده بودم بسی زبون افتاده تا بیست ادبی ز ره برون افتاده
در سی و چهل داده چهل سال بباد در پنجه پنجم کنون افتاده

با خود اندیشه کردم که از هنر دین و دانش که فهرست مجموعه کمالات است حرفی نخوانده و از جاه دولت شبا

اباء و اجداد بی بهره مانده - این چنین عمر تلف شده را چه عوض و این سودای بی سود را چه غرض - بعد ما که زخم شمشیر تشویر خوردم و ساعتی بندامت سر فرو بردم و دیدم که دولت گذشته تدبیری ندارد و در همت روزگار حالت تا عشره می نتیجتی از تخلصهای شیخ آذری ره با خلاص یادم آمد بیت -

آذری عمر به بازیچه و غفلت بگذشت　　آنچه باقیست مشو غافل و فرصت دریاب

ع - کی عمر رفته کس بدو پیمان گرفته است

آخر مصلحت آن دانستم که پیش از آنکه پای مرکب حیات در سنگلاخ اجل مجروح شود

ع دست بکاری زنم که غصه سر آید

علم را پایه بلند و پایه ارجمند یافتم اما دیدم که مشاهده آن عروس جز بمجاهده روزگار صبا نقش نبندد که العلم فی الصغر کالنقش فی الحجر - اگرچه طفل راه هم اما قرین پنجاه هم و شاهراه سلوک تحقیقت اگرچه طریقه واصلان و وظیفه کاملان است بیت -

تا جان نکنی خون نخوری پنجه سال　　از قال ترا ره ننماید بحال

من گمراه که بعد از تضییع و اتلاف پنجاه بغفلتی رسیده باشم بحال رسیدن محال باشد قصه و غصه ملازمت درگاه سلاطین را چه گویم اگرچه این طریق شعار و دثار آبا و اجداد این مستمند است اما نفس را و مراسم آن خدمت ناموجب دیدم بضرورت پای اندکی این منهج در کشیدم بیت -

تکیه بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف　　مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی

عاقبت سودای فکر این نیان بود و دماغ ضعیف مرا در ربود - قوت متخیله برین رباعی ترنم می نمود - رباعی

در دهر مرا نه جاه و مالی حاصل　　نه علم و کمال و وجد و حالی حاصل

مردان ز مردان زده اند از چه مرا است　　چون نامردان خواب خیالی حاصل

آخر از حسرت و پشیمانی و اندوه و پریشانی بزاویه ادبار سجاده گشتم و بگوشه تنهائی معتکف نشستم از بطالت ملالت بر خاطرم مستولی شده شعر -

هاتف غیب این ندا در داد بیت

حاصل بیشتن ورقی بخراش　　در نشوانی قلمی می تراش

چون کنونه معانی ظهور نمود دانستم که قلم اژدهای آن گنج بود با قلم در زبان یک دل شده گفتم ای مفتاح

کنوز دانش بلا مشورت می کنم که سعی بنان من و بدندان تو کدام رقم است. قلم بصدای صریر با من تقریر کرد بیت

که هر چیز کان گفتنی گفته اند — بر و بوم و دانش همه رفته اند

علمای دین داد آثار و اخبار داده اند و ابواب قصص انبیا بر رخ خلق کشاده اند شیخ عطار که مرقد او از
ریاحین انوار معطر باد در تذکرة الاولیا ید بیضا نموده و مورخان دانا در تواریخ و مقامات سلاطین توانا مجلدها پرداخته
اند و کتابها ساخته و هم چنین در معرفت بلاد و مصلحت عباد و آنچه بایستنی است فضلا در آن کار جهد نموده اند
و یادگاری گذاشته اند بیت .

انچه مجهول مانده در عالم — ذکر تاریخ و قصه شعراست

جهت آنکه علما با وجود کمال فضل بدین افسانهٔ مختصر قلم رنجه نکرده و سر همت فرو نیاورده اند و دیگران از اوقات
مساعدت نکرده بلکه بضاعت آن نداشته اند القصه تاریخ و تذکره و حالات این طایفه را هیچ آفریده از فضلا
ضبط ننموده اگر رقمی بر وجه ثواب درین ابواب نموده آید همانا که بر وجه صلاح خواهد بود و این شکسته چون از خزاین
گنجینه معنی این رموز اصغا نمودم و دانستم که این صید از قید صیادان این صناعت جسته و این در بر روی ارباب
طلب بسته است از آنچه شکسته بسته در مدت العمر دیده و از آن خوشه که از خرمن کرام چیده بودم از تواریخ معتبر
و از دواوین استادان ماضی و اشعار متقدمین و متاخرین و از رسایل متفرقه و کتب سیر و غیر ذلک تاریخ
و مقامات و حالات شعرای بزرگ که ذکر دواوین اشعار ایشان در اقالیم مشهور و مذکور است جمع نمودم از
عهد اسلام الی یومنا هذا و بتقریب شمه از تواریخ سلاطین بزرگ که شعرای نامدار روزگار آن طایفه بوده اند درین
تذکره بقلم آوردم و از منشیات اکابر و لطایف اعاظم و تحقیق معرفت بلدان آنچه توانستم بقدر الوسع والامکان درین
تذکره با ایراد رسانیدم چون این عروس حقایق از حجلهٔ غیب روی نمود تامل نمودم که در حمایت شبستان کرم
کدام صاحب دل تواند بود و قدر این مخدرهٔ عصمت که دامن طهارت آن آلودهٔ خبث و خبایث نیست . کدام
معصوم خواهد دانست و این در معانی قابل گوش کدام اهل هوش است عقل دانا فهم ساخت . ع

قدر زر زرگر شناسد قدر جوهر جوهری

از رموز فهم دولت تفهیم شد که این خدمت جز صدر رفیع کرمی را شایسته نیست که امروز فضل بدولت
او منتظم و بنای جهل از هیبت و جلالت او منهدم است .

ذکر محامد صاحب دولتے کہ این خلعت وقف احسان اوست

اعنی میر الکبیر الاعظم ناصب رایات العدالت والنصفه والکرم امیر الامراء والحکام والی ولایت الایام ناظم دواوین الملوک والخواقین اعدل من حبل بالماء والطین نظام الممالک ملجأ الضعفاء من ورطات المهالک ذی المفاخر والمآثر مجمع کمالات الاوائل والاواخر مؤسس بنیان المکارم مجدد مراسم اکابر والاعاظم معین العلماء مربی الفضلاء مقوی الفقراء وافضل الامراء العظام ولی النعم والایادی الجسام ناقد فنون العلم بمعیار الطبع السلیم عارف المعارف بمیزان ذهن المستقیم. بیت

بحق مالک رقاب کلک و شمشیر　　نظام الملة والدین علی شیر

ثبت الله سریر الوجود بعزه وافاض علی المسلمین سحاب معدلته وجوده بزرگی که ممدوح اکابر آفاق است و مظهری که مجموع مکارم اخلاق ذات ملک صفاتش عنصر کرم و مروت و همت کیمیا خاصیتش معین شفقت و رافت ارباب فضل را ستوده منیعش مقری متین و اصحاب علت فاقه را دار الشفاء که مش مقری مبین عمارت گل اگر چه ظاهر اشعار اوست اما بحقیقت عمارت دل نیز پیشه و کار اوست ایزد سبحانه و تعالی درین هر دو طریقش ثابت قدم و راسخ دم داراد که شیوه اول سبب معموری بلاد و شفقت بر عباد هست و طریق ثانی اصل اخلاص و محض رشاد معمار سعی جمیلش ویرانی ملک را معمور ساخت و ساقی کرمش مخموران ستم را سراسر سرگردانید لموءلفه

ورنه ما ستی چون زویرانی نمی بیند اثر　　چند از این وسواس و سودا میکند تو عمرگری

پاکبازی بجلوه انگار معالی قناعت نموده بی صفت از آلایش طبیعت بحر وجود و خیرات حسان یادگار اوست والباقیات الصالحات مونس روزگار او انا آثارنا تدل علینا فانظر بعدنا الی آثار.

رعیت پناها دولت شاد باد　　بسعیت مسلمانی آباد باد

خدایت همه چیز شایسته داد　　جوانمردی و دانش و دین و داد

ز فضلت خراسان فرخنده بوم　　شرف برده بر خاک یونان و روم

ترا فضل و همت و بخشش طریق　　چنین کن که توفیق بادت رفیق

زاد از جهان نام نیکست و بس　　بجز نام نیکو نماند ز کس

ترا خیر و احسان و نیکی و نام　　بماناد تا جاودان والسلام

رجا واثق بلکه یقین صادق است که تحفهٔ حقیر این فقیر که تحقیق بردن شبه بدکان جوهریست

عرض نور سها در جنب مشتری در نظر قبول خداوندی مردود نگردد بیت

پاے ملخے نزد سلیمان بردن | عیب است ولیکن هنر است از مورے

بیان آئین این کتاب و تعیین طبقات و اسم و ابواب آن خواهم آوردن مقامات و حالات شعرا امر متعذر است چه از روزگار قدیم این طریق بین الناس متداول بوده و از جهت تغییر لغات که جمهور و عوام از حالے بجالے و امرے بامرے مبدل میگردد اسامی اکثر این جماعت در ستر خفا است و اما آنها که اسامی سامی ایشان در تواریخ و رسایل مذکور است و ذکر ایشان در میان مردم مشهور بعضی را اختیار نمودم که جملهٔ فاضل و درین علم ماهر بوده اند و نزد سلاطین مقبول و محترم و این کتاب را بطریق طبقات افلاک بر هفت طبقه قسمت نمودیم که در هر طبقه ذکر بیست فاضل تخمیناً مسطور باشد و خاتمه برین طبقات از دو جهت ذکر حالات فضلا و شعرا که امروز در جهان بذات شریف ایشان آراسته است [illegible] جرأت صاحب وقوف شوند ذیل عفو و اصلاح بر هفوات این کمینه بپوشند و در تقبیح نکوشند بیت

مگر عذرم بزرگان در پذیرند | بزرگان خورده بر خردان نگیرند

و عین الرضا عن کل عیب کلیلة | ولکن عین السخط تبدی المساویا

که در بحر لؤلؤ صدف نیز هست | درخت بلند است در باغ و پست

قبا گر حریر است و گر پرنیان | بناچار حشوش بود در میان

طبقهٔ اول و درین طبقه ذکر بیست فاضل است ص ۱۱-۴۲

استاد رودکی ص ۱۳-۱۴ | استاد غضایری رازی ص ۱۴-۱۶ | استاد اسدی طوسی ص ۱۶-۱۸

منوچهری شصت کله ص ۱۹ | بندار رازی ص ۲۰ | ابو النجم منوچهری ص ۱۸

استاد عنصری ص ۲۳

عسجدی بخاری ص ۲۴ | مسعود سعد سلمان ص ۲۴ | فردوسی طوسی ص ۲۶

فرخی ص ۳۰ | امیر معزی ص ۳۲ | نظامی عروضی سمرقندی ص ۳۴

حکیم ناصر خسرو ص ۳۴ | عمعق بخاری ص ۳۷ | قطران بن منصور اجلی ص ۳۹

فصیحی جرجانی ص ۴۰ | فرخاری ص ۴۱ | ابو العلا گنجوی ص ۴۱

طبقۂ ثانی نیز ذکر بیست فاضل است ص۴۳-۸۱

طبقۂ ثالث درین طبقہ ذکر شانزدہ فاضل است ص۸۱-۱۲۰

طبقۂ رابع درین طبقہ ذکر بیست فاضل است ص۱۲۰-۱۹۸

طبقہ خامس ص ۱۶۹ — ۲۲۶

طبقہ سادس ص ۲۲۶ — ۲۹۲

طبقهٔ سابع ص ۲۹۲-۳۳۰

مولانا حسن سلیمی	مولانا محمد بن حسام	مولانا عارفی هروی
مولانا جنونی	مولانا یوسف امیری	خواجه اوحدی مستوفی سبزواری
امیر یمین الدین نزلابادی	درویش قاسم تونی	مولانا صاحب بلخی
خواجه منصور قرابوغه	مولانا طوسی	سید شرف الدین ثنائی سبزواری
حافظ حلوائی	مولانا طوطی ترشیزی	قنبری نیشاپوری
طاهر بخاری	مولانا ولی قلندر	امیرزاده یادگار بیگ
محمود برسه		

خاتمه ([illegible])

در ذکر اکابر و افاضل که الیوم جمال روزگار بزیور فضل و کمال ایشان آراسته است مد الله تعالی ظلال فضائلهم و ابد دولتهم و درین محل ذکر شش تن از فضلا و امرا ثبت میشود والله اعلم مقدمهم

نور الملة والدین مولانا عبد الرحمن جامی	امیر کبیر امیر نظام الحق والدین علی شیر
امیر شیخ احمد سهیلی	خواجه افضل الدین محمود وزیر
خواجه عبدالله مروارید	مولانا خواجه آصفی

طبقهٔ اوّل

حوادث آباد عالم مقامیست منقلب که بهر حادثه بنوعے گردد و قرنے و قومے و زمانے و لغتے و زبانے پدید آید بیت

شاید و بهر فریبنده عروسیست شے　　　نیست معلوم که کاوس کیش دارا بود

طوفانات و حادثات و انقلاب و قتل عام همه باعث آنست که تبدیل احوال شود و علما و فضلا بزبان فارسی قبل از اسلام شعر نیافته اند و ذکر اسامی شعرا را نیافته اند اما در افواه افتاده که اوّل کسیکه شعر گفت بزبان فارسی بهرام گور بود و سبب آن بود که او را محبوبه بود که وے را دل آرام چنگی میگفتند و آن منظورهٔ ظریفه و نکته دان و راست طبع و موزون حرکات بوده چنانکه این بیت شامل حال وی است.

اے ز سر تا پا چو چشم خویش عین مردمی　　　میتواند بود چندین حسن در یک آدمی

و بهرام بدو عاشق بود و آن کنیزک را دائم بتماشائے شکارگاه بردے و دوست کامے دهشتے بهم کردے روزے بهرام بخشونت دل آرام در بیشهٔ شیرے درآویخت و آن شیر را دو گوش گرفته بهم بست و از غایت تفاخر بر زبان بهرام گذشت که منم آن پیل دمان و منم آن شیر یله و هر سخنے که از بهرام واقع شدی دل آرام مناسب آن جوابے گفتے بهرام گفت جواب این سخن داری دلارام مناسب این بگفت نام بهرام ترا و پدرت بوجبله پادشاه را طرز این کلام بمذاق موافق افتاد بحکما این سخن را عرض کرد و در نظم قانونی پیدا کردند اما از یک بیت زیاده نگفتندے ابوطاهر خاتونی گفته که بعهد عضد الدوله دیلمی هنوز قصر شیرین که بنواحیے خانقین است بالکل ویران نشده بود و در کتابهٔ آن قصر نوشته یافتند که بمنظوم فارسی قدیم است این است

هژبرا بگیهان انوشه بزے　　　جهانرا بدیدار توشه بزے

پس بریں تقدیر معلوم شد که پیش از اسلام شعر فارسی نیز میگفتند اما چوں ملک اکاسرهٔ عجم بدست عرب افتاد و ایں قوم مبارک بدین اسلام و ظاهر کردن شریعت میکوشیدند و راه و رسم عجم را میپوشیدند نیز پیدا نیست که شعر کرده باشند و یا از جهت فراست شعر مجهول شده باشد و در زمان بنی امیه و خلفائے بنی عباس که خود حکام ایں دیار عرب بوده اند شعر و انشا و امثله بزبان عرب بوده و خواجه نظام الملک در سیر الملوک

حکایت کنند کہ از زمان خلفائے راشدین تا بوقت سلطان محمود غزنوی قانون ودفاتر وامثلہ ومناشیر از
درگاہ سلاطین بعربی مینوشتہ اند وبفارسی از درگاہ سلاطین امثلہ نوشتن عیب بود چوں وقت وزارت
عبد الملک ابو نصر کندری رسید کہ او وزیر الب ارسلان بن چغر بیگ سلجوقی بود از کم بضاعتے خود فرمود تا آں
قاعدہ را برطرف ساختند واحکام وامثلہ را از دواوین سلاطین بفارسی نوشتند ونیز حکایت کنند کہ امیر
عبد اللہ بن طاہر کہ بروزگار خلفائے عباسی امیر خراسان بود روزے در نیشاپور نشستہ بود شخصے کتابے
آورد وبہ تحفہ پیش او نہاد پرسید کہ ایں چہ کتاب ست گفت ایں قصہ وامق وعذرا ست وخوب
حکایتے است کہ حکما بنام شاہ انوشیروان جمع کردہ اند امیر عبد اللہ فرمود کہ ما مردم قرآں خوانیم وبغیر از قرآن
وشریعت پیغمبر مارا ازیں نوع کتاب درکار نیست وایں کتاب تالیف مغانست وپیش ما مردود است
وفرمود تا آں کتاب را در آب انداختند وحکم کرد کہ در قلمرو ہرجا از تصانیف ومقال عجم کتابے باشد جملہ را
بسوزند ازیں جہت تا روز آل سامان اشعار عجم را ندیدہ اند اگر احیاناً نیز شعرے گفتہ باشند مدون نکردہ
اند حکایت کنند کہ یعقوب بن لیث صفار کہ در دیار عجم اول کسیکہ بر خلفائے بنی عباس خروج کرد او بود
پسرے داشت کوچک ولیث او را دوست میداشت روز عید انکودک با کودکان دیگر جوز میباخت
امیر بسر کوے رسید وبتماشائے فرزند ساعتے بایستاد فرزندش جوز میباخت وہفت جوز بگو افتاد ویکے
بیروں جست امیر زادہ نا امید شد پس از لمحہ آں جوز نیز بر سبیل رجع القہقری بجانب گو غلطان شد امیر زادہ
مسرور گشت واز غایت ابتہاج بر زبانش گذشت ع

غلطان غلطان ہمیرود تا لب گو

یعقوب را ایں کلام بمذاق خوش آمدند ماوردزرا را حاضر گردانید گفتند انہ جنس شعر است وابو دلف
عجلی والکعب باتفاق بتحقیق وتقطیع مشغول شدند ایں مصرع را نوعے از ہزج یافتند مصرعے دیگر تقطیع
موافق ایں بدیں مصرع افزودند ویک بیت دیگر موافق آں ساختند ودوبیتے نام کردند وچندگاہے دو
میگفتند تا آنکہ لفظ دوبیتے نیکو ندیدند گفتند کہ ایں چہار مصراعی است رباعی میشاید گفتن وچناگاہ آں نامی
فضلاں برباعی مشغول بودند وخوش خوش باصناف سخنورے مشغول شدند ع

گل بود بسبزہ نیز آراستہ شد

اما بروز آل سامان شعر فارسی رونق یافت واستاد رودکی دریں علم سرآمد بود وقبل از وے

شاعرے کہ صاحب دیوان باشد نشنودہ ایم پس واجب بود کہ ابتدا از استاد نمائیم۔

ذکر مقدمۃ الشعرا ابوالحسن رودکیؒ

استاد ابوالحسن رودکی در روزگار دولت سامانیہ ندیم مجلس امیر نصر بن احمد بودہ وجہ تخلص رودکی گویند از آں جہت است کہ رودکی را در علم موسیقی مہارتے عظیم بودہ و بربط را نیکو نواختے بعضے گویند کہ رود موضعے است از اعمال بخارا و رودکی از انجا ست فی الجملہ طبعے کریم و ذہنے مستقیم داشتہ و از جملۂ ودانشان فن شعر است و کتاب کلیلہ و دمنہ در قید نظم آوردہ و امیر نصر را در حق او صلات گرانمایہ بود چنانچہ استاد عنصری شرح آں انعام در قصاید خود میگوید حمد اللہ مستوفی در تاریخ گزیدہ مے گوید کہ امیر نصر بن احمد را چوں ملک خراسان مسلم شد و بدار الملک ہرات رسید باد شمال و ہوائی اعتدال آں شہر جنت مثال امیر را ملائم طبع افتاد و نوبہار سرخس و تموز کہسار بادغیس و خزاں پر نعمت ہرات و حوالی شہر مشاہدہ میکرد و امیر دار الملک بخارا کہ تخت گاہ اصلی آں خاندان است از خاطر محو شد امرائے دولت و ارکان حضرت سلطنت را چوں وطن و مسکن و ضیاع و عقار از قدیم الایام در بخارا بود از مکث امیر در ہرات ملول شدند و ہیچ حیلہ امیر قصد بخارا نمے کرد آخر الامر استعانت باستاد رودکی بردند تا امیر را در مجلس انس بر عزیمت بخارا تحریص کند و مال عظیم استاد را تقبل کردند روزے امیر را در مجلس شراب ذکر نعیم بخارا و ہوائے آں ملک جنت مثال بر زبان گذشت استاد رودکی بدیہہ ایں ابیات نظم کردہ بعرض رسانید

یاد جوئے مولیاں آید ہمے	یاد یار مہرباں آید ہمے
ریگ آموی با درشتیہائے آں	زیر پایم پرنیاں آید ہمے
آب جیحوں با ہمہ پہنا وری	خنگ ما را تا میاں آید ہمے
اے بخارا شاد باش و شاد زی	شاہ زوت میہماں آید ہمے
میر ماہ است و بخارا آسمان	ماہ سوئے آسماں آید ہمے
میر سرو است و بخارا بوستان	سرو سوئے بوستاں آید ہمے

ایں قصیدہ ایست طویل ایراد مجموع آں را ایں کتاب تحمل نیاورد گویند کہ امیر را چناں ایں قصیدہ بخاطر ملائم افتاد کہ موزہ در پا ناکردہ سوار شد و عزیمت بخارا کرد عقلا را ایں حکایت بخاطر عجیب مینماید

که این نظمت ساده و از صنایع و بدایع و متانت عاری چه که اگر درین روزگار سخن ورے این نوع سخن
در مجلس سلاطین و اهل عرض کند مستوجب انکار همگنان شود اما مے شاید که چون استاد را در اوتار و
موسیقی وقوف تمام بوده قولے و تصنیفے ساخته باشد و با آهنگ اغانی و ساز این شعر را عرض کرده در محل
قبول افتاده باشد القصه استاد را انکار نشاید کرد بمجرد این سخن بلکه او را در فنون علم و فضایل وقوف است
قصاید و مثنوی را نیکو میگوید استاد رودکی عظیم الشان و مقبول خاص و عام بوده نقل است که چون رودکی
درگذشت وصیت غلام هندو ترک گذاشت قیاس احوال دیگر ازین توان کرد این قطعه از اشعار اوست

بر داد و حسرتا که مرا دور روزگار — بے آلت و سلاح بزد راه کاروان
چون زلتے نمود مرا مخلصے فزود — بیکرون شگفت نمود است گیهان

اما امیر رودکی ابوالفوارس نصر بن احمد بن اسمعیل بن سامان پادشاه هنرمند هنرپرور بوده ماوراءالنهر
و خراسان را مستخلص ساخت و سی سال بعدل و داد و بشر اباد و قهر اعادی روزگار گذرانید و آخر بدست
غلامان خود سعادت شهادت یافت در سنه ۳۰۱ھ و استاد عنصری در تعداد سلاطین آن خاندان مبارک
گوید بیت

نه کس بوند ز آل سامان مذکور — دایم به امارت خراسان مشهور
بوده اسمعیل و احمدی و نصری — دو نوح و دو عبدالملک و دو منصور

یمحوا الله ما یشاء و یثبت و عنده ام الکتاب ۔

ذکر غضایری رازیؒ

از اکابر شعراست در روزگار سلطان محمود سبکتگین بوده و از ولایت ری بعزم خدمت سلطان متوجه
غزنین شده و با شعرای دارالملک مشاعره و معارضه مشغول شد و در مدح سلطان قصیده انشا کرد که مطلع
آن قصیده این است ۔

اگر مراد بجاه اندر است و جاه و بمال — مرا ببین که ببینی جمال را بکمال
من آنکسم که بمن تا بحشر فخر کنند — هر آنکه بر سر یک بیت بر نویسد قال

و درین قصیده اغراقی هست که سلطان غضایری را صله آن هفت بدره زر بخشید که از چهار هزار

درم مملو بود و این بیت آن اغراق

صواب کرد که پیدا نکرد هر دو جهان — یگانه ایزد داور بی نظیر و همال

وگرنه هر دو ببخشیده روز عطا — امید بنده نبودی به ایزد متعال

وعنصری را قوت کامل در فن شاعری هست خصوصاً در صنعت اغراق و اشتقاق و فضلاء
شعرا او را درین دو صنعت مسلم میدارند تا آثار و مناقب سلطان یمین الدوله ابوالقاسم محمود انار الله برهانه
از آفتاب روشن تر است پادشاهی بود موفق بتوفیق یزدانی عدل شامل و فضل کامل داشته
علما را موقر داشتی و با فقرا و صلحا و زهاد در مقام خدمت و شفقت زندگانی میکرد لاجرم همچو نام شریفش عاقبت
او محمود است و در تاج الفتوح چنین آورده است که سلطان محمود مملکت غزنین و خراسان را مستخلص
ساخت او را ذوق آن شد که از دار الخلافه بلقبی مشرفش گردانند و امام منصور ثعالبی را برسالت بدار الخلافه
فرستاد و امام قریب یک سال بجهت این مهم در دار الخلافه تردد میکرد و میسر نشد آخر الامر امام این صورت را
بعرض خلیفه رسانید که امروز سلطان محمود پادشاه بزرگ همتش و باشوکت و در اعلای اعلام دین میکوشد
و چندین هزار بتکده بسعی او مساجد شده و چندین هزار کفار بشرف اسلام مشرف شده اند شاید چنین
پادشاهی غازی دین دار را از لقب محروم کردن خلیفه از سخن امام متأمل شد که این شخص بنده زاده
است او را لقبی از القاب سلاطین چگونه توان داد و اگر مضایقه کنیم هر دو سلسله بزرگ و پر شوکت
مبادا اگر قصدی و عصیانی از او در وجود آید با اکابر حضرت درین امر مشاورت کرد اتفاق کردند که او
را لقبی باید نوشت که احتمال مدح و ذم داشته باشد و نوشتند که سلطان یمین الدوله ولی امیر المؤمنین
و ولی در لغت هم دوست را گفته اند و هم مملوک را پس این کلمه بهر دو جانب شامل باشد چون تشریف
از دار الخلافه بدین لقب صادر شد ابو نصر کیفیت این لقب بحضرت سلطان عرضه داشت کرد
سلطان از غایت بزرگی و کیاست احتمال عزت و ذم را ملاحظه کرد و فی الحال صد هزار درم بحضرت
رسالت روان کرد و بخلیفه نوشت که محمود مدت سی سال بحرب کفار جهت تعظیم شرع خاندان مصطفی
صلی الله علیه و سلم روزگار گذرانیده باشد اکنون یک الف بصد هزار درم بحضرت خلیفه که شجره ثمره مروت
و فتوت است اگر یک حرف بصد هزار درم نفروشد و مضایقه کند کمال بی مروتی باشد - چون
رسول سلطان با مال و مکتوب بدار الخلافه رسانید اکابر و فضلا بعرض خلیفه رسانیدند که مقصود محمود از آن

خرید ین یک حرف الحاق است لفظے سست و در لقب که والی امیر المومنین شود و مظنه طرف دوم بر طرف باشد
خلیفه از کمال فضل و کیاست سلطان تعجب کرد بالقاب والی سالها امثله و مناشیر از دار الخلافه در حق
سلطان صادر میشد وفات سلطان در سنه عشرین و اربعمائه بوده و شصت و نه سال عمر یافت و سی و
چهار سال سلطنت اکثر ایران بدو متعلق بود۔

ذکر اسدی طوسی رہ

از جمله متقدمان شعراست طبع مستقیم داشته و فردوسی شاگرد اوست در روزگار سلطان محمود استاد
فرقهٔ شعراے خراسان است و او را بکرات تکلیف نظم شاهنامه کرده اند استعفا خواسته پیری و ضعف
را بهانه ساخت و حالا دیوان او متعارف نیست اما در مجموعها سخن او مسطور است و مناظرها را بغایت نیکو
گفته و از طرز کلام او معلوم میشود که مرد فاضلے بوده و فردوسی را بنظم شاهنامه ایما و اشارت مے کرده که این
کار بدست تو درست خواهد شد نقل است که چون فردوسی از غزنی فرار کرده بطوس آمد از طوس برستمدار
افتاد و بعد از مدتے که از رستمدار و طالقان مراجعت کرد بوطن مالوف آمد و دران حین چون وفاتش
نزدیک شد اسدی را طلب کرد و گفت اے استاد وقت رحیل در رسید و از نظم شاهنامه قلیلے
مانده است مے ترسم که چون من رحلت کنم کسے را قوت آن نباشد که باقی را بقید نظم در آورد استاد گفت
اے فرزند غمگین مباش که اگر حیات باشد بعد از تو من این شغل را باتمام رسانم فردوسی گفت اے استاد
تو پیرے مشکل که این کار بدست۔ تو کفایت شود اسدی گفت انشاء الله تعالی شود و از پیش
فردوسی بیرون شد و آن شب و روز تا نماز دیگر چهار هزار بیت باقی شاهنامه را بنظم آورده و هنوز فردوسی
در حال حیات بود که سواد آن ابیات مطالعه نمود و بر ذهن مستقیم استاد آفرین گفت و آن نظم از اول
استیلاے عرب است بر عجم در آخر شاهنامه و آمدن مغیرة بن شعبه برسالت نزد یزدجرد شهریار و حرب سعد
بن وقاص بملوک عجم و ختم کتاب شاهنامه و فضلا برانند که آن جا نظم فردوسی آخر شده و به نظم اسدی رسیده۔
ظاهرا به فراست معلوم میتوان کرد و از مناظرات اسدی مناظره شب و روز را الحق مستقیم و درین روزگار شعراء
مناظره کمتر میگویند۔

مناظرهٔ شب و روز گفتار اسدی

بشنو از حجت گفتار شب و روز بهم — سرگذشتی که ز دل دور کند شدت و غم

هر دو را خواست جدال از سبب بیشی و فضل — در میان رفت فراوان سخن از مدحت و ذم

گفت شب فضل شب از روز فزون آمد از آنکه — روز را باز ز شب کرد خداوند قدم

نزد یزدان ز پرستنده و باز عابد روز — ساجد و عابد شب راست فزون قدر و قیم

قوم را سوی مناجات بشب برد کلیم — هم بشب گشت جدا لوط ز سبی داد و ستم

قمر چرخ بشب کرد محمد بدو نیم — سوی معراج بشب رفت هم از بیت حرم

هر چه باشد سی روز بفرمان شب قدر — بهتر از ماه هزار است ز بس فضل و سیم

ستر پوش است شب و روز نماینده عیوب — راحت افزاست شب و روز فزاینده الم

هست در روز ز اوقات که نهیست نماز — وز نماز همه شب فخر نبی بود دام

منم آن شاه که تخت زمن است ایوان چرخ — مه سپهدار و همه انجم و سیاره خدم

هر مه و سال عرب را عدد از ماه منست — بر سر ماه منست از پر جبریل رقم

بر رخ ماه من آثار درستیست پدید — بر رخ چهره خورشید تو آثار سقم

راست خورشید تو چندانکه بسالی برود — کم ز ماهی برود ماه من از کیف و ز کم

روز از شب بشنید این و برآشفت و بگفت — خامشی کن چه درائی بسخن نامحکم

روز را عیب بطعنه چکنی کایزد عرش — روز را پیش ز شب کرد ستایش بقسم

روزه خلق که دارند بروز است همه — بحرم حج و به روز است هم از رب امم

عید و آدینه و فرخ عرفه عاشورا — همه روز است چو بینی هم از عقل و فهم

روز خواهد بدر آراستن خلق بحشر — روز بد نیز و چو دد همه مردم ز عدم

تو بعاشق نه برنجی و باطفال نهیب — در تن دیو و پری بر دل بیمار و در جسم

بوم و خفاش بشب زاغ و سیه چشم و دیو — دزد اکثر همه شب گرد همه اهل تهم

من باصل از خور چرخم تو بجنبی از دل خاک — من چو تابان صنوبر نارم تو چو تاریک ستم

روی آفاق زمین خوب نماید ز تو زشت   دیده خلق زمین نور فزاید ز تو نم
مر مرا گونهٔ اسلام ترا گونهٔ کفر   مر مرا جامهٔ شادیست ترا جامهٔ غم
تو بچهر از حبشی فخر به حسن ار چه کنی   حبشی را چه رسد حسن اگر هست صنم
سپه دیلم و بنجوم از چه شناسند که پاک   بگریزند چو خورشید من افراخت علم
چه زبان کت نبی پیش زمین داشت خدا   ور نبی نیز هم از پیش سجیت اصم
خلق الموت بخوان گرچه حیات از پس اوست   به ز موتست بهرحال حیوة آخر هم
گر ز ماه تو شناسند مه و سال عرب   ز آفتابم همه دانند مه و سال عجم
گرچه زرد آمده خورشید هم او به زرست
سه فریضه ز نماز است بروز و دو بشب   زان نماز تو کم آید که ز من هستی کم
گر ز خورشید سکندر رود او پیک نیست   پیک البته سکندر شمرد از شاه قدم
ور بقول نبوی راضی و خواهی که بود   در میان حکم کنی عدل خداوند حکم
یا بپسندار بگفتار شه عادل زاد   یا رضا ده برئیس الوزرا کان کرم
زاد بو نصر خلیل احمد کز انصرت محمد   افسر جاه و جلال است سر ملک و نعم

ذکر ملک الکلام ابوالفرج سنجری

استاد ابوالفرج در زمان حکومت امیر ابوعلی سیمجور ظهور یافته و مداح آن خاندان است مردی بغایت محتشم و صاحب جاه بوده و از اکابر آل سیمجور انعام و اکرام بی پایان یافته و به نهایت رسیده و در علم شعر بغایت ماهر و صاحب فن است چنانکه چند نسخه درین علم نفیس تالیف دارد و ملک الشعرای عنصری شاگرد اوست و سیستانی الاصل است و در بعضی مجموعها او را غزنوی نیز نوشته اند و بعد از ابوالفرج بلخی بود اما الفضل للمتقدم دیوان او متعارف نیست اما در مجموعها اشعار او نوشته دیدم و اکابر در رسایل خود اشعار استاد ابوالفرج را به استشهاد می آورند و او راست

عنقای مغرب است درین دور مردمی   خاص از برای تحفت برخیزد آدمی
چندانکه گرد صورت عالم بر آمدیم   غم خوارهٔ آدم آمد و بیچاره آدمی

هر کس بلقمهٔ خویش گرفتار محنت اند　　کس را نداده اند برات مسلّمی

نقل است که امیر ابوعلی سیمجور پیش از حکومت آل سبکتگین از قبل سلاطین سامانیه حاکم خراسان بوده و چون امیر ناصرالدین را با سبکتگین منازعت افتاد و دران فتنه خراسان خراب شد و عاقبت امیر ابوعلی بدست سلطان محمود گرفتار شد و پادشاهی خراسان باستقلال و انفراد بید تصرف سلطان محمود افتاد و آل سیمجور استاد ابوالفرج را میفرمودند که هجو آل سبکتگین میگفته و در حقارت نسب ایشان اشعار دارد و آل سیمجور مستأصل شدند و سلطنت خراسان بر آل سبکتگین قرار گرفت سلطان محمود بغایت از استاد ابوالفرج در خشم بود خواست تا او را هلاک سازد و عقوبت فرماید او در خفیه استعانت باستاد عنصری برد و عنصری شفیع او شده جریمهٔ او را از سلطان درخواست کرد سلطان از جریمهٔ او درگذشت و او را باموال و جهات باستاد عنصری بخشید و استاد عنصری اموال گرانمایه از استعداد ابوالفرج آورد و از روی حقوق استادی و سماحت نصف اموال را به ابوالفرج بخشید و استاد ابوالفرج عنصری را دعا کرد و قصاید در مدح شاگرد دارد۔

ذکر ملک الفصحا منوچهر شصت کله

در زمان دولت سلطان محمود غزنوی بوده از ولایت بلخ است اما در غزنی بودی و او را از شعرا سلطان محمود شمرده اند شاعری ملائم گوی متین سخن است و او شاگرد استاد ابوالفرج سجزی است و از اقران ملک الکلام عنصری بوده و اشعار او مقبول طبع فضلا است و دیوان او در ایران زمین معروف و مشهور است بغایت متمول و صاحب مال بوده و شصت کله ازان مشهور شده است و جمیع اموال او بسبب شعر و شاعری حاصل شده استاد عنصری اشعار او را بسیار معتقد است و مربی او بوده و او را در مدح استاد عنصری قصاید غرا است و ازان جمله قصیده میگوید و خطاب بشمع میکند بطریقت لغز و تخلص بمدح استاد عنصری مینماید و چند بیت ازان قصیده وارد میگردد۔

ای نهاده بر میان فرق جان خویشتن　　جسم ما زنده بجان و جان ما زنده بتن

گر نه کوکب چرا پیدا نگردی جز بشب　　ور نه عاشق چرا گریی همی بر خویشتن

کوکبی آری و لیکن آسمان تست موم　　عاشقی آری و لیکن هست معشوقه لگن

پیرهن در زیر تن داری و پوشد هر کسی	پیرهن بر تن تو پوشی همی بر پیرهن
گر بمیری آتش اندر تو رسد زنده شوی	چون شوی بیمار خوشتر گردی از گردن زدن
تا همی خندی همی گریی و این بس نادر است	هم تو معشوقی و هم تو عاشقی بر خویشتن
بشگفی بی نوبهار و پژمری بی مهرگان	بگریی بی دیدگان و باز خندی بی دهن
تو مرا مانی بعینه من ترا مانم همی	دشمن خویشیم هر دو دوستدار انجمن
خویشتن سوزیم چون من بر مراد دوستان	دوستان در راحتند از ما و ما اندر حزن
هر دو گریانیم و هر دو زرد و هر دو در گداز	هر دو سوزانیم هر دو فرد و هر دو ممتحن
آنچه من در دل نهادم بر سرت بینم همی	وآنچه تو بر سر نهادی در دلم دارد وطن
روی تو چون شنبلید برشگفته بامداد	وان من چون شنبلید ناشگفته در چمن
از فراق روی تو گشتم عدوی آفتاب	در فراق تو شب تاری شدستم مفتتن
من دگر یاران خود را آزمودم خاص و عام	و طلبگاری زیک تن نه وفا اندر دو تن
رازدار من توی ای شمع یار من توی	غمگسار من توی من آن تو تو آن من
تو همی تابی چو نور و من همی خوانم بمهر	هر شبی تا روز دیوان ابوالقاسم حسن
اوستاد اوستادان زمانه عنصری	عنصر دین و دلش بیعیب و بی غش و فتن
شعر او چون فضل او هم بی تکلف هم بدیع	فضل او چون شعر او هم نازنین هم حسن
زین فزونتر شاعران دعوی بود لاف گزاف	این حکیمان دگر یک فن بود او بسیار فن
در زغن هرگز نباشد فن اسب راهوار	گرچه باشد چون صهیل اسب آواز زغن
تا همی خوانی تو اشعارش همی خایی شکر	تا همی بویی تو ابیاتش همی بویی سمن

الحق این قصیده بر متانت طبع سخنوری او گواه عدل است والسلام۔

ذکر ملک الکلام پندار رازی ره

شاعر مجدالدوله ابوطالب بن فخرالدوله دیلمی بوده سخنی متین و طبع قادر داشته و بسه زبان سخنوری میکند عربی و فارسی و دیلمی و از قهستان ری است صاحب اسمعیل بن عباد که کریم جهان بوده مربی

پندار است و خواجه ظهیر الدین فاریابی راست در فضیلت خود و ستایش پندار بیت

در نهانخانهٔ طبعم بتماشا بنگر — تا ز هر زاویه عرصهٔ وهم پنداری

واین رباعی نیز ازوست

از مرگ حذر کردن دو روز روا نیست — روزی که قضا باشد و روزی که قضا نیست

روزی که قضا باشد کوشش نکند سود — روزی که قضا نیست درو مرگ روا نیست

واین رباعی بغایت مشهور است و بسیاری از اکابران استاد میکنند اما بتکرار در چند نسخه بنام پندار دیدم و اورا است بزبان دیلمی در مذمت کدخدائی۔

مرا گویند زن کن زن که اندر دل هلاک آئی — عروسک جهیزک پر زخانه طمطراک آئی

نخواهی زن نخواهی که نه سه بگذرد حالی — رید در ریش تو گرچه زخانه نیک واک آئی

اما مجد الدوله بعد از وفات پدر هفده سال در عراق عجم و دیلم سلطنت کرد میان او و سلطان محمود غزنوی تنازع بود و مادر مجد الدوله دختر ابو لف دیلمی صاحب اختیار مملکت بوده و چون مجد الدوله طفل بود سیده به نیابت او سلطنت میکرد گویند سلطان محمود غزنوی از مادر مجد باج و خراج طلب کرد و بدو نوشت که حق تعالی مرا برگزید و تاج اقبال و کامرانی بر تارک دولت قاهره من نهاد و تسخیر اهل ایران و هند مطیع و منقاد من شده اند تو نیز فرزندت را روانه کن تا در رکاب همایون من باشد و باج و خراج قبول کن وگرنه دو هزار فیل جنگی بدیار تو فرستم تا خاک ری بعرش نقل کنند سیده رسول را اکرام نمود و در جواب سلطان نوشت که سلطان محمود مرد غازی و صاحب دولت است واکثر ایران زمین و هند اورا مسلم است اما تا شوهرم فخر الدوله در حیات بود مدت دوازده سال از غائله خصومت سلطان محمود اندیشناک بودم تا شوهرم برحمت واصل شده آن اندیشه از خاطرم محو است چرا که سلطان پادشاه بزرگ و صاحب ناموس است لشکر بر سر زنی نخواهد کشید واگر کشید و جنگ کند مقرر است که من نیز جنگ خواهم کرد واگر ظفر مرا باشد تا دامن قیامت مرا شکوه است واگر ظفر او را باشد مردم گویند پیرزنی را شکست فتح نامها در ممالک چگونه نویسد مصراع

چه مردی بود کز زنی کم شود — من میدانم که سلطان مرد

عاقل و فاضل است هرگز اقدام بر چنین کاری نخواهد کرد من در غزنی این باری آسوده ام

ودربساط کامرانی ورفاهیت غنوده ام چون رسول سلطان محمود پیغام براین منوال رسانید سلطان محمود
برعقل وکیاست سیده آفرین کرد گفت ما هیچ نیستیم که شنیده باشیم امااین زن را خرد وهنرش بمعنی
بیشتر از مرد است وتا سیده زنده بود سلطان محمود قصد مملکت فخرالدوله نکرد وقتل فخرالدوله
درسنه ۲۱۰ بوده

ذکر ملک الشعرا استاد ابوالقاسم الحسن بن احمد عنصری رح

مناقب وبزرگواری او اظهر من الشمس است وسرآمد شعرای روزگار سلطان محمود بوده واورا
طور شاعری فضایل است وبعضی اوراحکیم نوشته اند چنین گویند که در رکاب سلطان یمین الدوله
محمود همواره چهارصد شاعر متعین بودندی وپیشوا ومقدم طایفه استاد عنصری بود وهمگنان شاگردی
او مقر ومعترف بودند واورا در مجلس سلطان منصب ندیمی با شاعری ضم بوده وپیوسته مقامات و
غزوات سلطان نظم کردی واورا قصیده ایست مطول قریب یک صد وهشتاد بیت که مجموع غزوات
وحروب وفتوح سلطان را در آن قصیده بنظم آورده ودر آخر سلطان محمود استاد عنصری را مثال
ملک الشعرایی قلمرو خود ارزانی داشت وحکم فرمود که در اطراف ممالک هرکجا شاعری خوشگوی باشد
سخن خود بر استاد عرضه دارد تا استاد با غور وتحقیق آن را منقح کرده در حضرت اعلی بعرض رساند وهمه
روز مجلس استاد عنصری شعرا متصدی ستحسین بوده واورا جاهی ودستگاهی عظیم بدین جهت جمع شده است
وفردوسی را در نظم شاهنامه تحسین بلیغ میکند چنانچه آن حکایت بجایگاه خود خواهد آمد واستاد عنصری را
درصنعت سوال وجواب در مدح امیر نصر بن سبکتگین برادر سلطان محمود شعر

سه سوالی کز آن گل سیراب — دوش کردم مرا بداد جواب
گفتمش چون شبست تنها به دیده — گفت پیدا لب شب بود مهتاب
گفتم از تو که پرده دارد مهر — گفت از تو که برده دارد خواب
گفتم از شب خضاب روز مکن — گفت برو زخون مکن تو خضاب
گفتم آن زلف سخت خوشبویست — گفت زیرا که هست عنبر ناب
گفتم آتش بران رخت که فروخت — گفت آن کو دل تو کرده کباب

گفتم از روی تو تابم روی — گفت کس روی تافت از محراب
گفتم اندر عذاب عشق توام — گفت عاشق نکو بود بعذاب
گفتم از چیست روی اختر من — گفت هر دوم ز روی شیر و شاب
گفتم از خدمتش مرا خبر است — گفت از و چیز بهتر نیست ثواب
گفتم آن میر نصر ناصر دین — گفت آن مالک ملوک رقاب
گفتم او را کفایت و ادب است — گفت کافی از و شد است آداب
گفتم آگاهی از فضایل او — گفت بیرون از و شدست حساب
گفتم از دست بحر بگیست سؤال — گفت نزدیک تیز و دور شتاب
گفتم او در زمانه یابیست است — گفت بالیست تر ز عمر شباب
گفتم اندر جهان چو او دیدی — گفت نی و نخوانده ام ز کتاب
گفتم اندر کفش چه دیدی تو — گفت دریا بجاے او چو سراب
گفتم او لفظ سائلان شنود — گفت پاسخ دهد بزر و ثیاب
گفتم آزاده را بنزدش چیست — گفت جاه و جلالت و ایجاب
گفتم از تیر او چه دانی باز — گفت همتاے صاعقه است شهاب
گفتم آن تیغ چیست و دشمن چه — گفت این آتش است و آن سیماب
گفتم از حکم او برون جا چیز نیست — گفت اگر هست ضائع است و تباب
گفتم اعداے او دروغ زنند — گفت همچون مسیلمه کذاب
گفتم آفاق را بدو بدهم — گفت خود کس خطا دهد بصواب
گفتم از جود او عطا بر کیست — گفت بر جامه بافته بر ضراب
گفتم آن کز همه شهر شهیر است — گفت داده و ستدش ایزد وهاب
گفتم او ملک را بجا دارد — گفت زیر نگین و زیر رکاب
گفتم از مدح او ثنا سازیم — گفت زان بیان کنند اولوا الالباب
گفتم او را چه خواهم از ایزد — گفت عمر دراز و دولت و شباب

وازمقالات استاد عنصری برین قدر کفایت کنیم چه دیوان استاد عنصری قریب سه هزار
بیت است مجموع آن اشعار مصنوع و معارف و توحید و مثنوی و مقطعات و مولد استاد عنصری ولایت
بلخ است و مسکن دار الملک غزنین و وفات یافتن استاد عنصری در شهور سنه احدی و ثلاثین و اربعمائه
در زمان دولت سلطان مسعود بن محمود غزنوی بود اما سلطان مسعود پسر مهتر سلطان محمود است و سلطان
محمد بن محمود برادر کهتر سلطان مسعود و بعد از سلطان محمود این دو برادر را منازعت افتاد و سلطان محمود
وصیت کرده بود که خراسان و عراق و جرجان و مضافات سلطان مسعود را باشد و غزنین و کابل و
هند محمد را و سلطان مسعود از برادر التماس کرد که تا او را در خطبه شریک سازد و محمد ابا کرد و سلطان مسعود
بخصومت او لشکر بزابل کشید و محمد مسعود را اسیر کرد و بقتل رسانید و در ثانی الحال مودود بن مسعود
بر عم خروج کرد و بقصاص پدر عم و فرزندان آن را بکشت و صبح اقبال آن سبکتگین بشام ادبار مبدل شد
و دران خصومت آل سلجوق خروج کردند و خراسان و عراق را مسخر ساختند و سلطان مسعود پادشاه صاحب
با رای و تدبیر بوده ۔

تا بخت کرا خواهد و میلش بکه باشد

ذکر عسجدی نوّر مرقده

اصلاً هروی است قصاید رامتین و ملایم میگوید و از جمله شاگردان استاد عنصری است و همواره
در رکاب سلطان محمود بودے و دیوان عسجدی متعارف نیست اما سخن او در مجموعها و رسایل مسطور
و مذکور است رباعی

از شرب مدام و لاف مشرب توبه ... وز عشق بتان و سیم غبغب توبه
دل در هوس گناه و بر لب توبه ... زین توبه نادرست یا رب توبه

ذکر ابو الفخر مسعود بن سعد سلمان نور قبره

جرجانی است و دیوان او در عراق و طبرستان و دار المرز شهرتی عظیم دارد و در زمان دولت
امیر عنصر المعالی منوچهر بن قابوس بوده و مردے اہل فضل بوده اشعار عربی بسیار دارد و در آخر عمر ترک

مداحی سلاطین وامرا نموده وقصاید توحید ومعارف وارد مشتمل بر زهدیات وترک دنیا فضلا واکابر اشعار اورا معتقد اند چنانکه فلکی شروانی در منقبت خود میگوید وذکر سخن مسعود میکند این است. بیت

گرین طرز سخن در شاعری مسعود را بودے — بجان صد آفرین کردی روان سعد سلمانش

واین قطعه مسعود راست .

چون بدیدم بدیدهٔ تحقیق — که جهان منزل فناست کنون
زاد مردان نیک محضر را — روی در مقطع فناست کنون
آسمان چون حریف نامنصف — پر ز عشوه و دغاست کنون
طبع بیمار من ز بستر آز — شکر یزدان درست خواست کنون
وز عقاقیر خانهٔ توبه — نوشدارو ے صدق خاست کنون
وین زبان جهان خدیو سرای — مادح حضرت خداست کنون
لهجه نو نوای خوش نغمه — بلبل باغ مصطفی است کنون
عزت جامه کسب بر من — چون فزون شد خرد بجاست کنون
سر آسوده و تن آزاد — گنج گنجشم و پنبه راست کنون
بدنے خدمت شما کردم — نوبت خدمت خداست کنون

اما امیر شمس المعالی قابوس بن وشمگیر والی جرجان و دارالمرز و طبرستان و گیلان بوده پادشاه دانا و عالم و عادل و فاضل بوده حکما و علما را موقر داشتی و اشعار عربی و فارسی بسیار گفته استاد حکیم سنائی است. درین باب که این بیت دلالت بر قابوس میکند

فقه خوان لیک در سیم جاه — همچو قابوس وشمگیر مباش

میان او و فخر الدوله دیلمی خصومت افتاد اورا از جرجان اخراج کرد و قابوس به نیشاپور آمده در التجا به امیر علی سیمجور و تاش حاجب آورد که والی خراسان بودند از قبل نوح بن منصور سامانی و هشت سال در نیشاپور بسر برده در آنجا دو ملجا را انعام داد و در مدت غربت تا عهده که در دارالملک خود داشته ذره تجاوز نکرده امام ابوسهل صعلوکی که در آن حین اقضی القضاة خراسان و سرآمد آن روزگار بوده در مدایح قابوس قصاید و تصانیف دارد چون فخر الدوله وفات یافت باز امیر قابوس قصد جرجان و مملکت

موروث خود کرده بدست آورد و دران چین بدست خاصان خود وسعی منوچهر فرزندش در قلعه جناشک که از اعمال بسطام است شهید شد و سبب قتل امیر قابوس آن بوده که او مردی بغایت متکبر و بدخو بوده و بسیار اکابر بدست او هلاک شدند و اهرا در ریختن خون حرصی تمام بوده عاقبت ارکان دولت از وی متنفر شدند و منوچهر را بران آوردند تا او را گرفته محبوس ساخت و در اثنای حبس بر هلاک او رضا داد حکایت کنند که در وقتی که منوچهر قابوس را گرفت به عبدالله جماز سپرد تا او را در قلعه ماران جان محبوس سازد و در راه قلعه امیر قابوس از عبدالله سوال کرد که آخر شما بان را چه برین داشت که بر آزار من جرأت کردید عبدالله گفت ای امیر تو مردم را بسیار می کشتی ازین جهت ترا حبس کردیم امیر قابوس گفت خلاف این است من مردم را کمتر میکشتم ازین جهت بدین بلا گرفتار شدم اگر مردم را بسیار کشتمی اول ترا بکشتم تا امروز بدین خواری بدست تو گرفتار نمیشدم و شیخ الرئیس ابوعلی سینا معاصر امیر قابوس بوده است و او را حجة الحق گفته اند اصلاً بخارائیست و پدر او عبدالله سینا دانشمند و حکیم بوده شیخ ابوعلی در دوازده سالگی با دانشمندان بخارا مناظره کردی و ایشان را ملزم ساختی در خوارزم هفت سال درس گفته و از انجا بجرجان و عراق عجم افتاده وزیر عماد الدوله دیلمی شده و در خطهٔ اصفهان بمرض اسهال و رنج درگذشت و این قطعه در حق او گفته شده۔

حجة الحق ابوعلی سینا — در شجع آمد از عدم بوجود
در شصا کسب کرد جمله علوم — در تکز کرد این جهان بدرود

ذکر سحبان العجم فردوسی رحمة الله

اکابر و افاضل متفق اند که شاعری درین مدت روزگار اسلام مثل فردوسی از کتم عدم پای بمعمورهٔ وجود نهاده و الحق داد سخنوری و فصاحت داده و شاهد عدل بر صدق این دعوی کتاب شاهنامه است که درین پانصد سال گذشته از شاعران و فصیحان روزگار هیچ آفریده را یارای جواب شاهنامه نبوده و این حالت از شاعران هیچکس را مسلم نبوده و نیست و این معنی بغایت خدائیست در حق فردوسی گفته اند بیت

سکه کاندر سخن فردوسی طوسی نشاند — کافرم گر هیچکس از جمله فرسی نشاند

اول از بالای کرسی بر زمین آمد سخن | او سخن را باز بالا برد و بر کرسی نشاند

و عزیزی دیگر راست بیت

در شعر سه تن پیمبرانند | هر چند که لا نبی بعدی

اوصاف و قصیده و غزل را | فردوسی و انوری و سعدی

انصاف آنست که مثل قصاید انوری قصاید خاقانی زانوان گرفت باید که کم و بیش مثل
غزلیات شیخ بزرگوار سعدی غزلیات خواجه خسرو و خواهد بود اما مثل اوصاف و سخن گذاری فردوسی کم ام
فاضل شعر گوید و کرا باشد و میتواند بود که شخصی این سخن را مسلم ندارد و گوید شیخ نظامی را درین باب
ید بیضا است و درین سخن مضایقه نیست و شیخ نظامی بزرگ بوده و سخن او بلند و متین و پر معانیست
اما از راه انصاف تامل در هر دو شیوه گو بکن و ممیز بوده حکم براستی گو در میان بیاور اما اسم فردوسی حسن
بن اسحاق بن شرف شاه است و در بعضی سخن ابن شرف شاه تخلص میکند و از دهاقین طوس
بوده و گویند از قریه رزان است من اعمال طوس و بعضی گویند سوری بن ابو معشر که او را عمید خراسانی
میگفته اند و در روستاق طوس کاریزی و چهار باغی داشته فردوس نام و پدر فردوسی باغبان آن
مزرعه بوده و وجه تخلص فردوسی آن ست والعهدة علی الراوی ابتدای حال فردوسی آن است که عامل
طوس بر او جور و بیدادی کرده و بشکایت عامل طوس بغزنین رفته مدتی بدرگاه سلطان محمود تردد میکرد
و مهم او بصلاح نمی شد بخرج الیوم در ماند شاعری پیشه ساخته قطعه و قصاید میگفت از عام و خاص جهت
معاش بدو چیزی میرسید و در سر او آرزوی صحبت استاد عنصری میبود و از غایت جاه عنصری او را این
آرزو میسر نمیشد تا روزی که خود را در مجلس عنصری گنجانید و در آن مجلس عسجدی و فرخی که هر دو شاگرد
عنصری بودند حاضر بودند استاد عنصری فردوسی را چون مرد روستایی شکل دید از روی ظرافت گفت
ای برادر در مجلس شعرا جز شاعری نگنجد فردوسی گفت بنده را درین فن اندک مایه هست استاد
عنصری جهت آزمودن طبع او گفت ما هر یک مصرعی میگوییم اگر تو مصرع دیگر گویی ترا مسلم داریم عنصری
گفت چون عارض تو ماه نباشد روشن عسجدی گفت مانند رخت گل نبود در گلشن فرخی گفت مژگانت
گذر همی کند از جوشن فردوسی گفت مانند سنان گیو در جنگ پشن همگنان از حسن کلام او تعجب کردند
و آفرین گفتند و استاد عنصری فردوسی را گفت نیکو گفتی مگر ترا در تاریخ سلاطین عجم وقوفی هست گفت

سبلے تاریخ ملوک عجم همراه دارم عنصری او را در ابیات و اشعار مشکله امتحان کرد فردوسی را در شیوه شاعری و سخنورے قادر یافت گفت اے برادر معذور دار که ما فضل ترا نشناختیم و او را مصاحب خود ساخت و سلطان محمود عنصری را فرموده بود که تاریخ ملوک عجم را بقید نظم در آورد و عنصری از کثرت اشتغال بهانها میکرد و مے تواند بود که طبعش بر نظم شاهنامه قادر نبوده باشد و هیچکس را از دوران روزگار نیافته که اهل این کار بوده باشد القصه فردوسی را پرسید که میتوانی که نظم شاهنامه گوئی فردوسی گفت بلے انشاء الله استاد عنصری ازین معنی خرم شد و فی الحال بعرض سلطان رسانید که جوانے خراسانی آمده بسیار خوش طبع و سخنورے قادر است گمان بنده آنست که از عهده نظم تاریخ عجم بیرون تواند آمد سلطان گفت او را بگو که در مدح من چند بیت بگوید عنصری فردوسی را بمدح سلطان اشارت کرد فردوسی چند بیت در مدح سلطان بگفت بدیهه و این بیت از آنجمله است

چو کودک لب از شیر مادر بشست   بگهواره محمود گوید نخست

سلطان را بغایت ازین بیت خوش آمد و فردوسی را فرمود تا بر نظم شاهنامه قیام نماید گویند که او را در سر ابوستان خاص فرمود تا حجره مسکن دادند و مشاهره و وجه معاش مقرر کردند و مدت چهار سال در خطه غزنین بنظم شاهنامه مشغول بود بعد ازان اجازت حاصل کرد که بوطن رود و بنظم شاهنامه مشغول باشد و مدت چهار سال دیگر بطوس ساکن و باز بغزنین رجوع کرد چهار دانگ شاهنامه را بنظم آورده بود بعرض سلطان رسانید و مقبول نظر کیمیا خاصیت سلطانی شد و باز بر طریق اول بکار مشغول شد و سلطان گاه گاه او را نوازش و تفقدی فرموده و مربی او شمس الکفاة خواجه احمد بن حسن المیمندی بود و مدح او گفتی و التفات بایاز که از جمله خاصان سلطان بود نمیکرد ایاز ازین معنی تافته شد و از روی معادات در مجلس خاص بعرض رسانید که فردوسی رافضی است و سلطان محمود در دین و مذهب بغایت صلب بوده و در نظر او هیچ طایفه دشمن تر از رفضه نبوده اند خاطر سلطان ازین سبب بر فردوسی متغیر شد روزے او را طلب فرمود و از روی عتاب باو گفت که تو قرمطی بوده بفرمایم تا ترا در زیر پاے فیلان هلاک کنند تا جمیع قرامطه را عبرت باشد فردوسی فی الحال در پاے سلطان افتاد که من قرمطی نیستم بلکه اهل السنت و جماعتم و برین افترا کرده اند سلطان فرمود که مجتهدان بزرگ شیعه از طوس بوده اند اما من ترا بخشیدم بشرط آنکه ازین مذهب رجوع نمائی فردوسی بعد ازان از سلطان هراسان شد و در حق ایاز بدگمان گشت

بهرکیفیت کر بود نظم کتاب شاهنامه باتمام رسانید و اوراطمع آن بود که سلطان در حق او احسان بزرگ
بجا آورد و مثل ندیم مجلس خاص داند چون خاطر سلطان بدو گران شده بود وصله کتاب
شاهنامه شصت هزار درم نقره انعام فرمود که بیتی را درمی نقره باشد و فردوسی بغایت این انعام را در نظر
خود حقیر دانست اما بستد و ببازار شد و بحمام در آمد و بیست هزار درم اجرت حمامی بداد و بیست هزار درم
را فقاعی خرید و بیست هزار درم بمستحقان قسمت نمود و خود را در شهر غزنین مخفی ساخت و بعد از ان بحیله کتاب
شاهنامه را از کتابدار سلطان بدست آورد و چند بیت در مذمت سلطان بدان الحاق کرد که این
ابیات از ان جمله است بیت

بسی سال بردم بشهنامه رنج — که تا شاه بخشد مرا تاج و گنج
بجز خون دل هیچ چیزم نداد — نشد حاصل من ازو غیر باد
اگر شاه را شاه بودی پدر — بسر بر نهادی مرا تاج زر
اگر مادر شاه بانو بدی — مرا سیم و زر تا بزانو بدی
چو اندر تبارش بزرگی نبود — نیارست نام بزرگان شنود

و باقی این ابیات شهرتی عظیم دارد بنوشتن تمام احتیاج نبود و فردوسی مدت چهار ماه در غزنین
متواری بود و بعد از ان مخفی بهراة آمد و در خانه ابو المعالی صحاف چندگاه بسر برد و آخر رسولان سلطان
بتفحص فردوسی میرسیدند و در شهرها منادی میکردند فردوسی خود را بمشقت تمام بطوس رسانید و دران جا
نیز نتوانست بودن اهل و عیال و اقربا را وداع کرد و عازم رستمدار شد و دران حین اسپهبد
از قبل منوچهر بن قابوس حاکم رستمدار بود بدو پناه آورد و سپهبد اورا مراعاتی کرده از فردوسی ابیات
هجو سلطان را بیک صد و شصت مثقال طلا بخرید که از شاهنامه محو سازد و او اجابت کرد و دیگر بار بطوس
رجوع نمود و بپیری و رنجوری مستولی شده بود و در وطن مالوف متواری میبود و وقتی سلطان در سفر هند نامه
بملک دهلی نوشت رو بخواجه حسن میمندی کرد که اگر جواب هنده بر وفق مراد ما آید تدبیر چیست خواجه این
بیت از شاهنامه خواند

اگر جز بکام من آید جواب — من و گرز و میدان افراسیاب

سلطان را رقتی پیدا شد گفت در حق فردوسی جفا کم عنایتی کردم آیا احوال او چیست خواجه

چون محل و تقرب یافت بعرض رسانید که فردوسی پیر و عاجز و مستمند شده و در طوس متواری بود سلطان
از غایت عنایت و شفقت فرموده تا دوازده شتر از نیل بار کرده جهت انعام فردوسی بطوس فرستاد
رسیدن شتران نیل بدروازهٔ رودبار طوس همان بود و بیرون رفتن جنازهٔ فردوسی بدروازهٔ رزان همان
بعد از آن آن جهات را خواستند که بخواهرش دهند قبول نکرد و از غایت زهد گفت ع

مرا بمال سلاطین چه احتیاجی نیست

وفات فردوسی در شهور سنه ۴۱۱ احدی عشر و اربعمائه بود و قبر او در شهر طوس است بجنب مزار
عباسیه و الیوم مرقد شریف او مشتهر است و زوار را بدان مرقد التجاست چنین گویند که شیخ ابوالقاسم
گرگانی رحمة الله علیه بر فردوسی نماز نکرد که او مدح مجوس گفته آن شب در خواب دید که فردوسی را در بهشت
عدن درجات عالی است ازو سوال کرد که این درجه بچه یافتی گفت بدان یک بیت که در توحید
گفتم این است بیت

جهان را بلندی و پستی توئی ندانم چه هر چه هستی توئی

اما اسپهبد پسر خال امیر شمس المعالی قابوس است و رباط عشق که در جنب در بند شقان
است در سر راه بسیر واقع است که از خراسان بجرجان و استرآباد میروند از بناهای اوست و دیواران
چون عهد خوبان ستمگار در هم شکسته بود و سقف آن چون صحبت عاشقان بر هم نشسته امروز از آن
جز رسوم و طللی باقی نبود معمار لطف امیر کبیر عالم عادل مؤید مفضل نظام الحق والدین علی شیر خلد الله تعالی
ایام دولته بعمارت آن رباط مسافر پناه اشارت فرموده باندک مایه روزگاری دیواران چون سد سکندر
محکم و سقف آن چون طاق فلک معظم امروز درین اقلیم مثل آن عمارتی نشان نمیدهند پناه مسافران
و شکوه مجاوران آن دیار است حق تعالی ذات ملک صفات این امیر خیر را مستدام دارد

الهی تا جهان را آب و رنگست فلک را دور و گیتی را درنگست
ممتع دارش از عمر جوانی ز هر چیزش فزون ده زندگانی

ذکر ملک الشعرا فرخی رحمة الله

استاد فرخی ترمذیست و شاگرد استاد عنصریست ذهنی سلیم و طبعی مستقیم داشته استاد رشید وطواط

میگوید که فرخی عجم را همچنان است که متنبی عرب را و هر دو فاضل سخن را سهل ممتنع میگویند و فرخی مادح امیر مظفر بن امیر نصر بن ناصرالدین است که در روزگار سلطان محمود بن سبکتگین والئ بلخ بود و در صفت داغگاه امیر ابوالمظفر دراست

تا پرند نیلگون بر روی پوشد مرغزار	پرنیان هفت رنگ اندر سر آرد کوهسار
خاک را چون ناف آهو مشک زاید بیقیاس	بید را چون پر طوطی برگ روید بیشمار
دوش وقت نیمشب بوی بهار آورد باد	حبذا باد شمال و فرخا باد بهار
باد گوئی مشک سوده دارد اندر آستین	باغ گوئی لعبتان جلوه دارد در کنار
نسترن لؤلؤی بیضا دارد اندر مرسله	ارغوان لعل بدخشی دارد اندر گوشوار
تا برآرد جامهای سرخ گل بر شاخ گل	پنجهای دست مردم سر فرو کرد از چنار
باغ بوقلمون لباس و شاخ بوقلمون نمای	آب مروارید رنگ و ابر مروارید بار
راست پنداری که خلعتهای رنگین یافتند	باغهای پرنگار از داغگاه شهریار
داغگاه شهریار اکنون چنان خرم شود	کاندرو از خرمی خیره بماند روزگار
سبزه اندر سبزه بینی چون سپهر اندر سپهر	خیمه اندر خیمه بینی چون حصار اندر حصار
هر کجا خیمه است خفته عاشقی با دوست مست	هر کجا سبزه است شادان یاری از دیدار یار
سبزها با بانگ چنگ و مطربان نغزگوی	خیمها با بانگ نوش و ساقیان میگسار
عاشقان بوس و کنار و نیکویان ناز و عتاب	مطربان رود و سرود و خفتگان خواب و خمار
بر در پرده سرای خسرو پیروز بخت	از پی داغ آتشی افروخته خورشیدوار
برکشیده آتشی چون مطرد دیبای زرد	گرم چون طبع جوانان زرد چون زر عیار
داغها چون شاخهای بسد یاقوت رنگ	هر یکی چون ناردانه گشته اندر زیر نار
کودکان خواب نادیده مصاف اندر مصاف	مرکبان داغ ناکرده قطار اندر قطار
خسرو فرخ سیر بر باره دریا گذار	با کمند اندر میان دشت چون اسفندیار
همچو زلف نیکویان خردسال تابخورده	همچو عهد بوستان سالخورده استوار
میر عادل بوالمظفر شاه با پیوستگان	شهریار شهرگیر و پادشاه شهردار

هرکرا اندر کمند تاب خورده افگند　　گشت نامش بر سرین و شانه و پیش نگار
هرچه زین سود لخ کرد از سوئی دیگر به داد　　شاعران را با لگام و زایران را با فسار

واستاد فرخی را در بلاغت و فصاحت بی نظیر شمرده اند و کتاب ترجمان البلاغت در صنائع شعر از جمله مؤلفات اوست و سخن او را فضلا باستشهاد میاورند و دیوان فرخی در ماوراء النهر شهرتے دارد و حالا در خراسان مجهول و متروک است۔

ذکر امیر معزی رہ

از اکابر و فضلا است و مدتے تحصیل علوم کرده و مرتبه دانشمندی حاصل نموده و در علم شعر سر آمد روزگار خود بوده اصلش از ولایت نسا است ابتدای حال سپاهی بوده و در خدمت سلطان ملک شاه از خراسان باصفهان افتاد و او را مرتبه امارت دست داد نظامی عروضی سمرقندی که مؤلف کتاب چهار مقاله است میگوید که بسے با فضلا و اکابر صحبت داشتم در مروت و عقل و رائے و ظرافت طبع مثل امیر معزی ندیدم اول شهرت امیر معزی و تعیین ملک الشعرائی او در درگاه سلطان ملک شاه آن بود که شب عید سلطان و ارکان دولت جهت رؤیة هلال عید بر بام قصر بر آمدند و ایشان تمام شکل هلالے مرئی میشد تا اکابر و اعیان جمله از دیدن ماه عاجز شدند ناگاه چشم سلطان بر ماه افتاد و به اشارت انگشت مبارک بتمام اکابر نمود و از غایت بهجت و سرور با میر معزی مثال داد که درین محل شعرے بعرض رساند شامل بر این صورت ایستاده بدیهه این رباعی انشا کرد و ماه نو را بچهار تشبیه مطلق بیان کرد رباعی

اے ماه کمان شهریارے گوئی　　یا ابروی آن طرفه نگاری گوئی
نعلے زده از زر عیاری گوئی　　در گوش سپهر گوشواری گوئی

سلطان آن را پسند فرمود و مرتبه امیر معزی روزے در ترقی نهاد تا بدان جا که سلطان رساله بروم بدان فرمود گویند چهار قطار شتر قماش اصفهان آورده و دیوان امیر معزی مشهور و متداول است و خاقانی معتقد اوست و منکر رشید و طواط و امیر معزی قصیدهٔ ذو قافیتین را نیکو گفته و شعرا بیشتر شعر آن قصیده را تتبع کرده اند و مطلع آن قصیده این است۔

ای تازه تر از برگ گل تازه ببر | پرورده ترا دایهٔ فردوس ببر

امیر معزی از امیر عنصری محکم تر گفته است۔

تا باد خزان حله برون کرد ز گلزار | ابر آمد و پیچید قصب بر سر کهسار

اما سلطان جلال الدین ملک شاه ولیعهد امیر شجاع الب ارسلان است و خلاصهٔ دودمان سلجوقی بوده روزگار در دولت او چون عروسی بود آراسته و خلایق رفاهیتی که در عهد او دیده اند از زمان آدم الی یومنا هذا در هیچ عهد نشان نداده اند گویند که در حرمین شریفین خطبه بنام ملک شاه خواندند از روا ز عنایت الهی در حق سلطان ملک شاه یکی آن بوده که وزیری همچون خواجه دنیا و آخرت نظام الملک بدو ارزانی داشت که بعلم و عدل و خیرات مثل او وزیری نشان نداده اند و سلطان در آخر دولت بر عمر خود بر خواجه متغیر شد و ترکان خاتون که حرم بزرگ سلطان بود بتربیت ابوالغنایم تاج الملک فارسی مشغول شده از سلطان برای او وزارت بستد و یک سال و چهار ماه تاج الملک باستحقاق وزارت کرده خواجه مصادره ها میداد و تحمل میکرد تا وقت یورش بغداد در حدود نهاوند ملاحده خواجه را بدرجهٔ شهادت رسانیدند و در وقت وفات این قطعه بسلطان فرستاد۔

چل سال بالطاف تو ای شاه جوانبخت | زنگ ستم از چهرهٔ آفاق سترم
طغرای نکونامی و منشور سعادت | پیش ملک العرش بتوقیع تو بردم
چون شد ز قضا مدت عمرم نود و شش | در حد نهاوند زیک زخم بمردم
بگذاشتم آن خدمت دیرینه بفرزند | او را بخدا و بخداوند سپردم

و عزل خواجه نظام الملک بر سلطان ملک شاه مبارک نیامده و ناگاه در اثنای آن حال در حوالی بغداد بجوار حق پیوست بعد از شهادت خواجه بچهل روز امیر معزی حسب الحال این رباعی انشاء کرد۔ رباعی

بشناخت ملک سعادت افسر خویش | در منقبت وزیر خدمت گر خویش
بگماشت بلاستاج بر لشکر خویش | تا در سر تاج کرد تاج سر خویش

وله

رفت در یک مه بفردوس برین دستور پیر | شاه برنا در پی او رفت در ماهی دگر

اے دریغا آن چنان شاہے ویرے اینچنین ‌ ‌ ‌ قہر یزدانی ببین و عجز سلطانی نگر

وکان ذالک فی شہور سنہ اثنی وثمانین واربعمائۃ عمر ‌ ‌ سلطنۃ ۳۰

ذکر نظامی عروضی سمرقندی

مردے از اہل فضل بودہ و طبعے لطیف داشتہ از جملہ شاگردان امیر معزی است و در علم شعر ماہر بودہ کتاب داستان ویس و رامین منظم آوردہ گویند کہ این داستان را شیخ بزرگوار نظامی گنجوی نظم کردہ قبل از خمسہ و کتاب چہار مقالہ از تصانیف نظامی عروضی است و آن نسخہ ایست مفید در آداب معاشرت و حکمت عملی و در آئین خدمت ملوک وغیر ذلک و این بیت از داستان ویس و رامین از نظم عروضی آوردہ میشود تا وزن ابیات آن نسخہ معلوم باشد۔

ازان گویند آرش را کمان گیر ‌ ‌ ‌ کہ از آمل بمرو انداخت او تیر

و این حقیقت حال آن است کہ آرش برادرزادہ طہمورث است اقالیم را قسمت کردہ اند و آن دیواریست کہ حالا اثر و اطلال آن باقیست از حدود آمل تا ابیورد و مرو و الطرف جیحون تا حدود فرغانہ و خجند میکشید و آرش از عجم التماس کردہ یک تیر پرتاب در قسمت ملک عجم از او مضایقہ نکرد و عجم یک تیر پرتاب بدو دادہ حکما تیرے مجوف کردہ از سیماب و ادویہ پر کردہ اند تا در وقت طلوع آفتاب مقابل آفتاب انداختہ و حرارت آفتاب آن را جذب کردہ از آمل تا بمرو رسید و در بعضے تواریخ این صورت نوشتہ اند و این حالت عقل دور مینماید کہ تیرے متصل چہل مرحلہ برود اما شیخ آذری در جواہر الاسرار میآورد کہ شیخ ابو علی سینا این صورت را منکر نیست کہ از حکمت دور نیست تاویل آن است کہ بعضے میگویند آمل نام دہی است در یک فرسنگی مرو و آمل نام بیچان کہ دہی است در سمرقند سیز وار نام و در خوارزم دہی است بغداد نام۔

ذکر امیر ناصر خسرو رہ

اصل او از اصفہان است و در باب او سخن بسیار گفتہ اند بعضے گفتہ اند موحد و عارف است و بعضے طعن میکنند کہ طبیعی و دہری بودہ مذہب تناسخ داشتہ والعلم عند اللہ بہمہ حال مردے حکیم و

فاضل و اهل ریاضت بوده و تخلص حجت میکنند چه اورا در آداب بحث با علما و حکما بسیار بود و حجت و برهان
محکم داشته و در اوّل حال از اصفهان بگیلان و رستمدار افتاده و مدتے با علماے انجا بحث کرده قصد او
کردند بطرف خراسان گریخت و بصحبت شیخ المشایخ ابو الحسن خرقانی قدس سره العزیز مشرف شد
و شیخ را از روے کرامت احوال او معلوم شده بود و با اصحاب گفته که فردا مردے حجتی بدین شکل و
صفت بدینجا خواهد رسید اورا اعزاز و احترام نمایند اگر امتحانے از علوم ظاهر در میان آورد بگوئید
شیخ ما مردے دهقان و امی است و آن شخص را پیش من آرید چون حکیم ناصر بدر خانقاه رسید مریدان
بفرموده شیخ عمل کرده اورا بخانه شیخ اوردند شیخ اورا اعزاز و اکرام فرمود حکیم ناصر گفت اے شیخ بزرگوار میخواهم
ازین قیل و قال درگذرم و پناه باهل حال آورم شیخ تبسمی کرد و گفت اے ساده دل بیچاره تو چگونه
بامن صحبتے توانی کرد سالها است اسیر عقل ناقص مانده و من اوّل روز که قدم بدرجه مردان نهادم
سه طلاق بر گوشه چادر این مکاره بستم حکیم گفت چگونه شیخ را معلوم شد که عقل ناقص است بلکه
اوّل ما خلق الله العقل گفته اند شیخ فرمود که آن عقل انبیاست و لیکن دران میدان کس که عقل
ناقص عقل تو و عقل پور سینا است که هر دو بدان مغرور شده اید و دلیل بران قصیده است دوش
گفته و پیدا است که سر کان کن فکان عقل است غلط کرده که آن گوهر عشق است فی الحال بزبان
مبارک شیخ مطلع آن قصیده گذرانیده شد و مطلع آن قصیده این است۔

بالاے هفت طاق مقرنس دو گوهر اند | کز کائنات و هر چه درو هست برتر اند

حکیم چون آن فراست از شیخ بدید مبهوت شد چه این قصیده را هم دران شب نظم کرده بود و
هیچ آفریده را بدان اطلاع نبود و اعتقاد و اخلاص او باستانه شیخ درجه عالی یافت و چند وقت در
خدمت شیخ روزگار گذرانید و بریاضت و تصفیه باطن مشغول شد اما شیخ اورا اجازت سفر داده بجانب
خراسان آمد و از علوم غریبه و تسخیر سخن گفت علماے خراسان بقصد او برخاستند و دران اوان قاضی القضاة
ابو سهل صعلوکی امام و بزرگ خراسان بود در نیشاپور میبود حکیم را گفت تو مرد فاضل و بزرگی و چون امتحان
بسیار میکنی سخن تو بلند تر واقع شده چنین که ملاحظه میکنم علماے ظاهر خراسان قصد تو دارند صلاح در است
که ازین دیار سفر اختیار کنی حکیم از نیشاپور فرار نموده به بلخ افتاد و آنجا نیز متواری میبود و در آخر حالی
بکوهستان بدخشان افتاد و این قصیده در شکایت اهل خراسان گوید۔

بنالم بتو اے قدیم و قدیر
ز اہل خراسان صغیر و کبیر

چہ کردم کہ از من رمیدند شد
ہمہ خویش و بیگانہ خیر و خبیر

مقرم بفرمان پیغمبرت
نہ انباز گفتم ترا نہ نظیر

بامت رسانیم پیغام تو
محمد رسولت بشیر و نذیر

قرآن را بہ پیغمبرت ناورید
مگر جبرائیل آن مبارک سفیر

مقرم بحشر و بمرگ و حساب
کتابت زبر دارم اندر ضمیر

واین قصیدہ الیست مطوّل کہ اعتقاد خود بیان میکند چون مطلع قصیدہ اول بزبان مبارک شیخ ابوالحسن گذشتہ از باقی قصیدہ چند بیت نوشتہ خواہد شد۔

پروردگان دایۂ قدس اندر قدم
گوہر نیند گرچہ باوصاف گوہرند

بیبال در مشیت سفلی کشادہ بال
بے پر بر آشیانۂ علوی ہمی پرند

از نور تا بظلمت واز اوج تا حضیض
از باختر بخاور واز بحر تا برند

ہستند و نیستند و نہانند و آشکار
ہم بے تواند و با تو بیک خانہ اندرند

بے دانشان اگرچہ نکوہش کنند شان
آخر مدبران سپہر مدور اند

وبعد در بیان نفس کل و عقل کل چند بیت در نکوہش اہل روزگار میگوید۔

گوئی مرا کہ جوہر دیوان ز آتش است
دیوان این زمان ہمہ از گل مخمرند

جز آدمی نژاد ز آدم درین جہان
اینہا ز آدمند چرا جملگی خرند

دعوی کنند آنکہ براہیم زادہ ایم
چون نیک بنگری ہمہ شاگرد آزرند

دربزمگاہ مالک و طوطی زبانی اند
این ابلہان کہ در طلب حوض کوثرند

خوبیشی کجا بود کہ دران جا برادران
از بہر لقمہ ہمہ خصم برادرند

ان سنیان کہ سیرتشان بغض حیدر است
حقا کہ دشمنان ابوبکر و عمر اند

وآنانکہ نیستند محبان اہل بیت
مومن مخوانشان کہ بکافر برابرند

گر عاقلی ز ہر دو جماعت سخن مگوی
بگذار شان بہم کہ نہ سلطان نہ قیصرند

ہان تا ازان گروہ نباشی کہ در جہان
چون گاو میخورند و چو گرگان ہمی درند

همسایگان من نه مسلمان نه کافرانه　　نه کافرے بقاعده نه مؤمنی بشرط

و دیوان امیر ناصر خسرو سی هزار بیت باشد مجموع حکمت و موعظه و سخنان محکم و متین و کتاب
روشنائی نامه در نظم و کنز الحقایق در نثر او راست و ظهور حکیم ناصر خسرو در روزگار سلطان محمود غزنوی
بوده و معاصر شیخ الرئیس ابو علی سینا بوده و گویند هر دو باهم صحبت داشته اند اما سخن عوام است
و در هیچ نسخه و تاریخ ندیده ام و قبر حکیم ناصر خسرو در درهٔ یمگان است از اعمال بدخشان و مردم کوهستان را
با میر ناصر خسرو اعتقاد بلیغ است بعضے او را سلطان منسوب سند و بعضے شاه و بعضے امیر و بعضے گویند
که سید بوده و آنکه میگویند چند گاه در طاق کوه نشسته و بوسیله طعام زنده مانده سخن عوام است
اعتبارے ندارد و این کیفیت این حالت را از شاه شهید سلطان محمد بدخشی سوال کردم فرمود که
اصلی ندارد و وفات حکیم در مشهور سنه احدی و ثلاثین و اربعمائه بوده۔

ذکر عمعق بخاری رح

از شعرائے بزرگ است و در زمان سلطان سنجر بوده و قصهٔ یوسف را نظم کرده است که در دو
بحر توان خواندن استاد رشید وطواط سخنان او را در حدایق السحر باستشهاد میآورد و معتقد اوست و حمید
بن عمعق پسر اوست که در روزگار سوزنی بوده و سوزنی را هجو کرده این قطعه حمید راست۔

دوش در خواب دیدم آدم را　　دست حوا گرفته اندر دست
گفتمش سوزنی نبیرهٔ تست　　گفت حوا به سه طلاق ار هست

عمعق را در شیوهٔ مرثیه گفتن ید بیضاست و ابوطاهر خاتونی در تاریخ آل سلجوق میگوید که چون ماه
ملک خاتون دختر سلطان سنجر درگذشت که در حبالهٔ سلطان محمود بن محمد بن ملک شاه بود سلطان سنجر
از وفات او بسیار تنگدل شد و عمعق را از آنجا طلب کرد تا مرثیه خاتون بگوید چون عمعق آمد پیر و عاجز و
نابینا بود از قصیده مطول استعفا خواست و این ابیات بگفت و این واقعه در فصل بهار بود۔

هنگام آنکه گل دمد از صحن بوستان　　رفت آن گل شگفته و در خاک شد نهان
هنگام آنکه شاخ شجر نم کشد ز ابر　　بے آب ماند نرگس آن تازه بوستان

این مرثیه را عمعق نیکو گفته و ایراد مجموع آن مشکل است اما مناقب و مآثر سلطان سنجر اظهر

من الشمس است هفتاد و شش سال عمر یافت پادشاهی بود صاحب دولت و درویش دوست و عادل سیرت و فرشته طاعت مدت شصت سال باستقلال سلطنت ایران و توران کرد و بیست سال بنیابت پدر و برادران و چهل سال بانفراد و استبداد صاحب تاریخ آل سلجوق گوید که من در راوگان در ملازمت سلطان بودم معاینه مشاهده کردم که گنجشکی بر شامیانه سلطان آشیانه کرده بود و بیضه نهاده چون وقت رحلت ازان منزل رسید که سلطان فراشی را متعهد شامیانه گذاشت تا وقتی آن که گنجشک بچه بپرورد و بپراند سائبان را فرونیارد و محافظت نماید. غرض که پریشانی گنجشک روا نداشت لاجرم ذکر او باقی مانده و خواهد ماند شعر

عدل کن زانکه در ولایت دل　　در پیغمبری زند دل

اما از شعرا بزرگ که در دور سلطان سنجر بوده اند و مدح سلطان گفته اند و صله و تربیت یافته ادیب صابر است و رشید وطواط و عبد الواسع جبلی و فرید کاتب و انوری خاورانی و ملک عماد زوزنی و سید حسن غزنوی و جهستی و غیره که مجبوب سلطان و ظریف روزگار بوده نقل است که شبی در مجلس سلطان بود چون بیرون آمد سلطان استفسار هوا میکرد برف می بارید جهستی این رباعی را بدیهه نظم کرده بعرض رسانید.

شاها فلکت اسب سعادت زین کرد　　وز جمله خسروان ترا تحسین کرد
تا در حرکت سمند زرین نعلت　　بر گل ننهد پای زمین سیمین کرد

سلطان را این رباعی بسیار خوش آمد و من بعد جهستی مقرب حضرت سلطان شد اما مولینا فاضل ابی سلمان بن ذکریا کوفی در کتاب اقالیم آورده که چون سلطان سنجر بغداد را مستخلص ساخت قصد سامره کرد و در جامع سامره غاری است که زعم شیعه آنست امام محمد مهدی ازان غار خواهد خروج کرد و هر جمعه بعد از ادای صلوة اسپی ابلق با زین طلا بر در غار منتظر حاضر نگاه دارند و گویند یا امام بسم الله سلطان چون این حال مشاهده کرد و کیفیت پرسید اسپی دید بغایت رعنا و بی نظیر پای بر آن مرکب نهاد و سوار شد و گفت این اسب بدست من امانت است هرگاه که امام خروج کند تسلیم کنم این صورت بر سلطان مبارک نیامد و این بی حرمتی هرچند از ظرافت طبع سلطان خوش نمود اما پسندیده نداشتند و در آخر دولت معاش ادرار علما و مواجب و وظیفه صلحا را بر بست و این نیز سبب زوال دولت شد و غزان بر و خروج

کردند مدتی محبوس و مقید بود و اکثر ولایات و ممالک خراسان و ماوراء النهر و عراقین بلکه اکثر معمورهٔ عالم در آن غوغا خراب و بی آب شد امیر خاقانی دران وقایع میگوید۔

آن مصر مملکت که تو دیدی خراب شد — وآن نیل مکرمت که شنیدی سراب شد
گردون سر محمد یحیی بباد داد — محنت نصیب سنجر مالک رقاب شد

و امام محمد یحیی نیشاپوری تلمیذ امام غزالی است و سرآمد علمای روزگار بوده غزان او را شکنجه کشیدند و بعقوبت هلاک کردند و سلطان بعد ازان که از قید غزان خلاص یافت پیر و فرتوت شده بود و در دهم ربیع الثانی سنه اثنی و خمسین و خمسمائه در مرو بجوار حق پیوست و در وقت وفات این قطعه نظم کرد قطعه

بزخم تیغ جهان گیر و گرز قلعه گشای — جهان مسخر من شد چو تن مسخر رای
بسی قلاع گشودم بیک نمودن دست — بسی مصاف شکستم بیک فشردن پای
چو مرگ تاختن آورد هیچ سود نداشت — بقا بقای خدایست و ملک ملک خدای

ذکر امیر قطران بن منصور ترمذی

ترمذی از جملهٔ استادان شعر است انوری شاگرد او بوده و ترمذیست اما در بلخ میبوده است و دیوان او در عراق عجم مشهور است و در قوس نامه نسخه نظم کرده است بنام امیر محمد بن قماج که در روزگار سلطان سنجر والی بلخ بوده و رشید سمرقندی و رودکی و لوایحی و شمس سیکش و عدنانی دبیر خجخانه و اکثر شعرای بلخ و ماوراء النهر شاگرد قطران بوده اند و در آخر حال قطران بعراق افتاد و آنجا اقامت کرد و در علم شعر ماهر و صاحب تصانیف است و رشید وطواط میگوید که من در روزگار خود قطران را در شاعری مسلم دارم و باقی را شاعر نمیدانم قطران در اشعار مربع و مخمس و ذوقافیتین و غیر ذالک بسیار کوشیده این ترجیع ذوقافیتین اوراست۔

یافت از بن دریا دگر بار ابر گوهر بار بار — باغ و بوستان یافت دیگر ز ابر گوهر بار بار
چون ز باریدنش هر دم این زمین ناخوش شود — بنهفتن هر دم ز چشم خویش گوهر بار بار
هر کجا گلزار بود اندر جهان گلزار شد — مرغ شبگیران سرایان بر سر گلزار زار

باد بفشاند همی بر سنبل و عنبر عبیر | ابر بفروزد همی بر لاله و گلنار نار
تا گذشت از صبا پر چین چو پر باز باز | باغ بفروزد اندرو چون لعبت طناز ناز
چون بطرف جوی بنماید گل غرو روی روی | جای با معشوق میخوردن کنار جوی جوی
برده از مرجان بگونه لاله نعمان سبق | برده از مطرب بدستان بلبل خوشگوی گوی
بستد از یاقوت و بسد لاله گلنار رنگ | یافت از کافور و عنبر خیری و شب بوی بوی
از نسیم سنبل و گلگشت چون قرقیر باغ | وز دم زلف بت من گشت چون مشکوی کوی
چشم من چون چشمه اموی گشت از هجر او | تن بخون در خون میان چشمه آموی موی
کوز گردد بر سپهر از عشق او هر ماه ماه | خون دل هر شب کند زین چشم من بر راه راه

ولہ

اے بخوبی بر بتان کابل و کشمیر میر | مانده‌ام از بس که آوری دم و وعدها تا خیر خیر
هست مردم را شب و شبگیر روی موی تو | موی را شب کن قیاس و روی را شبگیر گیر
لاله سرخی یافته قسم از تو هنگام بهار | آبی از من یافته زردی بگاه تیر تیر
غمزه تو بیدلان را دل بدوزد بر جگر | همچو خسرو بر زحل دوزد بنوک تیر تیر
بو الجلیل آن روی گیتی زو شده پرجود جود | جعفر آنکش چوب گشت از طبع مسعود عود

ذکر قصیبی جرجانی

از جمله ملازمان عنصر المعالی کیکاوس ابن اسکندر بن قابوس است و قصه وامق و عذرا را نظم آورده و بسیار خوب گفته است و من ورقی چند از آن دیده‌ام ابتر در هوس باقی بودم نیافتم و این بیت را از آن داستان یاد داشتم نوشتم و او دران داستان حال خود و ذکر ایام دولت خاندان ملک قابوس را یاد میکند و از غایت تاسف این بیت میگوید۔ بیت

چه فرخ درختی که از بیخش | ببرد بپای ولی نعمتش

اما امیر کیکاوس نبیره پادشاه قابوس است مردی اهل فضل بوده و کتاب قابوس نامه را او تصنیف کرده و هشت سال ندیم مجلس سلطان سعید مودود بن مسعود بن محمود غزنوی بوده است

و در آخر عمر روی از دنیا گردانید و در گیلان بطاعت و عبادت مشغول شد و او را هوس غزا در دل افتاد
همراه امیر ابوالسواد که والی گنجه و بردع بوده بغزای گرجستان رفت و آنجا بسعادت شهادت رسید در
حالتی که زخم دار شده بود نزدیک بمرگ رسید این قطعه گفت

کیکاوس ای عاجز گرداب اجل را — آهنگ شدن کن که اجل از پی ام در آمد
روزت بنماز دگر آمد بهمه حال — شب زود در آید چو نماز دگر آمد

ذکر فرخاری رہ

فرخار موضعیست در بدخشان فوق طالقان و فرخار نام در ولایت ختلان موضعی دیگر نیز هست
در میان خطا و کاشغر ولایتیست فرخار نام غالباً فرخاری که شعرا او صاف هوا و خوبان انجا کرده
اند فرخار ترکستان است چنانچه سلمان ساوجی این بیت میگوید بیت

بت فرخار ندیدیم بدین حسن و جمال — بت ما چین نشنیدیم بدین شیوه و حال

معلوم نیست که فرخاری از کدام فرخار بوده است و او راست بیت

اسبی دارم که هرگز ایزد — قانع نز از او دنیا فرپید
تا روز زعشق جو همه شب — از خرمن ماه خوشه چیند
گفتند که جو نماند از این غم — می خواهد و تعزیت گزیند
پوسیده پلاس و پاره کاه — می خواهد تا در و نشیند

ذکر ابوالعلائی گنجوی رہ

او را استاد الشعرای نویسند و در روزگار شیروان شاه کبیر جلال الدنیا والدین اخستان
منوچهر ملک الشعرا ملک شیروان و مضافات آن بوده عظیم الشان صاحب جاه بوده است و خاقانی و
فلکی شیروانی هر دو شاگرد او بوده اند و خواجه حمدالله مستوفی قزوینی در تاریخ گزیده میآورد که ابوالعلا دختر
خود را بخاقانی داد و فلکی را نیز هوس دامادی استاد بود چون دست نداد برنجید میخواست که تا سفر کند
استاد جهته رضای او بیست هزار درم بدو بخشید و گفت ای فرزند این بها پنجاه کنیزک ترکیست

که همه بهتر از دختر ابوالعلا بید فلکی بدان راضی و خوشنود شد و چون خاقانی جاه و شهرت یافت نخوت کرد و باستاد التفات نمیکرد ابوالعلا این ابیات در هجو او گوید۔

تو اے افضل الدین اگر راست پرسی ۔ بجان عزیزت که از تو نشادم
و دیگر پسر بود نامت بشروان ۔ بخاقانیت من لقب بر نهادم
بجائے تو بسیار کردم نکوئی ۔ ترا دختر و مال و شهرت بدادم
چرا حرمت من نداری که من خود ۔ ترا هم پدر خوانده هم اوستادم
بمن چند گوئی که گفتی سخنها ۔ کز ایشان سخنها نباشد بیادم
بگفتم بگفتم نگفتم نگفتم ۔ بکردم بکردم نکردم نکردم

اما ملک منوچهر چراغ دودمان سلاطین شروان بوده است شعرا را دوست داشتے و علما و فضلا در مجلس او محترم بودندے کرم و صیت بزرگی او در آفاق منتشر شد و شعرا اطراف بخدمتش مایل شدند و در عهد او چند شاعر بزرگ در شروان اجتماع داشتند مثل شیخ بزرگ شیخ نظامی گنجوی و ابوالعلا و فلکی و خاقانی و سید ذوالفقار و شاهفور و قاضی ابو سعید عبدالله بیضاوی قاضی بیضاوی در نظام التواریخ میآورد که ملوک شروان از نسل بهرام چوبین اند و بهرام بچند پشت به اردشیر بابکان میرسد۔

ذکر ملک عماد زوزنی رہ

بسیار فاضل و دانشمند بوده و در علم شعر شاگرد سید حسن غزنویست مدت مدید شاعری کرده روزی در حالت سیاحت بطوس افتاده و او را ذوق صحبت حجة الاسلام محمد غزالی پیدا شد و بے وسیله نتوانست بصحبت امام رفتن این قطعه را نظم کرد و بزیارت امام رفت۔

خرد را دوش میگفتم که این گنجهائے عالی ۔ شد از غوغای شیطان و ز سودائے هوا خالی
خرد گفتا عجب دارم که میدانی و میپرسی ۔ بعهد علم غزالی بعهد علم غزالی

امام را چون چشم بر ملک افتاد از روئے فراست دریافت که صاحب کمال و مدرک است. گفتش اے یار نیکو خصال چنین که شعر و منظر و سیرت تو زیباست چرا بتصفیه باطن و عمارت دل نکوشی تا از ابرار باشی عار نداری که فردا قیامت ترا از زمرهٔ الشعراء یتبعهم الغاؤن شمارند ملک را این سخن موثر افتاد

ور دے در دلش پیدا شد و بدست امام توبہ کرد و بعبادت و علم و تہذیب اخلاق مشغول گشت و از امام
درخواست کہ املاک و جہات خود کہ میراث یافتہ بود وقف علما و زہاد کند امام منع فرمود کہ گرد این آرزو مگرد کہ
رعونتے ازین حسنات در دل تو پیدا شود کہ ماحی جہد و کوشش تو شود پس ملک امام را گفت چہ کنم
این جہات را امام گفت بسر آن مرو ہر کہ خواہد قبول کند ملک ہچنان کرد واللہ اعلم۔

طبقہ دویم در ذکر بیست فاضل است

ذکر حکیم ارزقی رہ

بسیار فاضل بودہ و او را حکیم مینویسند از مرد است ظہور او در روزگار سلطان طغان شاہ سلجوقی بود کہ
در خاندان سلجوق از او مستعد تر پادشاہے نشان ندادہ اند چند تصنیف بنام طغان شاہ پرداختہ فخر بناکتی
در تاریخ خود میاورد کہ طغان شاہ را قوت رجولیت کمتر بود اطبا و حکما روزگار بسیار جہد نمودند مفید
نیامد حکیم ارزقی کتاب الفیہ و شلفیہ تالیف کرد تا بہ درگاہ سلطان دران کتاب و تصنیف و تصویران نظر
کردے قوت شہوانی در حرکت آمدی و بدین وسیلہ ارزقی صاحب جاہ و ندیم مجلس خاص شد صاحب
کتاب چہار مقالہ گوید روزے طغان شاہ نرد میباخت و چندانکہ سہ ششش می خواست سہ یک میامد
سلطان ازین صورت متغیر شد حکیم ارزقی این رباعی بدیہہ انشا کرد۔

گر شاہ سہ ششش خواست سہ یک زخم افتاد ۔۔۔ تا ظن نبری کہ کعبتین داد نداد
ششش چون نگریست حشمت حضرت شاہ ۔۔۔ از ہیبت شاہ روئے بر خاک نہاد

اما سلطان طغان شاہ پادشاہے نکو صورت پاک سیرت بود مقر سلطنت او در نیشاپور بودہ است
چہار باغے و قصرے در نیشاپور ساختہ بنام نگارستان و امروز آن موضع از محلات شہر نیشاپور است و
اطلال آن قصر را طلل طغان شاہ میگویند و سلطان طغان شاہ در اوان جوانی با ابراہیم بن ینال مصاف
کرد و بدست او گرفتار شد و آن روسیاہ کور باطن چشم جہان بین او را آسیب رسانید و او در حسرت چشم
خود این بیت بگفت۔

تا دست قضا چشم مرا میل کشید　　فریاد ز عالم جوانی برخاست

طغرل بیگ که خال او بود بدین انتقام ابراهیم را بکشت و چون این بیت بشنید زار زار بگریست وگفت اے کاش مرا میسر شدے تا من یک چشم خود بدین جوان جهان نادیده دادمی و بیک چشم قناعت کردمے پس طغانشاه از خال خود درخواست تا او را ملول نگذارد ندیمان خوشگو و جلیسان خوشخوی با او مصاحب سازد طغرل بیگ التماس او را بجا آورد۔

ذکر استاد عبدالواسع جبلی

اصل و منشا او از ولایت گرجستان است در روزگار سلطان سنجر بوده طبعے قادر داشته و اشعار مشکل بسیار گوید در اول حال از جبال گرجستان بدار الملک هرات افتاد و از آن جا بغزنین رفت بخدمت سلطان بهرام شاه بن مسعود که سلطان غزنین بوده است رفته و در غزنین بخدمت او مشغول شد مدت چهار سال مدایح او گفته چون سلطان سنجر بمدد و تقویت بهرام شاه که خواهرزادهٔ پدرش بود لشکر بغزنین کشید عبدالواسع این قصیده را انشا کرد۔

ز عدل کامل خسرو ز امن شامل سلطان　　تذرو کبک و گور و مور گشتند در گیهان
یکے همخانهٔ شاهین دوم همخانهٔ طغرل　　سه دیگر مونس ضیغم چهارم محرم ثعبان
خداوند جهان سنجر که همواره چهار الت　　بود در رایت و راسپ جبین در روئے و پنهان
یکے پیروزی دولت دوم بهروزی ملت　　سه دیگر زینت دنیا چهارم نصرت ایمان
بنان اوست در بخشش سنان اوست در کوشش　　لقائے اوست در مجلس لوائے اوست در میدان
یکے ارزاق را باسط دوم ارواح را قابض　　سه دیگر سعادت را مایه چهارم فتح را برهان
یکے ناموس کیخسرو دوم مقدار اسکندر　　سه دیگر نام آفریدون چهارم ذکر نوشیروان
شد اندر قرن او باطل شد اندر عصر او ناقص　　شد اندر فرق او حاصل شد اندر وقت او نقصان

وآنچه مشهور است که عبدالواسع در اول جلف و عامی بوده و آنها که بروے بندند که در اول چگونه شعر میگفت سخن عوام است و در تواریخ نا پدید ازین جهت بقلم در نیامد چون اصلے ندارد چه شخصے که در سخنوری یکے از بے نظیران روزگار بوده باشد عقل قبول نمے کند در پایان شباب چنین عامی بوده باشد

بتربیت اہل شدہ باشد اما سلطان بہرام شاہ پادشاہ فاضلے بودہ و دانش مند دوست و شاعر پرور و عالم نواز بودہ است دار الملک غزنین بروزگار او مرکز اہل فضل شدہ و تربیت این فرقہ را از و بہتر کسے نکردہ است کتاب کلیلہ و دمنہ را در روزگار او حمید الدین نصر اللہ کہ تلمیذ او ستاد ابو حامد غزنوی بودہ است از عربی بفارسی ترجمہ کردہ و بنام بہرام شاہ پرداختہ والحق داد فصاحت و بلاغت دران کتاب دادہ است و شیخ عارف سنائی حدیقہ را بنام او میگوید و این بیت از وست بیت

گر فلک ہیچو بارگاہستی　　شاہ بہرام شاہ شاہستی

خواجہ رشید وزیر در تاریخ جامع خود مے آورد کہ ملک علاؤ الدین از سلاطین غور قصد بہرام شاہ کرد با او در کنار آب باران مصاف نمودہ با وجود آنکہ دویست فیل جنگی داشت از علاء الدین منہزم شد و شب از شدت سرما پناہ بخرابہ دہقان مردے برد گفت طعام چہ داری مردے دہقان فطیرے و پودنہ لب جوئی پیش آورد چون تناول کرد باستراحت مشغول شد پوشش خواست دہقان گفت اے جوان خدا میداند کہ بغیر از جل گاو ہیچ چیز ندارم سلطان گفت اے بدبخت نامش را چرا بردے خاموش باش و بپوش چون آن شب دہقان از صورت و سیرت سلطان فہم کرد کہ او سلطان است بامداد از سلطان سوال کرد کہ بحق خدائے تو سلطانے گفت ہستم گفت سے صد و پنجاہ فیل با وجود این تہور و شجاعت و لشکر جرار و فیلان جنگی چہ افتادہ است کہ از غورے بدگہرے روئے بہزیمت نہادی سلطان دہقان را گفت بیل بردار بیل برداشت یک چوبہ تیر از بیل گذرانید تا سوفار در خاک نشست و تبسمے کرد و گفت این است اما بخت برگردان است و دران ہزیمت ہندوستان رفت و علاء الدین غزنین را بعد از آنکہ قتل و غارت کرد ببرادر داد و بہرات آمد و سلطان بہرام شاہ از ہند باز گردید و برادر ملک علاء الدین را بر گاوے نشاند و گرد غزنین محلات بگردانید و شعرا کہ معاصر او بودند شیخ سنائی غزنوی و سید حسن و عثمان مختاری و علی فتحی بکرات و مرات گفتندے کہ از لقمہ از فطیر دہقان در عمر خود لذیذ تر نخوردہ ام و آسایش تر از جل گاو ہرگز پوششے نیافتم وفات سلطان بہرام شاہ در شہور سنہ ثلاث و اربعین و خمسمائہ بودہ

ذکر استاد الشعرا ابو المفاخر رازی

در روزگار سلطان غیاث الدین محمد ملک شاہ بودہ و دانش مند کامل و شاعرے فاضل بودہ

در فنون علوم بهره تمام داشت و او را یکے از استادان مے دانند و در شاعری او را انواع فضایل
است و اشعار او بیشتر بر طریق نغز واقع است و این صنعت او را مسلم است و در مناقب سلطان الاولیا
و برهان الاتقیا علی بن موسی الرضا علیه التحیة والثنا چند قصیده دارد جمله مصنوع و متین اما آنچه
شهرت دارد و اکثر شعرا در جواب آن اقدام نموده اند اینست بیت

بال مرصع بسوخت مرغ ملمع بدن　　اشک زلیخا بریخت یوسف گل پیرهن

و اکابر مطلعها درین باب گفته اند غالباً در صفت طلوع آفتاب بدین سیاق نگفته باشند و
بعضے صفت غروب آفتاب نیز گفته اند و جواب اکابر مر این قصیده را در ذیل ذکر فضلا خواهد آمد و شیخ ابوالمفاخر
نزد سلاطین و حکام قبولی تمام یافته اما صاحب تاریخ سلجوقی میگوید که سلطان مسعود بن محمد ابن ملکشاه
در ولایت رے بوقت عزیمت مازندران نزول کرد و لشکریان او در مزارع اهالی ری چهارپا گذاشتند
و بے رسمی و بے ضبطی میکردند ابوالمفاخر این قطعه بسلطان فرستاد و لشکریان را از خرابی منع و زجر
نموده قطعه این است قطعه

ای خسروے که سایس حکم بر تو فلک　　برتر ز طاق طارم کیوان نشسته است
لطفت باستین کرم پاک مے کند　　گردے که بر صحیفه دوران نشسته است
بر تخت ری تو ساکن و از حکم نافذت　　در ملک چین بمرتبه خاقان نشسته است
شاها سپاه تو که چو مورند و چون ملخ　　بر گرد دخل و دانه دهقان نشسته است
باران عدل بار کزین خاک سالها است　　تا بر امید وعده باران نشسته است

اما سلطان غیاث الدین ابوالفتح محمد بن ملکشاه پادشاہے دیندار موید موفق سعادتمند بود
میان او و برادرش برکیارق خصومت افتاد و برکیارق دران حین فوت شد و سلطنت ایران بر محمد قرار
یافت دوازده سال بعدل و داد و تعظیم علما گذرانید و در دین و مذهب و ملت صلب بوده و در مهم
جهاد بدمذهبان نشان داد و نمے در استیصال او کوشیدے و از حقوق او بر اسلام و اسلامیان یکے آنست
که در قلع و قمع ملاحده کوشید و قلعه شاه دژ را فتح کرد و عبدالملک بن عطاش را فرود آورده و بر گاوے
نشانده در بازارها و محلات اصفهان بگردانید و آخر بر اسے زار کشش هلاک گردانید و مسلمانان او را درین کار
بخیر دعا کنند و چنین گویند که عبدالملک ملحد علم رمل را نیک دانستے وقتیکه سلطان قلعه را محاصره کرده

بسلطان نوشت که درین هفته عظمت و شوکت من در اصفهان مرتبه شود که بوصف در نگنجد خواص و عام
بر من گرد آیند و مامور من باشند و بعد از هفته گرفتار شد و آن چنان که ذکر رفت به گاو دے تشهیر کردند
سلطان بدو گفت اے بدبخت حکم تو کارگر نشد عبد الملک گفت آنچه من حکم کردم ظاهر شد امابر طریق فضیحت
نه بر طریق حکومت سلطان تبسم کرد و گفت اے بدبخت انشاء الله که حکم مخدومان تو در الموت نیز بدین
نوع کارگر آید سلطان سوگند یاد کرد که اگر خدا خواسته باشد و عمر امان دهد با خداوندان تو همه کنم که با تو
کردم آخر الامر اجل امان نداد سلطان درگذشت والا سلطان بالکل ملاحده را استیصال مے ساخت
و بعد از وفات او ملاحده قوت گرفتند و فساد آن ملاحین تا روزگار هلاکو خان بمسلمانان مے رسیدند
شعرائے بزرگ که در زمان سلطان محمد بوده اند ابن المعانی نحاس و ابو المفاخر و منجیک و شبل الدوله
بوده رحمهم الله علیهم اجمعین عمره بیست و هفت سال سلطنت دوازده سال وفات در سنه ۴۹۸ھ

ذکر ملک الشعرا خاقانی حقایقی رہ

نام او افضل الدین ابراهیم بن علی شروانیست فضل و جاه و قبول سلاطین و حکام او را میسر
شده در علم بے نظیر و در شعر استاد بوده و در جاه مشار الیه چنانچه استادان ماهر مدح او گفته اند
و در قصیده که آن را صفیر الضمیر نام کرده این بیت میگویند۔

ز دیوان ازل منشور کاول در میان آمد	امیری جمله را دادند و سلطانی بخاقانی
برائے حجت معنی براہیمے پدید آمد	ز پشت آذر صنعت علی نجار شروانی

در آخر حال او را ذوق فقر و شکست نفس و صفائی باطن ظاهر و انگیز شد و از خاقان کبیر منوچهر
انار الله برهانه از ملازمت و خدمت استعفا میخواست که بخدمت اهل سلوک مشغول گردد خاقان چو
دل وابسته صحبت او بود اجازت عزیمت نمے داد تا آنکه بے اجازت خاقان از شروان گریخت
و به بیلقان آمد گماشتگان شروان شاه او را گرفته بدرگاه فرستادند و خاقان او را بند فرموده در قلعه
شابران مدت هفت ماه مقید و محبوس از غایت ملالت و دل تنگی در قلعه این قصیده میگوید و حالات
ترسایان و لغات و اصطلاحات ایشان بیان میکند و این قصیده مشکل است و شیخ عارف آذری
شرح این ابیات مشکله در جواهر الاسرار میکند و چند بیت ازان قصیده این است۔

فلک کجرو تر است از خط ترسا   مرا دارد مسلسل راهب آسا

پس از تعلیم دین از هفت مردان   پس از تنزیل وحی از هفت قرا

پس از میقات حج و سعی و عمره   پس از قرآن و تعظیم مصلا

مرا از بعد پنجه سال اسلام   نزیبد چون صلیبم بند برپا

دوم زنار بندم زین تحکم   روم ناقوس بوسم زین تعدا

دگر قیصر سگالد راز زردشت   کنم زنده رسوم زند و استا

بسرگین خر عیسی را به بندم   رعاف جاثلیق ناشکیبا

و چون این قصیده موقوف شرحست زیاده ازین بقلم نیامد و خاقانی بعد از حبس دیگر بملازمت مشغول نشد و در طلب دامن گیراو شد مشرب فقر دریافت و بعزیمت حج از شروان بیرون آمده همراهیے موفق التوفیق که کریم جهان بود جمال الدین موصلی سفر حجاز پیش گرفت و این قصیده را در راه مکه میگوید وصف بادیه میکند و چهار مطلع درین قصیده بکار داشته‌اند که مطلع از آن قصیده است۔

سر حد بادیه است روانباش بر سرش   تریاق روح کن ز سموم معطرش

در آخر این قصیده تخلص باسم جمال موصلی میکند و جاه او را متین سے سازد و درین بیت

سلطان دل خلیفه همم خوانمش از آن   سلطان پدر نوشت و خلیفه برادرش

صاحب خلاصه بنا کتی میگوید که خاقانی نزد خاقان بسیار مقرب بود و در اول حال حقایقی تخلص داشت و خاقان کبیر او را منصب خاقانی ارزانی داشت و از لطایف او یکے آنست که نوبتے این بیت بخاقان فرستاد۔

وشقی ده که در برم گیرد   یا وشاقی که در برش گیرم

وشق موئینه التای را گویند و وشاق چهره امرد است چون خاقان این بیت مطالعه کرد حکم کشتن خاقانی کرد چون این حکم بخاقانی رسید از روے فراست دریافت کسی را بال و پر برکنده نزد خاقان فرستاد که گناه از من نیست از آن کس است که باو وشاقی را با وشاقی ساخته خاقان دریافت باو دل خوش کرد و نازکی آن است که خاقان از خاقانی رنجیده که چرا هر دو طلب نکرده مگر همت من قصورے دیده خاقانی با وشاقی طلبیده که هر دو باشد همت بزرگان آن زمان چنین بوده و لطافت

طبع شعرا بدین مشابه واکنون اگر شاعری از ممدوح خود دو خروار شلغم طلب کند حقیر ندارند و منت دارند که تخفیف تصدیع میکند. و فاضل زمان اثیر الدین اخسیکتی معاصر خاقانی بوده و از دیار فرغانه و ترکستان بآرزوے مشاعره آهنگ خاقانی و ملک شروان کرد در راه بخدمت سلطان السلاطین ارسلان بن طغرل پیوست و ارسلان بن طغرل او را تربیت کلی کرد و اثیر همواره معارض خاقانی میبوده و سخن خود از سخن خاقانی مقدم میدانست و این قطعه را خاقانی نزد اثیر فرستاد قطعه

خرد خریطه‌کش خامهٔ بنان من است	سخن جنیبه بر خاطر و بیان من است
بگرد گار که دور زمان پدید آورد	که دور دور نشست و زمان زمان منست
منم که یوسف عهدم بقحط سال سخن	که میزبان گرسنه دلان زبان منست
بشرق و غرب ز روزنامهٔ ضمیرم ازانک	کبوتر فلکی پیک رایگان من است
ز ژاژ خوائی هر ابلهے نترسم ازانک	هنوز در عدم است آنکه هم قران منست
منم لوحی معانی پیمبر شعرا	که معجز سخن امروز در بیان منست
توئی که صاحب قدح منی اگر روزے	بتیغ کشته شوی این فغان ز جان منست

واثیر الدین این قطعه در جواب نوشت.

گره‌گشای سخن خامهٔ توان منست	خزینه‌دار روان خاطر روان منست
کشید زین من این دیدهٔ هلال رکاب	ازانکه شهپر روح القدس عنان منست
کنار و دامن جهان پُر گهر ز بحر پر در شد	که در ولایت معنی گدائے کان منست
من ارسلان شه تاک قناعتم زین روے	جهان شهر و شهان صد یکے جهان منست
کمان من بکشد دست بازوے شروان	که تیر چرخ یک انداز از کمان منست
من قرین وجودم سفر بود گفتن	هنوز در عدم است آنکه هم قران منست
زبان زمان من زمین گیر خرد بخش است	محال باشد گفتن زبان زبان منست
دگر زبان هنر سیر آید این دعوی	بحکم عقل سجل محکم گران من است

و میان اثیر و خاقانی معارضات بسیار است و هر دو فاضل و دانش مند و خوش گوی بوده‌اند وفات خاقانی در شهر تبریز بوده مشهور سنه اثنین و ثمانین و خمسمایه و در سرخاب تبریز آسوده است و هم

او الیوم مشهور و مقرر است قبر افضل الزمان ظهیر الدین طاهر بن محمد فاریابی ره و ملک الشعرا شاهفور بن محمد اشهری نیشاپوری هر دو در پهلوئے خاقانی نیست ره اما سلطان غیاث الدین ارسلان بن طغرل پادشاه ظریف طبع و معاشر بود شعرا را دوست داشتے و همواره مجلس او از حضور شعرا و ندما خالی نبودے صاحب تاریخ آل سلجوق آورده است که یک روز عید سلطان در همدان سوار شد بعزم عیدگاه و در آن عید حاضر بودم و بر سر راہے که موکب سلطان گذشت حساب کردم هفت هزار سوار کمخاب دیباپوش شمردم که همراه سلطان بعیدگاه میرفتند و در عهد او جامهٔ ابریشمی بهای تمام یافت و سلطان با یوز و سگ شکارے ذوقے تمام یافت و گویند چهار صد یوز داشت مجموع با قلاده زر و جل سقرلاط و ممدوح اثیر الدین اخسیکتی است و این قصیده را اثیر در حق او میگوید۔

بفراخت رایت حق بر تافت دست باطل　　الپ ارسلان ثانی شاه ارسلان طغرل

و کمال الدین اسمعیل اصفهانی و خواجه سلمان ساوجی هر دو جواب آن گفته اند این بیت از کمال الدین است۔

اے در محیط عشقت سرگشته نقطهٔ دل　　وے از فروغ رویت خورشید گشته مرکز گل

سلمان این بیت میگوید۔

زنجیر بند زلفت زد نقطه بر در دل　　خیل خیال خالت در دیده ساخت منزل

و از شعراے بزرگ که در روزگار الپ ارسلان بوده اند خاقانی و ظهیر فاریابی و اثیر الدین اخسیکتی است و مجیر الدین بیلقانی و کمال الدین گنجوانی و شاهفور نیشاپوری و ذوالفقار شروانی و سید عز الدین علوی

ذکر حکیم اوحد الدین انوری ره

اوصاف سخنورے و فضیلت او اظهر من الشمس است از شعراے روزگار کم کسے در دانشمندی و انواع فضایل همتاے او بوده اصل او از ولایت ابیورد است از دهی که آنرا بدنه گویند بجنب مهنه و آن صحرا را دشت خاوران میگویند و او در اول حال خاوری تخلص میکرد و استاد او عماره التماس نمود که انوری تخلص کند و انوری در مدرسهٔ منصوریهٔ طوس بتحصیل علوم مشغول مے بود چنانکه رسم است فلاکت و افلاس بر وے عاید شد و بخرج الیوم فرو ماند که در آن حالت موکب سنجرے بنواحی رادکان نزول کرد انوری در

مدرسه نشسته بود دید که مردے محتشم با غلام و اسب و ساز تمام مے گذرد و پرسید که این کیست گفتند مرد شاعر است انوری گفت سبحان الله پایه علم بدین بلندی و من چنین مفلوک و شیوه شاعری بدین پستی و او چنین محتشم با عزت و جلال ذوالجلال که من بعد الیوم بشاعرے که دون مراتب من است مشغول خواهم شد و دران شب بنام سنجر این قصیده گفت مطلع آن اینست۔

گر دل و دست بحر و کان باشد　　دل و دست خدایگان باشد

و علی الصباح قصد درگاه سلطان کرد و قصیده را گذرانید سلطان بغایت سخن شناس بود طرز کلام او را دانست که دانشمندانه و متین است بغایت مستحسن داشت و ازو سوال کرد که ذوق ملازمت داری یا بجهته طمع آمده انوری زمین خدمت بوسه داد و گفت بیت

جز آستان توام در جهان پناهے نیست　　سر مرا بجز این در حواله گاهے نیست

سلطان مشاهره و جاگی و اورا رسش فرمود و دران سفر تا مرد ملازم درگاه بود و دران سفر چند قصیده عرض کرد مثل این که مطلع آنست۔

باز این چه جوانی و جمال است جهان را　　و این حال که نوگشت زمین را و زمان را

و این قصیده مشکل است و محتاج شرح و بغایت این قصیده را خوش گفته و انوری در علم نجوم سر آمد روزگار خود بود چنانچه مفید در نجوم و چند نسخه دیگر تالیف کرده چنین گویند که از خاک خاوران چهار بزرگ فاضل خواسته اند که نظیر ایشان نبوده چنانچه درین باب گفته اند بیت

تا سپهر هیبت گردان شد بخاک خاوران　　تا شبانگاه آمدش چار آفتاب خاوری

خواجه چون بوعلی شادان وزیر نامدار　　عالمے چون اسعد مهنه زبر شیخے بری

صوفی صافی چو سلطان طریقت بوسعید　　شاعرے چو مشهور خراسان انوری

اما خواجه ابو علی احمد شادان خاوری وزیر طغرل بیگ بن میکائیل سلجوقی بوده مردے خجسته و مسند عاقل مدبر کاردان بوده و خواجه نظام الملک در اول حال ملازم او بوده و گویند که خویشاوند او بوده و خواجه نظام الملک را بعد ازان که از وزارت استعفا خواست بواسطه پیری و ضعف بجاے خود بوزارت الب ارسلان از نظام الملک کفایتی و کارے نیکو دیدے بروح خواجه ابو علی دعا خیر کردے اما استاد اسعد مهنه از فحول علما بوده و در مجلس سلطان محمد ابن ملک شاه با امام حجة الاسلام

ابوحامد محمد غزالی مناظره کرد و علما خراسان تقویت استاد اسعد کردند و در مجلس سلطان محمد اول
سوالے کہ بر امام کرد این بود گفت کہ تو مذهب حنفی داری یا شافعی امام در جواب گفت من در
عقلیات مذهب برهان دارم و در شرعیات مذهب قرآن نه ابوحنیفه بر من خطے دارد و نه شافعی برای
استاد اسعد گفت که این سخن خطا است امام گفت اے بیچاره اگر تو از علم الیقین شمه شنیدی
نمی گفتی که من خطا میگویم اما در قید ظاهر ماندهٔ و معذوری و اگر حرمت پیرے و مقدمے تو نبودے
با تو مناظره کردمے و راه تحقیق بتو نمودمے حکایت کنند که در روزگار انوری بعهد سلطان سنجر چنان
اتفاق افتاد که هفت کوکب سیاره در برج میزان اجتماع کردند و حکیم انوری حکم کرد که دران ماه اکثر
بناها و اشجار قدیم را باد برکند و شهرها را خراب کند عوام الناس ازین حکم متوهم و ترسناک شدند و
سردابها کنند و روز قران در آنجا خزیدند اتفاقاً دران شب که انوری حکم کرده بود شخصے بر سر مناره مرده
چراغے برافروخت چندان باد نبود که چراغ بنشاند صباح سلطان سنجر انوری را طلب کرد و با و عتاب
نمود که چرا چنین حکم غلط میکنی انوری معذرت آغاز کرد که آثار قرانات فوری هویدا نشود بلکه بتدریج ظاهر
مے شود دران سال چندان باد نبود که خرمنها مزارع هر دو پاک کنند و تمامی خرمنها تا بهار دیگر در صحرا
بماند انوری ازین تشویر گریخت و به بلخ رفت مدتها بدید و سالها بسر مے برد و بعلم نجوم مشغول بود بے
آنکه ازاری از بلخیان باو رسد ناگاه مردم بلخ گفته بود هر دو مردم بد و بیرون آمدند و معجر بر سر او مے کردند و
میخواستند که از شهر شش بیرون کنند قاضی القضاة حمید الدین ولوالجی که فاضل روزگار بود حامی
انوری شده و او را ازان بلیه خلاص کرد سوگندنامه در آن باب میگوید که

اے مسلمانان فغان از دور چرخ چنبری — وز نفاق تیر و قصد ماه و کید مشتری

و در همین قصیده میگوید بیت

بر سر من مغفری کردی کلاه داران اگر گذشت — بگذرد بر جلیسانم تیر دور سنجری

و فرید کاتب در همین باب گوید

گفت انوری که از جهت بادهای سخت — ویران شود عمارت و کہ نیز بر سری
در روز حکم او نوزیده است هیچ باد — یا مرسل الریاح تو دانی و انوری

و ایضاً

میگفت انوری که درین سال بادها — چندان وزد که کوه بجنبد تو بنگری
بگذشت سال و برگ نجنبید از درخت — ای مرسل الریاح تو دانا و انوری

وفات انوری در سال سبع و اربعین و خمسمایه در بلخ بوده و قبر او هم در بلخ است در جنب مزار سلطان احمد خضرویه ره

ذکر افضل الفضلا رشید وطواط

و هو رشید الدین محمد بن عبد الجلیل الکاتب العمری نسب او با امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی الله عنه میرسد بزرگی فاضل و ادیب و ذوفنون عالم بوده و بزرگوارے و فضل او را همگنان معترف اند و ظهور او در روزگار اتسز بن قطب الدین محمد خوارزمشاه بوده است اصل او از بلخ است اما در خوارزم تمکن داشته و در روزگار خود استاد فرقهٔ شعرا و فصحا بوده و همواره شعرای اطراف از نزدیک و دور قصد ملازمت او میکرده اند و باستفادهٔ شعر و دیگر علوم مشغول میبوده اند و او را ورای شاعری جاه و مراتب عظیمی دست داده مردی تیز زبان و فصیح بوده و بر سخن شعرای اطراف ایراد و تخطئه گرفتی و بسیر شعرا با او خوش نبوده اند و اکثر او را هجو های رکیک گفته اند از غایت حسد اما ساحت او از آن افتراءات مبراست و در فضل او هیچ سخن نیست و او مردی تیز زبان و حقیر الجثه بوده از آن جهت او را وطواط مینامند و وطواط مرغ کیست که او را فرشترک میخوانند نقل است که روزی در خوارزم علما مناظره میکردند در مجلس خوارزمشاه و رشید در آن مجلس مناظره بحث و تیز زبانی آغاز کرد خوارزمشاه دید که مردی با این خردی بحث میکند و دواتی پیش رشید نهاده بود خوارزمشاه از روی ظرافت گفت تا دوات را بردارید تا معلوم شود که در پس دوات کیست که سخن میکند رشید گفت المرء باصغریه قلبه و لسانه خوارزمشاه را که این فضل و بلاغت او معلوم شد و او را محترم و موقر داشتی و بانعامات مستفید میساخت و او را در مدح خوارزمشاه قصاید غراست و این قصیده از آن جمله است.

شاها بپایگاه تو کیوان نمیرسد — در ساحت تو گنبد گردان نمیرسد
جائی رسیده بمعالی مرتبت — کانجا بجهد فکرت انسان نمیرسد
جز امر تو بمشرق و مغرب نمیرسد — جز امر تو بتازی و دهقان نمیرسد

یک خطه نیست در همه اطراف خافقین کانجا ز بارگاه تو فرمان نمی رسد
فریاد ازین جهان که خردمند را ازو بهره بجز نوایب و حرمان نمی رسد
جهال در تنعم و ارباب فضل را بی صد هزار غصه یکی نان نمی رسد
جاهل بمسند اندر و عالم برون در جوید بحیله راه و بدربان نمی رسد
آزرده شد بحرص درم جان عالمان وین خواری از گزاف بایشان نمی رسد
دردا و حسرتا که بپایان رسید عمر وین حرص مرد و ریگ بپایان نمی رسد
منت خدای را که مرا در پناه تو آسیب حادثه بدل و جان نمی رسد
تا دامن جلال تو بگرفته ام مرا دست بلا بریش و گریبان نمی رسد
یک روز نیست کز تو هزاران هزار نوع در حق من کرامت و احسان نمی رسد
آنم که چون بجنگ فصاحت شوم سوار در گرد من فصاحت سحبان نمی رسد
از نظم من بخاک خراسان خزینهاست گر شخص من بخاک خراسان نمی رسد
تا آدمی بفضل و کمالی که ممکن است در علم جز بقوت و برهان نمی رسد
بگذار ماه روزه بطاعت که دشمنت گر بگذرد ز روزه بقربان نمی رسد

و دیوان رشید قریب پانزده هزار بیت است اکثر آن مصنوع و مرصع و ذوقافیتین وغیر ذلک و قصیده میگوید تمامی آن مرصع و بعضی ابیات آن مرصع مع التجنیس و دعوی کرده که پیشتر از هیچ آفریده قصیده نگفته است که تمامی آن مرصع بوده باشد خواه بعربی و خواه بفارسی و این است مطلع آن قصیده و هفتاد بیت است مجموع او مرصع -

ای منور بتو نجوم جلال وی مقرر ز تو رسوم کمال
حضرت تو معول دولت ساحت تو مقبل اقبال

و رشید عمر دراز یافت و بعد از وفات اتسز خوارزمشاه تا زمان سلطان شاه بن الب ارسلان بن اتسز در حیات بود و سلطان شاه را آرزوی صحبت رشید در سر افتاد و گفته اند که پیر و ضعیف شده گفت البته او را بحضور من رسانید رشید را در محفه نشانده بحضور او بردند و چون چشم او بر سلطان افتاد این رباعی انشا کرد - رباعی

جدت ورق زمانه از ظلم بشست   عدل پدرت شکستگی کرد درست
ای بر تو قبای سلطنت آمده چست   هان تا چه کنی که نوبت دولت تست

اما خوارزمشاه بن قطب الدین محمد بن نوشتگین غرجه غلام زادهٔ سلطان ملکشاه سلجوقیست مال و منال خوارزم در زمان ملکشاه بر طشت خانهٔ سلطان صرف شدی و نوشتگین مهتر طشت داران بود سلطان او را بحکومت خوارزم فرستاد مردی متدین بود و قطب الدین محمد فرزند او مرتبهٔ خوارزمشاهی یافت علما را احترام نمودی و اتسز پسر اوست و در خوارزم متمکن شد و نزد سلطان سنجر تقربی تمام یافت هر سال یکبار بمرو آمدی و ملازمت سلطان کردی و باز بخوارزم مراجعت کردی اصحاب اغراض حسودی کردند و سلطان را با او بدگمان ساختند از مرو بگریخت و در خوارزم با سلطان آغاز عصیان کرد و استیلائی تمام یافت و همواره با کفار تاتار غزا کردی و غنیمت بسیار یافتی تا درجهٔ او بدان رسید که لشکریان از سلطان می گریختند و بدو می پیوستند سلطان بالضرور لشکر بخوارزم کشید و انوری دران سفر ملازم بود چون بنواحی هزار اسپ رسیدند و قلعه را محاصره کردند انوری این رباعی بگفت و بر تیری نوشته بقلعه انداختند۔

ای شاه همه ملک جهان حسب تراست   در دولت و اقبال جهان کسب تراست
امروز بیک حمله هزار اسب بگیر   فردا خوارزم و صد هزار اسب تراست

رشید در قلعه بود در ملازمت اتسز این بیت در جواب رباعی انوری نوشت و بعرض فرستاد و در عسکر سلطان انداخت بدین نسق که

گر خصم تو ای شاه بود رستم گرد   یک خر ز هزار اسب تو نتواند برد

سلطان بغایت از وطواط در خشم شد و سوگند خورد اگر وطواط بدست من افتد او را هفت پاره سازم و این قصیده را نیز سلطان شنیده بود که وطواط گفته است و مطلع اینست۔

اتسز غازی بتخت ملک برآمد   دولت سلجوق و آل او بسر آمد

و کینهٔ قدیم در دل سلطان بود و چون مدتی محاصره کردند اتسز قوت مقاومت نداشت شب از قلعه بگریخت و قلعهٔ هزار اسپ را سلطان گرفت و رشید پنهان شد بمنادی و تفحص حاضرش کردند سلطان فرمود که هفت پاره اش کنند رشید بشفاعت رفیق پیش منتخب الدین بدیع کاتب

که منشی دیوان اعلی و منصب ندیمی با شغل انشا منضم داشت فرستاد تا گناه او را از سلطان در
خواهد منتجب الدین بدیع سلطان عرضه داشت کرد که وطواط مرغکی است بسیار خرد و ضعیف او را
هفت پاره نمیتوان کرد آنکه سلطان فرماید او را دو پاره کنند سلطان بخندید و بدین لطیفه بجرم وطواط
درگذشت و وطواط خلاص یافته به ترمذ رفت و مدتی در ترمذ بود تا اتسز از خوارزم لشکر کشید و بوقت گرفتاری
سنجر اکثر خراسان را مسخر ساخت رشید از ترمذ قصد ملازمت اتسز کرد و در خبوشان بعسکر اتسز رسید
مصاحب اتسز بود ناگاه اتسز در خرم درهٔ خبوشان بقضا درگذشت در شهور سنه احدی و خمسین و
خمسمائه رشید در سر تابوت اتسز میگریست و این رباعی میگفت رباعی

شاها فلک از سیاستت می لرزید ‌ ‌ ‌ پیش تو بطبع بندگی میورزید
صاحب نظری کجاست تا درنگرد ‌ ‌ ‌ تا آن همه سلطنت بدین می ارزید

وفات رشید در خوارزم سنه ثمان و سبعین و خمسمایه بود مدت عمر او نود و هفت سال بوده
قبر او در جرجانیه خوارزم است و او را در علم معانی و بیان تصانیف مرغوب است کتاب حدائق السحر از
تصنیفات اوست که در صنایع علم شعر از آن مفیدتر نساخته اند و ترجمه صد کلمه حضرت امیر المومنین
علی بن ابی طالب نوشته و چند نسخه دیگر در علم شعر و کتابت و استیفا و ترسل تصنیف وارد ره۔

ذکر استاد شهاب الدین صابر

دانشمندی بوده باهر و فاضل و در عهد دولت سلطان سنجر از ترمذ بود اصل او از بخارا است
فاما در خراسان نشو و نما یافته و معارض رشید وطواط است تا حدی که یک دیگر را هجوها گفته اند
و ایراد آن هجویات ازین کتاب دور نمود خاقانی معتقد اوست و بر خلاف وطواط انوری صابر را
در شاعری مسلم دارد و الحق صابر بغایت خوش گو بوده است و سخن او صاف و روان است و پیش
نزدیک تر از اشعار اقران او بوده مربی صابر سید ابو جعفر علی بن حسین قدامه موسوی است که او را به تعظیم
و قدر رئیس خراسان مینوشته اند و سلطان سنجر او را برادر خوانده و مسکن سید نیشاپور بوده و ضیاع و عقار
و احتشام او در خراسان بی نهایت بوده و بغایت سید کریم و مدبر و صاحب ناموس بوده و این سوگند
نامه را صابر بمدح سید انشا نموده است و بعضی این است۔

تنم بمهر اسیر است و دل بعشق فدی | همی بگوش من آید ز لفظ عشق ندی
دلم فدا شد و چشمم ندید روی خلاص | خلاص نیست اسیران عشق را ابدی
من و توایم نگارا که عشق و خوبی را | ز نام لیلی و مجنون برون بریم همی
ملامتست ازین عشق و عشق بر مجنون | غرامتست ازین حسن و حسن بر لیلی
ازان سبب که عسل را خلاف تا لب نیست | خدایگان عز و جل در عسل نهاد شفی

و در تهنیت آنکه سلطان سنجر را برادر خواند قصیده سے گوید این بیت از آنجا است۔

اگرچه بهترین خلق آدم را پسر باشد | بزرگی را پدر شد تا برادر خواند سلطانش

و صابر نزد سلطان سنجر ارکان دولت او محترم بود و چون اتسز خوارزم شاه با سلطان در خوارزم عصیان ظاهر کرد سلطان ادیب صابر را مخفی بخوارزم فرستاد تا ایشان متفحص حالات و مستخبر اخبار باشد اتسز شخصے فدائی را فرستاد تا روز جمعه سلطان را زخم زند و هلاک کند ادیب صابر صورت آن شخص را بر کاغذ تصویر کرد و بمرو فرستاد تا آن شخص را طلب کرد و او را یافتند و سیاست کردند و ادیب در خوارزم بود اتسز خبر یافت که صابر چنین کارے کرده ادیب را دست و پا بسته در جیحون انداخت و غرق ساخت و کان ذلک فی شهور سنة ثلث و اربعین و خمسمائة۔

ذکر عثمان مختاری رح

عثمان مختاری غزنوی است و از اقران حکیم سنائی است و در روزگار سلطان ابراهیم بن مسعود شاعر دارالملک غزنی مختاری بوده است و طبعے قادر داشته چنانکه سنائی قصیده چند در مدح او گفته و مطلع یک قصیده این است۔

نبود پیش دو خورشید و دو ماه تاری تیر | که بود ملتمس از خاطر مختاری تیر

و عثمان مختاری این قصیده را نیکو گفته در مدح سلطان ابراهیم بیت

مسلمانان و سے دارم که ضایع میشود جانش | در افتادم بدان دردی که پیدا نیست درمانش

و بسیارے از اکابر این قصیده را جواب گفته اند همانا از زیبائی این قصیده نگفته باشند در جواب گفته خاقانی این قصیده مطلعش این است۔

مرا اول بپیری تعلیمست من طفل زبان دانش　　دوم تعلیم سر عشق و بهر زانو دبستانش

و خواجه خسرو دهلوی در جواب این قصیده داد سخنوری داده و درین روزگار طبع نقاد جوهری بازار سخن دران عارف عبدالرحمن جامی جواب این قصیده شده والحق حقایق و معارف و حکمت را نوعی در شیوهٔ نظم آورده که در حیز وصف نمیگنجد و بعضی افاضل درین امر تتبع نموده اند اما سلطان ابراهیم بن مسعود بن محمود غزنوی پادشاه دیندار مؤید بوده از ولایت بهره داشته هفتاد و شش سال عمر یافت و مدت شصت و دو سال سلطنت کرده و در مدت سلطنت تخت جهت منتظم و اساس سلطنت بر زمین نینداخت و قریب چهار صد خانقاه و رباط و مساجد و مدارس در راه خدا بنا کرد و صاحب طبقات ناصری مے گوید سلطان ابراهیم شبها گرد محلات غزنین برآمدے و بیوه زنان و محتاجان را طعام دادے و بعهد او در غزنین دارو چشم و اشربه و ادویه تمام امراض از خزینه او بردندے و سلاطین سلجوقیه او را تعظیم کردندے و پدر بزرگ نوشتندے و وفات او در مشهور سنه اثنی و تسعین و اربعمائه بوده۔

ذکر شیخ العارف ابوالمجد محمد آدم السنائی رہ

از بزرگان دین و اشراف روزگار است همه زبانها ستوده و در مشرب فقر آن چاشنی که خدائے تعالی او را ارزانی داشته وصفت نگنجد مولانا جلال الدین رومی باوجود کمال و فضل او خود را از متابعان شیخ سنائی میداند و میگوید بیت۔

عطار روح بود و سنائی دو چشم او　　ما از پے سنائی و عطار آمدیم

و جائے دیگر در مثنوی میفرماید۔

ترک جوشی کرده ام من نیم خام　　از حکیم غزنوی بشنو تمام

و در آخر حال مرتاض بوده از دنیا و مافیها معرض شده تا حدیکه سلطان بهرام شاه غزنوی خواست که همشیرهٔ خود را بنکاح شیخ درآورد ابا نمود و نیت حج کرده بخراسان آمد و درین باب در معذرت سلطان بهرام شاه میفرماید۔

من نه مرد زن و زر و جاهم　　بخدا گر کنم و گر خواهم
گر تو جسم دهی ز احسانم　　بسر تو که تاج نستانم

وچون از غزنین بخراسان آمد دست ارادت در دامن تربیت شیخ المشایخ ابو یوسف
همدانی قدس سره زد و در خلوت نشست و عزلت اختیار کرد و شیخ ابو یوسف همدانی از بزرگان
دین بود و خانقاه او را از تعظیم و قدر کعبهٔ خراسان میگفتند و مرید شیخ العارف ابو علی فارمدیست امام
غزالی با وجود فضل و کمال معتقد شیخ ابو علی بوده و در آخر مرید او شد و فارمد قریه ایست از اعمال طوس
اما سبب توبه حکیم سنائی این بود که او مدح سلاطین گفتی و ملازمت ایشان کردی نوبتی در غزنین
مدحی جهة سلطان ابو اسحاق گفته و سلطان عزیمت هند داشت بتسخیر قلاع کفار حکیم میخواست
که بتعجیل قصیده را بگذراند قصد ملازمت سلطان کرد در غزنین دیوانه بود که او را لای خوار گفتندی
و از معنی خالی نبود همواره در شرابخانه درد شراب جمع کردی و در گلخنها تجرع نمودی چون حکیم
بدر گلخن رسید از گلخن ترنمی شنود قصد کرده شنود که لای خوار با ساقی میگوید پر کن قدحی تا بکوری
چشم ابراهیمک غزنوی بنوشیم ساقی گفت این سخن را خطا گفتی چه ابراهیم پادشاهیست عادل
مذمت او مکن دیوانه گفت چنین است اما مردکی ناخشنود و نا انصاف است غزنین را چنانکه شرط
است ضبط نا کرده در چنین زمستانی سر میل ولایتی دیگر دارد چون آن ولایت بگیرد آرزوی
ملک دیگر خواهد کرد و آن قدح بستد و نوش کرد و ساقی را گفت پر کن پر کن قدحی تا بکوری سنائیک
شاعر بنوشیم ساقی دیگر گفت این خطا از اصلاح دور است و در باب سنائی طعن مکن که او مردی ظریف
و خوش طبع و مقبول خاص و عام است گفت غلط مکن که مردکی احمق است لافی و گزافی چند فراهم
آورده و نام او شعر کرده و از سر طمع هر روز دست بر دست نهاده در پیش ابلهی بپای ایستاده و خوش
آمدی میگوید و این قدر نمیداند که او را از برای هرزه گوئی نیافریده اند اگر روز عرض اکبر از وی سؤال
کنند که ای سنائی بحضرت ما چه آوردی چه عذر خواهد آورد و این چنین کسی را چرا ابله و فضول نشاید
گفت حکیم چون این بشنید از حال بحال رفت و این سخن کارگر آمده دل او از خدمت مخلوق بگردید
و از دنیا دل سرد شده دیوان مدح ملوک را در آب انداخت و طریق انقطاع و زهد و عبادت شعار
ساخت و ریاضت بمرتبه رسانید که همواره در غزنین پا برهنه میگردید دوستان و خویشان بر
حال او گریان شدندی و اقربا را گفتی که بر حال من غمگین نباشید بلکه طرب و خوش دلی کنید دوستان
بجهت او کفش آوردند و التماس کردند در پای کند قبول کرد روز دیگر کفش را بحضور یاران آورد و رد

کرد و گفت آن سنائی دیروز در نظر شما بودم و امروز خلاف آنم غالباً سدّ راه این کفش است و خسرو
درین معنی خوش گفته نیست مدبر اهل ترک ار خود ندارد کفش از آنک هر شگاف از پاشنایش دین و دولت
را درست امّا از گفتهٔ حکیم سنائی کتاب حدیقه است که هر چمن از آن حدیقه ریاض حقیقت و طریقت است
و اهل توحید و تصوف اغلب ابیات این کتاب را در رسایل باستشهاد می‌آرند و از حدیقه
این تمثیل در این کتاب لایق آمد

داشت لقمان یکے وثاق تنگ　　چون گلوگاه نای و حلقهٔ چنگ
شب همه شب به پیچ و تاب شدے　　روز همه در آفتاب شدے
بوالفضولے سوال کرد از وے　　کین چه جایے است یک بدست و پے
بادم سرد و چشم گریان پیر　　گفت هذا لمن یموت کثیر

باوجود این فضل و کمال چون کتاب حدیقه تمام کرد علماء ظاهر غزنین بر حکیم طعن کردند و
اعتراض نمودند آن کتاب را بدار الاسلام بغداد فرستاد و بدار الخلافه عرض کرد و از علماء بغداد و ائمه
اندیار بر صحت عقیده خود فتوے حاصل کرد و از غزنین عزیمت خراسان نمود و چندگاه در حلقه درویشان
شیخ ابو یعقوب یوسف بسلوک مشغول شد و باز بغزنین رجوع کرد و در آخر حال جز توحید و معارف
و حقایق نگفتے و چند قصیده او در توحید و معارف بے نظیر است و بزرگان تتبع آن نموده اند قصیده

طلب اے عاشقان خوش رفتار　　طرب اے شاهدان شیرین کار
در جهان شاهدی و ما فارغ　　در قدح جرعه و ما هشیار
خیز تا ز آب دیده بنشانیم　　گرد این خاک تودهٔ غدار
پس بجاروب لا فرو روبیم　　کوکب از سقف گنبد دوار
تا ز خود بشنود نه از من و تو　　لمن الملک واحد القهار
اے هواهائے تو هوا انگیز　　اے خدایان تو خدا آزار

و این قصیده را شیخ اوحد الدین کرمانی و شیخ فخر الدین عراقی و غیر ایشان تتبع کرده اند و جواب
گفته اند

مکن در جسم و جان منزل که این دونست و آن والا　　قدم زین هر دو بیرون نه اینجا باش و نه آنجا

داین قصیده را خواجه سلمان ساوجی جواب گفته اگرچه شاعرانه است اما حکیم درین قصیده سخن
را بلند مے گوید دیوان حکیم سنائی سی هزار بیت زیاده است مجموع حقایق و معارف و ترک
دنیا و سخن حکیم اصحاب طریقت و سلوک را شیوه ترک دنیا و مذمت این خاکدان تحریص تمام میکند
وفات حکیم سنائی در محروسه غزنین در مشهور سنه ست و سبعین و خمسمائه بوده الیوم مرقد شریف
او معین و خانقاه او معمور است و اهل غزنین را بدان مرقد التجاست و از شعرا سید حسن غزنوی و
عثمان مختاری و عمادی و حکیم سوزنی و انباری ترمذی و نجیب الدین و رکانی معاصر شیخ سنائی بوده اند ره

ذکر محمد غزالی رہ

محمد غزالی از قریه ایست من اعمال طوس نام آن غزال بوده و نیز گویند که غزال ریسمان فروش
را میگویند و او فرموک مادر خود که رشته بود در بازار مے فروخت ازان جهت بغزالی اشتهار یافت از
جمله تلامذه ابوالمعالی امام الحرمین عبدالملک بن محمد جوینی بود و شیخ ابوبکر نساج را در طفولیت دریافته
و شیخ ابوبکر آب دهن مبارک خود در دهان او انداخته برکت او عالم ربانی شد اکابر اتفاق دارند که غزالی
از صدیقان است گویند هفتاد نوع علم خوانده که کشاد کار من در کدام باشد از هیچ علوم او را فتحے حاصل
نشده رجوع بصوفیه نمود و زهد و عبادت اختیار کرد و سخن شیخ با سخن صوفیه مخلوط کرده گفتی و سخنے دیگر
علم بر کاغذ ننهادی و حکمت مرعی داشتی لاجرم علماء ظاهر بر وی طعن کردند از خراسان بحجاز رفت و از آنجا
بشام افتاد و ده سال در دیار عرب بدرس و افاده مشغول بود و کتاب احیاء علوم و جواهر القرآن
را در دمشق تصنیف کرده است باز بخراسان رجوع نمود و عزلت و انزوا پیش گرفت و از دنیا و اهل
دنیا بغایت معرض بود صاحب تاریخ استظهاری گوید که مؤید الملک بن نظام الملک امام را بجهت
تدریس مدرسه نظامیه در بغداد طلب کرد و او این مکتوب در جواب نوشت هذه المکتوب الحمد لله
رب العلمین والصلوة والسلام علی محمد و آله و عترته اجمعین اما بعد خدمت خواجه و تحیاتها شایان
متع الله المسلمین بطول بقائه این ضعیف را از حضیض خرابه طوس باوج معموره دار السلام بغداد
میخواند کرم و بزرگی ست نمایه برین حقیر نیز واجب است که خواجه را از حضیض بشری باوج مراتب
ملکی برساند اے عزیز از طوس و بغداد راه بخداوند یکسان است اما از اوج انسان تا حضیض حیوان

تفاوت بسیار است والتماس حضور فقیر که فرمودند لاشک این فقیر را وقت فراق است نه وقت عزیمت عراق اے عزیز فرض کن که غزالی ببغداد رسید و متعاقب فرمان در رسید نه فکر مدرسه دیگر باید کرد امروز را همان روز انگارد و دست ازین بے سروپا بدارد والسلام ذوالاکرام و وفات و عمر غزالی ازین بیت معلوم میشود۔

نصیب حجة الاسلام ازین سرای سپنج حیات پنجه و چار و ممات پانصد و پنج

ذکر حکیم سوزنی رہ

سمرقندی است خوش طبع و ظریف است در ابتدا رحال تحصیل کردے اما طبع او بهزل مایل بودے علماء مدرسه اتفاق کردند و پسر خمار را بر این داشتند که هجو سوزنی بکند و او هجوهائے رکیک گفت سوزنی نیز با او معارض شده و ایراد آن هجویات درین کتاب پسندیده نیامد اما حکیم سوزنی را در آخر عمر توبه نصوح واقع شد و حج گذارد و در توحید و نصایح و زهدیات و معارف قصاید غرا او ارد و وازان جمله این قصیده ثبت شد۔

چون بر هوائی دل تن من گشت پادشاه آمد به پیش سینه ام از سفه سپاه
لشکر که سفاهت من عرض داده بود من ایستاده همبر عارض بعرض گاه
دیو سپید گلیم بران بود تا کند همچون گلیم خویش لباس و لم سیاه
بنمود خیل خیل گنه پیش چشم من تا در کدام خیل کنم بیشتر نگاه
تا خیل را بچشم من آراسته دهد زان نورع دانه سازد و دام افگند براه
رفتم براه دیو فتادم بدام او وز دیو دیو تر شدم از سیرت تباه
یک روز بیگناه نبودم بعمر خویش گویا که بود بیگنهی نزد من گناه
هر گونه گناه ز اعضا من پرست چون از زبین نخم زده اند گوشه گیاه
فردا بروز حشر که امروز منکرند اعضا من شوند بر اعمال من گواه
ای تن که پادشاه شدی بر هوای دل هم بنده از آنکه آله است پادشاه
در قدرت آله نگر کن بچشم عجز تا عجز خویش بینی در قدرت اله

قامت دوتاه کردی یکتا شود مباش ‌‌ ‌ همتاے دیو تا نروی در چهار راه

چون پے رسید موئے سیاهت سفید شد ‌ ‌ یار سفید روئے سیه موئے را بخواه

گر آب و جاه مطلبی معصیت مورز ‌ ‌ از طاعت خداے طلب آبروے و جاه

نیران دوزخ از تو بر آرد دمار و دود ‌ ‌ گر از ندم نبارے از دیدگان میاه

اے سوزنی اگر تنت از کوه آهن است ‌ ‌ در کوره دل آرد چو سوزن ز غم بکاه

در پیش چشم عقل جهان فراخ بین ‌ ‌ چون چشم سوزنے کن و بندیش گاه گاه

گر از عذاب نار بترسی پناه جوے ‌ ‌ تو توبه را و سایه طوبی شمر پناه

تا آمد از تو هیچ گناهے ز کوه کم ‌ ‌ یا هیچ طاعتے ز تو آمد فزون ز کاه

زاهل سموم و هاویه اے دل طمع مکن ‌ ‌ تا نزد تو نسیم شمال آید از هراه

عصیان کنی و جاے مطیعان طمع کنی ‌ ‌ بسیار کلهاست بسودائے این کلاه

با توبه آشنا شو و بیگانه شو ز جرم ‌ ‌ تا در بحار رحمت رحمان زنی شناه

اے قادرے که هست بتقدیر حکم تو ‌ ‌ گردنده چرخ اخضر و تابنده مهر و ماه

یارب بلطف خویش ببخشاے اے کریم ‌ ‌ بر من یگانه عاصی بر جمله عصاه

هستم یگانه عاصی و عاصی من بسیست ‌ ‌ جمله نیاز مند بفضل تو سال و ماه

کافی توئی و قاضی حاجات ما توئی ‌ ‌ ما را مران بقصد قضا و در کفاه

ایمان ما و قوت اسلام و دین ما ‌ ‌ از ما جدا مکن بجدا گشتن جباه

بر ما لباس خاک چو جیب کلیم کن ‌ ‌ تا چون کف کلیم برآریم از و جباه

اے راوی این قصیده بخوان و بحکم بین ‌ ‌ السمع للسعیدی خیر من ان تراه

ولامعی بخاری و جلیتی و نسفی و سیفی حاله و شطرنجی شاگردان سوزنی اند این مطلع سوزنی است

تا کے ز گردش فلک آبگینه رنگ ‌ ‌ بر آبگینه خانه طاعت زنیم سنگ

در کن صنایع این قصیده را جواب گفته هم بطرز حکیم سوزنی و شاه ابو اسحق او را صفت بدره زر صله داده مطلع آن قصیده بجاے گاه خود بیاید وفات حکیم سوزنی در سمرقند بوده در شهور سنه تسع وستین و خمسمائه و قبر او در مقبره چاکردیزه است بقرب مزار امام العالمین ابو منصور ماتریدی و شهاب الدین

ابوحفص عمر نسفی-

ذکر ملک الشعرا فلکی شروانی رہ

بغایت خوشگوی بوده از اقران افضل الدین خاقانی است و بعضے گویند استاد خاقانیست واین درست نیست بلکہ شیخ العارف آذرے رہ در جواهر الاسرار آورده کہ خاقانی و فلکی هردو شاگرد ابوالعلاء گنجہ اند و حمد اللہ مستوفی فلکی را استاد خاقانی میداند فی کل حال طبع قادر داشتہ و این قصیده او راست در مدح شروان شاه-

سپهر جاه و معالی محیط نقطهٔ عالم   جهان جود و معانی چراغ دودهٔ آدم
خدیو کشور پنجم یگانہ انجم ششم   جم دوم متنظم خدایگان معظم
زحل محل و قضا ید قدر اولک تمکین   شمال طبع و صبا فر مسیح دین ملک دم
ستوده رای چو ارش سخا فزای چو بهمن   جهان کشای چو رستم هنر نمای چو نیرم

واین قصیده مطول است و ایراد مجموع ابیات آن از تکلفے خالی نبود و اگر فضلا همہ این قصیده را بخوانند بر فلکی آفرین کنند و خواجہ عصمت اللہ بخاری این قصیده را جواب گفتہ در مدح سلطان سعید خلیل اللہ و دیوان فلکی را نیز پادشاه مبرور الغ بیگ گورگان بروند مطالعہ کردند و پسند فرموده اما گفت تخلص عجب دارد تفال خوب نیست

ذکر سید اشرف حسن الحسینی رہ

بزرگوار و فاضل و دانشمند و اهل دل بوده قصیده فخریہ را او میگوید و شعرا بعضے جواب آن گفتہ اند از اکابر مثل مجیر بیلقانی و کمال الدین اسمعیل و از متاخران شیخ آذرے نیز گفتہ اما قبل از سید حسن کسے مثل این قصیده نگفتہ است-

داند جهان کہ قرة عین پیمبرم   شایستہ میوهٔ دل زهرا و حیدرم

کمال الدین اسمعیل میفرماید-

روزی وطاق کحلی شب در سر آورم   بگریزم از جهان کہ جهان نیست درخورم

و مجیر الدین بیلقانی این بیت گفته است.

هر شب که سر بجیب تفکر فرو برم — سقف فلک بدرم راز سدره بگذرم

اما خاکساران عالم خاک انکسار و کمی سے طلبند و از مقام فخر عار دارند گویند روزی سید حسن در غزنین وعظ میگفت هفتاد هزار مرد در پای منبر او جمع شده بودند سلطان بهرام شاه را خوش نیامد و دو شمشیر نزد سید فرستاد تا در یک غلاف کند سید رنجیده از غزنین بیرون آمد و عزیمت کرد که بحج رود چون بزیارت مرقد مطهر حضرت سید المرسلین علیه افضل التحیة رسید این ترجیع بند گفت و التماس خلعت کرد.

بیت

یارب این ما ئیم و این درگاه صدر انبیاست — یارب این ما ئیم و این خاک جناب مصطفی است

و ترجیع بند عربی گفته این است.

سلّوا یا قوم بل صلّوا علی الصدر الامین ، — مصطفی ما جاء الا رحمة للعالمین

و در حسن الطلب این بیت فرمود.

لائق فرزندے نیارم زر درین حضرت و لے — مدحتے آوردم اینک خلعتے بیرون فرست

خواجه حمد الله مستوفی در تاریخ گزیده خود در اثنای تذکره شعرا میآورد که خلعت از روضه حضرت رسالت مآب بجهت سید بیرون آمد و بر صحت این اطنابی میکند و چون از حج بازگردید مردم آن کرامت را بدیدند بسیار معتقد او شدند و درین حین سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاه در دار السلام بغداد بوده بروزگار خلیفه عباسی و سلطان مسعود در اکرام و اعزاز سید مبالغه بسیار نموده تحفه را اثر ترتیب کرده سید را بطرف غزنین روانه ساخت چون سید بولایت جوین رسید در قصبه آزادوار فجاءةً بجوار رحمت ایزدی انتقال کرد فی شهور سنه خمس و ثلثین و خمسمائه و اکنون تربت شریف او در قصبه آزادوار مذکور است و معروف و آزادوار مسقط الرأس و موطن مالوف خواجه شمس الدین محمد صاحب دیوان جوینی و برادر او خواجه علاء الدین عطا ملک که تاریخ جهان کشا او نوشته بوده است و این دو خواجه از کریمان جهانند و هر دو فاضل و صاحب جاه و عالم پرور و خوش طبع و صاحب ناموس اند و تصنیفات خواجه علاء الدین را کتاب جهان کشائی گواه عدل است و بزرگوارے خواجه شمس الدین صاحب دیوان اظهر من الشمس است و کتاب شمسیه را بنام او تصنیف نموده اند

داو شرحے برین کتاب نوشتہ قضا و قدر قصد و دیعت حیات او نمودند و آن کار ناتمام ماندہ گویند روزے
خواجہ شمس الدین در صدر جاہ قبول عوام و خاص بر مسند خواجگی متمکن بود بدر جاجرمی این رباعی
بگذرانید بنزد خواجہ۔

دنیا چو محیط است و کف خواجہ نقط ‏ ‏ پیوستہ بگرد نقطہ میگردد خط
پروردۂ تو کہ و مہ و دون و دسط ‏ ‏ دولت ندہد خدائے کس را بغلط
خواجہ دوات و قلم خواست و بپشت ‏ ‏ رقعہ شاعر بدیہہ این رباعی نوشت
سیصد برۂ سفید چون سینۂ بط ‏ ‏ در روی ز سیاہی نبود ہیچ نقط
از گلۂ خواص ماند از جائے غلط ‏ ‏ چون بدہد بدست وارندۂ خط

اما در روزگار اباقاخان خواجہ علاء الدین متکفل مہام دارالسلام بغداد بود مجد الملک یزدی
برو تقریر کرد و بدان سبب خواجہ را چہار صد ہزار درہم مصادرہ افتاد و عاقبت خیانت مجد الملک
ظاہر شد و اباقاخان برو متغیر گشت او را بیاساق رسانیدند و اعضاء او را باقالیم بجہت عبرت
عملہ فرستادند و خواجہ درین باب مے گوید۔

روزے دو سہ بر دفتر تزویر شدے ‏ ‏ جو بندۂ ملک و مال و توقیر شدے
اعضائے تو ہر یکے گرفت اقلیمے ‏ ‏ القصہ بیک ہفتہ جہانگیر شدے

و قاضی بیضاوی در نظام التواریخ میاورد کہ خواجہ شمس الدین محمد و خواجہ علاؤ الدین
اباعن جد از صنادید خراسان بودہ اند و قتل خواجہ شمس الدین محمد بحکم ارغون خان در قراباغ در چہارم
شعبان سنہ ثلاث و ثمانین و ستمائہ بودہ و خواجہ مجد الدین ہمگر فارسی این رباعی در مرثیہ صاحب
دیوان گفتہ و شیخ بزرگوار سعدی این رباعی را بشنود و گریان شد و بر روح خواجہ دعائے خیر
گفت و خواجہ مجد را تحسین نمود۔

در ماتم شمس از شفق خون بچکید ‏ ‏ مہ روے بکند و زہرہ گیسو ببرید
شب جامہ سیہ کرد در ماتم و صبح ‏ ‏ بر زد نفسے سرد و گریبان بدرید

ذکر فرید کاتب رہ

شاگرد انوری است خوشگوی و لطیف طبع بود و همواره ملازم درگاه سلطان سنجر بودے و این سوال و جواب او راست.

گفتم بدان نگار که خورشید انوری ... گفتا ز وصف نکوترم ار نیک بنگری
گفتم مه چهاردهی بر سپهر حسن ... گفتا مه مراست هزار از تو مشتری
گفتم به بندگی تو اقرار میکنم ... گفتا چه تو بسی است کنونم بچاکری

صاحب مقامات ناصری گوید که چون سلطان سنجر کرت دوم بتسخیر مملکت ماوراء النهر لشکر کشید و سلاطین ترکستان با گورخان جمعیتے کردند و در حدود پائے مرغ که از اعمال قرشی است که در قدیم الایام آن ولایت را نسف مے خواندند مصافی عظیم دست داد و شکست بر جانب سلطان افتاد که سلطان میخواست که به ثبات قدم پیش برود دشمنان پس و پیش گرفتند ملک تاج الدین ابوالفضل سیستانی عنان اسب سلطان بگرفت که اے خداوند چه محل قرار است و مردانگی نموده سلطان را از جنگ گاه بیرون آورد و با معدودے چند از آب جیحون عبره بسته عبور کردند و آن شکست و ناموس سلطان سنجر نقصان کلی کرد و فرید ملازم او بود درین باب این رباعی میگوید

شاها ز سنان تو جهانی شد راست ... تیغ تو چهل سال ز اعدا کین خواست
گر چشم بدی رسید آنهم ز قضاست ... آنکس که به یک حال بماند است خداست

اما ملک تاج الدین ابوالفضل سیستانی از ملوک سیستان است و نبیرهٔ نصر الدین بن خلف است که در زمان سلطان محمود سبکتگین بوده با سلطان محمود بکرات مصاف داده و مرد محتشم و مشهور بود و ملک تاج الدین مقرب بوده در روزگار سلطان سنجر سلطان صفیه خاتون خواهر خود را به نکاح ملک در آورد و ملوک سیستان خاندان بزرگ قدیم اند و درین روزگار جاه و منصب ایشان بر قاعده نمانده و ایشان از نسل یعقوب بن لیث صفاراند که اول کسے از عجم که بر خلفائے بنی عباس خروج کرده او بود و بعد از یعقوب عمرو بن لیث برادر او مرتبه عالی یافت سی صد هزار سوار لشکر داشت بر دست امیر اسمٰعیل سامانی اسیر شد و در بند و در حبس المعتضد خلیفه بغداد از گرسنگی بمرد در سنه ۲۸۷ گویند که هشتاد قطار شتر

مطبخ او را میکشیدند واللہ اعلم۔

ذکر سیفی نیشاپوری رہ

شاعرے محکم گو است و شاگرد فرید کاتب است و علم شعر را نیکو میدانسته این قصیدہ کہ سنگ و سیم را در ہر مصرع لازم داشتہ او راست۔

اے نگار سنگدل وے لعبت سیمین عذار — مہر تو اندر دلم چون سیم در سنگ استوار
سنگدل یارے و سیمین بر نگارے انگشت — ہمچو نقش سیم و سنگے در دل من پایدار
من چو سنگم صلب و عہد تو چون سیمے ولیک — ہمچو سیم از سنگ تا گاہم برستے از کنار
من ترا چون سیم و تو مرا رانی بسنگ — رحم سنگ و عہد سیم از تست گوئی یادگار

اما چند سیفی دیگر بودہ اند و امیر حاجی سیف الدین کہ از امراء بزرگ امیر تیمور گورگانی بودہ شعر فارسی و ترکی را خوب گفتہ و سیفی تخلص میکردہ و دیں روزگار مولانا سیفی بخاری مرد فاضل و طریقت و ذکر او در خاتمہ کتاب خواہد آمد اما سیفی نیشاپوری شاعر تکش خان خوارزم شاہ کہ لقب او علاؤ الدین بودہ استقلال او درجہ عالی یافت و تمامی خراسان را مسخر کردہ و مرد خیر بودہ مسجد جامع سبزوار او بنا کردہ خواجہ علاؤ الدین عطا ملک جوینی در تاریخ جہان کشاہی میآورد کہ تکش خان عزیمت عراق کرد و در صحرائے ری با طغرل بن ارسلان سلجوقی کہ ولی نعمت زادہ او بود مصاف داد و طغرل نام و نسب میگفت و جنگ میکرد تا اسیر شد او را پیش تکش خان بردند تکش از و سوال کرد کہ با وجود مردانگی و لشکر جرار و سلاح چہ افتاد کہ چنین آسان اسیر شدے طغرل از شاہنامہ این بیت برخواند۔ بیت۔

ز بیژن فزون بود ہومان بزور — ہنر عیب گردد چو برگشت ہور

حکایت کنند کہ آن ناحق شناس ولی نعمت زادہ خود را بر درری بردار کرد و آن حال بر و مبارک نیامد و از اندک مایہ روزگارے بعلت خناق در گذشت و آخر ملوک آل سلجوق طغرل بودہ و بعد از قتل طغرل سلطنت از خاندان آل سلجوق انتقال کرد بخوارزم شاہیان افتاد فی شہور سنہ ۵٦١ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب۔

ذکر حکیم روحانی رہ

خوش گوئے بوده و شاگرد رشیدی است و رشیدی استاد سیف الدین اسفرنگی بوده و گویند رشیدی از اقران مولانا سیف الدین است والعهدة علی الراوی و این قطعه روحانی راست در مذمت کدخدائی و قرض کردن۔

مرد آزاده بگیتی نکند میل دو کار — تا وجودش همه روئے بسلامت باشد
زن نخواهد اگرش دختر قیصر بدهند — وام نستاند اگر وعده قیامت باشد

ذکر ملک الکلام ظهیر فاریابی

و هو ظهیر الدین طاهر ابن محمد فاریابی بغایت فاضل و اهل بوده و در شاعری و فضل بی‌نظیر بوده اکابر و افاضل متفق اند که سخن او نازکتر و باطراوت‌تر از سخن انوری است و بعضے قبول نکرده اند و از خواجه مجد الدین همگر فارسی فتوی خواسته اند او گفت سخن انوری افضل است فی کل حال و در شیوهٔ شاعری مشار الیه است و در علم و فضل بی‌نظیر بوده و اصل او از فاریاب است اما در روزگار اتابک قزل ارسلان بن اتابک بن ایلدگز بعراق و آذربایجان افتاده مداح قزل ارسلان بوده و خواجه ظهیر شاگرد استاد رشیدی سمرقندیست که قصه مهر و وفا بنظم آورده و داد سخنوری در نظم آن داستان داده و در باب دیوان ظهیر فضلا گفته اند که معلوم نیست چند هزار بیت است گفته اند

دیوان ظهیر فاریابی — در کعبه بدزد اگر یابی

و چون خواجه ظهیر خوشگوست واجب نمود که از دیوان او قصیده و قطعه و غزلے در این تذکره بقلم آید و این قصیده را در مدح قزل ارسلان میگوید

گیتی بیمن دولت فرمان ده جهان — مانند روضهٔ ارم و عرصهٔ جنان
از هر طرف که چشم نهی جلوهٔ ظفر — وز هر طرف که گوش کنی مژدهٔ امان
بالیده زین نشاط تن تخت بر زمین — بگذشته زین شکوه سر تاج ز آسمان
افسانه گشت قصهٔ دارا و کیقباد — منسوخ شد سیاست جمشید و اردوان

درین دیار بسی شاعران با هنرند — که نور خاطر ایشان دهد بکان گوهر
قصیده که بمدح تو گفت بنده چو زر — ردیف ساختش از بهر امتحان گوهر
سخن بنظم چنین گوهری کند تمام — ازانکه خوب نیاید بتوامان گوهر
همیشه تا که بهنگام نوبهار سحاب — کند نثار بر اطراف بوستان گوهر
نثار مجلست از چرخ گوهری بادا — که در حساب نیاید بدانچنان گوهر

گویند که ظهیر از نیشاپور بطریق سیاحت باصفهان افتاد و دران حین صدر الدین عبد اللطیف خجندی قاضی القضاة و مشار الیه آن ملک بود روزی بسلام خواجه رفت و دید که صدر خواجه مسکن علما و فضلاست سلام کرد و غریب وار بجای نشست التفاتی چندانکه بایست و خواست نیافت تافته شد و بدیهه این قطعه را گفت و بدست خواجه داد. قطعه

بزرگوارا دنیا ندارد آن عظمت — که هیچ کس را زیبد بدان سرافرازی
ز چیست کاهل هنر را همی کنی تحقیر — بدین نعیم مزور چرا چنین نازی
شرف بفضل و هنر باشد و نزاهت نفس — نه بهر سیم و زر تا بخود مستازی
بمن نگه تو بیازی مکن ازانکه فضل — و علم بگیسوی حوران همی کند بازی
اگرچه هست خشت چین زمین بشنو — چنانکه اورا دستور جمال خود سازی
تو این بپیر که زو دنیا کشاده بر پشت — برو بغرض مظالم چنان جنیدی
که از جواب سلامی که حق را پیشت — بهیچ مظلمه دیگر نپردازی

وچندانکه خواجه مراعات و مردمی کردش در اصفهان اقامت نکرد و باذربایجان رفت اتابک مظفر الدین محمد ایلدگز اورا تربیت کلی کرد و مدت ده سال در رکاب اتابک بود و قصیده که بشکایت نامه باتابک فرستاده این است۔

شاید که بعد خدمت ده ساله در عراق — نانم هنوز خسرو مازندران دهد

بعد از وفات اتابک قزل ارسلان بن ایلدگز متصدی حکومت عراق [illegible] و اتابک نصرت الدین ابو بکر بن محمد ایلدگز را میل آن بود که ظهیر ملازم او باشد و ظهیر بجانب [illegible] مایل بود و در آخر از قزل ارسلان بگریخت و با ابوبکر پیوست و قزل ارسلان بدین تهمت ظهیر الدین

بیلقانی را اثر بلیغہائے کلی کرد چنانکه هر هفته او را جامهٔ کمخاب و اطلس بخشیدی و مجیر بتفاخر پوشیدی
و فضلا آن رعونت را پسندیده نداشتند و ظهیر در باب مجیر گفته

گر بدیباهاے فاخر آدمی گردد کسے ۔ پس در اطلس چیست گرگ و در عباسی سگا

و بعد از آنکه ظهیر مدتے ملازمت سلاطین و حکام نمود آخر استعفا خواست و بطاعت
و علم مشغول گشت و در مدرسهٔ تبریز ساکن شد وفات او در تبریز بوده در شهور سنه ثمان و تسعین
و خمسمائه بروزگار دولت اتابک بن قزل ارسلان و ظهیر الدین فاریابی بسرخاب مدفون است
در جنب خاقانی و مجیر الدین بیلقانی و کمال خجندی و شرف الدین شفروه و محمد بن علی کرباج
اصفهانی و جوهری زرگر معاصر خواجه ظهیر بوده اند اما اتابک سعید قزل ارسلان ابن اتابک ایلدگز
از جملهٔ موالی سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاه است جاہے و سلطنتے بکمال یافت و پادشاه
نشان بود و طغرل بن ارسلان کودک بود و امور سلطنت عراق و آذربایجان بعد از وفات اتابک
بقزل ارسلان متعلق گشت او مردے مهیب و با سیاست و صاحب تجمل بود و نامے خواست
همچنانکه پدر و برادرش کفیل مهمات آل سلجوق بودند او نیز پادشاه طغرل بزرگ شد و از اتابک برتافت
و مکاتبے بپادشاه خوارزم شاه تکش می‌نوشت که عزیمت عراق کند و شر قزل ارسلان کفایت نماید
و در اثناے این حال بر در شهر همدان شبے ارسلان را بتخت کشته یافتند و کسے ندانست که آن
کار که کرده همچنانکه سلطان تکش در صحرائے رے طغرل را بردار کرد و حدیث نبوی کارگر آمد که
من اعان ظالما فقد سلطه الله

ذکر ملک الکلام مجیر الدین بیلقانی رہ

بغایت خوشگوی و ظریف طبع و فاضل بوده از اقران خواجه ظهیر فاریابی است و در پیش ایلدگز
را تقرب و نیابت داشت و همواره با سعد او و تجمل معاش کردے و شعرا چنانکه رسم است بر وے
حسد بردند و او را بجهت تحصیل وجوه از دیوان اتابکی باصفهان فرستادند افاضل اصفهان چنانکه فطرت
پروانی او نکردند در هجو مردم اصفهان این رباعی گفت۔ رباعی

گفتم ز صفاهان مدد جان خیزد ۔ لعلیست مروت که از آن کان خیزد

شمع جلال تو باد یاره نیک اختری　　پیکرش از باختر تافته تا قیروان

اما اتابک ایلدگز در زمان دولت سلطان مسعود محمد بن ملکشاه کافی و مدبر ملوک آل سلجوق بوده و بعد از وفات سلطان مسعود شاه پادشاه نشان شده و والده ارسلان بن طغرل به نکاح خود در آورد و مردے متدین و عادل بوده و علما را دوست داشتے و او را استیلا و احتشام بسیار دست داد چنانکه در روزگار او اولاد ملوک در سلطنت سلجوق جز اسمی نداشتند و اتابک ایلدگز در شهر همدان عمارت عالی ساخته و اوقاف بسیار دارد و درین روزگار خراب است وفات اتابک ایلدگز در شهور سنه ثلث و ستین و خمسمائة بوده و مرقد او و منکوحهٔ او در جوار مدرسه ایست که در همدان بنا کرده و شعراء بزرگ که بروزگار اتابک ایلدگز بوده اند و فرزندان او اتابک جهان پهلوان محمد و اتابک قزل ارسلان اثیرالدین اخسیکتی و مجیرالدین بیلقانی و ظهیرالدین فاریابی و شیخ نظامی گنجوی و قوامی مطرزی و یوسف فضولیست بوده اند ره اما بیلقان از اعمال آذربایجان است و در جوار قراباغ که قشلاق سلطانست چنانکه صاحب صور اقالیم میگوید که چون لشکر هلاکو خان قلعه بیلقان را محاصره کرد بمدت مدید فتح قلعه میسر نشد عاجز شدند چه در نواحی بیلقان خاک ست و دشت و سنگ بجهت منجنیق نمے یافتند خواجه نصیرالدین طوسی تعلیم داد تا درختهائے بزرگ افگندند و از چوب بشکل سنگ منجنیق تراشیدند و در میان ار زیر ریختند و بجائے سنگ انداختند و برج و باره و بناهائے قلعه ویران شد بدین حیله شهر را گرفتند و قتل فراوان کردند و از ان روزگار شهر بیلقان خراب است و از او جز اسمی نمانده اما خاقان سعید شاهرخ سلطان میخواست که آن شهر را عمارت کند مدبران مملکت صواب ندیدند که چون آن شهر معمور شود خلایق و چهارپا جمع شود و نقصان در علفخوار قشلاق پدید آید و نیز زلزله در آن شهر عام بود و چند نوبت از آسیب زلزله خراب شده ملاحظه زلزله نیز کردند و ترک عمارت آن شهر نمودند اما به حفر جوئی بیلقان شاهرخ سلطان امر نمود و آن جوی را جاری ساخته اند و طواحین وا کرده اند دائم الیوم برقرار است ـ

ذکر جوهری زرگر

سخندان و لطیف ذوق بوده و مردے ندیم شیوه بوده و شاگرد استاد ادیب صابر است و از ثقات الفضلا

اثیرالدین اخسیکتی بوده و اصلش از بخاراست اما بطریق سیاحت بعراق افتاده بوده و در اصفهان ساکن بوده مروی مشغول و همواره شعرا را خلعت دادی و خدمت کردی و از اشعار او قصیده نوشته میشود که جهت شراب گفته.

چون صبح برکشد علم ساده پرنیان ... باید کشید رایت عشرت بر آسمان
زان پیش کافتاب سر از کوه برزند ... باید مئی ببوی گل و رنگ ارغوان
آن باده بنور مه و عکس آفتاب ... کز آفتاب ماه دهد روز و شب نشان
معیار عقل و داروی بیخواب فرح غمی ... درمان درد و قوت جسم و غذای جان
اصل سخا و عنصر مردی و ذات جان ... عین تواضع و تن لطف و سریان
هضم طعام و نفی تخم و مایهٔ نشاط ... قوت دل و توان تن زار و ناتوان
دارو بگاه آنکه کنی رنگش آزمون ... باشد ببوی آنکه کنی بویش امتحان
رنگ عقیق و گونهٔ یاقوت و لون لعل ... بوی عبیر و نکهت مشک و نسیم جان
در فعل او نهاده گه تربیت فلک ... در طبع او سرشته گه تقویت زمان
نور سهیل و تابش مریخ و تاب ماه ... آرام کهل و حرمت پیر و تف جوان
آن می که گر ز دور بداری ز عکس او ... شنگرف سوده گردد مغز اندر استخوان
گردد ز فعل او تن بی زور زورمند ... باشد ز طبع او دل غمناک شادمان
چون آب اگر روان بود اندر قدح اگر ... آمیخته بمشک بود آب ناروان
آن را که سود بر زبان آورد فلک ... چون زر بخورد سود شمارد همه زیان
روی چو زعفران شود از وی معصفری ... وز خرمی نشاط دل آرد چو زعفران
در باغ و بوستان نه تماشا بیافت مهر ... بی می هر آنکه تافت سوی باغ و بوستان
بر گلشن مراد بود باده تاج گل ... بر کشتی مراد بود باد بادبان
آن دستگیر پیر شده در بهار ... وان آفت جوان چو جوان بود در خزان
روحیست بی کثافت و جسمیست بیکدوف ... نوریست بی تغیر و ناریست بی دخان

بیخواه و می گسار بی شاد باش ازانک — مارا خدای وعده یکی کرد در جهان
درده شراب ناب که باشد حرام خواب — چون تیغ آفتاب زند چرخ زرفشان
تا جوهری زرگر جام شراب پر — نوشد بیاد مجلس بزم خدایگان

و ممدوح جوهری سلطان سلیمان شاه بن محمد بن ملک شاه است و در مدح آن قصائد غرا دارد و داستان احمد و مهستی را نظم کرده و گویند که حضرت شیخ بزرگوار نظامی قدس سره گفته والعلم عند الله اما سلطان مغیث الدین سلیمان شاه پادشاه نیکو بوده و بعد از طغرل بن محمد بن ملک شاه بر تخت ملک نشست و استمالت اتابک ایلدگز را ولیعهدی بارسلان بن طغرل داد و همواره بعشرت و شراب مشغول شده بود از حرم بیرون نیامدی و دور او چون دوران گل دو هفته بیش نبود و دوران خار محنت در راه او انداخت و حریف کجباز فلک با او دغا باخت کدام دوحهٔ سعادت که از تند باد شقاوت از بیخ کنده نشد و کدام گلبرگ تر اقبال که از صرصر تند او باد پراگنده نشد عاقبت این سفله جهان کشتیست و حاصل از دو روزهٔ بقای زمان ملامت کشتی خوش آن وقت آن کسیکه از دروازهٔ هستی به بیابان عدم بیرون رفت بلکه ازین دروازه هرگز در نیامد سلیمان شاه که سلیمان حشمت بیش نبود بادی که تخت او را بر میداشت سخت این را برباد داد و از جفای روزگار که داد کس نداد و فریاد از روزگاری که نمیرسد به فریاد

میکند بلبل خوشگوی خوش الحان فریاد — که کجا رفت اویس چمن کو دل شاد
پیش ازین باد بفرمان سلیمان بودی — میدهد دهر کنون ملک سلیمان برباد

ذکر اثیر الدین اخسیکتی رح

دانشمند و فاضل بوده و در سخنوری مرتبهٔ اعلی دارد و از اقران امیر خاقانی است اصلش از ترکستان است از ناحیه اخسیکت من اعمال فرغانه اما در عراق عجم و بلاد آذربایجان ساکن شده و حاکم خلخال و ماسوله او را بر خود خوانده و در آخر عمر در ان دیار بسر برده اتابک ایلدگز طالب صحبت اثیر بوده ملاقات کرد اما صحبت و ملازمت میسر نشد و تجربهٔ تمام داشت و این قصیده را در جواب خاقانی گفت که مطلع قصیده خاقانی است۔

قحط وفاست در تتمهٔ آخر الزمان / هان ای حکیم پردهٔ عزلت بساز هان

و اثیرالدین در جواب خاقانی میفرماید.

ای عقل تیز تو ناوردگاه جان / بیرون جهان سمند مراد از این جهان

عینن رکیست و هر ده تاب در فکند / بیوه زنیست چرخ مسته چهره در گمان

و در تحریص نفس به قناعت و ترک دنیا این بیت در آخر قصیده میگوید.

ای عقل تا زمین چو توی مقتدای نفس / تا کی سرای طفل رقاقی و طفلان

خلقان حرص و آز بکش از سر اختیار / وز ننگ مدح گفتن خلقانش وا رهان

و چون اثیر از سخن وران متقین است واجب بود این قصیده او را تمام نوشتن و این قصیده در مدح اتابک ایلدگز گفته و مراتب خود را باز نموده و تعریضی چند بجهیر را کرده که مادح محمد ایلدگز هست و اثیر مداح قزل ارسلان است و ایشان هر دو برادرند.

آن را که چارگوشهٔ عزلت میسر است / گو نوبه پنج زن که شه هفت کشور است

بگذر ز طبع چرخ که بستان سرای انس / برتر ز طاق طارم این سبز منظر است

گر بوی کام هست ازین هفت اختر است / در عهد انس هست نه زین چار گوهر است

چون کاهلان بسبزه گردون فرو میای / کین سایه دار گرچه نکوئیست بی بر است

وانی بدین بخور مغرور که خوش بود / هر سر که بیدماغ تر از بوی مجمر است

گاوی نشان دهند درین قلزم کبود / لیکن نه در حقیقت مرا ورا نه عنبر است

از آسمان مشام تنفر فراز گیر / کین سبز بر کرا بخور شیر اخگر است

بر نقط حادثات برون آی زین لباس / کاول برهنگی است که شرط شناور است

از اشک خواه سیم که نقد مرد جست / وز چهره جوی زر که طلای معصفر است

خلقان برنگ ریز طبیعت از آن مکش / هر دوست رنگ او ز تخیّل مسیر است

بر صحن دکان جسم که در وا ملک روح / هر زین عمل که هست که بر تو مقرر است

جبریل میزبان مسیح است بر فلک / در خورد هم طویلگی زر سم خر است

قضا در روزگار بزهر آب داده تیغش — تو شادمان و عزه که گویش معتبر است

رخ پیش رنگ کنج فلک وقت شام از آنک — در هجر روز اشک شفق نیز احمر است

در قرص مهر گرده ماه بنگری از آنک — بی این همه صداع تو نانی میسر است

در عهد ما که مادر راحت عقیم ماند — شادی ز خلق چهره نهفته چو دختر است

گفت آفت است وخوشی خاک جهان — در اختیار ازین دو یکی تن مخیر است

از سرو تا بسوسن آزاده کس نماند — الا ولی که بنده شاه مظفر است

دریای بزم و برزم که از جود و عزم او — دائم صدف گهر ده و ماهی زره ور است

چون پشت بر سریر کند روی دولت است — چون روی در مصاف کند پشت لشکر است

معیار عدل او بحداقت مهندس است — عطار خلق او بعبارت شکر گر است

آن ابر ارزق است حسامش که در مصاف — هر قطره که ریخ کند بحر اخضر است

در شان اندر رخت چگونه چتر خسرو کرده — فرخنده میوه چو قزل ارسلان کرده است

تنزیل صادق است مراد و تبارک شاه — لیکن برای مصلحتی نامفسر است

بانگ خروس حرجه داد است پس تحت — تفسیر آن برحمت الله اکبر است

هر کس ز بحر فکر برآرد دری ولیک — دردانه های خاطرم از بحر دیگر است

نهاده اندر پر چند و عزات زاغ — آن جانکی که در بر باز سپید است

بر لشکر پیاده نگار است سلطنت — کورتی سوکنار که حمال افسر است

شمار شکست فیل را بستان بر زمین زند — لیکن همه درفچه و باز شه مبصر است

سوگند میخورم بحسام سر افگنت — کاب بقاست با صفا که در و عکس آذر است

کاندیشه خلاف رضای تو بنده را — برگشته مقبله هم نامصور است

در گم کنم رضای تو شاه فرشته خلق — پس هیچ خلق در تو هم منبع شر است

در عهد دولت تو که طوطی معاش را — منقار شاهی از آن رفته شکر است

گر چوب آستان تو ام تار بالش است — گر خاک بارگاه تو ام تار بستر است

یا دم زبان ز خنجر ره شد دل تو قطع — گر نه درین زبانم با دل برابر است

تو همچنان مکن که چو بیند مرا حسود — گوید بطعن حال فلان از که بهتر است
گر من خریده کرم این برادرم — او هم گزیده نظر آن برادر است
صد قصه و قصیده و پیغام ماجرا — در بطن این دو که گفتم مستتر است
تا پاسبان معتمد ملک خاتمست — تا رازدار مؤتمن فکر و دفتر است
آن روزنامه باد ضمیر تو کاندرو — اسرار هفت خاتم گردنده مضمر است
عمرت دراز باد که چرخ عطیه بخش — از بهر عطیه که دهد عمر خوشتر است

ارباب فضل اثیر را در شاعری مسلم میدارند و بعضی بر آنند که سخن او به از سخن انوری و خاقانی است و بعضی این دعوی را مسلم ندارند انصاف آن است که هر یک ازین سه فاضل را شیوه ایست که دیگری را نیست اثیر سخن را دانشمندانه میگوید و انوری سلیقه سخن نیک تر رعایت میکند و خاقانی از طمطراق لفظ بر همه تفصیل دارد ع

هر خوش پسرے را حرکات دگر است

اینها غواصان بحار معانی بوده اند و هر یک بقدر کوشش ازین بحر دردانه بیرون آورده اند نظیر خویش نه بگذاشتند و بگذشتند خدای عز و جل جمله را بیامرزاد

ذکر مولانا سیف الدین اسفرنگی

اسفرنگ در ماوراء النهر موضعی است و مولانا سیف الدین مرد طالب علم بوده و در سخنوری مرتبه عالی دارد و دیوان او متعارف است و در مجلس الغ بیگ دیوان او را با علما و فضلا مطارحه کردندی و سخن او را بر سخن اثیر ترجیح داده اند اما این حال مکابره عظیم است مولانا سیف الدین در اوایل روزگار ایل ارسلان خوارزمشاه از بخارا قصد خوارزم کرد و ایل ارسلان او را اعزازات کلی نموده فرمود که جواب قصیده خاقانی بگوید مطلع این است۔

صبح دم چون کله بندد آه دود آسای من — چون شفق در خون نشیند چشم شب پیمای من

مولانا سیف الدین این قصیده را در بحر و ردیف موافق جواب گفته فاما در قافیه مخالف است چون بمجلس برد آن قصیده را فضلا پسندیدند مطلع آن قصیده اینست۔

شب چو بردارد نقاب از روح اسرار کهن　　خفته گیرد صبح را چشم و دل بیدار من

مولانا سیف الدین در معذرت گفت که این قافیه و ابطیع خوش نشنیده ترا یافتم بعد از آن قصیده
خاقانی را همان قافیه و ردیف جواب میگوید مطلعش این است

تا ز اکسیر قناعت شد طلا سیمای من　　گنج باد آورد گیتی گشت خاک پای من
از کلاه فقر تا ترکی مرا آمد نصیب　　جبهه اکلیل سای فرق گردون سای من

و درین قصیده لطایف و نازکیها بسیار دارد و قصاید فضلا را جواب و شرح بسیار گفته و
معارض قصیده ظهیر شده و مطلع آن اینست۔

شرح غم تو لذت شادی بجان دهد　　ذکر لب تو طعم شکر در دهان دهد

مطلع قصیده مولانا سیف الدین است۔

آن را که غمزه تو ز کشتن امان دهد　　این است خون بها که بیاد تو جان دهد

دیوان مولانا سیف الدین دوازده هزار بیت است۔ مجموع ملازم و مختار در نغز گوئی مشایخ
مولانا بدرالدین شاشی است و پسر عطاره بخاری که بعلائی عطار مشهور است و عدنانی و ملک شاه [illegible]
شاگردان مولانا سیف الدین بوده اند ایل ارسلان بعد از اتسز بر تخت خوارزم جلوس کرده بر خراسان
مستولی شد و سید الحکما و الفضلا سید اسمعیل جرجانی کتاب اغراض و خفی علائی را بنام او نوشته
و در علم طب کتاب فارسی چند مفید تر از اغراض ننوشته اند و اغراض انتخاب ذخیره خوارزمشاهی است
و ایل ارسلان در شهور سنه ۵۶۸ ودیعت حیوة بموکلان قضا و قدر سپرد و بعد از وی میان فرزندان او
سلطان شاه محمود و علاء الدین تکش خان بجهت سلطنت خراسان نزاع بود و در آن غوغا پریشانی تمام
برعایای خراسان رسید سلطان شاه این رباعی بتکش فرستاد۔

میخانه ترا مصاف میدان ما را　　کاشانه ترا نبرد جولان ما را
خواهی که نزاع از میان برخیزد　　خوارزم ترا ملک خراسان ما را

تکش در جواب این رباعی فرستاد۔

این هم اخبار تو سودا گیرد　　وین غصه تو در شانه در ما گیرد
تا قبضه شمشیر که خون پالاید　　تا دولت و اقبال که بالا گیرد

تا در سرخس میان هر دو برادر مصاف واقع شد تکش ظفر یافت و سلطان شاه بخوارزم گریخت آنجا نیزش نگذاشتند و در صحراها می گردید تا فوت شد و وفاتش در سنه تسع و ثمانین و خمسمائه بود و سلطنت باستقلال به تکش خان مقرر شد۔

طبقه ثالث و درین طبقه ذکر بیست فاضل ثبت است

ذکر شیخ نظامی گنجوی رہ

مولد شریف او گنجه است و در صور اقالیم آن ولایت را جنزه نوشته اند و در بزرگوارے و فضیلت و کمال شیخ زبان تحریر و بیان تقریر عاجز است سخن او را ورائے طور شاعری ملاحتے و افیست که صاحب کمالان طالب اند و لقب شیخ نظام الدین ابو محمد بن یوسف بن مؤید است و بمطرزی مشهور شده و شیخ برادر قوامی مطرزیست که یکے از استادان شاعران بوده و قصیده میگوید که تمام صنایع شعر دران مندرج است و ذکر او و ایراد او و بعضے از آن قصیده ثبت خواهد شد و گویند شیخ در آخر عمر منزوی و صاحب خلوت شده و با مردم کمتر اختلاط کردے و درین باب میگوید۔

گل رعنا درون غنچه حزین　　همچو من گشته اعتکاف نشین

و اتابک قزل ارسلان را آرزوئے صحبت شیخ بودے و بطلب شیخ کس فرستاد و نمودند که شیخ منزویست و بسلاطین و حکام صحبت نمیدارد اتابک از روئے امتحان بدیدن شیخ رفت شیخ از روئے کرامت دانست که از روئے امتحان مے آید و بچشم حقارت مے نگرد شیخ از عالم غیب تختے بچشم اتابک نمود اتابک دید تخت پادشاهانه نهاده اند از جواهر و کرسی و دید که صد هزار چاکر و سپاهی و تجمل پادشاهانه و غلامان با کمر مرصع و حاجبان و ندیمان بر پائے ایستاده و شیخ پادشاهانه بر تخت نشسته و دوات و قلمے و مصحفے و مصلائی و عصائے و کاغذے چند پیش شیخ نهاده است بتواضع دست شیخ را ببوسید و اعتقاد او نسبت بشیخ درجه عالی یافت و شیخ نیز گوشه خاطرے بدو حواله کرد و گاه گاهے بدیدن اتابک آمدی و صحبت داشتے و شیخ بیان این حال درین بیت میگوید۔

بگفتم بوسمش همچون زمین پای　　چو دیدم آسمان برخواست از جای

و شیخ از مریدان اخی فرج زنجانیست قدس سره و دیوان شیخ نظامی ورای خمسه بیست هزار بیت است غزلیات مطبوع و موشحات مصنوع چون قصهٔ خسرو و شیرین را بالتماس قزل ارسلان نظم کرد چهار دیه معمور مزروع صلهٔ آن کتاب بشیخ بخشید و شیخ شکر آن انعام میگوید

نظر بر حمدو بر اخلاص من کرد　　دیه حمدونیان را خاص من کرد

واین فارسی از اشعار شیخ است.

جهان تیره است و ره مشکل جنیبت را عنان درکش　　زمانی رخت هستی را بخلوت گاه جان درکش

کلاغان طبیعت را ز باغ انس بیرون کن　　همایان سعادت را بدام امتحان درکش

چو خاص الخاص حق گشتی ز صوت پای نه بیرون　　هزاران شربت معنی بیکدم رایگان درکش

گرانجانی مکن هرگز تو در بزم سبک روحان　　چو ساقی گرم رو گردد سبک رطل گران درکش

بهشت و دوزخش بینی مشو مشغول این هردو　　قدم بر فرق دوزخ نه خطے گرد جنان درکش

چو مست حضرتش گشتی فلک را خیمه برهم زن　　ستون عرش در جنبان طناب آسمان درکش

طریقش بیقدم میرو جمالش بے بصر مے بین　　حدیثش بیزبان بشنو شرابش بیدهان درکش

نظامی این چه اسرار است کز خاطر برون دادے　　کسے رمزش نمیداند زبان درکش زبان درکش

و شیخ قبل از خمسه در آوان شباب داستان ویسه و رامین را بنام سلطان محمود بن محمد بن ملک شاه نظم آورده و بعضے گویند آن را نظامی عروضی سمرقندی نظم کرده در عهد سلطان ملکشاه و شک نیست که بنام سلطان محمود نظم کرده اند واین بعهد شیخ نظامی اقرب ست اما سلطان محمود پادشاهے سعادت مند و صاحب هنر بوده در روزگار سلطان سنجر هشت سال بنیابت او نشسته و سلطان محمود در صحراے ری با سلطان مصاف کرد و شکست خورد و روز دیگر پیاده سوار بسراپرده سنجری در آمد و فی الحال عم را سلام کرد سلطان را شفقت عمومت در کار آمد فرمود که پهلوے خیمه خود خیمه جهت او مهیا کردند و طبخ و بیخ و فواکه پیش محمود فرستاد و اوّل خود تناول میکرد و بعد از ان باو مے داد روز دیگر محمود را بسلطنت عراق باز نامزد کرد و بتاج مرصّع و جامهاے طلا دوز مشرّف ساخت و اکابر و سرداران عراق را نیز دل جوئی در رعایت نمود و تشریف داد و روز سوم سلطان

بطرف خراسان و محمود بجانب اصفهان روانه شدند و کان ذلک فی عشرین جمادی اولی سنه ۵۹۰
و سلطان سلیقی خاتون دختر خود را بنکاح سلطان محمود در آورد و در آن فرصت آن ملکه بجوار رحمت
حق پیوست عوض او دختر دیگر ماه ملک خاتون نام با مهر مرصع و تجمل بسیار دیگر سال بهمنه سلطان
محمود فرستاد و وفات شیخ نظامی در عهد سلطان طغرل بن ارسلان از شهور سنه سبعین و خمسمائه
بوده و مرقد شیخ در گنجه است و در روزگار شیخ خمسه را جمع نکرده بودند و هر یک داستان جدا جدا
بوده بعد از وفات شیخ این پنج کتاب را در یک جا جمع کردند و فضلا آن کتاب را خمسه نام نهادند

ذکر سید ذو الفقار شیروانی رہ

سید ذو الفقار شیروانی ست و از افاضل عهد خود است و ظهور او در روزگار دولت سلطان
محمد بن تکش خوارزم شاه بوده است در علم شعر بغایت ماهر است و قبل از خواجه سلمان ساوجی کسے
در صنعت شعر و قصیده مثل قصیده ذو الفقار نگفته که مجموع صنایع و بدایع شعر را شامل باشد و این
قصیده مشتمل است بر توشیحات و دوایر و زخارفات و از هر یک بیت چندین ابیات و مصارع و
ملون در بحور مختلفه اخراج مے شود و خواجه سلمان صنعت چند در قصیده خود زیاده ساخته و گویند
خواجه غیاث الدین محمد رشید صاحب دیوان که خواجه سلمان قصیده خارج دیوان خود را بنام او گفته
چنانکه خواجه سلمان را مدعا بوده صله آن نداده۔ خواجه سلمان پیش خواجه غیاث محمد گله کرده که صدر سعید
الماستری که سید ذو الفقار قصیده مصنوع خود را بنام او نوشت او را صفت خروار ابریشم کرم کرد و
باوجود آنکه او وزیر شیروان پیش نبود و خواجه که امروز بدولت صاحب دیوان ممالک ایران و توران
است باوجود آنکه از قصیده من تا قصیده او تفاوت باهر و ظاهر است و باضعاف آن صنایع و
بدایع در ان مندرج ست را ضیم که خواجه بعشر عشیر آن در حق من کرامت فرماید خواجه از سخن سلمان
تیره شد و گفت از علی ابو طالب تا سلمان نیز تفاوت هست یعنی او را پایه و شرف سیادت هست
و نزانه سید ذو الفقار در ملک عراق قصد ملازمت سلطان محمد خوارزم شاه نموده سلطان او را
مراعات کردی و مقامات و تواریخ سلطان آنچه میگذشت نظم میکرد و از قصیده مصنوع سید
بعضے نوشته خواهد شد تا نموداری باشد۔

چمن شد از گل صد برگ تازه دلبردار | بهار یافت بهارے ز باد در گلزار
نهال چون قد دلبر جهان شود در رقص | بسان فاخته چون بیدلان بنالد زار
ارم ز روے تنازع بجو بستان آید | خزان خزان چو در آید بباغ بباد بهار

و از هر سه بیت این قصیده بیتی اخراج مے شود و بدین نسق در بحور مختلفه

گل صد برگ دلبر وار چون در بوستان آید | بهارے باد در گلزار چون بیدل خزان آید

ذکر محمد خوارزم شاه

اما سلطان محمد خوارزم شاه پادشاہے قاہر و صاحب دولت بود کوکب اقبال او ارتفاع یافت و ملوک اطراف انقیاد امر او را کمر مطاوعت بستند و جز صلح با او مصلحت ندیدند خراسان و ماوراء النهر و کاشغر و اکثر عراق را مسخر ساخت و مملکت غور و هرات را از تصرف ملوک غور بیرون آورد و شوکت او بجائے رسید که هفتاد خروار نقاره و کوس طلا و نقره بر درگاه دولت او نوبت زنندے و هر صباحے را دو در دولت او طور معاش و تجمل مثل پادشاہے بود که بوصف در نیاید و دختر خان سمرقند داد و از خان کاشغر دختر خواست و جهت این دو موهبت عظمے در کہدستان همراه طوی عظیم فرمود که چشم روزگار ندیده بود در اثنائے آن حال تفحص فرمود که هیچ پیرے باشد که ملازمت سلطانان ماضیه نموده باشد تا از او استفسار رود که مثل این عظمت و تجمل از سلاطینے وجود یافته باشد گفتند بدین صفت مقرب الدین بن فلک الدین است که از بزرگ زادگان دولت سنجری بوده است او را بحضور خود طلب داشت و استفسار کرد او گفت خوش عظمتی است و مزید بر این متصور نیست چون زیادت الحاح نمود گفت اے سلطان نوبتے سلطان سنجر در همین جایگاه جشنے ساخت که هرچه تو نمودی بکار برده او ده چندان در آن جشن بکار برده بود سلطان تیره شد گفت آیا در آن روز مرتبه تو چه باشد گفت اے خداوند در همان روز منشور هفتاد کس نوشتند که سلطان ایشان را اقطاع ارزانی داشته بود و پدر مرا بعد از سی کس نوبت نزول رسید و پدر بزرگوار که مقطع خوارزم بود بعد از چهل و پنج کس آن گاه سلطان اشارت کرد که این مرد را بخانه خود روانه کنند که پیش از این مصلحت بودن او این جا نیست صاحب تاریخ جهان کشای میگوید چون سلطان

محمد بر اکثر بلاد ایران استیلا یافت غرور و نخوت کرد با ناصر خلیفهٔ عباسی کدورت ظاهر ساخت و نشست
در مباحثه بدانجا رسید که سلطان از علما و ائمهٔ روزگار فتوی حاصل کرد که بنی عباس در امر خلافت
بغیر استحقاق‌اند و خلافت حق اولاد امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ است و خانه‌زاده علاء الملک
را از سادات ترمذ بخلافت نامزد فرمود و خود عزیمت بغداد کرد تا خلیفه را معزول کند و سید حسینی
را منسوب سازد و ناصر خلیفه شیخ الشیوخ العارفین شهاب الدین عمر سهروردی را برسالت پیش
سلطان فرستاد که صلح کند و شیخ در حدود نهاوند بعساکر سلطان رسید و عظمت تمام مشاهده کرد
و در آنجا بخرگاه سلطان بردند و آمد و سلام کرد سلطان شیخ را رخصت نشستن داد همچنان برپای
خطبه در منقبت آل عباس بخواند و گفت این خاندان است سنت مبارک آثار این مردم میمون هست
سلطان از سر خشم جواب داد که هرچند این خاندان را شما مبارک ساخته اید اما مبارک‌تر از خاندان
رسول نیست و بحکم و تقویت شما این خاندان را مبارک شده همانا این افعال که ازین مردم میشوم
بشامت نزدیکتر است اگر عمر امان دهد خاندان رسول را بر شما مبارکتر سازم ای شیخ اگر ترا ذوق
محبت حق می بود بصالحه ناصر و صون مشغول نمیشدی بلا بازگرد و خلیفه را بگو تا فکر نزول من کند
که رسیدم شیخ رنجیده از بارگاه بیرون آمد و گفت الٰهی این مرد را بدست بدان گرفتار کن تا زوال
دولت سلطان محمد گویند ازین دعا بود لا جرم چنین است۔

تا دل مرد خدا نامد بدرد هیچ قومی را خدا رسوا نکرد

سلطان چون عزیمت بغداد کرد و بهمدان رسید برف بی حد در عقبهای همدان بیارید و سرما
سخت واقع شد که اکثر چهارپایان معسکر تلف شدند سلطان بازگردید و آفتاب اقبال او آهنگ
زوال کرد و چون اندک روزی گذشت چنگیز خان بر خروج کرد در شهور سنه سبع عشر و ستمائه
لشکر مغول بحد ترکستان و اترار رسید سلطان چند نوبت با ایشان مصاف داد و هزیمت یافت
و بعد ازان سلطان هرچند روبرو شدی با وجود صد هزار سوار مسلح بی جنگ ازان قوم روگردان
شدی نوبتی سلطان جلال الدین که پسر مهتر سلطان بود از پدر سؤال کرد که جهانیان را مردانگی و
سیاست شما معلوم است بیست سال باستقلال و کامرانی حکومت ایران زمین کردی۔
اکنون ازین مشتی بیدین چنگیزی مسلمانان را بدست کفار بچا ذلیل گرفتار میسازی سلطان جواب

جواب گفت ای پسر آنچه من میشنوم تو نمی شنوی جلال الدین گفت چه نوع سخن است سلطان
گفت هرگاه که صف قتال راست میکنم می شنوم که جمعی رجال الله از غیب می گویند ایها الکفرة
اقتلوا الفجرة لاجرم رعب و وحشت بر من مستولی می گردد ای فرزند اگر مرا معذور داری میشاید
و از اصحاب کشف و بزرگان دین منقول است که در پیش سپاه چنگیز خان رجال الله و خضر پیغمبر
را دیده اند که رهنمائی آن لشکر می کرده اند عقل عقلا ازین حال مبهوت و حکمت حکما ازین حکم فرتوت
یفعل الله ما یشاء و یحکم ما یرید و شیخ ابوالجناب نجم الملة والدین الکبری قدس سره در آن فرصت
این رباعی گفت۔

ای رازق مور و مار و زاغ و بلبل   گشتند هلاک بندگان تو بکل
مشتی سگ را بهانه تو ساخته   از قهر تو [illegible] چه تاتار و مغل

سلطان را با لشکر مغول بهیچ وجه پای استقامت نبود در شعبان سنه سبع عشر و ستمائه
بکلی روی بهزیمت نهادند و مسلمانان فریاد میکردند که ما را به بلای مغول گرفتار مسازد در جواب میگفت
که حصارها بسازید مسلمانان از فرو ماندگی در هر شهر و قصبه و مواضع حصارها عمارت میکردند و اکثر حصون
مختصر تا بدین روزگار باقی مانده و اکنون خرابست و سلطان از نیشاپور قصد ری کرد آنجا نیز استقامت
نکرد جمعی گفتند مازندران جائی محکم است از یک طرف دریا و طرف دیگر بیشه و جبال از طرفی
نزدیک خوارزم است که تخت گاه اصلیت سلطان از ری بر سمت او آمد و از آنجا بجزیره آبسکون
قرار گرفت و از غایت التهاب و آتش درون و اندوه بر سلطان علت جرب عارض شد و خواجه
علاء الدین عطا ملک که صاحب تاریخ جهانگشای است میگوید که پدرم نزد سلطان مقرب بود
چنین تقریر نمود که روزی سلطان در اثنای سفر بر سر پشته بآسایش ایستاده دید چند فرد آمده
من همراه کوچ می گذشتم مرا طلب کرد رفتم سلطان دست بمحاسن فرود آورد و تمام سفید شده بود
آهی برکشید و گفت ای جوینی میبینی که روزگار غدار بغدر مشغول شده بخت ستمگار ستم از سر گرفت
جوانی به پیری بدل شد و سیاهی موی بسفیدی مبدل شد صحت منعدم و مرض ملتزم گشت
این درد را چه دوا و این غم را چه تدبیر و این ابیات را بدیهه انشا کرد و از من دوات و قلم خواست و زار
زار میگریست و این ابیات می نوشت۔

بروز نکبت اگر برج قلعه فلکت — چو شاه معرکه چرخ مسکن و ماواست
یقین بدان که بوقت نزول تیر قضا — حصار محکم تو همچو دامن صحراست
بروز دولت اگر مسکن تو هامون است — ترا کشادگی ارض گنبد خضراست
تو کار نیک و بد خویش کن بحق تفویض — بروز نکبت و دولت که کار کار خداست

و بعد از اندک مایهٔ فرصتی سلطان را بیماری صعب روی نمود و از هوای عفن مانندان
و اندوه نامرادی در جزیره آبسکون رخت بقا از دروازهٔ فنا بیرون برد و جان بجان بخش سپرد و کان
ذلک فی السبت و دوم ذی حجة الحرام سنه سبع عشر و ستمائة و از اکابر عصر که در روزگار سلطان
محمد ظهور یافته اند از مشایخ طریقت سلطان المحققین نجم الملة والدین احمد الخیوقی المعروف بکبری بوده
است و اتباع و اصحاب او و از علما و ائمه فخر الملة والدین محمد بن عمر الرازی و از شعرا بزرگ محمد بن
عبد الرزاق اصفهانی و پسر او کمال الدین اسمعیل و سید ذوالفقار شیروانی و وفات امام فخر الدین
در هرات بود و مدفن مبارک او در خیابان است و عزیزی در تاریخ امام گوید۔

امام عالم و عادل محمد الرازی — که کس ندید نه بیند ورا نظیر و همال
بسال ششصد و شش شد گذشته شد بهراة — بهشت از دیگر اثنین غرهٔ شوال

ذکر ملک الکلام شاه شفور بن محمد نیشاپوری

خوش طبع و فاضل بوده و شاگرد ظهیر الدین فاریابی ست در روز سلطان محمد بن تکش منصب
انشا بدو متعلق بوده رساله شاه شفوری بدو منسوب است در علم استیفا چند رساله دیگر در القاب و انشا
تصنیف کرده است و نور الدین منشی که وزیر سلطان جلال الدین بود پیوسته بل پیوسته ماعلی الدوام
بشرب خمر مشغول است شاه شفور این رباعیه گفت و بمجلس خواجه فرستاده

فضل تو و این باده پرستی باهم — مانند بلندی است و پستی باهم
حال تو بچشم ماهرویان ماند — کانجاست مدام نور و مستی باهم

و این غزل هم از وست۔

روزگار آشفته تر یا زلف تو یا کار من — ذره کمتر یا دهانت یا دل غمخوار من

شب سیه تر یا دلت یا حال من یا خال تو — شهد خوشتر یا لبت یا لفظ گوهر بار من

نظم پروین خوبتر یا دُر و یا دندان تو — قامت تو راستر یا سرو یا گفتار من

وصل تو دلجوی تر یا شعرهای نغز من — هجر تو دلسوز تر یا نالهای زار من

مهر و مه رخشنده تر یا رای من یا روی تو — آسمان گرونده تر یا خوی تو یا کار من

وعده تو کوژتر یا پشت من یا ابروت — قول تو بی اصل تر یا باد یا پندار من

صبر من کم یا وفای نیکوان یا شرم تو — خوبی تو بیشتر یا آثار و تیمار من

چشم تو خونریز تر یا چرخ یا شمشیر شاه — غمزه تو تیزتر یا تیغ یا بازار من

ونسب شاهفور بحکیم عمر خیام میرسد و وفات شاهفور در تبریز بوده در شهور سنه ۵۸۳ و قبر او در سرخاب تبریز است در جنب خاقانی و ظهیر فاریابی ره اما عمر خیام نیشاپوریست بسیار فاضل بوده و در علوم نجوم و احکام سرآمد روزگار خود بوده سلاطین او را بسیار عزیز داشتندے چنانچه سلطان سنجر او را بر تخت پهلوے خود نشاندے و خواجه نصیر الدین طوسی این صورت بعرض هلاکو خان رسانید که فضل من صد برابر فضل عمر خیام است اما تنظیم علما درین روزگار بقانون نمانده صاحب تاریخ استظهاری میگوید که خواجه نظام الملک طوسی و عمر خیام و حسن صباح در نیشاپور تحصیل میکردند و شریک درس بودندے و با یک دیگر عقد اخوت بسته بودند خواجه نظام الملک را کوکب اقبال ارتفاع یافت و باستحقاق وزیر ممالک شد حسن صباح و عمر خیام قصد ملازمت خواجه نمودند و آهنگ اصفهان کردند چون ملاقات میسر شد خواجه مقدم ایشان را بانواع اکرام تلقی فرمود و بعد از چندگاه گفت داعیه شما چیست عمر خیام گفت داعیه من آن است که ادرار معاش من در نیشاپور مهیا سازی تا بفراغت معاش بگذرانم چنان کرد و بعد ازان حسن را گفت که تو چه میگوئی گفت التفات من بشغل و نیابت خواجه عمل همدان [illegible] نامزد کرد و حسن را داعیه بود که خواجه در وزارت او را شریک سازد از این عمل عار کرد و بر خواجه دل گران شد و بمعادات او برخاست و همواره بنده دار سلطان ملک شاه اختلاط کردے و به نرد و شطرنج مشغول شدے تا مقربان و ندیمان سلطان را بفریفت و بعرض سلطان رسید که بیست سال است سلطان پادشاهی میکند لا ابالی است که سلطان بر مجمل جمع و خرج ممالک خود و اموال خود صاحب وقوف شود سلطان خواجه نظام الملک

را طلب کرد و گفت مجمل جمع و خرج ممالک بچند گاه تکمیل توانی کرد خواجه گفت از دولت پادشاه
امروز از حد ممالک کاشغر است تا ممالک انطاکیه و روم اگر جهد و کوشش نمایند بیکسال این مهم
متمشی گردد شب دیگر حسن صباح بسلطان گفت اگر سلطان این شغل بمن تفویض کند و دست
مرا قوی گرداند من بچهل روز این مهم مجمل را تکمیل کرده بعرض رسانم سلطان اختیار دفترخانه بدست
حسن داد و امر فرمود تا محاسبان و مستوفیان محکوم حسن باشند و این شغل را بچهل روز تمام سازند
حسن بکار دفتر مشغول شد و از چهل روز قلیلے مانده که حسن کار را تمام کرد و خواجه نظام الملک دانست
که این کار بدست حسن تمام خواهد شد حیله نمود و رکابدار خود را گفت تا بغلام حسن دوستی کند و زر و
مال بسیار بدو دهد و غلام خود را گفت روز چهلم که حسن دفتر را تکمیل سازد من و او بخرگاه سلطان
در آئیم تو غلام حسن را بگو که میخواهم دفتر خواجه ترا ببینم که چون نوشته اند آن دفتر بهتر است یا دفتر خواجه
من چون دفتر بدست تو در آید دفتر را برهم بپاش و پریشان بساز بدین طریق مقرر شد و غلام خواجه
روز چهلم دفتر حسن را پریشان ساخت و خواجه نظام الملک و حسن هر دو به مجلس سلطان آمدند
سلطان حسن را گفت که دفتر را تکمیل کرده گفت بلے گفت بیار حسن دفتر بجنبید و رسلطان بگشاد سلطان
از سر بپرسید از دوم ورق ظاهر شد حسن دریافت که خواجه نظام الملک کیدے کرده خموش
شد و دست و پائے او بلرزید و به تعجیل دفتر فراهم مے برد سلطان بانگ بر او زد خواجه بعرض رسانید
که اے خداوند بنده در اول حال دانستم که این مرد دیوانه است اما چون پادشاه باو رجوع کرد دم
نیارستم زد چگونه کار این ممالک بدین وسعت را بچهل روز تکمیل توان کرد و اهل مجلس یار خواجه شدند
و نکوهش حسن کردند سلطان فرمود که حسن را بسیلی از خرگاه بیرون کردند و او متواری شده در اصفهان از
خانه بخانه مے گریخت او را دوستی بود رئیس ابوالفضل نام بخانه او پناه برد و رئیس مراعات او کردے
و رئیس را بمذهب زندقه و الحاد فریب داد و شبے رئیس را گفت که اگر مرا یارے باشد من ملک این
ترکمان را و وزارت این روستائے را برهم زنم رئیس تعقل کرد که ملکے از کاشغر تا مصر باشد این مرد یکبار
چگونه برهم زند همانا این مرد را علت ماخولیا طاری شده آن روز روغن بادام و افتیمون آورد و در طعام
زعفران داد و چه که مناسب دفع سودا است اضافه کرد حسن بفراست دریافت و از خانه رئیس بگریخت
و قصد قلعه الموت کرد که در قهستان دیلم است و بعبادت مشغول گشت و کوتوال قلعه را بفریفت و مرید

مرید خود ساخت و همواره بیرون قلعه در مغاره ساکن بودے و بزهد مشغول و بطاعت اشتغال داشتے حاکم
قلعه از حسن التماس کرد که بدرون قلعه تشریف فرمائے حسن گفت من در ملک کسے طاعت نه کنم برابر
پوست گاوے زمین بفروش تا من در ملک خود بعبادت مشغول باشم کوتوال بقدر پوست گاوے
زمین بدو بفروخت و چون بقلعه در آمد تمام اهل قلعه را بفریفت و مرید خود ساخت و پوست گاو را
دوال دوال کرد و از یک طرف دروازه بگرد قلعه بگردانید و صبح کس با میر قلعه فرستاد که قلعه ملک
منست و بمن فروخته در ملک من مباش و بیرون رو و چون اهل قلعه تمام مرید حسن بودند حاکم مضطر
شده چاره ندید از قلعه بیرون آمد و حسن بدین حیله قلعه را مسخر ساخت و بهار قلعه را رئیس ابوالفضل فرستاد
و گفت من هنوز یارے ندارم اگر یارے میسر شود کارها پیش خواهم برد و آن ملعون داعیان باطراف فرستاد
تا خلق را گمراه میساختند و مذهب زندقه و الحاد ظاهر کرد بیشتر اهل ایران و توران به بلائے آن حبایل
سالها گرفتار بودند اگر ذکر حالات ایشان زیاده ازین گفته شود بتطویل مے انجامد در روزگار هلاکو خان
بالکل قلاع و بقاع ملاحده فتح شد و سلطنت ایشان سپری گشت و خواجه نصیرالدین این ابیات میفرماید

سال عرب چو ششصد و پنجاه و چار بود — روز دوشنبه اول ذی القعده بامداد
خورشاه پادشاه سماعیلیان ز تخت — برخواست پیش تخت هلاکو بایستاد

ذکر جمال الدین محمد عبدالرزاق اصفهانی

از صنادید و اکابر علمای اصفهان است شاعرے خوش گوئے بوده و کمال الدین اسمعیل
پسر اوست سلطان سعید الغ بیگ گورگان سخن جمال الدین محمد را بر سخن کمال ترجیح مے نهاد
و بارها گفتے عجب دارم که سخن پدر پاکیزه تر است و شاعرانه تر چگونه سخن پسر شهرت زیاده یافت اما این سخن
مکابره است چه سخن کمال نازک افتاده و سهل ممتنع است اما بر سخن پادشاهان ایراد حد عوام نیست و
خواجه جمال الدین محمد عبدالرزاق در روزگار دولت سلطان جلال الدین خوارزم شاه ظهور یافته و مداح
خاندان صاعدیه است و این ترجیع حضرت رسالت ﷺ او راست۔

اے از بر سدره شاه راهت — وے قبه عرش بارگاهت
اے طاق نهم رواق بالا — بشکسته ز گوشه کلاهت

هم عقل دو دیده در رکابت　　هم عرش خزیده در پناهت
اے چرخ کبود ژنده دلق　　در گردن پیر خانقاهت
مه طاسک گردن سمندت　　شب طرهٔ گیسوئے سیاهت
چرخ ار چه رفیع خاک پایت　　عقل ار چه بزرگ طفل راهت
جبریل مقیم آستانت　　افلاک حریم بارگاهت
خورد ست قدر زروی تعظیم　　سوگند بروئے همچو ماهت
ایزد که رفیق جان خرد کرد　　نام تو ردیف نام خود کرد

واین ترجیع را بغایت خوب گفته وخواجه سلمان جواب را بسیار خوب گفته واین قصیده هم اوراست در حقیقت احوال روز قیامت۔

چو در نوردد فراش امر کن فیکون　　سرائے پرده سیماب رنگ آئینه گون
چو قلعه گرد وپیخ طناب بر دو تنگ　　چهار طاق عناصر شود شکسته ستون
مخدرات سماوی تتق بر اندازند　　بجائے ماند این هفت قلعه مدهون
نه کله بندد شام از حریر غالیه رنگ　　نه حله بندد صبح از نسیج سقلاطون،
عدم بگیرد ناگه عنان دهر شموس　　فنا در آرد در زیر ران خیال حرون
فلک بسر برد ادوار شغل کون وفسا　　قمر بریزد ادوار غاو کالعرجون
مکونات همه داغ نیستی گیرند　　که کس نماند از ضربت زوال مصون
بقذف مهر برآید ز مطلع مغرب　　چنانکه گوئی این ماهیست وآن ذوالنون
باحتساب ببازار قهر نازد کون　　زهم بدرد این کفه هائے ناموزون
عدم براند سیلاب بر جهان وجود　　چنانکه خرد کند موج هفت چرخ نگون
نه صبح بندد بر سر عمامهٔ قصب　　نه شام گیرد بر سفت حلهٔ اکسون
چهار مادر کون از قضا عقیم شوند　　بصلب هفت پدر تا سلاله گردد خون
زروئے چرخ بریزد قراضهائے منیر　　ز زیر خاک برافتد دخیرهٔ قارون
ز هفت بحر جهان منقطع شود نم آب　　همه کنند تیمم ز چشمهٔ جیحون

بدست امر شود سطح صحایف ملکوت　　　بپای قهر شود پست قبهٔ گردون
چهار ماشطه قابله سه طفل حدوث　　　سبک گریزند از رخنهٔ عدم بیرون
نموده مرکز غبرا سوی عدم حرکت　　　چو یافت قبهٔ خضرا ز فوز دور سکون
نه خاک تیره بماند نه آسمان لطیف　　　نه روح قابس بماند نه نجدی ملعون
به نفخ صور شود مضطرب فنا موسوم　　　بنقص و ضرب به ایقان کوه‌ها هامون
همه زوال پذیرند غیر ذات خدای　　　قدیم و قادر و حی و مدبر و بیچون
چو جمله ملک الموت در جهان جز انند　　　نظام ملک ازل با ابد شود مقرون
ندا رسد سوی اجزا ز مرگ فرسوده　　　که چند خواب گران گر نخورده افیون
برون جهند ز کتم عدم عظام رمیم　　　که مانده بود بمطمورهٔ عدم مسجون
همی گرآید هر جزو سوی مرکز خویش　　　که هیچ جزو نگردد ز جزو خویش فزون
عظام سوی عظام و عروق سوی عروق　　　جفون بسوی جفون و عیون بسوی عیون
باقتضای مقادیر ملتئم گردد　　　به هیچ جزو بنقصان کل خود مغبون
چو در دمند بناقوس لشکر ارواح　　　چو خیل نحل شود منتشر سوی طاحون
بقصر جسم در آرند باز هودج روح　　　سواد قالب بار دگر شود مسکون
پس آنگهی ز صواب و عقاب حکم کنند　　　بجنب کردهٔ خود هر یکی شود مرهون
یکی بحکم ازل مالک نعیم بود　　　یکی به سبق قضا مالک عذاب الهون
هر آنکه معتقد او نه این بود جاهل　　　وگر حکیم ارسطالس است و افلاطون

ذکر سلطان جلال الدین خوارزمشاه

پادشاهی بود مردانه و شجاع و نیکو صورت و تمام قد چون وقتی که از لشکر مغول پدرش منهزم شد او بطرف کابل روان شد و چنگیز خان ایلغار لشکر در عقب او روانه ساخت و سلطان جلال الدین در نواحی پروان که از اعمال کابل است لشکر مغول را شکست خان را ضرورت شد از عقب جلال الدین رفتن بنفس خود از حدود بلخ و قرشی جیحون را عبور کرده براه بامیان بغزنین رفت و در کنار آب سند

هردو لشکر بهم رسیدند و جلال الدین را قوت مقاومت نبود لشکر او پریشان شد و خان در کنار
آب فرود آمد و جلال الدین اسب را در آب سند راند و فی الحال از آب عبور کرد و تمام لشکر
خان مشاهده میکردند جلال الدین دران طرف آب از اسب فرود آمد و نیزه بر زمین زد و دست
و دستار و لباس و اسلحه را بر نیزه فگند تا خشک شود خان بر لب آب آمده بر مردانگی او آفرین کرد
و خان نعره زد که اے پادشاه زاده مے شنوم که قد و بالائے رعنا داری برخیز تا بالائے ترا تماشا
کنم جلال الدین بر پائے ست باز خان نعره زد که بنشین در صفت قد و بالا و منظر تو هر چه شنیده بودم
صد چندان است سلطان جلال الدین بنشست خان آواز داد که مرا مطلوب همین بود که تو محکوم من
باشی اکنون بسلامت برو خان از کنار آب مراجعت کرد و از افراد لشکر جلال الدین قریب هفتاد و دو
که بهر نوع که بود خود را بسلطان رسانیدند و کاروان افغانی که از کبر سواد طرف مولتان میرفتند در نواحی
لهاور غارت کردند و قوت و سلاح یافتند و از مردم افغان چهار صد مرد جنگی بسلطان ملحق شدند
و دران همین هزاره لاچین که امیر خسرو دهلوی از آن مردم است از آنجیز بلخ از لشکر مغل رسیده
بودند هشت صد مرد دیگر بسلطان جمع شدند و قلعه نرگس بالرا فتح کردند و پادشاه ملتان با سلطان صلح
کرده علاء الدین کیقباد که پادشاهزاده اصلی هند بود دختر بسلطان داد و سلطان را در دیار هند سه سال
و هفت ماه سلطنت باستقلال دست داد چون خبر مراجعت چنگیز خان بطرف دشت قبچاق شنود
از دیار هند براه کیچ و مکران بکرمان آمد و براق حاجب که از امرای پدرش بود و حاکم کرمان سلطان را
منزل و مال بسیار داد اما از قلعه بیرون نیامد سلطان از کرمان بفارس آمد و اتابک سعد بن
زنگی او را پذیره شد و مال داد سلطان باصفهان آمد و عراق و آذربایجان را مسخر ساخت و مردم
دیار خراسان و عراق از آمدن سلطان شادیها کردند و شحنگان مغل را مے کشتند و مے آویختند
و میسوختند و سلطان بعدل و داد چند سال در ایران زمین حکومت کرد و غیاث الدین برادر او یکے از
خاصان او را در مجلس شراب بکشت و از وے بیم یگریخت و چند نوبت با سلطان جلال الدین
عصیان ظاهر کرد تا آخر حال بدست براق حاجب که سلاطین کرمان از نسل او بودند کشته شد
و پادشاهے بانفراد بید تصرف جلال الدین افتاد تا وقتیکه امیر و سلطانے بهادر یاسی نهر از مغول
باز بایران آمد سلطان باز از اصفهان بگریخت و بآذربایجان رفت و آنجا نیز استقامت نکرد و بپایان

افتاد و دختر ملک اشرف را بنکاح خود درآورد و لشکر مغول باز قصد او کردند ملک اشرف بارها می
گفت که لشکر مغول میرسد سلطان سخن او التفات نمی کرد که این سخن از برائے آن میگوید که من
از ملک او بیرون بروم تا شبے لشکر مغول بدر شهر رسیدند باو دختر ملک خفته بود سلطان را بیدار کردند
که لشکر رسید سلطان دختر ملک را گفت پدرت حقیقت راست گفت و ما غرض مے پنداشتیم
اکنون چه میگوئی درین حال با من موافقت مے توانی کرد دختر گفت بلے سلطان را چندان
مجال نشد تا آب گرم کند مطهرهٔ آب خنک بر سر ریخت و دختر را سوار ساخت و هر دو در نیم شب
بگریختند و بعضے گویند سلطان تنها فرار کرد القصه سلطان عروس مملکت را سه طلاق را گوشه چادر بسته
و چندگاه در بیابانها و صحراها میگردید و خاتمه کار سلطان نزد مورخان معلوم نشد و گفته اند در اسپ
و لباس او طمع کردند و بکشتند و بعضے گفته اند از سلطنت و شغل دنیا دل سرد شد و در لباس فقرا
درآمد و متواری شد و در روم و شام زندگانی میکرد و کسے او را نمیشناخت بارے تا مدت دو سال
آوازهٔ او هر چندگاه میرسید که سلطان از جائے پیدا شد مردمان طبل بشارت میزدند و بر لشکر
مغول خروج میکردند و آن اصلے نداشت بسیار بندگان خدا ازین جهت بدست لشکر مغول شهید
شدند و آوازهٔ سلطان چون عنقا بود و چون کیمیا اما این حکایت از شیخ عارف رکن الدین شیخ
علاء الدوله سمنانی قدس سره العزیز نقل است که فرموده اند یک روز در بغداد در خدمت شیخ خود
نور الدین عبد الرحمن اسفرائنی نشسته بودیم ایشان از مجلس برخاستند و بیرون رفتند و مریدان و
اصحاب را باز گردانیدند و سه شبانه روز بخانقاه نیامدند مریدان مضطرب شدند که شیخ را چه افتاده
باشد بتفحص مشغول شدند تا حدیکه ویرانها و حیاض بغداد را احتیاط کردند ناگاه نماز شامے بخانقاه آمدند
و اصحاب شادمان شدند من از حقیقت غیبت شیخ سوال کردم فرمودند که سلطان جلال الدین
خود را از سلطنت معزول کرده و در حلقهٔ درویشان درآمده بود و سالها بعبادت مشغول بوده و بدرجهٔ
رجال الله رسیده بود درین روزها در قریهٔ صرصر از اعمال بغداد بحرفهٔ پینه دوزی مشغول بوده و بجوار
رحمت ایزدی پیوسته بود مرا از عالم غیب خبر کردند و رفتم بتکفین و تجهیز و درین دو سه روز مشغول
بودم شیخ علاء الدوله گوید من و اصحاب تعجب کردیم و این آیة خواندیم لمن الملک الیوم لله الواحد القهار
هر آئینه هر کس که عروس ملک فانی را مطلقهٔ ثلاثه سازد حق سبحانه و تعالی مقام ابرار و اقطاب بدو

ارزانی دارد۔

چیست دنیا و خلق و استظهار — خاک دانی پر از سگ مردار
بهر یک خانه این همه فریاد — سلطان جلال الدین تا مرد از دنیا

بمردار خواران مغول باز نگذاشت از غوغای سگان مغول خلاص نیافت تا پیش از مرگ اضطراری بموت اختیاری نرسید راحتی از خورد و خواب ندید و از جهانی که او در سلطنت را گذاشت تا بتاریخ آنکه از دنیا رحلت کرد قریب پنجاه سال باشد که از شکنجه بصورت کین اندوزی براحت نعیم پینه دوزی افتاد۔

بمیری دوست پیش از مرگ اگر تو زندگی خواهی — که ادریس از چنین مردن بهشتی گشت پیش از ما

ذکر خلاق المعانی کمال الدین اسمعیل بن جمال الدین محمد عبدالرزاق اصفهانی

خلاصه صدق و سلف الکرم بوده و جمال الدین محمد را دو پسر بوده معین الدین عبد الکریم و کمال الدین اسمعیل و معین الدین دانشمند بوده و کمال الدین اسمعیل نیز دانشمند فاضل بوده خاندان ایشان در اصفهان محترم بوده و اکابر صاعدیه بتربیت کمال الدین اسمعیل مشغول شدندی و او را در مدح خاندان ایشان قصیده غراست چنانکه می گوید و مطلع آن است

رکن دین صاعد مسعود که در نوبت او — جای تشویش غم و سختی ایشان بلغیاست

و درین قصیده در هر بیتی موی لازم شده است و ممتنع الجواب چه معانی بسیار و نازک بیاورده درج کرده هذا مطلع القصیده۔

ای که از هر سر موی تو دلی اندر واست — یک سر موی تو ما را بدو جهان نیم بهاست

خواجه سلمان و بعضی فضلا جواب این قصیده گفته اند اما اکابر شعرا کمال الدین اسمعیل را خلاق المعانی میگویند چه در سخن او معانی دقیقه مضمر است که بعد از چند نوبت که مطالعه کرده ظاهر میشود و این دو بیت شعر طبع سلیم معلوم کند البته

بخاک پات که آبحیات از و بچکد — اگر مسوده شعر من بیفشاری
سزد که خواری و حرمان کشد معانی من — بلی کشند غریبان هر آینه خواری

ودر موعظه و حکمت گوید ابیات —

وقت آنست که ظلم را که بسامان گردد — کار دریابد و از کرده پشیمان گردد
عشقبازی بجهان صحبت دو دلستان — وقت آنست که دل با سر ایمان گردد
دل که بر گرد رخ خوب تو گردد ناچار — که بهر بادی چون زلف پریشان گردد
هر سیه دل که شد از جام هوا مست غرور — فتنه انگیز تر از غمزهٔ خوبان گردد
چون خط خوب که بر روی سیه روی تر است — هر که پیرامن زلف و لب ایشان گردد
ای تن از تیرگی دل رخت بیرون نه — تا دلت منظره رحمت رحمان گردد
هیچ نور الهی نشود خانهٔ دیو — بنگه لولی کی منزل سلطان گردد
عقل را بندهٔ شیطان مکن از نه رواست — که ملک تا بکشی مطبخ شیطان گردد
خویشتن را همه در عشق گداز از سر سوز — تا به بینی که چو شمعت همه تن جان گردد
بت شکن همچو براهیم شو ار میخواهی — که ترا آتش نمرود گلستان گردد
چون سلیمان همه بر پشت صبا نه زین — گر ترا دیو هوائی تو بفرمان گردد
اهل دنیا را رها کن چه دلت ترسی — تا رفیق دل تو موسی عمران گردد
مال دنیا که بود تکیه زدستی چو عصا — اگر از دست بیندازی ثعبان گردد
کام دل مطلبی بنده ناکامی باش — تا همان درد ترا مایهٔ درمان گردد
دل ازین گنبد گردنده مشو بر قلاب — آسیائیست که بر خون عزیزان گردد
حرص اینست اینکه همه چیز ترا بایست — آن کم کن تو که نرخ همه ارزان گردد
کار دنیا که تو دشوار گرفتی بر خود — گر تو بر خویشتن آسان کنی آسان گردد
هر زمان از پی خواستن عرض دگری — راست چون اره زبانت همه دندان گردد
از پی شغل دنیا سر بسر همه خواهی — که ترا عمر کم و سیم فراوان گردد
آدمی از ره صورت متساوی هستند — متفاوت همه از طاعت و عصیان گردد
پاره سیم شود حلقه قرص القمر — پارهٔ دیگر از آن مهر سلیمان گردد
خود گرفتم که پس از سعی و تکاپوی دراز — کار انسان که دولت خفت است بسامان گردد

بچه امین ازین عالم ناپایدار جای | که بیک دم زدنش کار دگرسان گردد
صبح پیری زهمه سوی سرت تیغ زند | انجم اشک تو وقتست که ریزان گردد
گر نو در کارگه صنع بنظاره شوی | زین عجائب دهن فکر تو خندان گردد
در قیامت نرسد شعر بفریاد کسی | ور سراسر سخنت حکمت یونان گردد
فضل و دین نزد کسی باشد کو از صدقش | تابع امر خداوند جهانبان گردد
جان ازین منزل غولان بسلامت نبرد | جز کسی کز سر تحقیق مسلمان گردد
جاودان رستم اگر حب رسول و اصحاب | بر سر نامه گفتارم عنوان گردد

دیوان کمال الدین اسمعیل نزد فضلا قدری دارد و کمال او از وصف مستغنی است و شهرت حسن او در آفاق منتشر گویند که او را اسباب دنیاوی و استعداد کلی فراهم آمده بود و همواره فرو ماندگان را از اموال خود بطریق معامله دستگیری کردی و بعضی مردم اصفهان بعد از معاملگی کردند و منکر شدند و او از آن مردم رنجید و درین باب در مذمت مردم اصفهان میگوید

ای خداوند هفت سیاره | پادشاهی فرست خونخواره
تا در و دشت را چو دشت کند | جوی خون آورد ز جوباره
عدد مردمان بیفزاید | هر یکی را کند صد پاره

جوباره یکی از محلات اصفهان است و در دشت نیز یکی دیگر و عنقریب لشکر اوکتای قاآن در رسید و قتل عام در اصفهان واقع شد و کمال الدین اسمعیل نیز در آن غوغا شهید شد و سبب کشتن او آنست که چون لشکر مغول رسید کمال در خرقهٔ صوفیه و فقرا در آمده در بیرون شهر زاویه اختیار کرد و آن مردم او را از نجبا شنیدند و احترام می نمودند و اهل شهر و محلات رخوت و اموال را بزاویهٔ او پنهان کردند و آن جمله در چاهی بود در میان سرای یک نوبت مغل بچه کمان در دست داشت بر مرغی انداخت زه گیر از دستش بیفتاد و غلطان بچاه رفت بطلب زه گیر سر چاه را بگشادند و آن اموال را پیدا کردند و کمال را مطالبهٔ دیگر اموال کردند و در شکنجه هلاک شد و در وقت دادن جان بخون خود این رباعی نوشته است

دل خون شد و شرط جان گدازی این است | در حضرت او کمینه بازی این است
با این همه هیچ نمی یارم گفت | شاید که مگر بنده نوازی این است

قد وقع شهادته فی ثانی جمادی الاول سنه خمس و ثلاثین و ستمائه۔

ذکر اوکتائی قاآن

بعد از چنگیز خان باستحقاق بر تخت خانی نشست و برادران و اعمام او را تفویض مینمودند
از روی استغنا می خواست تا بعد از قورلتائی بزرگ تولی خان بازوی او را گرفته او را بر تخت
سلطنت نشاند و در سیرت و صورت قاآن اصحاب تواریخ را تاکیدات و اطنابی دارد که در حیز وصف
نمی گنجد و هر چند از دین بیگانه بود اما بمروت آشنا است صاحب تاریخ طبقات ناصری میاورد که
نوبتی قاآن بارود بازار می گذشت چشم او بر عناب افتاد آرزو کرد غلام را فرمود که یک بدره زر
ببرد عناب بخرد زر را گفتند که چندین عناب که این بقال دارد دو دینار بهای آن را کافیست خان گفت
چنین است تا این فقیر سالها است که نشسته است بامید چنین سودائی و بچو من خریداری هرگز
بازنیست او نیفتاده و نخواهد افتاد آن بدره زر بفرمود تا در بهای یکمن عناب تسلیم بقال کنند و صاحب
تاریخ جهان کشای گوید که در یاسای مغول هر کس که بروز در آب رود و غسل کند کشتنی باشد چه آنرا
بقال بر گرفته اند نوبتی قاآن میگذشت چغتای باو همراه بود مسلمانی را دید که در آب رفته غسل
می کند قاآن را گفت این شخص را بسیاسا باید کشتن و تو اهمال میکنی مردم دلیر می شوند قاآن گفت
مگر این شخص غریب است و از یاسای با خبر و از رشد چغتای بجنایت مشهور و بیباک بود گفت اگر
بیخبر است یا نیست بجهت تشدید یاسای کشتنی است هر چند قاآن این نوع سخنان میگفت
چغتای قبول نمیکرد قاآن بعد از قیل و قال فرمود که امروز بیگاه شده هست فردا بر غوی پیچم و این
مرد را بعبرت بر سر بازار سیاست فرمائیم و آن شب مسلمان را طلب کرد و گفت تو مگر یاسای
ما ندانسته که چنین گستاخی آن بیچاره زاری میکرد که ندانستم قاآن فرمود که یک بدره زر بدو دادند
و گفت بروز بر سر جای که جوی آب انداز و فردا که ترا طلب کنند بگوی که زر در آب پنهان کرده
بودم و من غریبم آنچنان کرده اثر شد بدره زر بحضور قاآن آوردند قاآن گفت تو و اولاد تو و این
چند روز تفرقه مشوش بوده اید و از کسب معاش باز مانده اید ببرید و این زر را بطلیق و عشرت بخورید
برین رعایت کن سیرت نیکو بیگانگان را چنین محترم میساند و اگر هشیاران را مساعدت نماید نور علی
نور باشد و در مدیح لیهانی و اثیر الدین اومانی و شرف الدین شفروه از اقران کمال الدین اسمعیل اند

رحمهم الغفار علیهم –

ذکر شرف الدین شفروه رہ

اصفهانیست و صاحب قابلیت و فاضل و ذو فنون و در اصفهان در روزگار دولت اتابک شیرگیر او را ملک الشعرا میگفتند و همواره با شعرا اطراف در فنون شعر بحث کردے و جمال الدین محمد پدر کمال الدین اسمعیل او را هجوها کرده و در مدح سلطان طغرل بن ارسلان این قصیده گفته

پیش سلطان شد در فرمان بری　　آدمی و وحشی و دیو و پری
طغرل آنکه هفت سلطان داد او　　تاج و تخت و افسر و انگشتری
مطرب و طباخ و نقل و کاتبش　　زهره و خورشید و ماه و مشتری
باد و خاک و آب و آتش بر درش　　حاجب و دربان و پیک و لشکری
در پناه عدل او با هم براز　　شیر و آهو گرگ و میش و مرغ و باز
در کف خدام و غلمانش بهم　　نیزه و زوبین و شمشیر و قلم
باد فراش آسمانش تا زند　　بارگاه کند آن چتر و علم
بر سر خوانش برائے میهمان　　گاو ماهی اشتر و اسب و غنم
بحر و کان کرده نثار حضرتش　　لؤلؤ و فیروزه و زر و درم
مطربان در بزمگاه او بکف　　بربط و چنگ و رباب و نائے و دف
کرده در بستان عیش او وطن　　گلبن و شمشاد و سرو و یاسمن
صید باز و یوز چرخ او شده　　کرکس و سیمرغ و فیل و کرگدن
بر تن بدخواه او چیره شده　　خارپشت و لاک لاک و زاغ و زغن
رودها در بوستانش ساخته　　بلبل و قمری و کبک و فاخته
باد در باغ مرادش جلوه گر　　عندلیب و طوطی و طاوس نر
کرده از نعل سمندش خسروان　　گوشوار و یاره و طوق و کمر
پاره پاره بر تن بدخواه او　　جوشن و خود و قزاگند و سپر

کارگر بر پیکر خصمان او | گرز و تیغ و نیزه و شمشیر و تیر
بارور در صد هزارش شهر و ده | سیب و نارنج و ترنج و نار ده

ذکر ملک الشعرا رفیع الدین لنبانی ره

از اقران خواجه جمال الدین محمد است و لنبان از قرای اصفهان است بر دروازه و موضع نزه و جای دلگشائی است در رفیع از آنجاست شاعری خوشگو بوده و در اوان جوانی ازین جهان فانی تحویل نموده و اثیر الدین اوصاف سخنوری او را بسیار بنظم آورده است در رفیع معاصر سعید هروی است و این قصیده او راست در مدح سید اجل فخر الدین زید بن حسن حسینی که از اکابر سادات ری است و احتشام و ملک او در ری بسیار بوده است

جانا حدیث عشق بگوشت کجا رسد | هرگز بود که دولت وصلت بما رسد
من کیستم که صافی وصلت کنم طمع | اینم نه بس که دردی هجرت مرا رسد
خاک رهت بدیده رسد نه چو جای آن | هرگز چنین سزا بمن ناسزا رسد
الحق رسید آنچه رسید از هوا بمن | آری طریق آنچه رسد از هوا رسد
پشتم دوتا شد از غم و نیست امید آنک | وز غم سگی بدان سر زلف دوتا رسد
روزم چه کم باشد بهر ساعت از فرح | چون شاخ بستد است که بر کهربا رسد
جانم چو شمع در شب هجرت بلب رسید | چون نیست روز وصل تو بگذار تا رسد
گر صد هزار پاره کند این دل مرا | هر پاره راز عشق تو سوزی جدا رسد
بیگانه از هزار بود آشنا یکی | نبرت باتفاق بدان آشنا رسد
سگی است بخت تو و خلقی است منتظر | این کار دولت تو کنون تا کرا رسد
بشنو حدیث من که نسیمی ز حال من | از عاجزان ببارگه پادشا رسد
دست از جفا بدار و بیندیش از آنکه زود | درد دل و جفای من اندر قفا رسد
گر تم کل شوی چو صدای جفای تو | از ما بسید اجل نجیبی رسد
فرخنده فخر دولت و دین زید بن حسن | کز لفظ او بگوش اجل مرحبا رسد

دامن ز رنگ سنبل و گل در کشد صبا | گر بوی خلق او بمشام صبا رسد
سر در نشیب خجلتش آرد سوی زمین | هر روز کآفتاب بوسط السما رسد
ای آنکه چشم انجم روشن شود ز نور | از خاک پایت او بفلاک توتیا رسد
در نوبتی که اهل کرم چون توئی بود | پیدا بود که همت ما تا کجا رسد
چندانکه مدح خواند بلبل تهنیت | کی همچو گل بتاج و کلاه و قبا رسد
پاینده باش تا ز گل و بلبل طرب | دائم بگوش و چشم تو برگ و نوا رسد

و دیوان اثیر اومانی در فصیح در عراق عجم بسیار محترم است و شعرای هر دو را شهرت تمام است اما در خراسان و ما وراء النهر متروک است ۔

ذکر ملک الکلام سعید هروی رح

زیبا سخن و لطیف طبع بوده از اقران قاضی شمس الدین طبسی بوده و مداح خواجه عز الدین طاهر فریومدیست که در زمان سلطنت اولاد چنگیز خان وزیر خراسان بوده است و در طوس مسکن داشته و بروزگار هلاکو خان بسعی امیر ارغون آقا از وزارت عزل شد و مبلغی مصادره داد و خواجه وجیه الدین زنگی وزیر با استقلال بوده و پسر خواجه عز الدین طاهر است و سعید بسیار نازک سخن است و پوربها شاگرد سعید است و در مدح خواجه عز الدین طاهر گوید

بهر دو روی نگارم ز ماه تابان گوئی | دلم ربوده خم زلف او چه چوگان گوئی
بهی که گوی زنخدان او بپای لب | ز لعل آب برد و ز آب حیوان گوئی
اگر سراسر میدان سخن بران باشند | بدلبری برباید ز پیش ایشان گوئی
بیا نسیم صبا پیش آن نگارین شو | حدیث درد دلم را بگوش و زبان گوئی
گرت هواست که گل پیش تو فرو ریزد | به پیش او سخن از حسن روی جانان گوئی
ورت رضاست که سرو سهی ز جا برود | حکایت قد رعنای آن گلستان گوئی
همان زمان که من این با صبا همی گفتم | درآمد از در من آن عجیب جهان گوئی
چو دیدمش خم زلف همچو چوگانی | فتاد در قدم او سرم چو غلطان گوئی

بگفتمش که سر زلف تو ربود دلم | بخنده گفت زهی مردک پریشان گوی
جواب دادم و گفتم که ای نگار ظریف | اگرچه جان جهانی سخن بسامان گوی
من آن کسم که کسی با من این سخن گوید | که برده‌ام بسخن از همه خراسان گوی
ز شاعران مسلم امروز در بسیط زمین | که برده‌ام بفصاحت ز جمله اقران گوی
خیال پرور و ایهام گوی و دور اندیش | لطیفه ساز و صناعت نمای و آسان گوی
چنین که بر گل رویت غزل سرایم | مرا مگوی که شاعر هزار دستان گوی
کسی که دی بر قاضی بفضل دعوی کرد | کجا شده است بیا گو بنظم برهان گوی
اگر نه کرد ز دعوی رجوع گو پیش آی | ثنای صدر بصدر در جهان از این سان گوی
ستوده عز دول آنکه در جهان کامل | ببرد ذات شریفش ز نوع انسان گوی
جهان معدلت و جود طاهر آنکه ز فضل | بصولجان هنر می‌برد بپایان گوی
ز کائنات برون برد گوی رفعت از آنکه | که هست منطقه چوگان او و کیوان گوی
فلک مسخر تدبیر حکم اوست چنان | که در تصرف چوگان بود بفرمان گوی
اگر ز جودش دریا نشانه‌ای دارد | ز آب دیده بیا گو با بر نیسان گوی
اگر تو فتح تمکین او چنین باشد | برون برد بکمال از جهان امکان گوی
زمانه خاک درش را که سرمه شرف است | اگر بجان بخرو شد هنوز ارزان گوی
کسی که تا بیج فرمان او نشد او را | اسیر چاه زنخدان و فوق لیل حرمان گوی
خرد پناها چون خلق مصطفی داری | بمدح خویش رهی را عدیل حسان گوی
چنین لطیف سخن در جهان کرا باشد | برای من که نه بهر رضای یزدان گوی
نظر بحال دعاگو بچشم رغبت کن | حدیث خلعت بنده بگوش احسان گوی
بقای جاه تو بادا دهر که دین دارد | دعای عمر تو گو هیچ بنده از جان گوی

اما در روزگار دولت منکوقاآن هلاکو خان بپادشاهی ایران زمین موسوم شد و در اوایل سنه تسع واربعین وستمائه بعد از جانقی و قورلتهای بزرگ با نود هزار مرد متوجه ایران شد و او پسر تولی بن چنگیز خان است بغایت قاهر و صاحب دولت و صاحب رای بوده تمام ایران

زین بعد روزگار او مسخر شد و تلافی خرابیها که در روزگار فترات واقع شده بود نمود و بدعتها را برانداخت
و قانون ممالک بر وجهی ظاهر ساخت که مزیدی بر آن متصور نباشد و قصد دیار و قلاع ملاحده کرد و
حصون بلاد ایشان را مسخر ساخت و خواجه نصیر طوسی در آن روز به بلاد و جبال ملاحده افتاده بود بخدمت
خان شتافت و چند سال ملازم بود و خان را در حق او اعتقاد عظیم دست داد و خواجه در مراغه
رصد بست و زیج ایلخانی استخراج نمود باتفاق موید الدین العریضی و نجم الدین و غیرهما و او
استیصال آل عباس و خلفای بغداد نمود و قتل و غارت بغداد و هلاک المستعصم بالله که آخر خلفاست
شهرت عظیم دارد و در تواریخ مذکور و بین الناس مشهور و وفات هلاکو خان در شهور سنه ثلاث و
ستین و ستمائه عمر هلاکو خان چهل و هشت سال بوده است والله اعلم ـ

ذکر ملک الفضلا شمس الدین طبسی ره

از صنادید علما و فضلای خراسان است هر چند قاضی زاده طبس است اما در دار السلطنه هراة
مسکن داشته با وجود فضل و کمال در شاعری مرتبه عالی داشته و خوش خلق و خوش منظر بوده و
سلطان سعید بایسنغر فرموده که دیوان مولانا شمس الدین خطاط کتابت کرده که مشهور است بشکل الکتاب
و بارها بایسنغر گفته که این گونه شعر و خطی که خطاست در حق این دو شمس از نو اوراست و قاضی
شمس الدین معاصر سلطان الفضلا صدر الشریعه است و صدر الشریعه از اکابر فقهاست و با یکدیگر
صحبت داشته اند و گفته اند قاضی شمس الدین آوازه فضل و کمال صدر الشریعه شنوده عزیمت
بخارا نمود روزی که بدیدن صدر الشریعه رفت و آن شب صدر الشریعه قصیده گفته بود و بعد از آنکه
طلبه را درس گفت این قصیده را بخواند و فضلا در غش و سبب این سخن می گفتند و این است
بعضی از قصیده صدر الشریعه

برخیز که صبح است و شراب است من و تو ... آواز خروس سحر خاست ز هر سو
برخیز که برخاست پیاله بیکی پای ... بنشین که نشسته است صراحی بدو زانو
می نوش از آن پیش که معشوقه شب را ... های صبح بکشند و ببرند دو گیسو
در شیشه مینا می رنگین خور و پندار ... سنگی تو درین شیشه گردنده مینو

اے آہوئے رعنائے ترا صید دل من — وے زلف پریشان تو چون نافۂ آہو
از حسرت شفتالوئے رخ لب لعلت — نیلی رخ سرخم بطپانچه است چو آلو

مولانا شمس الدین از مجلس برخاست و فی الحال بطریق بدیهه این قصیده را جواب گفت و بحضور صدر الشریعه آورد و این چند بیت از آن است. قصیده۔

از روئے تو چون کرد صبا طره یکسو — فریاد برآورد شب غالیه گیسو
از زلف سیاه تو اگر شد گرہی باز — کز مشک برآورد فلک تعبیه هر سو
از شرم خط غالیه تا شیر تو ما تاره است — در وادی غم پاجگر سوخته آہو
خواہی که صدف دیده گهر بار ندارد — هنگام سخن عرضه مکن رشته لولو
اے زلف شب انگیز و رخ روز نمایت — چون عنبر و کافور بهم ساخته هر دو
آخر دل رنجور مرا چند برآری — زنجیر کشان تا بسر طاق دو ابرو
گفتی که بزر کار تو روشن شده گردد — آرے همه امید من اینست ولیکو
بستم در اندیشه که چیزے نگشاید — زین خانه رسش گوشه و این نیز ز پهلو

چون صدر الشریعه این ابیات مطالعه کرد بر ذهن مستقیم او آفرین کرد و او در حلقه درس مولینا صدر الشریعه بطلب علوم مشغول بوده و در علم و ادب کامل روزگار خود شد و اما امام صدر الشریعه از اکابر بخارا است با وجود فضل و کمال در شاعری بی‌نظیر بوده و در لطایف و ظرایف یگانه و در بسیط زمین تصانیف او منتشر شده و این قطعه او راست۔

یکے و پنج و سی و بیست نیمے — دگر دست و بد فرسنگی چند
پس آنگه دست ما و دامن دست — گنه از بنده و عفو از خداوند

و بعد از انصراف بخارا بطرف خراسان مولانا شمس الدین ندیمی مجلس وزیر باستحقاق نظام الملک که بوقت سلطان جلال الدین وزیر خراسان بوده متمکن شده و در مدح او قصاید غرا دارد و از جمله قصاید یکے اینست۔

خجلے گرد شد گل از عارض تو خوئی — تا باغ عمر تازه کنیم از نسیم مے
پر خنده وار صبح دم از شکر لب طلب — تا کے دم زمانه خوری چون دهان نے

دامن کشان بخدمت سلطان گلخرام — تا سرو در هوای تو بندد میان چو نی

بلبل نگر که در طلب باغ عارضت — فرسوده گرد عرصهٔ آفاق زیر پی

ای دلبری که غرفهٔ رخسار فام گل — از رشک چهرهٔ تو قبا شد هزار نی

از پاک نظر که نزهت رخساره تو کرد — لطف بهار تعبیه شد در نهاد وی

گل پارهٔ سپید فرو رفته پیش پست — نگذارد تا عذار تو نسبت کند بوی

از نرگس سیه دل جادو سوال کن — کین جور تا چه مدت و این عشوه تا کی

عدل خدایگان وزارت پناه بخت — زین بیش تیغ جور نکش چرخ از زمانه وی

فرخنده صدر دولت و دین آنکه دست او — بر هم شکست قاعدهٔ خاندان طی

عادل نظام ملک محمد که رای او — بر روی شهریار کواکب نهاد کی

چون روزگار کار سماحت بدو سپرد — منسوخ شد مآثر و دستور ملک ری

تقدیر بی اشارت رای رفیع او — در حیز وجود نیاورد هیچ شی

آن دم که زاد ذات مبارک لقای او — اقبال گفت اینک الله یا صبی

طبعش بناز گفت که سیم و درم مخواه — کین یک سیه دل آمد و آن یک سفید پی

جایی که نقل ابر خوشگام او رسد — گردون چگونه میل کند سوی تاج کی

آنکس که نور ناصیه آفتاب دید — داند که طبع او نکند یاد هیچ مه

اسپ همتش که چو کیوان سپرده — از پای تند فرق سر نازک جدی

بیش گفت چگونه ستایم محیط را — کس گفت پیش چشمهٔ کوثر حدیث می

از خاک درگه تو که اکسیر دولت است — پیرایه ایست مردمک دیده فی

تا لازم حیات بود اعتدال طبع — بادا رسیده صحبت اقبال تو بکی

و مولینا شمس الدین روزی مفلس بود از خدمت وزیر صدر الدین نظام الملک یک هزار دینار قرض خواست و تمسک مرهون بدین مقال انشا کرده بخدمت وزیر فرستاد که قال الله سبحانه و تعالی و اقرضوا الله قرضاً حسناً مقصود از این حکمت آنست که خداوندان نعم و ارباب علوم از انعام عام و اکرام تمام اهل الله را دستگیری کرده اند و آنرا در زمرهٔ فیض الهی قرض شمرده اند بنابرین مقدمه قرض

وا و خزانہ دار سخا و کرم مخدوم معظم سلطان الوزرا فی العالم خواجہ نظام الملک محمد اعز اللہ دولتہ القاہرہ
و اعوان حضرۃ الزاہرہ از نقرہ رائج من فضۃ و اکواب بکاتب حروف نا مالوف بندۂ طموف شمس
طبسی داد و او بدین مبلغ مذکور مدیون گشت ہر شخص عوض این مبلغ بحکم آیۃ کریمہ فلہ عشر امثالہا بر
کرم باری عز شانہ است اما رہن کرد مقر مذکور و مستقرض مسطور عوض اینمال را در مقرلہ عز نصرہ و
ابد عصرہ جملہ باغی کجنۃ قطوفہا دانیۃ در شہرستان بلدۂ طیبہ ورب غفور و در محلہ والذین اوتوا العلم
درجات مزارع آن کمثل الحرث کشجرۃ مبارکۃ لا شرقیۃ ولا غربیہ موصوف است باصلہا ثابت
وفرعہا فی السماء بنات آن انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ ہر یک از حساب سنابل آن
کانہا کوکب دری شرب آن از بحر و کاساً دہاقاً مدخل ان ادخلوہا بسلام آمنین بمساحت عرضہا
کعرض السموات والارض و آنبا غرا چہار حد است حد اول بسرا بوستان عقل حد دوم بحجرۂ خیال حد
سیوم بشارع فکر حد چہارم بکوچہ وہم رہنی درست و شرعی و بعد از ان راہن طموف باغ معروف را از
مرتہن مذکور باجارہ گرفت تا بوقت استماع ندای یا ایہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ
مرضیۃ بحکم لہم اجر عظیم ہر سال بہ پنجاہ عقد گہر سلک نظم کہ ہر عقد آن من الشعر لحکمۃ معدن عقود
ہمین باغ معہود محدود عبارت از ہر عقدے قصیدہ متین نغز کہ اگر بر کوہ خوانند لا رأیتہ
خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ و متاجر ملتزم و متکفل شد کہ مال اجارہ ابے
اہمال و امہال جواب گوید بشہادت وکفیٰ باللہ شہیدا۔

ذکر ملک الفضلا امامی ہروی

از جملہ فضلاء ممالک خراسان است و با وجود علم و فضل شاعری بینظیر بودہ و با شیخ
مصلح الدین سعدی شیرازی و مجد الدین ہمگر فارسی معاصر است صاحب نزہت القلوب گوید
کہ روزے خواجہ شمس الدین محمد صاحب دیوان و ملک معین الدین پروانہ کہ در عہد اباقاخان حاکم
ممالک روم بود و مولانا نور الدین رصدی و ملک افتخار الدین کہ از نثر او ملک زوزنست ہر چہار
فاضل باتفاق قطعہ بحضور خواجہ مجد الدین فارسی فرستادند و ازو استفسار کردند۔

پروانہ گفت نسخ فارسی مجد ملت و دین   سوالے مے کند پروانہ روم

ملک افتخار الدین و نور الدین رصدی گفتند۔

ز شاگردان تو هستند حاضر — رهی و افتخار و نور و منظوم

صاحب دیوان گفت۔

چو دولت حضرتت را هست لازم — دعاگو صاحب دیوان ملزوم

ز شعر تو و سعدی و امامی — که این به پسندند اندرین بوم

تو کن تعیین او چون ملک انصاف — بود در دست تو چون مهره در موم

خواجه مجد الدین این رباعی در جواب فرستاد۔

ما گرچه بمنطق طوطی خوش نفسیم — بر شکر گفتهای سعدی مگسیم

در شیوهٔ شاعری باجماع امم — هرگز من و سعدی بامامی نرسیم

واین فصل که در حق امامی گفته اند شیوهٔ بدایع و صنایع شعر بوده باشد اما سخن شیخ سعدی را مراتب عالی وارد و مشرب او را درجه وافی است از حقیقت و طریقت سخن او نشانی میدهد و از نمکدان الطاف آنرا وارد۔ امامی از صنادید علماء هرات است اما در کرمان و اصفهان در بعضی اوقات مسکن داشته و قضاة هراة از نسل امامی اند خواجه فخر الملک که از بقیهٔ وزرا و صدور خراسان است مربی مولانا امامی بوده و این قصیده را در حق فخر الملک میگوید۔

چون کبک خسته لب بشراب مروقی — کبکی از آن بطوق معنبر مطوقی

در بزم خویشتن بتدر ملوکی — اندر مصاف چهره تر از باز ازرقی

بر آفتاب طنز کنی و مسلمی — بر مشتری و ماه بخندی و برحقی

گر ماه در لباس کبود منقط است — تو شاه در لباس نسیج مغرقی

مانند همین بروشنی ماهتاب از آب — سیمین برست بزیر بغلطاق قیقی

بر آب دیده پیش تو زورق روان کنم — گر زانکه بینمت که تو مایل بزورقی

گر حور عین ببیند عناب شکرت — آیا که چون گزند سر انگشت فندقی

گر پادشاه حسنی اندر بساط دهر — در صدر خواجه به بودت جای بیدقی

تاج امم خلیفهٔ جهان فخر ملک و دین — کز آدم است او بدر و شکند ما بقی

چون نزد سروران بکرم نام او برند | تن در دهد زمانه باسم مطابقی
ای آنکه عز و جاه بزرگان کشوری | وی آنکه صدر و بدر وزیران مطلقی
محصول کارگاه نجوم مربیی | مقصود گرد گشتن چرخ مطبقی
اندر بهار فضل نسیم معطری | واندر نسیم خلق بهار خورنقی
پیش حصار حزم تو کان حصن دولتست | بحر محیط پایه ندارد بخندقی
بی مجلس تو طبع بجوید معاشرت | بی ساغر تو می بگذارد مروقی
موضوع کردی از کف بخشنده اسم جود | تو صدر کز مصادر اقبال مشتقی
فضل تو بحر دان حقیقت بدیده ام | زان در هنر بنزد بزرگان محققی
آن دل که شد معلق مهر و هوای تو | چون زلف یار رنج ندید از معلقی
این شعر داشت قافیه مغلق آنچنانک | بر جستمش که کس نخواند ز مغلقی
من پارسی زبانم ازان کردم احتراز | زان تازیی که خنده زنند از فریقی
گردم همی بگرد سخنهای دلفریب | در آرزوی نظم معزی ازرقی
ناید درین قوافی ازین خوبتر سخن | گرچه سخن طراز نماید فرزدقی
احمق بود که عرضه کند فضل پیش تو | خر با بصره برون باشد ز احمقی
تا زین چرخ اشهب کره زمین بود | از مرکب زمانه نیابد جز ابلقی
بر هر مراد و کام که داری مظفری | وز پیر سپهر و سعید که خواهی موفقی

گویند که فخر الملک این قطعه پیش مولانا امامی فرستاد بطریق استفتا **قطعه**

ایا افاضل دوران امام ملت و دین | خدایگان شریعت درین چه فرماید
که گربه گر قفس قمری و کبوتر را | بشب زند ز ره ظلم و جور برباید
خدایگان کبوتر ز روی شرع قصاص | اگر بریزد خون گربه را همی شاید

امام در جواب این قصیده را فرستاد

ایا لطیف سوالی که در مقام خرد | ز روی نغز لطیفت نکهت نسیم جان آید
بگربه نیست قصاصی که صاحب است | چنین قصاص بشرع گزین نفرماید

نه کم ز گربهٔ بیدست گربهٔ صیاد / که مرغ بیند و بر شاخ پنجه بگشاید
اگر بیاید بیمین خود سری آرد / بخون گربه همان به که دست نگشاید
بقای قمری و عمر کبوتر ار خواهد / قرارگاه قفس را بلند فرماید

اما اباقاخان بعد از هلاکوخان بر سریر ملک جلوس کرد پادشاهی قاهر و مردانه و باراسی و تدبیر بود و وزارت بصاحب مغفور خواجه شمس الدین صاحب دیوان داد و لشکر بروم فرستاد یعنی انروم مسخر کرد و صدر مراغه را خواجه نصیر الدین اگرچه بروزگار هلاکوخان بنیاد کرده در عهد اباقاخان باتمام رسانید سی تومان اباقاخان بر آنجا خرج و اباقاخان تابستان در ایلاق و زمستان در مراغه بودی و هفت سال در اکثر ایران زمین به تنها پادشاهی کرد شبی در مرغزار او جان در حوالی تبریز نشسته بود ناگاه وحشتی درو ظاهر شد و گفت مرغی عظیم قصد من دارد تیر و کمان من دهید چون تیر و کمان بدست گرفت فی الحال بیفتاد و جان بحق تسلیم کرد و کان ذلک فی شهور سنه اربع و سبعین و ستمائه۔

ذکر ملک الشعرا فرید احول رحمته الله

از اقران امامی هرویست و در اصفهان در زمان صاعدیه ظهور یافته و در شاعری کمال است و این قصیده را در صفت شب محکم گفته است۔

نماز شام که از اوج این رواق ولائی / فرو شد زورق زرین بر آمد ارغشتائی
ز اوج موج این دریا بر آمد صد هزار انجم / چو برروی محیط گل شناور خیل مرغابی

صفت انجم که صفت طلوع نیر اعظم است در آخر این قصیده بیان کند و در چه خیالات درین قصیده کارها دارد سلطان سعید بایسنغر میرزا باباسودائی را جواب این قصیده فرموده و مطلع قصیده باباسودائی این است۔

جم انجم چو زد بر چرخ شادروان دارائی / بر آمد شاه قاقم پوش ازین ایوان سیمابی

و فرید در تعجیل که ذهن او درین قصیده مبادرت کرد متعجب این بیت میگوید۔ بیک هفته باصفاهان فرید این بیت انشا کرد عجائب داشت طبع او ازین تیزی و استابی و باباسودائی

صورتے از نوادر درین بیت باز نمیناید یک ساعت بگفت این شعر در باورد سودائی اندر بیابان کچه گفت آن را باشتابی غالبا لفظ یک ساعت از محل دور نمیناید چه هشتاد بیت متین در ساعتے گفتن مشکل است تاویل آنست که در عرف عوام هست که برائے یک ساعت عمر غم جاودانی مخور یعنی اندک فرصتے را یک ساعت گویند و اشاره است که مدار فرصت که عالم دے است می بیش و انابه از عالمی است قال رسول الله الدنیا ساعة فجعلها طاعة

ذکر اثیر الدین اومانی رہ

مرد خوش طبع و فاضل بوده و دیوان او مشهور است و در علم شاگرد نصیر الدین طوسی نور الله قبره بوده اصل او از همدان است اشعار عربی بسیار دارد و سخن را دانشمندانه میگوید و این قصیده در صفت زمستان گفته در مدح اتابک ازبک بن محمد قصیده

بهار وار زاد بار برد در بهمن — چنین که دید بنفشه که ریخت برگ سمن
بدو دعود همے ماند ابر و این عجبست — که دود عود بکافور باشد آبستن
چنین که جوشن سیمین بآب می بینم — چگونه کار کند تیغ خور بران جوشن
بآب بنگر و یاد آور از شهان قدیم — بزال ماند در بند مانده از بهمن
ز رشتهاے سفید سحاب تافته ام — که سے نه بینم از جهر یک سر سوزن
برهنه بود جهان مدتے و در زی ابر — بدوخت از پے عالم سفید پیراهن
اگر ز چشمه خضر است در پرده ظلمات — چرا در ابر نهان است چشمه روشن
ببست آب روان همچنانکه گوئی هست — بسان خنجر خسرو هم آب و هم آهن
ملک مظفر دین خسرو جهان ازبک — که روح کشور هستیست او و عالم تن
تخلصے بشنو اے یگانه خسرو وقت — ز عنصری که بود او استاد اهل سخن
به تیغ که که بران ابر گستر د کرباس — که تا ببیش تو آرد زمانه تیغ و کفن
چراغ روز نمیتابد از سپهر بخواه — چراغ مے که برد ظلمت خانه تن
بیار باده روشن اگرچه تیره هواست — که چون پیاله بهی روشنست دیده من

مگر خدنگ تو مرغی است آهنین منقار | که هست چینهٔ او دانهٔ دل دشمن
خدایگانا تیغت وبال خصم آمد | گرفت خواهد خصمت وبال در گردن
چه عاشقان که چه جیب گزید عشق طلعت تو | هزار چاک زند آخر الزمان دامن
هنر بپا بتشریف تو همایون باد | بر آفتاب بزرگان سر صدور زمن
مجیر دولت و دین مفخر صدور عراق | که هست گاه کفایت چه صدر نظام حسن
بعهد مملکت جم گر آصف او بودے | بنو فتادی خاتم بدست اهرمن
همیشه ابلق ایام بکشند رام تو باد | اگرچه ابلق ایام هست مرد افگن

ذکر مولانا رکن الدین قبائی رہ

از جملہ شاعران متقدمین بوده شاگرد اثیر الدین اومانی و استاد پور بهاء جامیست و از ترکستان بطریق سیاحت بعراق عجم افتاده و با بدر الدین جاجرمی در اصفهان مشاعره و معارضه و مشاعره دارد فاما سخن او از سخن بدر افضل است و مجیری شاعر نیز که استاد بدر جاجرمی است معاصر قبائی بوده و قبائی در حق بدر جاجرمی گوید۔

فحل اشعارم قبائی زان سبب دارم لقب | چون زنان لسے بدر جاجرمی مسین مجیری

مولانا رکن الدین در حق خواجہ عز الدین این قطعه گوید۔

چه شد امسال آخر اے مخدوم | که من رنج دیده مظلوم
بعد ده سال حق برین دولت | گشتم از هر مراد دل محروم
راه من بنده خدمتست و دعا | وندرین هر دو بوده ام ملزوم
وهر و دوران همان ستمگار اند | و آدمی همچنان جهول و ظلوم
نه منم عاطل از فنون هنر | نه توئی عاری از فروع علوم
نه تو مفلس شدی نه من منعم | نه تو جاهم شدی نه من مخدوم
تو همان مالکے و من مملوک | تو همان حاکمے و من محکوم
هست این بیت نظم مالک فضل | رحمة الله سنائی مرحوم

رزق بر قسمت هرچه خواهی کن — خواه احسان شمار خواه رسوم

گویند قبا ولایت نزه و دلکشا ست و در اقصای ترکستان است و شهری عظیم بوده اکنون شهر خراب شده و آن دیار مسکن مغول و قلماق است و خواجه نصیر الدین طوسی نور الله مرقده در کتاب خلافت نامه الهی میآورد که یعقوب بن طغان در زمان سلطان محمود سبکتگین حاکم قبا بوده و او مردی عادل و خیّر بوده و در نهایت پیری گوش او گران شد زار زار می گریست که بعد ازین آواز داد خواهان چگونه بشنوم اما روز جمعه فرمودی تا تخت او را در میدان نهادندی و بر تخت نشستی و فرمودی تا هر کرا تظلمی بودی جامه سرخ پوشیدی آنکس را طلب فرمودی و کیفیت بر کاغذی نوشته بدست او دادی و بغور او رسیدی چون دعوت حق را لبیک اجابت گفت و ازین جهان فانی از خاکدان ظلمانی رخت بریاض جاودانی برد پنج پسر داشت ملک را بر پسران پنجگانه قسمت نمود و سلطان محمود چون سمرقند و ماوراء النهر مسخر ساخت ازان پنج برادر که حاکم قبا بودند خراج خواست این قطعه بسلطان فرستادند.

ما پنج برادر از قباییم — دریا دل و آفتاب راییم
ما ملک زمین همه گرفتیم — اکنون بتفکر سماییم
گر چرخ بکام ما نگردد — چنبر ز همش فرو گشاییم

سلطان دریافت که غرور و نخوت در دماغ ایشان متمکن شده پیدا است شده اند که غیر از قبا ملکی دیگر نیست که گفته اند ما ملک زمین همه گرفتیم عنصری را گفت تا جواب ایشان را دو بیت انشاد کند این است.

نمرود بگاه پور آزر — می گفت خدای خلق ماییم
چهار به نیم پشه او را — خوش داد سزا که ما گواییم

ارسلان جاذب را با لشکر انبوه فرستاد تا گوشمال ایشان را بدهد ارسلان مدتی شهر قبا را محاصره کرده و در قلعه و شهر قحط خاست و آن پنج برادر عاجز شدند و از روی عجز این قطعه دیگر بار بسلطان فرستادند

ما پنج برادر قباییم — در قحط و نیاز مبتلاییم

شاها تو عزیز ملک مصری — اخوان گناه کار مائیم
مارا که بضاعتیست مزجاة — شرمنده ز حضرت شمائیم
بر حالت زار ما ببخشای — از فضل و کرم که بینوائیم

سلطان چون این شعر مطالعه کرد رحم آمدش و گفت قطعهٔ اوّل از غرور بود و اجب نمود گوشمال دادن و این قطعه از عجز و نامرادی و در طریقت این زمان از جریمهٔ ایشان درگذشتن خوب می‌نماید فرمود تا لشکر از ولایت ایشان برخاستند و مملکت را بر تیغ برادر مسلم داشت حکایت کنند که ارسلان جاذب بروزگار سلطان محمود حاکم طوس و نیشاپور بود و امیر بزرگ بود و دستار مخ سلاحیه آورده اند که ارسلان با سلطان خویشاوندی داشت و مرد صاحب خیر و مردانه بود رباط سنگ بست که بر سر چها راهی واقعست راهی از نیشاپور بمرو و راهی از طوس بهراة او ساخته است و در رفعت زمین رباطی از آن عالی تر هیچ مسافری نشان نمی‌دهد و امروز ویران است و قبر ارسلان در رباط مذکور است و این ترکیب بر گرد قبر او نوشته اند کل ملک سیموت کل فانٍ سیموت لیس للانسان حیاة سرمداً الا الملک الحی الذی لا یموت

چون ضمیر منیر امیر کبیر عالم فاضل معین العلما و مربی الفضلا و مقصد الفقرا الذی قصر لسان القلم عن وصف ذاته نظام الحق والدین علی شیر خلد الله ظلال دولته علی رؤس المسلمین و ابقاه بتجدید سنت سنیهٔ اکابر مصروف است در جنب آن رباط رباطی مجدداً احداث فرمود که چشم روزگار چنان عمارتی ندیده و امروز مقصد مسافران و مطلوب مجاوران این دیار است و در زیبائی چون عروس آراسته و در رعنائی چون بوستانی پیراسته حق تعالی وجود شریف این معدن خیرات و مبرات را همیشه در پناه خود محفوظ دارد

پدر سجای پسر هرگز آن کرم نکند — که دست جود تو با خاندان آدم کرد

ذکر ملک الفضلا خواجه مجد الدین فارسی

مرد فاضل و هنرمند بود و در روزگار خود در فضل و استعداد و ظاهر و باطن نظیر نداشت و خوشنویس و خوشگوی و ندیم مجلس سلاطین و حکما و حکام بوده و نسب او بکسری نوشیروان بن قباد میرسد

چون نسب و حسب او را دست فراهم داده نزد حکام و اشراف قبول تمام یافته و در روزگار خود ملک الشعراء فارس و عراق عجم بوده و هر مشکل که در عالم شعر دران دیار واقع شدے همگنان بادے رجوع کردندے و دیوان خواجه مجد الدین در عراق شهرتے عظیم دارد و لطایف او بین الخواص والعوام مذکور و مشهور گویند همه روز خواجه مجد الدین با اتابک بن ابوبکر زنگی نرد باختی و چنان واقع شد که اتابک ترک لعب نرد کرد و برین یکسال گذشت و خواجه مجد الدین این قطعه بخدمت اتابک فرستاد قطعه

خسروا داشت بخانۀ تو مرا یار چنانک — کان تمارست زدن لاف زهستی با من
آسمان با همه تعظیم و بلندی که وراست — میزد از روے تواضع دم پستی با من
تا تو برداشتی اکنون ز سرم دست کرم — میزند از سر کین تیغ دو دستی با من
یاد میدار از انشب که رہے را گفتی — عمر باقی بنشین خوش چو نشستی با من
آن شب آن بود که در سر هوس نرد تا بود — نرد من بروهم عمدا تو شکستی با من
یارب امسال چه تدبیر کنم کو که چو پار — شه بباز نرد بمستی با من

اتابک سعد در جواب فرستاد

از صره های مصری یکصره الغضا و دینار — سبے لعب نرد کردم هر ساله بر تو اورا

گویند مدتے ها این سیورغال در حق خواجه مجد الدین مجرا بودے اما بتقریب تهمه از اتابک نوشیروان یادل واجب بود نوشتن سیرت پسندیده او تا عبرتے بود که شیخ سنائی در حدیقه خود ذکر آن کرده است حکایت

ناجے برد جام نوشروان — شاه میدید کرد ازو پنهان
دل خازن به بیم شد زجامت — جام جستن گرفت از چپ و راست
هر کسے را مطالبت مے کرد — او بمیدید در رنج و غصه و درد
شاه گفتا مرنج و غصه مسنج — هیچ کس را مدار در غم و رنج
کانکه او جام برد ندهد باز — وانکه او دید فاش نکند راز
شاه روزے میان رهگذری — دزد خود را بدید با کمرے
کرد اشارت بخنده که باری — کین از آن جام هست گفتاری

در روزگار ملوک عجم بر رعایا ظلمها واقع شدے و چون نوبت بانوشیروان رسید بدعتها
برانداخت و قاعدهاے خوب پیدا ساخت و سد باب الابواب که اسکندر بسته بود مختل و ویران
شده بود انوشیروان آنرا عمارت کرد و منع لشکر دشت قپچاق فرمود و مزدک که بروزگار قباد ظاهر شده
بود و مذهب زندقه را عدل نام کرده و انوشیروان روز مهرجان بتدبیر هفت هزار از اعوان و اصحاب
سرنگون در خاک فرو برده هلاک ساخت و قباد بعد از انکه شصت سال سلطنت کرده بود در زندگانی
خود انوشیروان را بر تخت نشاند و خود را در آتش گاه بتعبدی که دران کیش دستور بوده مشغول گشت
و انوشیروان چهل و هشت ساله بعدل و داد و تعظیم حکما روزگار گذرانید و در بارگاه او همواره چهار
کرسی زر نهاده بودی یکے ملک ترک را و یکے هند را و یکے روم را و یکے ملک یمن و عرب را و
هر سال یکے از ملوک چهارگانه بخدمت او آمدندے و بنوبت بر مستقر خود قرار گرفتندے صاحب
تاریخ بناکتی گوید در زمان دولت مامون خاتم انوشیروان یافتند سه سطر بران مسطور و مکتوب بود سطر
اوّل این که راه تاریک است مرا چه بینش سطر دوم عمر دوباره نیست مرا چه خواهش سطر سوم مرگ در قفا
است مرا چه رامش سعدی گوید بعد از هزار سال که نوشیروان نماند گویند خلق و هر که بوده است عادلے
همواره اشراف روزگار در دور او محجوب و اراذل در روزگار او منکوب مے بوده اند و انوری درین
باب مے فرماید

نوشیروان که طنطنهٔ صیت عدل او — تا حشر بر زبان افاضل روا بود
هرگز روا نداشت که بد اصل و سفله را — در عهد او زبان قلم در بیان بود

از سیرت پسندیده و رعایت مراسم خیر نوشیروان بمرتبه رسید که علما در باب عذاب او توقف کرده اند
حرمت عدل را باوجود شرک که داشته و حضرت رسالت فرموده که ولدت فی زمن الملک العادل
زہے درجه عدل و زہے سعادت پادشاه عادل پادشاہے که موحد و عادل باشد فرض کن که رافت
و رعایت او چه مرتبه باشد حق تعالی این پادشاه عادل که عدل او از عدل انوشیروان مزیت دارد
و سیرت پسندیده او نزدیک ست که بشعار خلفاء راشدین رسد سالها بر سر امت احمد مختار پاینده دارد
و دست تطاول بداصلان و دونان را از سر رعیت کوتاه گرداند و این قاعده را که جهلا همچگان در دستها
قلم استیفا بدست گرفته اند بمثابه که کار ایشان و پدران ایشان لکنه بندی بوده اکنون قدم در سیاقت

و عمل سلطانی میزنند و درین کار نقصان دین و ملت و شکست شرع و سنت است.

تیغ دادن در کف زنگی مست ٭ به که آید علم جاهل را بدست

بکلی در رفع فرماید چنانکه مشاهده میرود که بازاریان و عوام الناس و مردم دیها و صحرا نشینان
فرزندان خود را بعلم رقوم و سیاق میسازند و چون درین علم باندک مایه نه باستحقاق شرعی یافتند بعلم
داری مشغول میشوند و فساد این اراذل بمسلمانان میرسد و چون از اجرام مال مسلمانان وجه معاش و
زینت لباس آسان بدست میاید کدخدازادگان ممالک نیز رعیتی ترک کرده بعملداری مشغول میشوند
و عنقریب در ملک و کفایت نقصان فاحش دست خواهد داد اگر این شیوه مذموم را بازخواست نفرمایند
و منع نکنند حکایت کنند که چون ملک شاه را در دارالسلام بغداد متخلص شد خواست تا با خلفا وصلت
سازد خواجه نظام الملک را طلب کرد و گفت میخواهم که بتعجیل باصفهان روی و در عرض دو هفته
دویست هزار درهم سرانجام نموده بعساکر ظفر پیکر رسانی و خواجه را اجازت اصفهان داد و خواجه بدستور
در خانه کدخدائی نزول کرد و آن مرد خواجه را خدمتگاری چنانکه شرط است بجای آورد و شب در خدمت
خواجه نشسته بود عرض کرد که موجب چیست که خواجه بدین تعجیل میرود و اسباب و تجمل همراه نیست خواجه
گفت سلطان را خرجی ضروری دست داده من میروم تا در دو هفته دویست هزار درهم از اصفهان
بخزانه رسانم دهقان بعرض خواجه رسانید که مرا بدولت پادشاه چهار صد هزار درهم استعداد و دنیاوی هست
و مرد پیرم و پسر قابل دارم و میخواهم که او را بعلم و خط استیفا بشاگردی دهم و من مرد دون و بی استحقاقم
و سلطان مثل من مردم را منع این نوع کار فرموده میترسم و فرزند خود را بدین علوم باستاد نمیتوانم
داد اگر شما درین شغل بجهت من اجازه از سلطان حاصل نمائید دویست هزار درهم نقد بخزانه سلطان خدمت
میکنم خواجه از پیرمرد این سخن شنید بسیار خوشحال شد و این را کفایتی مستحسن تصور کرده در خانه
دهقان ساکن شد و کیفیت احوال را بدست قاصدی بسلطان عرضه داشت نموده سلطان چون
مکتوب خواجه مطالعه کرد در غضب شد و رخساره مبارکش برافروخت و سوگند خورد که اگر محاسن سفید
نظام الملک دستگیر او نشدی و حق خدمت او که در حق پدرم و حق من مدتهاست موکد و ثابت
است او را رسوا ساختمی آخر خواجه نمیداند که مرا بمال دهقان احتیاج نیست تا از روی حرص و طمع
مال از او بستانم پسر او را که اهلیت و استحقاق نباشد بکار مسلمانان نصب کنم و از دکارها ناپسندیده

بمسلمانان رسد و مرا نکوهش کنند که ملک شاه رشوت گرفت و نا اهلان را علم اشراف و بزرگان اذن فرمود همانا خواجه دشمن من بوده و من او را دوست تصور می کردم و بد نوشت که بکاری که ماذون شده برو و توقف مکن غرض که سلاطین کارها ء بزرگ بمردم خرد و نفرمایند مبالغه بدین منوال داشته حکایت سلطان سنجر را پرسیدند که دران وقت که بدست غزان گرفتار بودی که ملکی بدین وسعت و آراستگی که ترا بود چنین مختل شد گفت کارها بزرگ بمردم خورد فرمودم و کارها خورد بمردم بزرگ مردم خورد کارها بزرگ نیارستند کرد و مردم بزرگ از کارها ء خرد عار داشتند و در پی نرفتند هر دو کار تباه شد و نقصان بملک و دولت رسید۔

جز بخردمند مفرما عمل   گرچه عمل کار خردمند نیست

ذکر ملک الافاضل پور بها جامی

بغایت مرد مستعد و قابل و فاضل بوده و آبا و اجداد او قضاة ولایت جام بوده اند و او مردی خوش طبع بوده و بدین پایه سر فرو دنیا در نه همواره با مستعدان نشستی و بیشتر اوقات در بهراه روزگار گذرانیدی و او شاگرد مولانا رکن الدین است که بقبائی مشهور شده بروزگار ارغون خان در ملازمت خواجه وجیه الدین زنگی بن طاهر فریومدی به تبریز رفت و با خواجه همام الدین مشاعره کرده و دو سه سطور مشکله قصاید دارد و این غزل او راست بیت

برِیاض آفتاب از شب رقم خواهد کشید   ماه را بر صفحه خوبی قلم خواهد کشید
یارب این یکقطره خون کو را همی خوانند دل   تا کی از بیداد مهر و بان ستم خواهد کشید
امشب ای شمع از سر بالین بیماران مرو   بیدلی سر در گریبان عدم خواهد کشید
بر حذر باش امشب ای همسایه بیت الحزن   کز سر شک چشم من دیوار نم خواهد کشید
میکشد بار غم محبوب و میداند بها   هر که عاشق شد ضرورت بار غم خواهد کشید

واین قصیده هم او راست در مدح خواجه او راست در مدح خواجه وجیه الدین زنگی در اصطلاح لغت مغولی بسیار مستعدانه گفته است و برین نسق شعر در دیوان استادان کم دیده ام۔

ایکرده مدح با لب لعل تو نوکری   محبوب از یکی ڤنگاری و چادری

نوئین نیکوانی و تز غولب ترا — از تقنا صد تغار بریزد دلباری
در سینه غم تو ز بس ناله سخت — خون شد دل چریک و رعایا و لشکری
هندوستان زلف ترا چشم ترک تو — بلغاق کرده بیچه تو شون نکودری
قامان جرهای تو چون کلک ایچیان — کردند مشق بر رخ تو خط ایغوری
کردند ترک بر لب جیحون چشم من — خیل خیال تو چو تومان یساوری
تمغاچی غم تو زد از اشک آل من — تمغائے زرخ بر ورق زر جعفری
کردم تمشتی لبت جان ببوسه — سورغامیشی نمیکند از راه کافری
تا تمشتی کنیم بهم در مجادله — زین قصه پیش داور آفاق کیسری
بیلیگالیغ بیتکچی قاآن اعظم انک — دارو ره تبکاچی و راه بهادری
اے صاحبے که هست یرلیغ حکم تو — ترک و مغول و تازی و رومی و بربری
ارتاق گشت بالقت تا بشرق و غرب — تنسخ بر در برائے تو خورشید خاوری
متقاودان عقل تو در راه مملکت — بستند دست فتنه و جور از ستمگری
بر شیوه سخائے تو انشی عطا دهند — باورچیان بکاسه زرین مشتری
توشقی همت تو ز بهر قسر القغو — بر بسته بال نسر بپر کبوتری
سرکوعناسے تو اغر لامشی کند — بر سر کشند برندق او چرخ چنبری
آنکس که او رسیده بیاسائے حکم تو — در خاک تیره خشت لحد کرد بستری
اختاچی سیاست او قچی اجل — در گردن عدوی تو بندد و چنبری
پور بها دعاچی درگاه دولتت — گشته ست اشکبار ز غم او منجدی
سوغات حضرت تو فرستاد این دعا — یاوش نگیر بخاطر عاطر درآوری
نوشد مگر ز سر غوت انعام عام تو — در طوئے بخشش تو ایاغ تو انگری
یاد تمشتی کند چه کیکی تربیت نما — در شعر با نظامی و قطران و انوری
هرگز نگفته اند درین اصطلاح شعر — فردوسی و دقیقی و پندار و عنصری
نشنیده است در عرب و در عجم کسے — زین سان قصیده زمعزی و سنجری

تا هست کار ملک بپای پادشاه | تا هست حکم شرع بدین پیمبری
در حفظ خویش ایزدت از سرمدی گشاد | پاینده باد ذات تو از فضل تنگری

اما ارغون خان در روزگار دولت پدرش اباقا خان پادشاه خراسان بود چون اباقا خان وفات یافت در خطهٔ تبریز شهزادگان و امرا بر عم او احمد بن هلاکو خان اتفاق کردند و او را به تخت نشاندند و احمد خان پادشاهی نیکو سیرت بوده و میل تمام باسلام و اسلامیان داشت و گویند مسلمان بود اما از برای مصلحت اسلام ظاهر نمیکرد و بعد از آنکه بر سریر خانی جلوس کرده بود عزیمت خراسان نمود و ارغون خان ازو منهزم شد و از طوس رادکان پناه بقلعهٔ کلات برد احمد خان قلعه را محاصره نتوانست کرد که آن قلعه را دور دوازده فرسنگ است و دو دروازه دارد و دیگر کوه محکم است مثل برج و باروی آن قلعه هیچ جا نیست و در آن قلعه لشکرها را آب خورد و علفخوار است و ارغون بعد از یکماه پیش عم آمده و عذر خواست و احمد خان را شفقت عمومت در کار آمد و آسیبی بارغون نرسانید و خود کوچ کرده بطرف عراق روانه شده ارغون خان را با جمعی از خاصان خود سپرد که از عقب بیاورند شکلی بوقا که مقدم آن مردم بود با ارغون خان عهد بست و او را خلاص داد و باقی مردم با ارغون یکجهت شدند و لشکر استراباد و بیلقان پیوست و در عقب احمد خان روانه شدند چون احمد خان بنخجوان رسید خبر ارغون خان بشنود مضطرب شد و بتعجیل خود را به تبریز رسانید و والده را همراه داشته بجانب آلاطاق لشکریان ازو برگشته بارغون پیوستند و او فرار کرد و او را در دامغان در میان سلطان بارغون فرستادند بحکم ارغون خان هلاک شد و سلطنت ایران باستقلال بدست ارغون افتاد و انتقام آنکه شمس الدین محمد صاحب دیوان پدر اباقا خان با احمد خان رجوع کرده او را در حوالی قراباغ تبریز بیاسا رسانید و از مشایخ و از علما و شعرا که در روزگار ارغون بوده اند شیخ مصلح الدین سعدی ره و از علما و شعرا خواجه همام الدین تبریزی و مولانا علامه قطب الدین شیرازی و غیرهم و در وفات علامه گوید

پارسی کرد چرخ کج رفتار | در مه روزه آه ازان بازی
ذال و پا رفته از گه هجرت | رفته در پرده قطب شیرازی

ذکر مولانا عبدالقادر نائینی

از اقران شیخ سعدی ست مردے تارک بوده و همواره بقناعت روزگار گذرانیدے و خوشگوے ست و سخن هائے شیخ سعدی را تتبع میکند اما قصبه نائین از اعمال اصفهان است و در قدیم الایام داخل یزد بوده قصبه خوش هوا و در سر بیابانی که میان یزد و اصفهان است واقع شده و پنبه نرم در آن جا حاصل مے شود خودرنگ و ملمه نائین درین روزگار بے نظیر است و این غزل از مولانا عبدالقادر است۔

ایکه بی چشم تو چشمے چشم من جز تو ندید	هیچ چشمے چشمے از چشم تو نیکوتر ندید
چشمه نوش تو دارد چشمه حیوان ولیک	چشم من زان چشمه جز چشمے پر از گوهر ندید
با خیال چشم تو رضوان که چشمه جنت است	حور در چشمش نیاید چشمه کوثر ندید
چشم آن دارم که از چشم زلالی قطره دار	زانکه چشم جز بچشمت چشمه انور ندید
زآرزوے چشم تو چشم من بیصبر دل	چشم را خونبار کرد و چشمه سار خود ندید

طبقه چهارم

درین طبقه ذکر بیست فاضل ثبت است و بعد ازاین ذکر غزل گویان ثبت کرده مے شود و بعضے موحدان و عارفان با وجود استغراق و حال از دریائے عرفان در دانه بیرون آورده اند در طی تذکره از روئے گستاخی ذکر ایشان که در دریائے حقیقت است بقید کتابت در می آید۔

ذکر سلطان المحققین شیخ فریدالدین عطار قدس سره

و هو محمد بن ابراهیم العطار نیشاپوری مرتبه او عالی است و مشرب او صافی و سخن او را تازیانه اهل سلوک گفته اند در شریعت و طریقت یگانه بوده در شوق و نیاز و سوز و گداز شمع زمانه مستغرق بحر عرفان و غواص دریائے ایقان است شاعری شیوه او نیست بلکه سخن او از اداراه غیب است

واین طریق را بدو منسوب کردن عیب است اصل شیخ از قریه کدکن است من اعمال نیشاپور شیخ عمر دراز یافت گویند صد و چهارده سال عمر داشت و ولادت مبارک او در روزگار سلطان سنجر بن ملک شاه بوده در شعبان المعظم سنه ۵۱۳ بیست و نه سال در شهر نیشاپور بوده و در شهر شادشاخ هشتاد و پنج سال و بعد از قتل شیخ بسه سال شهر شادشاخ خراب شد بسیاری از اکابر و مشایخ را دریافته و با عارفان صحبت داشته و چهارصد کتاب اهل طریقت را مطالعه نموده جمع کرده و در آخر حال بمرتبه عالم فنا رسیده و منزوی و معتکف شده و عزیزی در باب زلزله که در نیشاپور بوده بکرات واقع شده میگوید بیت

اندر سه زمان سه زلزله نازل گشت — بد پانصد و نه آنکه شد شهر خراب
وآن زلزله بار دوم ششصد و سی — آن زلزله بار سوم هشتصد و هشت

اما سبب توبه شیخ آن بود که پدر او در شهر شادشاخ عطار عظیم القدر و رونق بوده بعد از وفات پدر او بهمان طریق بعطاری مشغول بودی دکانی آراسته داشتی چنانکه مردم را از تماشای آن دکان چشم منور و دماغ معطر شدی و شیخ روزی خواجه وش بصدر دکان نشسته و پیش او غلامان چالاک بخدمت کمر بسته ناگاه دیوانه بلکه در طریقت فرزانه بدر دکان رسیده و تیز تیز در دکان نگاهی کرده بلکه آب در چشم گردانیدی و آهی کردی شیخ درویش را گفت چه خیره می نگری مصلحت آن است که زود درگذری درویش گفت ای شیخ من سبکبارم و بجز خرقه ندارم اما خواجه بر خریطه عقاقیر ثقیلات

در وقت رحیل چیست تدبیر — من زود ازین بازار میتوانم گذشت

وتدبیر انتقال و احوال خود کن و از روی بصیرت فکری در حال خود کن گفت چگونه میگذری گفت این چنین و خرقه از بر کنده زیر سر نهاده جان بحق تسلیم کرد و شیخ از سخن مجذوب پر درد گشت و دل او از خشکی بوی مشک گرفت دنیا پیچ مزج کافور سرو شد و دکان تاراج داد و از بازار دنیا بیزار شده بازاری بود بازاری شد در بند سودا بود و سودا در بندش کرد که این سودا موجب اطلاق و تجرید بارها نه و طمطراق القصه ترک دنیا و دنیاوی گرفته بصومعه شیخ الشیوخ العارف رکن الدین اکاف قدس سره رفت که در آن روزگار عارف و محقق بود بدست شیخ توبه کرد و بمجاهدت و معاملت مشغول شده چند سال در حلقه درویشان شیخ بود بعد از آن بزیارت بیت الله الحرام رفته و بسی مردان حق را دریافته و

خدمت کرده مدت هفتاد سال بجمع نمودن حکایات صوفیه و مشایخ بوده و هیچ کس را از اهل
طریق این ماده جمع نشده بود بر رموز و حکایات و اشارات و حقایق و دقایق کسے مثل شیخ عطار
صاحب وقوف نشده در نهایت کمال بحرے بود زاخر و همت او مصروف بر نفی خاطر و در گوشه
نشسته و در بروئے غیر بسته هزاران ابکار اسرار در خلوت سرائے او جلوه ساز بودند و در شبستان
او عروسان حقایق و دقایق محرم راز اشعار او و از آن مشهورتر است که درین کتاب شرح توان داد و در
رموز و اشارات او ازان عالی تر که شمه در حیز کتاب شرح آن داد حکایت آورده اند که چون شیخ
درگذشت وران حین پسر قاضی القضاة یحیی بن صاعد که بزرگ نیشاپور بود فرمان یافت مردم مصلحت دیدند که آن پسر
را در قدم شیخ دفن کنند قاضی این قول قبول نکرد و گفت که پسر من روا نباشد در زیر پائے پیرک افسانه گوئے
باشد و فرزند او را جائے دیگر دفن کردند و آن شب قاضی در خواب دید که در سر روضه
منور شیخ عطار است و ابرار و اقطاب و رجال الله جمع شده و صد هزاران مشاعل نور در فشان از
نجوم عنایت از افق هدایت نشان مجموع اکابر بر سر قبر شیخ بحرمت تمام مراقب اند قاضی از اصحاب
شرمنده بلکه مجلس تا رفته بازگشت فرزندش را دید گریان و بزاری زار میگفت اے پدر تقصیر
کردی و مرا از برکت قدم رجال الله محروم گردانیدے زود دریاب که بهشت من اقدام ایشان است
و مرقد من در قدم عطار قاضی صباح بعد از یقین اقرار شیخ آمد و بالتماس مقرر نمود که فرزندش
را در قدم شیخ دفن ساختند و ازان جرأت توبه کرد و از مریدان و معتقدان شیخ شد و بر سر قبر شیخ
عمارت ساخت و قبر شیخ در بیرون شهر شادیاخ در محلے که موسوم است بشهر بازارگان و عمارت آن
زاویه مختصر و ویران بود اما چون همواره رائے صواب نمائے و خاطر مشکل گشائے امیر جلیل نیر فاضل

معین دولت و ملت برو گرفته نظام — یمین ملت و دولت برو گرفته قرار

نظام الحق والدولة علی شیر عز نصره بالتائید بتعمیر بقاع مصر و قصبات و احیاء سنت سنیه اکابر ماضی مصروف بود
بر روضه شیخ عطار که ملجأ زوار است عمارتے ساخته که در دلکشائی پر نور تر از روضه رضوان و در فروغ بخشی جهان افروز
تر از مرغزار جنان است و زبان اهل زمان در تحسین این معدن خیرات و مرکز مبرات دایما بدین بیت مترنم

دو شهر اهل نجات است نام نیک و صواب — وزین چه در گذری کل من علیها فان

حق تعالی توفیق رفیق سعادت این در پایه تحقیق و سحر تصدیق کناد بالنبی و عترته

را دیوان اشعار بعد از کتب مثنوی چہل ہزار بیت باشد از انجملہ دوازدہ ہزار رباعی گفتہ و از کتب
طریقت تذکرۃ الاولیا نوشتہ و رسایل دیگر بشیخ منسوبست مثل اخوان الصفا وغیر ذلک
واز نظم آنچہ مشہور است این است اسرار نامہ الٰہی نامہ مصیبت نامہ جواہر الذات وصیت
نامہ منطق الطیر بلبل نامہ حیدر نامہ شتر نامہ مختار نامہ شاہنامہ دوازدہ کتاب نظم است و میگویند
چہل رسالہ نظم کردہ و پرداختہ اما نسخ دیگر متروک و مجہول است و قصاید و غزلیات و مقطعات
شیخ مع رباعیات و کتب مثنوی صد ہزار بیت مشہور است زہے بحرے کہ از موج آن دُرِ معانی
بساحل زندگانی افتد و جہتہ تبرک و تیمن از قصاید شیخ چند بیت نوشتہ میشود بیت

اے روئے در کشیدہ ببازار آمدہ | خلقے بدین طلسم گرفتار آمدہ
یک پرتو از فگند جہان گشتہ پر چراغ | یک نجم گشتہ این ہمہ در بار آمدہ

و در توحید و قصاید ابیات غرا دارد کہ بعضے از اکابر از اشرح نوشتہ اند و سید عزالدین
آملی رہ قصاید شیخ را شرح گفتی و این قصیدہ کہ بعضے از آن وارد میشود شرح منظوم گفتہ و در توحید
این قصیدہ مآل شیخ عالی است۔

سبحان خالقے کہ صفاتش ز کبریا | بر خاک عجز مے فگند عقل انبیا
گر صد ہزار سال ہمہ خلق کائنات | فکرت کنند در صفت عزت خدا
آخر بعجز معترف آیند کاے الٰہ | دانستہ شد کہ ہیچ نفہمیدہ ایم ما
آنجا کہ بحر نامتناہی است موجزن | شاید کہ شبنمے بکند قصد آشنا
و انجا کہ گوش چرخ بدرد ز بانگ رعد | زنبور در سبوے نوا چون کند ادا
در جنب نور ذات بود ظلمتے کزو | البدر فی الطلیعۃ والشمس فی الضحا

و در آخر عمر شیخ ترک اشعار کردہ اگرچہ نادر معنی و سست وادی در شیوہ رباعی بیان نموے
و این رباعی در نہایت حال گفتہ۔

ہر چیز کہ آن براے ما خواہد بود | آن چیز ہمہ بلائے ما خواہد بود
چون تفرقہ در بقاے ما خواہد بود | جمعیت ما فنائے ما خواہد بود
ہر شخصے بودہ ہم پردہ از عالم راز | تا بو کہ پرم ز نشیب صیدی بر فراز

چون هیچ کسے نیافتم محرم راز   زان در که در آمدم برون رفتم باز

اما شیخ در فطرات چنگیز خان بدست لشکر مغول اسیر شد و در قتل عام شهید شد و سبب شهادت
او آن بود که طوطی روح مبارکش از زندان قفس بدن ملول شد ومیخواست که بشکرستان وصال
رسد تعجیل قتل خود مے نمود گویند که مغلے مے خواست که شیخ را بقتل رساند مغلے دیگر گفت این
پیر را مکش که خونبهاء او هزار درم بدهم مغل ترک قتل شیخ کرد شیخ گفت مفروش که بهتر ازین خواهندم
خرید شخصے دیگر گفت که این پیر را مکش که خونبهاء او یک توبره کاه است بدهم شیخ گفت بفروش
که بهتر ازین نمے ارزم شیخ شربت شهادت نوش کرد و بدرجه سعدا و شهدا رسید و کان
ذلک فی عاشر جمادی الثانی سنه سبع وعشرین وستمائه و بعضے سنه اثنی و ثلثین
وستمائه و بعضے سنه ست عشر وستمائه نوشته اند اما سند خرقه شیخ عطار خرقه تبرک از دست سلطان العارفین
مجد الدین بغدادی دارد و شیخ عطار در طفولیت نظر از قطب عالم حیدر یافته و کدکن که مولد شیخ است
در نواحی زاوه است و پدر شیخ ابراهیم بن اسحق عطار کدکنی مرید قطب الدین حیدر بوده و شیخ
عطار حیدری نامه در ایام شباب بنظم آورده چون در ایام صبا بوده هر چند به سخنهاء شیخ مانند
نیست اما به تحقیق سخن شیخ ست و بعضے مے گویند که حیدریان آن نظم را بشیخ بسته اند و آن اعتقاد
غلط است اما قطب الدین حیدر از ابدال بوده و مجذوب مطلق محققان معتقد حیدر اند مرد صاحب
باطن و اهل ریاضت بوده و یکصد و ده سال عمر داشته و بعضے گویند یکصد و چهل سال عمر
یافته و از نژاد خانان ترکستان است و پدر او سالور خان نام بوده او مجذوب از مادر متولد شده
و کرامات و مقامات او مشهور است و در تاریخ سنه سبع و تسعین و خمسمائه رحلت کرده
و در زاوه مدفون است و بعضے وفات او را در سنه اثنی و ستمائه نیز نوشته اند

ذکر ملک العارفین مولانا جلال الدین رومی رح

و هو محمد بن الحسن البلخی البکری قدس سره العزیز پیشوائے محققان عالم و مقبول خواص
و عوام دل پاک او مخزن اسرار الهی و خاطر فیاض او مهبط انوار نامتناهی بوده طریقت و مشرب او
تشنگان وادی طلب را بزلال عرفان سیراب ساخته سیرت و مذهب او سرگشتگان تیه ضلالت

رالسرحد ایقان راہبری نمودہ در تحصیل علوم یقینی عالم ربانے و در مراتب توحید و تحقیق سالک صمدانی رموز و اشارات عالم غیب را بشیوه سخن گستری بیان کردہ و طریق عین الیقین ابا بواسطہ علم الیقین بعیان رسانیدہ۔

مصرع چون براوج زد آن بحر زخار از شرف   لؤلؤ منظوم بر ساحل فگند از ہر طرف

زبان قلم از تحریر کمال او عاجز و قاصر است و در ہمہ مذہبہا ستودہ و نزد ہمہ طایفہ مقبول بودہ اصل مولانا از بلخ است و پدر او مولانا بہاؤ الدین ولد سرخیل علمائے بلخ بودہ و در روزگار سلطان محمد خوارزم شاہ حشمت یافتہ و عظمتے تمام یافتہ و باوجود علم ظاہر در تصوف سخن گفتہ اہل بلخ او را عظیم معتقد اند و ہرگاہ وعظ گفتے در پایئے منبر او از خاص و عام مجلس عظیم منعقد شدے سلطان محمد بر و حسد برد و بمعادات مولانا برخاست مولانا بہاء الدین از سلطان رنجیدہ اصحاب و اہل و عیال را ہمراہ برداشتہ از بلخ بیرون شدند و قسم یاد کرد کہ سلطان محمد خوارزم شاہ تا پادشاہ باشد بہ بلخ و بخارا در نیاید و از اصحاب و متعلقان و فرزندان جماعتے کثیر ہمراہ مولانا بہاء الدین عزیمت حج نمود و در اثنائے آن سفر بہ نیشا بور رسید شیخ فرید الدین عطار بدیدن مولانا بہاء الدین آمد و در آن وقت مولانا جلال الدین کودک بود شیخ عطار کتاب اسرار نامہ را بہدیہ بمولانا جلال الدین داد و مولانا بہاء الدین را گفت زود باشد کہ این پسر آتش در سوختگان عالم زند از نیشا بور بعزیمت بیت اللہ الحرام نمودند و بہر شہر و ولایت کہ مولانا بہاء الدین رسید مقدم او را اکابر عزیز و محترم داشتندے و از او استفادہ علوم ظاہری و باطنی نمودندے و بعد از سفر حجاز عزیمت دیار شام و زیارت انبیاء نمود و بعد از چند سال بسیاحت بطرف روم افتاد و دوا عال مولانا جلال الدین و پدرش مرید سید برہان الدین ترمذی بودہ اند سید مرد بزرگ و اہل باطن است و در سفر شام و حجاز با مولانا بہاء الدین مصاحب بودہ و در شام بجوار رحمت ایزدی انتقال نمود و در وقت رحیل مولانا را وصیت کردہ و گفتہ کہ کشاد کار شما در روم خواہد بود و در روزگار دولت سلطان علاء الدین و اصحاب بروم افتادند و اہل روم بغایت معتقد و مرید او شدند و سید علاء الدین نیز با اقربا و فرزندان ارادت ظاہر ساختہ از جملہ بلاد روم مولانا بہاء الدین شہر قونیہ اختیار کردہ بوعظ و افادہ مشغول بودے و سلطان علاء الدین او را انعام در حق مولانا

تقدیم رسانیدے و مولانا را احترامی زائد الوصف دست داد چنانچہ مولانا در رسالہ نظم کرد در تاریخ
پدر و جد خود نوشتہ این ابیات مذکور است۔

چون بہاء ولد بروم رسید حرمت از اغنیاء روم بدید
شد مریدش علاء الدین سلطان نہ ہمین شاہ جملہ ایشان

و مولانا بہاء الدین چند سال در روم با علم و افادہ و منصب مقدمے و پیشوائے علمائے
روزگار گذرانید و در شہور سنہ احدی و ثلثین و ستمائہ بجوار رحمت حق انتقال کرد و بطریق
ارث و وصیت مولانا جلال الدین پیشوائے اصحاب و جانشین پدر شد و سلطان ولد درین
باب گوید۔

چون بہاء ولد زمان حیات بسر آورد در رہ حسنات
جان بجان آفرین خویشتن بسپرد رخت ازین کہنہ دیر بیرون برد
ہیچکس در جہان ندارد نشان کہ برون شد جنازۂ ز انسان
چون بہاء زین جہان جلال آورد دولتش روئے در جلال آورد

و علم و کمال و عظمت و اقبال مولانا جلال الدین اضعاف پدر بود چنین گویند کہ چہارصد
طالب علم بدرس مولانا حاضر شدندے و سلطان روم از اعتقاد عظیم بہ تبلیغ در حق مولانا بود در
اثنائے این حال در طلب دامن گیر مولانا شدہ از عالم ظاہر حضوری سے یافت و میخواست
کہ بواسطہ خود را از قید صورت بسر حد معنی رساند چند صاحب کمال را در روم مولانا دریافتہ مثل
شیخ الشیوخ صلاح الدین زرکوب قدس سرہ العزیز کہ خرقہ او بچند واسطہ بشیخ ضیاء الدین ابوالنجیب
سہروردی میرسد و ابن اخی کہ از ابدال و اوتاد بودہ در آخر دست ارادت در دامن
شیخ العاشقین محقق چلپی حسام الدین میزند۔ و ہذہ الابیات فی الاشہاد۔

اے ضیاء الحق حسام الدین بیا این سیوم دفتر کہ سنت شد سہ بار
مدتے این مثنوی تاخیر شد سالہا بایست تا خون شیر شد

و بعد از مدتے شمس الدین تبریزی قدس سرہ العزیز بسر وقت مولانا رسید و حالات شمس
آنست کہ او پسر علاء الدین بودہ کہ از نسل او کیا بزرگ امید است کہ از قبیل اسماعیلیان بودہ و خود

علاء الدین از کیش آبا و اجداد تبرا نموده و دفتر و رسایل ملاحده را بسوخت و شعار اسلام در قلاع
و بلاد ملاحده ظاهر ساخت شاه شمس الدین را بخواندن علم و ادب پنهان به تبریز فرستاد
و او مدتی در تبریز بعلم و ادب مشغول بود و در کودکی از نهایت حسن او را در میان عورات نگاه
میداشته اند که چشم نا اهل و نا محرمی بدو نیفتد و از زنان تبریز زردوزی آموخته و بزردوز
ازان سبب مشهور است اما صاحب نظم سلسلة الذهب آورده که شمس الدین را آنکه میگویند
که فرزند خاوند علاء الدین که موسوم است بنو مسلمان غلط است و او پسر بزازیست از شهر تبریز
و بعضی گفته اند که اصل او از خراسان است از ولایت بازر و پدر او بواسطه تجارت بتبریز اقامت
و شمس الدین در تبریز متولد شده و بنده میگوید که از هر کجا باشد باش کار معنی دارد نه صورت ذوق
را آشنائی عالم ارواح است نه در تولد اجداد بیت

آن کس که ز شهر آشنائیست　　داند که متاع ما کجائیست

القصه شمس الدین در علوم ظاهر ماهر شد ذوق سلوک و طلب قابلیت اصلی داشت
دامن گیر او شده مرید شیخ الشیوخ العارف رکن الدین ره شد و در معرفت و ریاضت و سلوک
مقام عالی یافت و شیخ را در حق او اعتقاد و اهتمامی زیاده از وصف دست داد و او را نسبت
شیخ رکن الدین شیخ الاسلام ضیاء الدین ابو النجیب سهروردی قدس سره العزیز میرسد و او مرید
شیخ احمد غزالی و او مرید شیخ ابوبکر نساج است و شیخ ابوبکر مرید شیخ ابو القاسم گرگانی و شیخ ابو القاسم
مرید شیخ ابو عثمان مرید شیخ ابو علی کاتب است و شیخ ابو علی مرید سید طایفه ابو القاسم جنید بغدادی
است و شیخ جنید مرید خال خود شیخ سری بن مغلس سقطی و شیخ سری مرید شیخ ابو محفوظ معروف
کرخی است و از شیخ معروف سلسله دو شق است سلسله بامام علی بن موسی الرضا علیه السلام
میرسد و از و پدر بر پدر تا حضرت مصطفی صلی الله علیه وسلم و شق دیگر معروف مرید ابو سلیمان داود
طائی است و شیخ داود مرید حبیب عجمیست و حبیب عجمی مرید حسن بصری است و حسن بصری
مرید امیر المومنین علی ع است. چون جوی به چشمه ولایت برسید این سلسله بنهایت
برسید رضوان الله علیهم اجمعین آمدیم بسر سخن شمس تبریزی روزی شیخ رکن الدین شمس را
گفت ترا سوی روم باید رفت و در روم سوخته ایست آتش در وی باید زد شمس باشارت

پیرروے بروم نہاد و در شہر قونیہ دید کہ مولانا بر اشتر نشستہ و جمعی موالی در رکاب او روان از مدرسہ بخانہ میرود و شمس الدین از روئے فراست مطلوب را دریافت بلکہ محبوب در جلو مولانا روان شد و سوالے کہ غرض از مجاہدت و تکرار و دانستن علم چیست مولانا گفت روش سنت و آداب شریعت شمس گفت اینہا ہمہ از روئے ظاہر است مولانا گفت ورائے این چیست شمس گفت علم آنست کہ بعلوم رسی و از دیوان سنائی این بیت بر خواند۔

علم کز تو ترا بہ نستاند   جہل ازان علم بہ بود بسیار

مولانا ازین سخن متحیر شد و پیش آن بزرگ افتاد و از تکرار درس و افادہ باز ماند و ہموارہ شمس را طلب کردی و با او صحبت داشتی و بہ تنہا با او بحجرہ رفتی و شور و شوغا از موالی و اصحاب بر آمد کہ سر و پا برہنہ مبتدعی آمد و مولانا را از راہ برد و ہموارہ تشنیع زدندے و شمس الدین از مولانا پنہان بجانب تبریز گریخت و مولانا را سوز اشتیاق این قطب دائرہ محبت در درون شعلہ زدی و بے طاقت شدہ بطرف تبریز آمد و باز شمس را ہمراہ بروم برد و مدتے دیگر روزگار در صحبت او گذرانید باز مریدان و اصحاب مولانا بمعادات شمس الدین مشغول شدند ضرورتاً این نوبت عزیمت شام نمود و دو سال شمس الدین در نواحی شام بود و در آرزوے او مولانا سیوخت و قوالان را مے فرمود تا سرود عاشقانہ مے خواندند و شب و روز بسماع مشغول شدہ بود و اکثر غزلیات کہ در دیوان مولانا مسطور است در فراق شمس الدین گفتہ و گویند در خانہ مولانا ستونی بود چون غرق بحر محبت شدی دست در آن ستون زدے و بچرخ آمدی و اشعار گفتے و خواندے و مردم آن اشعار نوشتندے و حالات مولانا طولے دارد و این کتاب متحمل تحریر آن نے آورد و ہر کس را ذوق دانستن حالات مولانا باشد رجوع برسالہ ولدنامہ نماید کہ جمیع این حالات دران رسالہ مندرج است و دیوان اشعار مولانا سی ہزار بیت است و مثنوی را چہل و ہشت ہزار بیت گفتہ اند و بعضے زیادت و بعضے کم نیز گفتہ اند۔

آنانکہ بسر در طلب کعبہ دویدند   چون عاقبت الامر بمقصود رسیدند

از سنگ یکے خانہ اعلائے مکرم   اندر وسط وادی بے فرع بدیدند

رفتند در آن تا کہ ببینند خدا را   بسیار بجستند خدا را و ندیدند

چون معتکف خانه شدند از مستی ۔۔ ناگاه خطابے ہم ازان خانه شنیدند
کے خانه پرستان چه پرستید گل و سنگ ۔۔ آن خانه پرستید که خاصان طلبیدند
خوش وقت کسانیکه چو شمس الحق تبریز ۔۔ در خانه نشستند و بیابان نبریدند
این خانه دل خانه حق واحد مطلق ۔۔ خوش وقت کسانیکه دران خانه خزیدند

وهذه المثنوی المولوی فی معرفة الروح

خود عزیزے در جہان چون شمس نیست ۔۔ شمس جان باقی است او را امس نیست
شمس در خارج اگرچه هست فرد ۔۔ مثل او هم مے توان تصویر کرد
در تصور ذات او را گنج کو ۔۔ تا در آید در تصور مثل او
من چه گویم یک رگم هشیار نیست ۔۔ شرح آن یاری که او را یار نیست
شمس جان کز خارج آمد در اثیر ۔۔ نبودش در ذهن و در خارج نظیر
میرهند ارواح هر شب از قفس ۔۔ فارغان نے حاکم و محکوم کس
رفته در صحرائے بیچون جان فشان ۔۔ روح شان آسوده و ابدانشان
جان همه روز از لگد کوب خیال ۔۔ از زیان سود و از خوف زوال
نه صفائی ماندش و نه لطف و فر ۔۔ نه بسوئے آسمان راه سفر
جان هائے بسته اندر آب و گل ۔۔ چون رهند از آب و گل باشاد دل
در هوائے مهر او رخشان شوند ۔۔ همچو قرص بدر بے نقصان شوند
روح صافی بسته ابدان شده ۔۔ آب صافی در گلے پنهان شده
مرغ کو اندر قفس زندانی است ۔۔ مے نجوید رستن از نادانی است
روحهائے کز قفس ها رسته است ۔۔ انبیا شان رهبر و شایسته است
آن بزرگان این بگفتند از گزاف ۔۔ چشم پاکان روشن افتادست صاف
گفتشان و نفسشان و نقششان ۔۔ جمله روح مطلق است و نه فشان
زیر و بالا پیش و پس وصف تن است ۔۔ بے جهت ها ذات جان روشن است
طفل روح از شر شیطان باز کن ۔۔ بعد از آنش با ملک انباز کن

تا تو تاریک و ملول و تیرهٔ — زانکه با دیو لعین همشیرهٔ

روح را توحید الله چون سر است — نحیه ظاهر درست و پائے دیگر است

بحر علمے در نمے پنهان شده — در سه گز تن عالمے پنهان شده

جان بے کیفی شده محبوس کیف — آفتاب و حبس عقده است حیف

هر کرا باشد مثل گلشن وطن — کے خورد او باده اندر گولخن

جاے روح پاک علیین بود — کرم باشد کش وطن سرگین بود

خود جهان جان سراسر آگهی است — هر که بیجان است از دانش تهی است

جان اول مظهر درگاه شد — جان جان خود مظهر الله شد

وفات مولانا در شهر قونیه روم بوده در شهور سنه ۶۷۱ مرقدش در قونیه است سن مبارک مولانا شصت و نه سال بوده و بعد از وفات مولانا سلطان ولد که خلف صدق مولانا است بجائے مولانا و سلطان ولد عارف و محقق عالم بوده است و کتاب ولد نامه بدو مشهور است و درین روزگار صومعه و خانقاه مولانا درجه اعلی دارد و مقصد زوار است و بر سر روضه مولانا علی الدوام سفره مهیا و فرش و روشنائی مرتب است و بسیار از اوقاف بران بقعه سلاطین روم مقرر داشته اند و قبر شاه شمس الدین تبریزی در قونیه است و وفات شاه شمس الدین بعد از رحلت مولانا بوده و بعضے گویند که مولانا را جذبه پیدا شده ترک درس و افاده کرده مردم قونیه آن حال را تصور کردند که از سبب شمس الدین است و شمس الدین را دشمن بودند تا فرزندے از فرزندان مولانا را بران داشتند که دیوار بر سر شمس انداخت اما این قول را در هیچ نسخه و تاریخ که بران اعتمادے باشد ندیده ام بلکه از درویشان و مسافران شنیده ام لاشک این قول اعتماد را نشاید و آنچه عارف جامی قدس سره در کتاب نفحات الانس میگوید این است که شبے شیخ شمس الدین تبریزی با مولانا در خلوتے خاص نشسته که جماعتے بیباک با یکے از فرزندان مولانا کمین کرده اند و یکے ازان اشارتے شیخ شمس الدین کرده حضرت شیخ شمس الدین برخاست بمولانا گفت که مرا بکشتن مے طلبند و بیرون رفت و آنان سبے با کاردے یکے زخمے بر تن شیخ زدے او نعره زد که از هیبت نعره او همه بیهوش شدند چون مولانا بیرون آمد غیر از چند قطرهٔ خون ازان سلطان عاشقان اثرے نیافتند و از فوت آن

سلطان عارفان اختلاف است العلم عند الله. بیت

سر عارف بجز از دیدهٔ عارف نتوان یافت
شمس تبریز کند فهم که مولانا کیست

اما سلطان علاء الدین کیقباد از نژاد سلاطین سلجوقیه است و چون سلطان ملکشاه روم را مسخر کرد برادر خود سلیمان شاه بسلطنت روم فرستاد و از عهد ملکشاه تا روزگار غازان خان روم بتصرف سلجوقیه بوده است و علاء الدین پادشاه با عدل و داد و محب علما بوده و در عهد و علاذ کرد و شهرے بنا کرده بر صفت رومیه و از قیاصره مثل او سلطنتے بسزا هیچ پادشاهے را میسر نشده و در شهور سنه سبع و اربعین و ستمائه از دار فنا رخت بدار بقا کشیده۔

ذکر املح المتکلمین مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی رح

و لقب شیخ مصلح الدین است در فضل و کمال و حسن و سیرت او صاحب کمالان متفق اند صد و دو سال عمر یافت سی سال بتحصیل علوم و سی سال بسیاحت مشغول بوده و تمام ربع مسکون را مسافر است و سی سال دیگر بر سجاده طاعت نشسته است و راه و طریق مردان پیش گرفته عمرے بدین طریق صرف شده باشد و شیخ در روزگار اتابک سعد بن زنگی بوده و گویند پسر شیخ ملازم اتابک بوده و وجه تخلص سعدی بدان جهت است و دیوان شیخ را نمکدان شعرا گفته اند و در ابتدائے حال در مدرسه نظامیه بغداد و در حلقه درس شیخ الشیوخ العارف ابو الفرج ابن الجوزی بتحصیل مشغول بوده و بعد از ان بعلم باطن و سلوک مشغول گشته و مرید شیخ الشیوخ عبد القادر گیلانی است و در صحبت شیخ عبد القادر عزیمت حج نموده و بعد از ان گویند چهارده نوبت حج کرده پیشتر پیاده و بغزا و جهاد بطرف روم و هند رفته و آن درجه یافته و در این باب در بوستان گوید. بیت

در اقصائے عالم بگشتم بسے
بسر بردم ایام با هر کسے
تمتع بهر گوشه یافتم
ز هر خرمنے خوشه یافتم

حکایت کنند که شیخ در آخر حال در شیراز زاویه در بیرون شهر اختیار کرده و از صومعه خود بیرون نیامدے و بطاعت و عبادت و مراقبت اشتغال داشتے سلاطین و بزرگان و صلحا بزیارت شیخ رفتندے و طعامهائے لذیذ بجهت شیخ بردندے و شیخ از آنچه خوردے و از آنچه قسمت کردے و هر چه

باقی ماندے در زنبیلے کردے و آن زنبیل را از روزن بالاخانه آویختے و راه هیزم کشان شیراز از
زیر بالاخانه شیخ بودے هیزم کشان گرسنه آن کلیچه و حلوا و بریانهای متکلف را بکار بردندے گویند
که شخصے جامهٔ هیزم کشان پوشیده خواست تا بامتحان آن سفره را یغما سازد چون دست
بزنبیل دراز کرد دستش در هوا خشک شد فریاد برآورد که اے شیخ بفریادم رس. شیخ فرمود که اگر
هیزم کشی مشقت شب گیر و ضربت خار و آبله دست کو و اگر غارت گر و دزدے کند و سلاح و
دل سخت کو که بے هیچ زخمی بناله درآمدی و در حال شیخ دعا کرد و آن سیاه دل بدبخت عافیت
یافت و آن سفره نعمت بدو بخشید حکایت آورده اند که عابدے از صلحاء شیراز که بحضرت شیخ
نهانی انکار داشت در خواب دید که در عرش جوش و خروشے پیدا شد و جمعے از روحانیان زمزمه میکنند
چون نیک استماع کرد میگفتند که این بیت سعدی شیرازی که درین گفته با تسبیح و تهلیل یک ساله جمیع ملائکه
مساوی است آن عابد بیدار شد فی الحال عقدهٔ انکار از دل کشاد و بدر زاویه شیخ رفت و دید که شیخ بیدار
نشسته و زمزمه میکند و ذوقے و حالے دارد و این بیت مے سراید و میخواند این مطلع
آن غزل است.

برگ درختان سبز در نظر هوشیار   هر ورقے دفتریست معرفت کردگار

عابد در قدم شیخ افتاد و شیخ را بر حال مطلع گردانید و بشارت داد و در لطایف و ظرافت
و نازکی طبع شیخ را درجه عالی بوده و همواره با مستعدان صحبت داشتے و با وجود استغراق حال با
اهل فضل اختلاط کردے و مطایبت و بذله گفتے چنانچه آورده اند که خواجه همام الدین تبریزی که مرد
اهل دل و صاحب فضل و خوش طبع بود و صاحب جاه و متمول بوده و معاصر شیخ سعدی است
روزے شیخ در تبریز بحمام رفت خواجه همام نیز بغسلے تمام در حمام بود شیخ طاسی آب آورده بر سر
خواجه همام ریخت خواجه پرسید که این درویش از کجا است شیخ گفت از خاک پاک شیراز همام گفت
عجب حالی است که شیرازی در شهر ما از سگ بیشتر است شیخ تبسمی کرد و گفت که این صورت
خلاف شهر ماست که تبریزی در شیراز از سگ کمتر است خواجه همام بهم برآمد و از حمام بدر آمد و شیخ
نیز از حمام بیرون آمده بگوشه بنشست و جوانی صاحب جمال چنانکه رسم است خواجه را بادے کرد
و خواجه همام میان او و شیخ و آن جوان حائل بود درین حالت خواجه از شیخ سعدی پرسید که شما

ہمام در شیراز مے خوانند شیخ گفت بلے شہرتے عظیم وارد گفت ہیچ یاد داری گفت یک بیت یاد دارم بیت

در میان من و دلدار حجابست ہمام — وقت آنست کزان پرده بیکسو فگنیم

خواجه ہمام را اشتباه نماند که این مرد سعدی ست سوگندش داد که تو سعدی ہستی شیخ سعدی گفت بلے خواجه ہمام در قدم شیخ افتاد و عذر خواست و شیخ را بخانه برد و ضیافت کرد و تکلف ہائے لطیف سے نمود و صحبت ہائے خوب مے داشتند و خواجه بیشتر از غزلیات شیخ را جواب میگوید چون غزلیات و قصاید شیخ بغایت لطیف است واجب بود زیاده از مسطور درین تذکره نوشتن در توحید و شکر باری تعالی این قصیده شیخ راست۔

فضل خدای را که تواند شمار کرد — یا کیست آنکه شکر یکے از ہزار کرد
آن صانعے لطیف که بر فرش کائنات — چندین ہزار صورت الوان نگار کرد
بحر آفرید و بر و درختان و آدمی — خورشید و ماه و انجم و لیل و نہار کرد
الوان نعمتے که نشاید سپاس گفت — و اسباب راحتے که نشاید شمار کرد
آثار رحمتے که جہان سر بسر گرفت — و احمال منتے که فلک زیر بار کرد
در چوب خشک میوه و در نے شکر نہاد — وز قطره دانه در شاہوار کرد
مسمار کوہسار بنطع زمین بدوخت — تا فرش خاک بر سر آب استوار کرد
اجزای خاک تیره بتاثیر آفتاب — بستان و میوه و چمن و لاله زار کرد
ابر آب داد بیخ درختان تشنه را — شاخ برہنه پیرہن نو بہار کرد
توحید گوے او نه بنی آدمند و بس — ہر بلبلے که زمزمه بر شاخسار کرد
شکر کدام فضل بجاے آورد کسے — حیران بماند ہر که درین افتکار کرد
لال است در دہان بلاغت زبان نطق — از غایت کرم که نہان آشکار کرد
بخشنده که سابقه فضل و رحمتش — ما را بحسن خاتمت امیدوار کرد
اے نفس مستی سر پندار کی بند — کابلیس را غرور و منی خاکسار کرد
پرہیزگار باش که دادار آسمان — فردوس جای مردم پرہیزگار کرد

نابرده رنج گنج میسر نمی‌شود — مزد آن گرفت جان برادر که کار کرد

هر کو عمل نکرد و عنایت امید داشت — دانه نکشت ابله و دخل انتظار کرد

دنیا که جسر آخرتش خواند مصطفی — جای نشست نیست بباید گذار کرد

دار القرار خانهٔ جاوید آدمیست — اینجای رفتن است نباید قرار کرد

چند استخوان که هاون دوران روزگار — خورد آنچنان بکوفت که خاکش غبار کرد

ظالم نماند و قاعدهٔ زشت او بماند — عادل برفت و نام نکو یادگار کرد

قارون زمین برآمد و دنیا برو نماند — بازی رکیک بود که موشی شکار کرد

بعد از خدای هر چه پرستند هیچ نیست — بیچاره آنکه بر همه هیچ اختیار کرد

ما اعتماد بر کرم مستعان کنیم — کان تکیه باد بود که بر مستعار کرد

این گوی دولت که برون می‌برد — الا کسی که در ازلش بخت یار کرد

بیچاره آدمی چه تواند بسعی و جهد — چون هر چه بود نیست قضا کردگار کرد

او پادشاه و بندهٔ نیک و بد آفرید — بدبخت و نیکبخت و گرامی و خوار کرد

سعدی چه هر نفس که برآورد در سحر — چون صبح در بسیط زمین انتشار کرد

نقش نگین بخاتم دولت نهادیکا — در گوش دل نصیحت سعدی گوشوار کرد

بالا گرفت و خلعت والا امید داشت — بر شاعری که مدح ملوک دیار کرد

شاید که الناس کند خلعت قبول — سعدی که شکر نعمت پروردگار کرد

وله

یا رب از ما چه صلاح آید اگر تو نپذیری — بخداوندی و لطفت که نظر باز نگیری

درد پنهان بتو گویم که خداوند رحیمی — یا نگویم که تو خود واقف اسرار ضمیری

همه مخلوق جهان مستعد مرگ و فناست — تو بی آن حی توانا که عزیزی و نمیری

خالق خلق و فروزندهٔ مشکوة نجومی — رازق و رزق ده و برازندهٔ خورشید منیری

سعدیا ما کسب ملکست تو بی توفیقی — چاره درویشی فقر است گدائی فقیری

وله

منقلب در درون جامۂ ناز　　چه خبر دارد از شبان دراز

عاقل انجام عشق مے داند　　که در اول سے کند آغاز

جهد کردم که دل بکس ندهم　　چه توان کرد با دو دیدۂ باز

زینهار از بلائے تیر نظر　　که چو رفت از کمان نیاید باز

مگر از شوخی تذروان بود　　که فرود ونغتند دیدۂ باز

محتسب در قفائے رندان است　　غافل از صوفیان شاهد باز

پارسائے که خمر عشق چشید　　خانه گو با معاشران پرداز

هر کرا با گل آشنائی بود　　گو برو با جفائے خار بساز

هیچ بلبل ندارد این دستان　　هیچ مطرب نیارد این آواز

هر متاعے ز معدنے خیزد　　شکر از مصر و سعدی از شیراز

اما شیخ را در کتاب گلستان و بوستان لطایف و ظرایف بسیار است هرچند آن دو کتاب شهرت تمام دارد چند بیت از بوستان و لطیفه چند از گلستان لایق نمود درین کتاب نوشتن تا فخر روزگار شود من کتاب بوستان۔

شنیدم که در روزگار قدیم　　شدی سنگ در دست ابدال سیم

مپندار کین قول معقول نیست　　چو راضی شدی سیم و سنگت یکیست

خبر ده بدرویش سلطان پرست　　که سلطان ز درویش مسکین ترست

گدا را کند یک درم سیم سیر　　فریدون بملک عجم نیم سیر

نگهبانی ملک و دولت بلاست　　گدا پادشاه است و نامش گداست

گدائے که بر خاطرش بند نیست　　به از پادشاہے که خورسند نیست

وله

شنیدم که یک روز در دجله　　سخن گفت با عابدے کله

که من فر فرماندهی داشتم　　بسر بر کلاه شهی داشتم

سپهرم مدد کرد و بخت اتفاق　　گرفتم ببازوئے دولت عراق

طمع کرده بودم که کرمان خورم | که ناگاه بخوردند کرمان سرم

من کتاب گلستان حکمت۔

حکیمے را پرسیدند که نیک بخت کیست و بدبختے کیست گفت نیک بخت آنکه خورد و کشت
و بدبخت آنکه مرد و هشت حکمت مال دنیاوی بیارے بده که دست گیرد یا بسگی ده که پایت نگیرد
فایده عمل سلطان گنجست و طلسم یا گنج برگیری یا در طلسم بمیری اما وفات شیخ در محروسه شیراز
در روزگار اتابک محمد شاه بن سلغر شاه بن سعد زنگی بوده و عزیزی در وفات آن شیخ بزرگوار گوید

شب آدینه بود و ماه شوال | ز تاریخ عرب خ ص آسال

همای روح پاک شیخ سعدی | بیفشاند از غبار تن پر و بال

ایضاً همائے روح پاک شیخ سعدی | چو در پرواز شد از روئے اخلاص

مه شوال بود و شام جمعه | که در دریائے رحمت گشت غواص

یکے پرسید سال فوت گفتم | ز خاصان بود زان تاریخ شد خاص

تربت شیخ سعدی اکنون در شیراز جائے فرح بخش و حوض با صفاست و عمارات بینظیر
انجاست و مردم را بدان مرقد ارادت است اتابکان شیراز حاکمان خیر و عادل بوده اند و اتابک ابوبکر
بن سعد بن زنگی مردے بس نیکو سیرت و عادل بوده است در شیراز دار الشفائے مظفری بنا کرد
مساجد و رباطات و بقاع خیر بسیار بنا فرموده در شهور سنه سبع و ستین و ستمایه بجوار رحمت
حق پیوست و بعد از وفات اتابک ابوبکر سعد بن ابی بکر که در کرم و فضیلت یگانه روزگار بود و
روزے که سکه و خطبه بالقاب مبارکش مزین شده بود در طوس بجوار رحمت حق پیوست و عزیزی
این رباعی سے گوید۔

اے چرخ جفا پیشه عالی بنیاد | هرگز گره بسته مارا نگشاد

هر جا که دلے دید که داغے دارد | داغے دگرش بر سر آن داغ نهاد

و قاضی بیضاوی در نظام التواریخ میآورد که در روزگار ملک شاه بن محمود بن محمد بن محمد
ملک شاه سلجوقی در حدود سنه ثمان و خمسین و خمسمائه اتابک سنقر بر ملک شاه مذکور خروج کرد
و فارس را فرو گرفت مردے شجاع و با تهور بود و مسجد سنقری در شیراز او بنا کرده تا روزگار غازان

خان فارس در تصرف اتابکان سنقری بوده وایشان موالی سلاطین سلجوقیه بوده اند اما بمکارم اخلاق
و سیرت نیکوگوی نیکنامی از میدان روزگار ربوده اند و سلطنت اتابکان در فارس یکصد و بیست سال
و کسری بوده و در روزگار غازان خان سلطنت فارس از اتابکیه منتقل بسلاطین مغول شده۔

ذکر شیخ المعارف اوحد الدین مراغه

مرد موحد و عارف و گرم رو بوده است و با وجود کمال در عرفان و سلوک در فضیلت ظاهرے
هیچ کمی نداشته مرید شیخ الشیوخ اوحد الدین کرمانی بوده و اوحدی بدان جهت تخلص میکند و
اوحد الدین کرمانی یکے از اکابر اولیا است و مرید شیخ الاسلام والمسلمین شهاب الدین ابو حفص
عمر السهروردی بوده و در چهار رکعت نماز خفتن تمام قرآن را ختم کرده و در سلوک مقام عالی داشته خلیفه
بغداد المستنصر بالله مرید او شده و این رباعی او راست۔

اوحد در دل میزنی اما دل کو | عمریست که راه میروی منزل کو
تا چند زنے لاف ز زهد و طاعات | هفتاد و دو چله داشتی حاصل کو

و شیخ اوحد الدین کرمانی رباعیات مے گفته اما اوحدی مراغی مردے فاضل است کتاب
جام جم را او نظم کرده و ترجیع او در میان موحدان شهرتے عظیم دارد و دیوان اوحدی ده هزار بیت باشد
سخن وا موحدانه مے گوید و ده نامه باسم خواجه ضیاء الدین یوسف بن خواجه اصیل الدین بن ملک الحکما
خواجه نصیر الدین طوسی ره گفته بسیار نازک و لطیف فرموده و این قصیده او راست۔

این چرخ گرد گرد کواکب نگار چیست | وین اختر منیر که گیهان دار چیست
هان اے حکیم هرچه بپرسم جواب گوے | تا مستشف شود که درین پود و تار چیست
پروردگار را نفس بباید شناختن | تا نفس خود چه باشد و پروردگار چیست
این اختلاف عنصر و این اختلال دهر | و این کارخانه هفت و شش و چهار چیست
بو جهل را ز نحوست احمد از چه خاست | وان اتفاق جانی صدیق غار چیست
در یک کسی چه حالت زهر و نوش چیست | در یک مکان کجاست گنج و مار چیست
در قرص ماه و نقطه پیکران هر دو نور بخش | خود او ز مهر و مهر و نور و بهار چیست

منزل یکی و راه یکی و روش یکی | چندین هزار تفرقه در هر کنار چیست
رومی رخان صورت اعمال صالحان | گرد وجود این تن زنگی شعار چیست
آوردنش بعالم و بردن بخاک چه | پروردنش بشکر و کردن شکار چیست
این روز روشن و شب تاریک را چه حال | این خاک ساکن و فلک بیقرار چیست
اصل فرشته از چه و نسل پری ز که | این آدمی بدین نسب و اعتبار چیست
در زیر دار این فلک بیگناه کش | چندین هزار پیکر ناپایدار چیست
گوش تو کو ز لمن الملک چون برآیدت | این نخوت و تکبر و این گیر و دار چیست
ای نقشبند صورت و معنی بگو که تا | زین نقشها اراده صورت نگار چیست
تا کی دوی چنین بپی این بیاجان | نادیده این قدر که یکی چیست و بسیار چیست
با ما هزار گونه مباهات می کنی | ای مدعی بگو که یکی از هزار چیست
از روز آمدن تو اگر واقفی بعلم | در روز رفتن این فزع زینهار چیست
ما در حصار این فلک تیز گردشیم | از حال ما بپرس که درون حصار چیست
با اوحدی ز آتش دوزخ سخن مگوی | در دست این شکسته دل خاکسار چیست
چون بود اوحدی ز میان رفت گم شده | چون غیر حق نماند بگو خاکسار چیست

و این غزل هم او راست

هر گل از عنبر کمندی بسته | گرد ماه از مشک بندی بسته
میوه وصلت بما کمتر رسد | زانکه بر شاخ بلندی بسته
تا به بستی پار تبریزی ای پسر | بر دلم کوه سهندی بسته
عاشقانی را که در دام تواند | چند را سختی و چندی بسته
اوحدی را کی پسندیدار این | زانکه دل در ناپسندی بسته

و شیخ اوحدی غزلیات عاشقانه و اشعار عارفانه خوش میگوید و نهایت سخن او پرحال است حکایت کنند که کتاب جام جم را شیخ اوحدی در اصفهان نوشته در قریب یک ماه چهار صد سواد از مستعدان روزگار از آن کتاب برداشته اند یا نه جام جم اند که آن کتاب را به بهای بسیار خریده و فروخت میکرده اند

و آن کتاب درمیان مستعدان بسیار کم بود و درین روزگار آن نسخه متروک است و الحق آن نسخه در آداب طریقت مستحسن نسخه ایست و یک بیت از آن مثنوی نوشته اند تا وزن ابیات آن را نموداری باشد۔

اوحدی شصت سال سختی دید　　تا شبی روی نیکبختی دید

وظهور شیخ اوحدی در روزگار ارغون خان بوده و وفات او در اصفهان بعهد دولت سلطان محمود غازان خان بوده در ظهور سنه سبع و تسعین و ستمائه و مرقد شیخ اوحدی در اصفهان است و اهل اصفهان اعتقادی بران مزار دارند و غازان پسر ارغون خان است پادشاهی سعادتمند و صاحب توفیق بوده و بعد از ارغون خان بر تخت سلطنت نشست و جهان را بزیور عدل بیاراست و حق تعالی او را بنور اسلام آراسته و از عالم یگانگی نسیم انس بر دل او وزید و از بیگانگی بیگانگی رسید و بدان واسطه اسلام در لشکر مغول شایع شد و صاحب تاریخ گزیده آورده که سبب اسلام غازان خان امیر نوروز بن ارغون آقا شد و پیوسته کیش اسلام را پیش نوروز فیروز بخت در دل خان آرایش میداد و نکوهش کفر [illegible] سلطان در نواحی خراسان با بایدو خان مصاف میداد و چون نزدیک رسیده شدند لشکر بایدو خان در برابر لشکر غازان خان بود غازان خان متوهم شده میخواست که روگردان شود امیر نوروز [illegible] گفت اگر خان امروز براه اسلام درآید و از ظلمت کفر بنور ایمان مشرف شود هر آینه حق سبحانه فتح و نصرت ارزانی دارد و حق بر باطل غلبه کند کما قال الله تبارک و تعالی قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا خان گفت هر آینه چنین است و اگر حق تعالی مرا بر دشمن ظفر دهد عهد کردم که بدین اسلام درآیم و از شرک و کفر تبرا نمایم همان ساعت حق تعالی ظفر ارزانی فرمود و لشکر بایدو خان بی آنکه جنگ شود هزیمت شدند و غنیمت بسیار بلشکر غازان خان رسید و بعد از دو روز امیر نوروز بعرض خان رسانید که حق سبحانه و تعالی نصرت ارزانی داشت خان نیز وعده و عهدی که کرده بود بوفا رساند چون نور ایمان در دل خان شعشعه نموده قابل بود سخن امیر نوروز موثر شده بلکه جذبه الهی کشش و کوشش کرد

از آن گه بدانیم که او قابل عشق است　　ره سوی بنمائیم و دلش را بربائیم

خان فرمود که البته کاملی میباید که این دین تامن بواسطهٔ او از کفر تبرا نمایم و بارشاد او مسلمان شوم و آداب و ارکان مسلمانی بمن آموزد فی الحال رقعه بر شیخ الاسلام مفخر العارفین سلطان المحدثین صدر الدین ابراهیم بن شیخ العارف المحقق سعد الحق والدین الحموی قدس سره زدند و او را باسب یام از بحرآباد و باندک فرصتی باوزر بایجان بردند و بعد از جشنها و طویها و اختیار ساعت خان غسل اسلام برآورد و بحضرت شیخ مذکور مشرف شد همچون هزار دستان کلمهٔ توحید سرائیدن گرفت و باتفاق او تمامی امرا و ارکان دولت و لشکریان بدین اسلام مشرف شدند و به تهنیت اکابر نثارها کردند و باطراف ممالک بشارتها فرستادند و فتح نامها نوشتند و این حالت در شعبان المعظم سنه احدی و تسعین و ستمائه بوده و در بناکتی در شهور سنه ثلاث و تسعین و ستمائه نوشته العلم عند الله و امیر نوروز فیروز بخت باوجود سعادت اسلام بشهادت نیز مشرف شد زهی درجه عالی که حق تعالی او را کرامت فرمود و شهادت امیر نوروز در هرات بوده نماز شام سه شنبه بیست دوم شوال سنه ست و تسعین ستمائه -

ذکر شیخ العارف فخر الدین عراقی ره

ده وا ابراهیم بن شهریار العراقی مولد او همدان است مرد محقق و سالک بوده و مرید شیخ الشیوخ شهاب الدین سهروردی است قدس سره العزیز سخنها پرشور و عارفانه دارد و در وجد و حال بی‌نظیر عالم بوده و وجدان و عارفان سخن او را معتقدند و چندین تصنیف مرغوب در تصوف دارد و لمعات لمعه از اشعه خاطر پر نور آن بزرگوار است حکایت کنند که شیخ عراقی را همواره با صاحب حسنات نظر پاک الفتی بوده روزی حضرت شیخ شهاب الدین را گفتند که عراقی در بازار روبروی کودکی نعل بند نشسته و نظاره میکند شیخ عراقی را ملامت کرد و گفت این نظر که می افگنی آتش در کارخانهٔ ناموس درویشان می زنی آخر نمی بینی که حرف گیران در کمین اند و مدعیان گوشه نشین عراقی در جواب گفت شیخا عیب کجا است که تو و می بینی نمایا شیخ ازین گستاخی عراقی ملول شد و عراقی مدتی تضرع و زاری کرد تا شیخ بدو دل خوش شد و او را در این جرأت عراقی را گفت ترا بسند میباید رفت و چندگاه در آن ریاضتگاه هیچ تفره در بوته بیالود و در آن سواد ظلمت میباید شیخ عراقی را حواله شیخ الشیوخ السالک المحقق

قطب دایره ابدال و اوتاد مفخر الواصلین شیخ بهاء الدین زکریا مولتانی که از جمله خلفاء شیخ الشیوخ شهاب الدین مذکور بوده نمود عراقی سفر مولتان و هند پیش گرفت و در خدمت شیخ مولتان بسلوک مشغول شد و در آن سفر او را فتوحی زیاده از وصف دست داد و در حالت سوز فراق و فرط اشتیاق و دوری از وطن و مهجوری از مسکن اشعار پر شور فراوان گفتے و اهل هند را نسبت بعراقے اعتقادے بلیغ دست داد و شیخ بهاء الدین زکریا دختر خود را به نکاح عراقی در آورد و گویند در مدت چهار سال شیخ عراقے در هند چهار ده اربعین بر آورده و شیخ بهاء الدین زکریا همواره مراقب حال عراقی بودے و اکرام او نمودے و از سخنان شیخ عراقی او را ذوق و حالی پیدا شدے گویند که شبے شیخ بدر خلوت عراقی رسیده شنود که عراقی زمزمه میکند و میگوید و این غزل مے خواند و مے نوید

نخستین باده کاندر جام کردند | ز چشم مست ساقی وام کردند
چون بے خود خواستند اهل طرب را | شراب بیخودی در کام کردند
برائے صید مرغ جان عاشق | ز زلف فتنه جویان دام کردند
بعالم هر کجا رنج و بلا است | بهم بردند و عشقش نام کردند
چو خود کردند سر خویشتن فاش | عراقی را چرا بدنام کردند

شیخ را بر غریبی و افتقار عراقی رحم آمده گریان شد و گفت وقت آن است نیاز با و سلام بحضرت حقایق پناه شیخ شهاب الدین رسانی و عراقی را اجازت داد و او را بعراق فرستاد و شیخ شهاب الدین قبل از وصول عراقی به بغداد بجوار رحمت حق پیوسته و شیخ عراقی ازین صورت مهجور شد و بعد از زیارت مرقد مبارک شیخ عزیمت شام نمود و چند مدت در شام بسلوک مشغول بوده در شهور سنه تسع و سبعمائه در عهد سلطان محمد خدا بنده در دمشق بجوار رحمت حق واصل شد هشتاد و دو سال عمر یافت و مرقد مبارک او در جبل صالحیه است و در قدم حضرت قدوة العارفین شیخ الشیوخ محی الدین الاعرابی قدس سره العزیز آسوده است اما شیخ الشیوخ محی الدین اعرابی را نسب بحاتم طائی میرسد و اندلسی است در روزگار خلفا عدی بن حاتم طائی باندلس رفت و آن دیار بکشود فرزندان از نسل او در اندلس ماندند و نسب شیخ محی الدین بدان قبیله میرسد و این رباعی شیخ محی الدین راست شعر

قطبی قلبی و قالبی لبنانی　　سرّی عشقی و مشرقی عرفانی
هارونی روحی و کلیمی عقلی　　فرعونی نفسی والهوا هامانی

اما نام سلطان محمد خدابنده اولجایتو خان سلطان بوده است ونسب او ازین بیت معلوم میشود که یکی از افاضل گفته

شاه الجایتو بن ارغون بن اباقا خان　　بن هلاکو خان بن تولی بن چنگیز خان

و بعد از ارغون خان غازان خان پادشاه شد و الجایتو از وی بتخت و چند سال در نواحی کرمان و هرمز باخربندگان سر گردید بدان سبب خربنده میگفتند و بعضی گویند نه چنین است بلکه فرزندی که بسیار نیکو روی باشد پدر و مادر او را نام زشت نهند تا چشم زخم بروی کار نکند و ازین جهت او را خربنده میگفتند و در سنه ثلث سبعمائه بعد از وفات غازان خان بر تخت سلطنت قرار یافت پادشاهی عادل و هنرمند و هنرپرور بوده رای صواب نمای او همیشه برونق ملک مشغول بوده و وزارت بخواجه رشید الدین که در اصل همدانی است داد و وزیری فاضل بوده و در تبریز عمارت رشیدیه را او ساخته و از ان عالی تر در عالم نشان نمی دهند که بر کتابه آن عمارت نوشته که همانا دیران گردون این عمارت اند ساختن آن عمارت مشکل تر است و خواجه رشید تاریخ جامع رشیدی نوشته و رسایل دیگر در حکمت و کلام و تفسیر و غیر ذلک بوده منسوبست بخواجه صاحب کرم و فاضل بوده و در خطبه تاریخ آورده که سلطان را از صبح بعد از ادای فریضه و بعضی اوراد تا طلوع آفتاب بوده و چون در اوقات دیگر فراغت بواسطه امور ملکی و اشتغال دیوانی میسر نبوده و سلطان محمد خدابنده در شهور سنه ست عشر و سبعمائه وفات یافت سی و شش سال و بعضی سی و هشت سال گفته اند عمر داشته و در گنبد سلطانیه مدفون است و قلعه شهر سلطانیه از بناهای اوست۔

ذکر ملک الافاضل خواجه همام الدین تبریزی

دانشمند و فاضل بوده و با وجود فضیلت جاهی بر کمال داشته و حکام و وزرا بر وی ایام الاوقات طالب صحبت او میبوده اند عارف و خوش طبع بوده حکایت کنند که نوبتی خواجه هارون بن خواجه شمس الدین صاحب دیوان ... بجهت ... چهار صد ... جلبی در ان مجلس حاضر گردانیده بوده

حال علما در روزگار گذشته بدین منوال بوده و این غزل در آن روز بدیهه گفته

خانه امروز بهشت است که رضوان اینجاست — وقت پروردن جان است که جانان اینجاست
بر سر کوه عجب بارگهی می بینم — کوه طور است مگر موسی عمران اینجاست
مست اگر نقل طلب کرد بیا زار مرد — مغز بادام تر و پسته خندان اینجاست
شکر از مصر چه تبریز بسیار دگر — بحدیث لب شیرین شکرستان اینجاست
کلبه تیره این رند گدا شاه نشین — شده امروز که با مرتبه سلطان اینجاست
بعد ازین غم مخور از گردش ایام همام — هر چه آن آرزوی جان بود آن اینجاست
چه غم از محتسب و شحنه و غوغا کامروز — خواجه هارون سپر صاحب دیوان اینجاست

و خواجه همام الدین از جمله شاگردان خواجه نصیر الدین طوسی است و از اقران مولانا قطب الدین شیرازی است و در شهور سنه ثلاث عشر و سبعمائه وفات یافته در تبریز آسوده است و خانقاه او همین است.

ذکر ملک الشعرا بها الدین جاجرمی رہ

مرد اهل بوده و در روزگار خواجه بها الدین صاحب دیوان باصفهان افتاده شاگرد خواجه مجد الدین همگر فارسی است و قصیده ابوالفتح بستی را که مطلعش این است.

زيادة المرء في دنياه نقصان — وربحه غير محض الخير خسران

بفارسی بنظم ترجمه کرده و بسیار مستعدانه گفته و در احکام اختلاج اعضا نسخه منظوم نوشته و اشعار مصنوع بسیار میگوید و این قصیده در صنعت حذف نقط در مدح خواجه بها الدین او راست

که کردگار کرم مردوار در عالم — که کرد اساس مکارم ممهد و محکم
عماد عالم عادل سوار سام ملک — اساس طارم اسلام مهر عالم
ملاک علو و عطارد علوم و مهر عطا — سماک رمح و اسد حمله و هلال علم
سر و سرور اهل محامد هلاک عمر عدو — سر ملوک دل آرام ملک و اصل حکم
کلام او همه سحر حلال در همه حال — مراد او همه اعطای مال و درهم

دل مطهر او همدم کلام علوم — دم مکرم او مورد صلاح امم
رسوم معرکه او کرده حکم عالم رو — سموم حمله او کرده کار اعدا کم
هم او و هم دل او دار عدل را معمار — هم او و هم دم او در ملک را مرهم

واین غزل هم او راست۔

با عقیق لب او لعل بدخشان کم گیر — با گل عارض او لاله نعمان کم گیر
سخن سرکشی و سرو سهی پیش مگوی — قد یارم نگر و سرو خرامان کم گیر
با وجود لب لعل و خط مشک افشانش — یاد ظلمات مکن و چشمه حیوان کم گیر
شب تاریک اگر وصل میسر گردد — با رخش چشمه خورشید درخشان کم گیر
غمزه اش بین و دگر شوخی جادو مگوی — خط سبزش نگر و سبزه بستان کم گیر
وصل آن حور پری چهره گرت دست دهد — نام جنت مبر و ملک سلیمان کم گیر
وگرت میل تماشای گلستان باشد — در جمالش نگر و طرف گلستان کم گیر
بدر این منزل ویران که بدخواه تو است — از اقالیم جهان شهر سپاهان کم گیر

اما خواجه بهاء الدین پسر خواجه شمس الدین صاحب دیوان است و در روزگار وزارت پدرش حاکم اصفهان بود مرد باشور و مدبر بوده و در ضبط و نسق ملک جدی عظیم داشته چنانچه صاحب تاریخ گزیده می آورد که سیاست او بمرتبه بوده که اکابر اصفهان را هرگاه طلب کردی کفن و حنوط ترتیب کردندی و وصیت نامها نوشتندی آنگاه پیش او رفتندی یک نوبت فرزند طفل او دست دراز کرده ریش او را بگرفت سوگند خورد که او را بیاویزند آن فرزند طفل را از ایوان در قطعه کرده بیاویختند اکابر اصفهان او را بدین کردار ناملایم دعاهای بد کردند و عنقریب جوانمرگ شد و خواجه شمس الدین در مرثیه او این رباعی میگوید۔

فرزند محمدا فلک هندویست — بازار زمانه را بهای مویست
در حسرت قد الفت پشت پدر — خم یافته بر مثابه ابرویست

ذکر شیخ حسن اسفرائینی رہ

مرد عارف و موحد بوده و مجذوب سالک است و مرید شیخ جمال الدین احمد ذاکر است که از جمله خلفائے شیخ علی لالا است۔ ہرچند ذکر او داخل سلسلہ اولیا ست اما در شاعری نیز مکمل بوده و اشعار ترکی و فارسی نیکو میگوید و در ترکی تخلص حسن او میکند دیوان او در آذربایجان و روم شهرتے عظیم دارد و این غزل او راست۔

شوخ و بیرحم فتاده است نگارم چکنم — برد اندیشه او صبر و قرارم چکنم
سرزنش میکندم خلق که زاری تا کے — من دل سوخته چون عاشق زارم چکنم
ماه رویم چو بدیدار نیاید روزے — شب تاریک ستاره نشمارم چکنم
یار دل برد و بپرداخت برائے من — او ز من فارغ و من بے دل و یارم چکنم
غم معشوق در انگند ز پایم چه رواست — گشت از عشق پریشان همه کارم چکنم
چون خدا در دو جهان روئے نکو دارد روا — منکر پور حسنم دوست ندارم چکنم

اما شیخ الشیوخ قطب الفلک الولایت رضی الدین علی بن سعید لالا قدس سره غزنوی بوده و عم زاده شیخ سنائی است و پدر او همراه حکیم سنائی عزیمت کعبه کرد و در خسرو شیر گیر که از اعمال ولایت جوین است کدخدا شده و ولایت شیخ رضی الدین علی لالا در خسرو شیر گیر بوده و در تمامی ربع مسکون سیاحت کرده و از چهار صد شیخ بزرگ اجازت ارشاد ستانیده و در آخر دست بیعت شیخ ابو الجناب نجم الدین کبری داده و ابو الرضا بابا رتن هندی را در هند دریافته بابا رتن شائبه از نشانه هائے خود رسول صلعم بدو داده بود و جان بحق تسلیم کرد و مے گویند بابا رتن صحبت مبارک رسول را دریافته است و بعضے گویند که از حواریان عیسی ع است و عمر بابا رتن یک هزار و چهار صد سال مے گویند اما وفات شیخ رضی الدین علی لالا قدس سره در شهور سنه اثنی و اربعین و ستمائة بوده هشتاد و شش سال و بعضے هفتاد و نه سال میگویند عمر یافت و شیخ الشیوخ سعد الملة والدین الحموی قدس سره هشت سال بعد از وفات شیخ علی لالا بجوار رحمت حق پیوست و عزیزی در تاریخ وفات شیخ سعد الدین میگوید۔

وفات شیخ جهان شیخ سعدالدین حموی — که نور ملت اسلام و شمع تقوی بود
بروز جمعه نماز دگر به بحر آباد — بسال ششصد و پنجاه عید اضحی بود

ذکر سید العارف امیر سید حسینی قدس سره

سالک مسالک دین و عارف اسرار یقین است و در رموز حقایق کنز معانی بوده و در فضیلت علوم جنید ثانی خاطر پرنور او گلشن راز و طوطی نطق او عندلیب خوش آواز و هو حسین بن عالم بن حسن الحسینی اصل سید از غور است اما در اکثر اوقات سیاحت کردی و مسکن سید شهر هرات بوده و سند خرقه سید بسلطان المشایخ شهاب الدین سهروردی میرسد سالها بسلوک مشغول بوده و با بسیارے از اکابر صحبت داشته حکایت کنند که شیخ العارف فخرالدین عراقی و شیخ اوحدی و سید حسینی هر سه فاضل مریدان شیخ شهاب الدین سهروردی بوده اند و سالے چنان اتفاق افتاد و در کرمان بخانقاه شیخ اوحدالدین هر سه بخلوت نشسته هر کدام در اثنار اربعین از سفر عالم ملکوت سوغاتی بخدمت شیخ رسانیدند شیخ عراقی لمعات و شیخ اوحدی ترجیع که بغایت مشهور است و سید حسینی کتاب زاد المسافرین بعد ازان که شیخ هر سه را مطالعه کرد فرمود که حق تعالی وجود شریف این سه وجود پایه یقین را همواره از آفات محفوظ داراد که عجب سه گوهر یگانه از کان حقایق بیرون آورده اند فاما چون این فرقه مسافران مسالک یقین اند آنکه زاد المسافرین آورده سیاح منازل عرفان است چون به تقریب وصف زاد المسافرین ثبت شد ازان کتاب فایده نوشتن واجب بود۔

این طرفه حکایتی است بنگر — روزی ز قضا مگر سکندر
میرفت و همه سپاه با او — صد حشمت و مال و جاه با او
ناگه به خرابه گذر کرد — پیری ز خرابه سر بدر کرد
پیرے نه که آفتاب پرنور — در چشم رسیده آمده از دور
پرسید که این چه شاید آخر — این کیست که ره نماید آخر
در گوشه این مغاک دلگیر — بیهوده نباشد این چنین پیر

چون راند بران مغاک چون گور | پیر از سر وقت خود نشد دور
چون باز نکرد سوی او چشم | پرسید سکندرش بصد خشم
گفت ای شده غول این گذرگاه | غافل چه نشسته درین راه
بهر چه نکردی احترامم | آخر نه سکندر است نامم
دانی که منم به بخت فیروز | پشت همه روی عالم امروز
دریا دل و آفتاب رایم | فرق فلک است زیر پایم
پیر از سر وقت بانگ برزد | گفت این همه نیم جو نیرزد
نه پشت و نه روی عالمی تو | یک دانه ز کشت آدمی تو
دوران فلک که بیشمار است | هر ساعتش از تو صد هزار است
نه غول و نه غافلم درین کوی | هشیارتر از توام بصد روی
از روز پسین چه آگهم من | چون منتظران بدین رهم من
غافل تو که از برای پستی | مغرور دو روزه عمر خویشتی
با من چه برابری کنی تو | چون بنده بندهٔ منی تو
دو بنده من که حرص و آزند | بر تو همه روز سرفرازند
گریان شد ازین سخن سکندر | بفگند کلاه شاهی از سر
از خجلت خود نفیر می زد | سر بر کف پای پیر می زد
پیر از سر چاره ره نمودش | کانرا همه وقت یاد بودش

وفات سید حسینی در شهر هرات بود در سنهٔ تسع عشر و سبعمائه در بیرون گنبد سید السادات در قندز مصرح مدفن است اما سید السادات و هو عبد الله بن معاویه بن رشید بن عبد الله بن جعفر بن ابیطالب و پدر او معاویه بن عبد الله بروزگار معاویة بن ابی سفیان در دمشق متولد شده و عبد الله بن جعفر صباح پیش معاویه رفت معاویه پرسید که شنیدم دوش شما را خداوند فرزندی داد و او چه نام خواهید کرد عبد الله گفت آنچه شما فرمائید معاویه گفت عربی هاشمی معاویه نام نبوده مر الناس ازینها آنست که این پسر را معاویه نام کنید عبد الله قبول کرد و معاویه بیست هزار درهم به عبد الله فرستاد و آن نام بر پسر او قرار گرفت و امیر المؤمنین حسین را بسبب تحقیق لعله ...

کرانست رب اسم الحسین بن القلیل و عبد الله بن معاویه بروزگار ولید بن عبد الملک با عبد الرحمن اشعث اتفاق کرده خروج کرد آخر الامر بروزگار ابو مسلم بوقتیکه نصر سیار با او در حدود سرخس قتال داشت از راه کرمان بهرات افتاد متغلقان نصر با او محاربه کردند و شهید شد رضوان الله علیه اما کتب نظم و نثر سید حسینی سی نامه است که در آوان شباب گفته است و کنز الرموز و نزهت الارواح و زاد المسافرین و صراط مستقیم و طرب المجالس در آوان پیری گفته و شنوده ام که سید کتابی در معارف و حقایق پرداخته عنقای مغرب نام و آن کتاب را ندیده ام و آنکه مشهور است که سید را مردم هرات در غوغا شهید کرده اند در هیچ تاریخ و نسخه ندیده ام و نخوانده ام همانا چون سخن عوام است اصل ندارد و العلم عند الله۔

ذکر ملک الشعرا ابن نصوح حسنت افعاله و رفع الله درجه

از جمله فضلاء روزگار است و از بزرگ زادگان فارس بوده و بروزگار سلطان ابو سعید خان ده نامه نظم کرده بنام خواجه غیاث الدین محمد بن رشید وزیر و میان مستعدان آن نسخه شهرتی عظیم دارد و این رباعی از وست۔

با فاقه و فقر هم نشینم کردی	بی مونس و بی یار قرینم کردی
این مرتبه مقربان درتست	آیا بچه خدمت این چنینم کردی

ذکر ملک الکلام مولانا محمد بن حسام علیه الرحمته

فضل او زیاده از وصف است و شعر او را بر مولانا مظفر هروی که از اقران اوست تفضیل میکنند و او از خاف است و در دار السلطنته هرات مسکن داشته و در روزگار ملوک هرات ظهور یافته و این قطعه در مدح ملک شمس الدین کرت گفته و تاریخ ابتدای دولت او بیان میکند ابیات

اضاء بشمس الدین کرت زماننا	واجری فی البحر المرادات فلکه
و من عجب تاریخ مبدا حکمه	یوافق قول الناس خلد ملکه

فی شهور سنه تسع و عشرین و سبعمائه و او را مستزادی است و خواجه عبد القادر نائینی تصنیفی

قوی وقولی بر آن مستزاد ساخته است۔

آن کیست که تقریر کند حال گدا را در حضرت شاهی
کز غلغل بلبل چه خبر باد صبا را جز ناله و آهی

هرچند نیم لایق درگاه سلاطین تو سیدانیم هم
کز روے ترحم بنوازند گدا را گاہے بنگاہے

بر خرمن گل مار سیه خفته کدام است بروئے تو گیسو
حیف است که همخوابه بود ترک ختا را هندوی سیاهے

زاری و زر و زور بود مایهٔ عاشق یا رحم ز معشوق
ما را نه زر و زور نه خود رحم شما را این حال تباهی

تا چاه زنخدان تو شد مسکن دلها اے یوسف ثانی
صد یوسف گم گشته فزون است نگارا در هر بن چاهی

اندام تو در بند قبا شرط نباشد الا که بدوزند
از لاله سیراب بقد تو قبا را وز غنچه کلاهی

بر شعر من و حسن تو گر بینه خواهند از ابن حسام است
بر معجز موسی نبود دست قضا را حاجت بگواهی

و وفات مولانا محمد ابن حسام الدین بروزگار ملک شمس الدین محمد کرت در شهور سنه سبع و ثلثین و سبعمایه بوده و درین روزگار ابن حسام دیگر بوده قصاید و منقبت را نیکو میگوید ذکر او بجایگاه خود خواهد آمد۔

ذکر مولانا الفاضل فخر الدین بناکتی ره

مرد دانشمند و فاضل بوده در عهد سلطان ابوسعید خان تاریخ بناکتی او نوشته و در انساب سلاطین ختا و اقصائے هند و حالات یهود و قیاصره اطنابی میکند و از موزخان بیچکس شرح آن حالات چون او نداده و در شاعری مرتبه عالی دارد و قصاید غرا و مقطعات محکم گفته

باز این عتاب جانان با ما چه راست گوئی	پیمان و عهد ایشان باد و هواست گوئی
وین دلبری و شنگی بی‌وجهی نباشد	این سرکشی و شوخی باز از کجاست گوئی
روئے بدین ملاحت قدّے بدین ظرافت	امروز در زمانه آیا کراست گوئی
بیمار عشق جانان درمان نمی‌پذیرد	یکدم جمال جانان او را دواست گوئی
با بیدلان تلطف عیبی نباشد ای جان	با عاشقان ترحم بهر خداست گوئی
هر شام در مشامم آید نسیم زلفش	همراز و همدم او باد صباست گوئی
فخر بنا کسی را ارزان چرا فروشی	اینخواجه رایگان بین خصم آشناست گوئی

اما سلطان ابوسعید خان پادشاہے نیکو سیرت و صاحب دولت بود و در نوزده سالگی بعد از وفات سلطان محمد خدابنده بر تخت نشست و رعایا را بر کنف امن و امان حمایت داد و از روم تا کنار جیحون خطبه و سکه بالقاب همایون او موشح بود و بداد و عدل جهان را بیاراست و رسوم و قاعده ہائے بد که پیشتر از و نهاده بودند بکلی بر انداخت و مثالها باطراف ممالک فرستاد و رعیت را استمالت داد و در تعیین اوزان و ذراع و جمع و جماعات آن قانونے که او نوشته و باطراف فرستاد و در بعضے بلاد و مواضع در چوب و سنگ کنده اند و در مساجد نصب کرده اند و بعضے در عراق و خراسان تا این زمان باقی مانده۔

بنوبت اند ملوک اندرین سپنج سرائے	کنون که نوبت تست ایملک بعدل گرائے

و در ایام جوانی ازین جهان فانی بریاض جاودانی تحویل فرمود و خلائق از موت او در ایران زمین بسیار اندوهگین شدند و خاک بر سر کردند و تا یک سال در بازارها کاه ریخته بودند و منارها را پلاس پوشانیده و در کوچها خاکستر بیخته و خواجه سلمان در مرثیه سلطان ابوسعید میگوید۔

گر بنالد تاج و سوزد تخت شاید زانکه شد	بر زوال دولت سلطان عادل بوسعید

و عزیزی در رحلت سلطان ابوسعید گوید۔

ثالث عشر ربیع الآخر اندر نیم شب	هفت صد و سی و شش از هجرت بحکم کردگار
شاه عادل ول الحق والدین بوسعید	شد ازین دنیا ملول و کرد جنت اختیار
با هزاران ناله و زاری بخطاب اندر ستیج	کی خداوندان جاه الاعتبار الاعتبار

و بعد از فوت شدن سلطان ابوسعید انقلاب کلی واقع شد و امنیت رخت بربست و
فتنهٔ نایم بیدار شد و چون سلطان را خلفی و ولیعهدی نبود که بر مستقر خاقانی قرار گیرد و امرای
اطراف تغلب بنیاد کردند و دم از استقلال زدند هر سرداری سلطانی شد و هر شحنه پادشاهی
قایم مقام ملوک طوایف عبارت از این است در آذربایجان امیر چوپان و شیخ حسن جلایر
خروج کردند و در عراق و فارس محمد مظفر ظفر یافت و در خراسان سربداران بجای خانان شدند
و علاء الدین محمد وزیر را بکشتند و بجای او در خراسان امیر و وزیر گشتند و غوغای جانی قربانی
در طوس و مرو بود و از سرخس تا هرات غریو کوس بود و عیش مردم ختلان از شورش و غوغا تلخ
و همواره آشوب تا ملک بلخ بود القصه از تاریخ سنه ست و ثلثین و سبعمائه در حدود سنه
احدی و ثمانین و سبعمائه قریب پنجاه سال در ایران زمین ملوک اطراف با یکدیگر گردن می نهادند
ولایت بولایت و شهر بشهر و ده بده بخصومت مشغول بودند تا شمشیر آبدار قطب دایرهٔ سلطنت
صاحبقران امیر تیمور گورگان انار الله برهانه از غراب غیرت رخ نمود و آتش فتنه منطفی شد و
از مشایخ شیخ العارف علاء الدوله سمنانی و شیخ عبد الرزاق کاشی و از مولانا نظام الدین هروی
صاحب ریاض الملوک و از شعرا خواجو کرمانی و حیدر کرمانی و خواجه سلمان ساوجی و عبید زاکانی
و ناصر بخاری در روزگار سلطان ابوسعید خان بوده اند و مرقد سلطان ابوسعید در گنبد سلطانیه
است بجنب پدرش سلطان محمد خدابنده ۔

ذکر قدوة الافاضل جلال الدین فراهانی

مرد کریم و اهل فتوت بوده از دهقانی و زراعت حاصل کردی و فضلا و شعرا را خدمت
نمودی شاعر خوش گوی است و تتبع شیخ عارف سعدی می کند و جواب مخزن اسرار شیخ
نظامی دارد بهزار بیت از آن زیاده و بی نظیر گفته و این داستان از آنجاست ۔

بزرگری داشت یکی تازه باغ — لاله درخشنده در او چون چراغ
سرو و گل و بید کشیده رده — نار و به و سیب بهم در شده
نرگس مست بطرف چمن — عربده کن یاسمن و نسترن

بر سر هر شاخ سراینده — هوش بری عقل ربایندهٔ
صاحب بستان چو یکی زنده پیل — از هوس اندر بغل آورده بیل
آب روان کرد بهر گوشه — توشه جان داده بهر خوشهٔ
کرد گذر بر طرف میوه وار — دید یکی مرغک دیوانه وار
چنگل و منقار کشیده دراز — هرچه همی دید همی کرد باز
میزد و میکرد بدو ریشخند — پخته و ناپخته بروی فگند
برزگر از کینه چنان برفروخت — کآتش خشمش همه عالم بسوخت
دانه بگسترد و تله بر نهاد — مرغک غافل بتله در فتاد
مرد چو دیدش ز کمینگه بجست — زد دو سه گام و بسرش بر نشست
دام بیفگند و بر آهیخت تیغ — تا ببرد گردن او بی دریغ
مرغک بیچاره بنالید زار — گفت جوان مرد بجان زینهار
باد چو افگندهٔ اندر بروت — قوتت از من نفزاید ز قوت
دست ز خون ریختن من بدار — تا سه نصیحت دهمت یادگار
پند نخست آنکه محال سخن — هرکه بگوید تو باور مکن
پند دوم آنکه ز غم درگذر — مال چو از دست شدت غم مخور
پند سوم آنکه مریز آب روی — در پی چیزی که نیابی مپوی
گوش کن اندرز که بیرسی ز رنج — این سه نصیحت که به است از سه گنج
مرد جوان این کرم آیا و کرد — در پی آزادیش آزاد کرد
مرغک دانا ز کف باغبان — جست چو تیری که جهد از کمان
بر سر شاخی شد و آواز کرد — در دل مرد دگر ساز کرد
گفت چه دانی که ز دستت چه شد — یا چه شناسی که حقیقت چه بد
بر صفت خایهٔ بط گوهری — در شکمم بود به از کشوری
بخت نبودت که بدست آوری — آنکه همه عمر از آن برخوری

مرد پشیمان شد از آزادیش — غصه و غم گشت همه شادیش
باز درآمد بفسون و فریب — در هوس باز شده ناشکیب
گفت بمرغ از سر آن درگذر — صحبت تو به ز هزاران گهر
مونس من باش و دلارام من — تازه کن از وصل خود ایام من
تا چو دل و دیده نکو دارمت — گر خوریم خون که نیازارمت
مرغ بخندید و درآمد براز — گفت زهی ابله نیرنگ ساز
تا نشنیده بدی احوال مال — خون مرا داشته بودی حلال
چونکه شنیدی خبر مال من — در کف تو چون بود احوال من
شرط نکرده بدم ای کینه جوی — با تو که چیزی که نیابی مجوی
از چه شدی طالب پیوند من — زود فراموش شدت پند من
هم نبود خایهٔ بط بی شکی — در شکم کوچک گنجشککی
مرغ گران بیضه نه افزون بود — در شکمش بیضهٔ بط چون بود
این نه محال است که شد باورت — هوش و خرد نیست مگر یاورت
مال که خود نیست و گر نیز هست — غم چه خوری چونکه برفت از دست
تا نخوری بزرگه آسا جلال — غم نخوری در طلب ملک و مال

اما فراهان قصبه ایست من اعمال قم و در میان ولایت همدان و قم افتاده و صاحب صور اقالیم آورده که در نواحی فراهان یوز شکاری خوب بدست آید که در اقالیم مثل آن یوز نیست و جهت سلاطین آن یوزها را بتحفه می برند.

ذکر ملک الافاضل نزاری قهستانی ره

مردی لطیف طبع و حکیم شیوه بود و اصل او از بیرجند قهستان است و سخنان مقبول و دلپذیر دارد و دستور نامه را در آداب معاشرت گفته است و آن کتاب پیش مستعدان و ظرفا قدری دارد و این چند بیت باستشهاد از آن کتاب وارد میشود تا وزن ابیات معلوم باشد.

چهل سال مداح میبوده‌ام   هنوزش بواجب نه بستوده‌ام

واین غزل نیز اوراست.

بیا که موسم عیش است و وقت ذوق و نشاط   چو سبزه زار بگستر میان باغ بساط

ز بس شقایق گوئی خزانه دار فلک   بگرد دامن کهسار میکشد سقلاط

خطیب شرم ندارد نشسته بر سر چوب   زبان بهرزه درازی گشاده چون وطواط

مرا عوام بسنگ ملامت و شنعت   چنان زنند که قاروره بر حدود نقاط

مگر بدیدن لیلی وگرنه برنآید   علاج یک دل مجنون بدست صد بقراط

ولے چه سود که بر قامت نزاری دوخت   قبائے شیفته رائے زمانه خیاط

قد قامت الصلوة برآمد ز بامداد   برخیز ساقیا بستان از مدام داد

گر بر حلال زاده حرام است خون رز   پس آب و نان حرام بود بر حرامزاد

بسیار در محامد می شعر گفته‌ام   من نیز هم تمام ندارم هنوز یاد

دهقان که در عمارت رز سعی میکند   عمرش مدام در نظر او مدام باد

از جنت خانه میدهدم این خبر نسیم   یا از بهشت میوزد این خوشخرام باد

شادم بقرض کردن و وادادن بوجهے   چون من کسے که دید که باشد بوام شاد

کل طمع مبرز عنایت نزاریا   من عبد قد تظلم من ربه قد ودا

ونزاری را بعضے موحد و عارف میدانند و بعضے او را از زمرهٔ اسمعیلیه مے گویند هرچند سخنان او بر شیوهٔ مے پرستی و آداب معاشرت واقع شده اما معارف و حقایق نیز وارد و از حقیقت سخنان او معلوم میشود که مرد حکیم و محقق بوده و بد و اعتقاد بد بهتان است هرچند گناهها ئے که در شرع ممنوع است از و صادر شده.

بر آستانهٔ میخانه گر سرے بینی   مزن بپائے که معلوم نیست نیت او

حکایت کنند که سلطان اعظم ابوالقاسم بابر بهادر از شیخ الشیوخ صدر الدین الرواسی پرسید که چه میگویند در سخنهائے بلند که بزرگان فرموده اند شیخ فرمود که اگر شیخ محی الدین عربی و جلال الدین رومی و عطار و عراقی و اوحدی و حسینی گفته اند محض ایقان و اصل عرفان است و اگر نزاری

پیر تاج تولی و متابعان ایشان گفته اند ضلالت و بدعت و بوالفضولی است این طریق را
وز دی الفاظ تکمل سے نامند ہمانا متابع موحد اند این مردم در الفاظ اما وجه تخلص نزاری بعض
گفته اند که او مردے لاغر اندام بوده نزاری بدان جهت تخلص میکند و بعضے گفته اند نزار از جمله
خلفائے اسمعیلیه است و او خود را بدو منسوب میکند اما وجه دوم بعقل نزدیکتر است چون
سخنهائے او ازان طریق گواهی میدهد والعلم عند الله اما خلفاء اسمعیلیه خود را منسوب باسمٰعیل
بن جعفر صادق ع میدانند بعد از امام جعفر اسمٰعیل را امام مے دانند و دیگر ائمه منکرند و اول
ایشان مهدی است که در سنه تسع عشر و ثلاث مائه در مغرب خروج کرد و آن مملکت فرو
گرفت و مهدیه را بنا فرمود و اولاد و فرزندان او در مصر نیز بودند و مدتها خلافت کردند و در زمان مهدی
خلیفه عباسی در بغداد بنام خلفائے اسمٰعیلیه خطبه خواندند و خلفائے بنی عباس در بطلان نسب
مهدی اسمٰعیلی محضر بخطوط ائمه حاصل کردند که مهدی ناقواسچه الیست از کوچه نسب او بهتان است
بر اسمٰعیل بن جعفر الصادق ع و قاضی ابوالعباس و ابوالحسن الباهلی و ابن فورک و ابوعوانه اسفراینی
و قاضی ابوالمحاسن الرویانی که از فحول علماء روزگار بوده اند خطوط بران محضر نوشته اند و آن محضر تا
بروزگار خلیفه مستعصم بالله در خزاین خلفاء بود و بوقت هلاکو خان این محضر را خواجه نصیر الدین
طوسی بنزد خلفائے اسمٰعیلیه فرستاد بدیار مصر

ذکر سراج الدین قمری ره

خوش طبع و لطیفه گوئے و سخن شناس بوده همواره ندیم مجلس سلاطین و حکام بودے
اصلش از قزوین است. حکایت آورده اند که در روزگار سلطان ابوسعید خان ضعیفه صفیه نام
بزهد و عبادت مشغول شده بود و عوام الناس را بدان زاهده ارادتے و اعتقادے عظیم و بست
داو و قتقرات خاتون که خواهر رضاعیه سلطان ابوسعید خان بوده بزیارت بی بی صفیه مے رفته
و سراج الدین دران مجلس حاضر بوده چون طعام خوردند قتقرات خاتون گفت قدرے طعام
نیم خورده بی بی سراج بمن دهید تا بخورم و به تبرک بخانه برم سراج الدین گفت اے خاتون
اگر شما رغبت نمائید من تمام خورده بی بی را دارم قتقرات خاتون ازین سخن بهم برآمده فرمود

تا سیلے چند بر روئے سراج الدین زدند سراج الدین در مجلس سلطان ابوسعید بسر و روئے کبود در آمد خان پرسید که مولانا را چه رسیده است گفت اے خداوند لطیفه از ظرفا مردم بهزار دینار میخرند قتقرات خاتون لطیفه از من بده سیلے خرید و فی الحال واصل گردید

رقیب ساخت دو چشم بضرب مشت کبود — دو دجله بود روان چشم من کنون شد نیل

و کیفیت لطیفه بخان تقریر کرد و هرگاه که خان قتقرات خاتون را دیدی خندان شدے

و گفتی لطیفه از شاعر خریده سراج الدین قمری را با عبید زاکانی و خواجه سلمان مشاعره و معارضه است و جهت این یک رباعی میان سلمان و سراج الدین قمری تعصب بسیار واقع شده و فضلا هیچ یک را بر یکدیگر فضل نهاده اند و هر دو مصنوع است و این رباعی سلمان راست

اے آب روان سر برآورده تست — وے سرو چمان چمن سراپرده تست
اے غنچه عروس باغ در پرده تست — اے باد صبا این همه آورده تست

و سراج الدین قمری گوید

اے ابر بهار خار پرورده تست — وے خار درون غنچه خون کرده تست
گل سرخوش و لاله مست و نرگس مخمور — ای باد صبا این همه آورده تست

ذکر ملک الکلام رکن صاین ره

شاعرے ملائم سخن و فاضل زیبا کلام است و از قاضی زادگان سمنان بوده است و در روزگار طغا تیمور خان تقرب زیاده از وصف یافته و منصب پیشنمازی بدو متعلق بوده و خان امی بوده و فوقے داشت که چیزے بخواند همواره مولانا رکن الدین بصحبت خان بوده حکایت کنند که شخصے از و پرسید که خان هیچ آموخت گفت گربه خان را چیزے آموختن آسان تر است که این خان را یعنی مرده به از من زنده است و خان از پس خرگاه این سخن مے شنود فی الحال رکن صاین را بند فرمود و مدتے به بند مقید و محبوس بوده و این رباعی خدمت خان فرستاد

در حضرت شاه چون قوی شد رایم — گفتم که رکاب را ز زر فرسایم

آهن چو شنید این حکایت از من — در تاب شد و حلقه بزد بر پایم

وکن را اشعار خوب بسیار است و در عراق عجم دیوان او مشهور است و ده نامه گفته و
غزلهای بی‌نظیر و مقطعات از هر نوع در آن درج کرده و مستعدانه است اما طغا تیمور خان
از نژاد سلاطین مغول است و بعد از سلطان ابوسعید پادشاهی استراباد و جرجان و دهستان
آن برو قرار گرفت و امرا و سربداران خراسان بدو مطیع و منقاد گشتند و اکثر ولایات خراسان را
مسخر ساخت بهوای بهار سلطان دوین و سیدان و مرغزار رادکان بودی و زمستان در لب آب
جرجان و سلطان دوین استراباد قشلاق کردی و در مشهد مقدس رضوی عمارتها ساخته اما مردم
دون و بد اصل را تربیت کلی می‌نمود و بر بزرگ زادگان مخالف بودی و دونان را وسیله‌ها
از مال تمغا ارزانی داشت اکابر ازو نفور گشتند و سربداران در روزگار او استیلای کلی یافتند
و او براه رسم پادشاهی قناعت داشت و دفع سربداران نمی‌توانست کرد آخر الامر بدست
یحیی کرابی که از جمله بداران بود بقتل رسید و در تاریخ سربداران آورده اند که هر سال جهت
ملازمت و تجدید عهد سربداران از بیهق پیش خان باستراباد می‌رفتند و چون نوبت حکومت
بخواجه یحیی کرابی رسید بر قاعده استمرار بملازمت خان شتافت و در سلطان دوین بعسکر
خان پیوست و در روز سوم خان بجهت او طوی و دعوتی کشید که او را اجازه دهد خواجه یحیی را تشنیا
زده بودند و در دو راز خان نشسته و حافظ شقانی در زیر دست شامیانه پهلوی خواجه یحیی بود خواجه
یحیی حافظ را گفت این مغول را امروز می‌توان کشت حافظ گفت همچنین است خواجه حافظ
را گفت بطرف خان رو مردم خواهند گفت که تو سخنی داری و گستاخ وار خود را بخان نزدیک
گردان و ضربتی بر وزن تا من روان شوم و نوکران مدد نمایند و کار او آخر سازیم حافظ بدین نوع
خان را زخم زد و نوکر با شمشیر کشیده دوانه شدند و مردم خان متفرق گشتند و خان را بقتل رسانیدند
و بعد از طغا تیمور خان سلطنت از قوم چنگیز خان برافتاد و سربداران چیره شدند و حالات تاریخ
سربداران بعد ازین خواهد آمد و عزیزی در قتل طغا تیمور خان این تاریخ گوید

تاریخ مقتل شه عالم طغا تیمور — از هجر بود هفتصد و پنجاه و چهار سال
در روز شنبه از مه ذیقعده شانزده — کین حال گشت واقع از حکم ذوالجلال

ذکر صاحب قران الاقران و خاتمة الکلام فی آخر الزمان خواجه خسرو دهلوی اعلی الله درجته فی اعلا علیین

کمالات او از شرح مستغنی است و ذات ملک صفات او بشمایم عالم معنی غنی گوهر کان
ایقان و دُر دریای عرفان است عشقبازی حقایق را در شیوهٔ مجاز پرداخته بلکه با عرایس حقایق
عشق باخته جراحات عاشقان مستهام را از اشعار ملیح او نمک مهیا شده و دلهای شکسته خستگان را
زمزمهٔ خسروانی او مفرح اشد پادشاه خاص و عام است از آتش طبع خسرو نام است در ملک سخنوری
این نامش تمام است و در حق او مرتبه سخن گذاری ختم تمام است قصه کوتاه باید کرد والسلام اما اصل
امیر خسرو ترک است و گویند اصل او از شهر کش که آن شهر قبة الخضرا اسمی نامند بوده است و
گویند از هزارهٔ لاچین است که در حدود پای مرتع و قرشی می نشسته اند و در فترات چنگیز خان
آن مردم از ماوراء النهر گریخته به دیار هند افتاده به دهلی مقام گرفته اند و پدر امیر خسرو امیر محمود در حشم
آن مردم بوده است و آبای امیر خسرو به روزگار سلطان شمس الدین محمد مرتبهٔ امارت داشته اند
و سلطان علاء الدین محمد ملک هند با امیر خسرو عنایات مبذول میداشته و امیر خسرو به درجهٔ امارت
رسیده و در ملازمت و اشتغال انواع فضایل را احیا کرده و در معذرت طور ملازمت در خمسه
می فرماید نظم

مسکین من مستمند بیهوش	از سوختگی چو دیگ در جوش
شب تا سحر و ز صبح تا شام	در گوشهٔ غم نگیرم آرام
باشم ز برای نفس خود رای	پیش چه خودی ستاده بر پای
تا خون نرود ز پای بر سر	دستم نشود ز آب کس تر
تا خشت نزد رخ بر تراشم	معذور درین چگونه باشم

و امیر خسرو را در مدح سلطان علاء الدین محمد و اولاد کرام او قصاید و تصانیف است
و چون نسیم عالم تحقیق بر ریاض امید او وزید عالم ناکس را در نظر خود خسی دید بارها از ملازمت استعفا
خواست و سلطان علاء الدین ابا نمود آخر الامر بکلی از ملازمت مخلوق مخلوع شد و بخدمت ...

حق مشغول گشت و دست ارادت بدامن تربیت الشیخ العارف السالک المحقق قدوة الواصلین
نظام الحق والدین قدس سره زد و سالها بسلوک مشغول بوده و مدح امرا و ملوک را بسلوک از
دیوان اشعار محو ساخت خاطرش منور داشت و در کشف حقایق مقامات عالی یافت شیخ الشیوخ
نظام الاولیا بارها گفته که روز حشر امیدوارم که مرا بسوز سینهٔ این ترک ببخشند و خواجه خسرو مال و اسباب
بسیار در قدم شیخ ایثار کرد. و کتاب خمسه را باشارت شیخ نظم کرد چنانچه این دو بیت میگوید

چو دار الخانقاه او به تقدیم — حطیم کعبه را ماند ز تعظیم
ملک کرده به سقفش آشیانه — چو اندر سقفها گنجشک خانه

اما شیخ نظام الاولیا از اکمل مشایخ هند بوده و مریدان و خویشان شیخ العارف شیخ فرید
شکرگنج است و سلسلهٔ او شیخ الاسلام مرشد طوایف الانام شیخ مودود بن یوسف الچشتی میرسد
قدس الله سرهما و در جواهر الاسرار شیخ العارف آذری ره آورده است که در نهایت حال شیخ
مصلح الدین سعدی علیه الرحمه با امیر خسرو صحبت داشته و بدیدن او از شیراز بهند رفته و خواجه
خسرو را نسبت بشیخ سعدی اعتقاد بسیار زیاده از تصور بوده و در این بیت اعتقاد خود بیان میکند

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت — شیره از خمخانهٔ مستی که در شیراز بود

و جای دیگر فرماید مصرع

جلد سخنم دارد شیرازهٔ سعدی — دفی کل حال ارادت او بشیخ سعدی

ظاهر است و دیوان خواجه خسرو را فضلا جمع نتوانسته کرد چه اندرو بی انصافتی الحال
نموده اند که بحر در ظرف نگنجد و علم لدنی در حرف نیاید و سلطان سعید بایسنغر میرزا سعی و جهد بسیار نمود
در جمع نمودن سخنان امیر خسرو تا آنجا که صد و بیست هزار بیت جمع ساخته و بعد از آن دو هزار بیت از
غزلیات خسرو جای یافته اند که در دیوان او نبوده دانسته است که جمع نمودن این اشعار امریست
متعذر الحصول و آرزوی متعسر الوصول است ترک کرده است و امیر خسرو در یکی از رسایل خود نوشته
که اشعار من از پانصد هزار بیت کمتر است و از چهارصد هزار بیت بیشتر است و خمسهٔ امیر خسرو هژده هزار بیت
است و خمسهٔ نظامی بیست و هشت هزار بیت عجب است و در عهد سلطان الغ بیگ ...
هر آئینه ایجاز فصاحت و بلاغت مطلوب و مرغوب است و امیرزاده بایسنغر خمسهٔ امیر خسرو را ترجیح

نظامی تفضیل دادے و خاقان مغفور الغ بیگ گورگان انار الله برهانه قبول نکردے و معتقد نظامی بودے و درمیان این دو شهزاده فاضل بکرات بحث این دعوے تعصب دست داده اگر آن عصبیت درین روزگار بودے خاطر نقاد جوهریان بازار فضل این روزگار که عمر شان بخلود پیوسته باد راه ترجیح نمودندے در رفع اشتباه کردندے القصه معانی خاص نازکیهائے امیر خسرو و سخنان پرشور عاشقانه او آتش در نهاد آدمی مے زند و در توحید این دو بیت امیر خسرو راست

قطرهٔ آبے نخورد ماکیان تا نکند روئے سوئے آسمان

در معراج رسول صلی الله علیه و آله میفرماید

بر آن آئینه دل واجبست آه که در معراج او شک را دهد راه

و در نازکیها چون در خمسه او تفکر کنند نکتها هست که وصف نتوان کرد از انجمله است۔

خرے را که تیمار خربنده گشت سه جو در شکم به که صد من بپشت

و در نهایت حال امیر خسرو اشعار خود را چهار قسم ساخته و بلطفے هر قسم گفته اند اما چهار اصح است و هر قسمے را باسمے موسوم گردانیده و این است آن اقسام تحفة الصغر اشعار ایام شباب و وسط الحیات اشعار آغاز سلوک و مدکولت غرة الکمال اشعار ایام تکمیل و اول روزگار شیخوخت و بقیه النقیه اشعار ایام نهایت فقر و روزگار هرم و ما ازین چهار قسم از هر قسمے غزلے اختیار نموده ایم و ثبت کردیم۔ من تحفة الصغر غزل۔

دل شد ز دست و قطره از خون نشان بماند جان رفت و یار گم شده بر جاے جان بماند
دنبال یار رفته روان کردم آب چشم آن رفته خود نیامد و اشکم روان بماند
از ناخن ار چه سینه کنم کے برون شود داغے که در درون نه جانم نشان بماند
مرهم نکرد ریش مرا پند دوستان در اندر دلم جراحت گفتار شان بماند
اے دیده ما چرا سے دل خون شد کنون با دوستان بگوے که ما را زبان بماند
یکچند هر که هست بود مست و بت پرست عمرے گذشت و این دل من هم بدان بماند
یارا وداع کرد دل و دین هر چه بود الا سر نیاز که بر آستان بماند
[illegible] دست صلاح ورنه دل گران بماند

میخواست دوست عذر جفاہائے او خیال صد تیر آہ نیم کشتم در کمان بماند
خسرو ز آہ گرم بر آتش نہاد لعل بر ہر زمین کہ از سم اسپش نشان بماند

من وسط الحیات و این غزل بدیہہ سے گوید پیش سلطان علاء الدین در سر میلن گوے بازی۔

شاہ تنہا چست کرد رخت بمیدان برید این سرو ہر سو کہ ہست در خم چوگان برید
غمزہ زن یار سید ساختہ وا برید جان یوسف ما باز گشت مژدہ بکنعان برید
دست بدامان او نیست بہانہ کس بوالہوسان فضول سر بگریبان برید
در صف عشاق چون لاف عیاری زند مانم جان واجب است گر زغمش جان برید
از لبش امروز اگر توشہ شود بوسہ بہر چہ فردا بخلد منت رضوان برید
مست خراب مرا حاجت نقلی اگر مست دل خام سوز سوئے نمکدان برید
نیست دل چون منی در خور شاہین شاہ پارۂ مردار را بر سگ دربان برید
مرغ بیابان عشق خار مغیلان خورد مژدۂ وصل شکر بر مگس خوان برید
برد و رخ از خون گذشت خسرو بخشنده حال دہ کہ ز درماندۂ قصہ بسلطان برید

من غرۃ الکمال غزل۔

خرم تہی گشت و ہنوزم جان زمی سیراب نیست خون خود خور آخر ایدل چون شراب ناب نیست
نالۂ زنجیر مجنون ارغنون عاشقان است ذوق آن اندازۂ گوش اولو الالباب نیست
عشق خصم من لبست ای چرخ تو زحمت مکش ہر کجا جلاد باشد حاجت قصاب نیست
پادشہ گو خون بریز و شحنہ گو گردن بزن بہر جانی ترک جانان مذہب احباب نیست
ہان و ہان اے عقل از غمخواری ما درگذر کار ما بیچارہ بہتر از دیوانگی اسباب نیست
گر جمال یار نبود با خیالش ہم خوشم خانۂ درویش را شمعے بہ از مہتاب نیست
کافرم دم شکار ایک زبان آہستہ باش کاہ سوے بیچارہ را با نہر ترکان تاب نیست
تشنہ خواہی مردن ایدل تا ازان نخدان و گذر کان چہ را گر بکاوی خون برایہ آب نیست
گفتہ بودی خسرو او در خواب بر رخ تماشیست این سخن بیگانہ را گو کاشنا را خواب نیست

غزل من بقیۃ النقیہ۔

جوان و پیر که در بند مال و فرزندند
نه عاقلان که طفلان ناخردمند

جماعتی که بگریند بهر مال و منال
یقین بدان تو که بر خویشتن همی خندند

خوشا کسان که گذشتند پاک چون خورشید
که سایه بر سر این خاکدان نیفکندند

بخانه که ره جان نمیتوان بستن
چه ابلهند کسانیکه دل درو بندند

بسبزه زار فلک طرفه باغبانانند
که هر نهال که بنشاندند باز برکندند

جمال طلعت همصحبتان غنیمت دان
که میروند نه زانسان که باز پیوندند

بقا که نیست درو حاصلی همه هیچست
چو بنگری همه مردم بهیچ خورسندند

بساز توشه ز بهر مسافران وجود
که میهمان عزیزند روز کی چندند

اگر تو آدمی در سگان بطنز مبین
که بهتر از من و تو بندهٔ خداوندند

ترا به از عمل خیر نیست فرزندی
که دشمن اند ترا زادگان نه فرزندند

مجوی دنیا اگر اهل همتی خسرو
که از همای بمردار میل نپسندند

وامیر خسرو با وجود فضایل صوری و معنوی در علم موسیقی وقوف تمام داشته و نوبتی مطربی با او بحث کرد که علم موسیقی از جملہ علوم ریاضت است و بشرف از علم شعر و شاعری افضل است وامیر خسرو در الزام معنی این قطعه گفت قطعه

مطربی میگفت خسرو را که ای گنج سخن
علم موسیقی ز علم شعر نیکوتر بود

زانکه آن علمیست کز دقت نیاید در قلم
لیک این علمیست کاندر کاغذ و دفتر بود

پاسخش دادم که من در هر دو معنی کاملم
هر دو را سنجیده بر وزنی که آن در خور بود

نظم را کردم سه دفتر ور به تحریر آمدی
علم موسیقی سه دفتر بودی ار باور بود

فرق من گویم میان هر دو معقول و درست
گر دهد انصاف آن کز هر دو دانشور بود

نظم را علمی تصور کن بنفس خود تمام
کو نه محتاج اصول و صوت خنیاگر بود

گر کسی بی زیر و بم نظمی فرو خواند رواست
نی معنی هیچ نقصان سوی نظم اندر بود

ور کند مطرب بسی هو هو و هاها در سرود
چون سخن نبود همه بی معنی و ابتر بود

نامیه زن را این که صوتی دارد و گفتار نیز — لاجرم در قول محتاج کسی دیگر بود
پس در معنی ضرورت صاحب صوت و سماع — از برای شعر محتاج سخن پرور بود
نظم را حاصل عروسی دان و نغمه زیورش — نیست عیبی گر عروس خوب بی زیور بود
من کسی را آدمی دانم که داند این قدر — ور نداند پرسد از من ور نپرسد خر بود

این قطعه او راست در تاسف اقربا۔

رفتم سوی خطیره و بگریستم بزار — از هجر دوستان که اسیر فنا شدند
ایشان کجا شدند چو گفتم خطیره هم — واو از صدا جواب که ایشان کجا شدند

من مقطعات فی مذهب الدهر۔

اقبال را بقا نبود دل برو منه — عمری که بر غرور گذاری هبا بود
ور نیست باورت ز من این نکته شریف — اقبال را چو قلب کنی لا بقا بود

وله فی شکایت الزمان۔

خسرو چه حالت است که در دهر عالمان — از جاهلان دون و دنی باز پس ترند
این نکته را ببین و بر انصاف خود برآ — کز چار حرف قطره و دریا برابرند

این رباعی را در عشق میفرماید۔

از شعلهٔ عشق هر که افروخته نیست — با او سر سوزنی دلم دوخته نیست
گر سوخته دل نهٔ ز ما دور که ما — آتش بکسی زنیم کو سوخته نیست

از واردات شعر وی زیادت ازین این تذکره تحمل نکند چه بحر مواج در کوزهٔ حوصله نگنجد
ازان روز زیاده ازین درین باب خوض نرفت اما امیر خسرو زندگانی زیاد یافت و در شهور سنه
خمس و عشرین و سبعمایه سمند مراد از دهلیز تنگ هستی بچابک دستی بسیاحت میدان لامکان
جهانید و طوطی روح خود را از قفس حواس وا رهانید و بشکرستان وصال رسانید و مرقد مبارکش
در شهر دهلی است در خطیره مشایخ طریقت او شیخ فرید شکر گنج و شیخ نظام الاولیا قدس سره
و چون قصاید شریفه مثل بحر الابرار و مرآة الصفا و انیس القلوب شهرتی یافته و فضلای روزگار
بجواب قصاید او مشغول شده اند و داد فصاحت و بلاغت داده درین تذکره بنقل در نیاید و بعید

از خمسهٔ خواجه خسرو را چندین رسالهٔ نظم و نثر است مثل قران سعدین که در حق علاء الدین ملک
دهلی گفته و دول رانی و خضر خانی مناقب هند و تاریخ دهلی و نه سپهر و خزاین الفتوح و قانون استیفا
وغیر ذلک اما سلطان محمد تغلق شاه در دیار هند پادشاه بزرگ منش مبارک پے صاحب دولت
بوده و در دهلی عمارات ساخته و حوض خاص را از روئے اخلاص عمارت فرمود پادشاهے مجاهد
و غازی و دانشمند و شاعر پرور بود و تا دیار قنوج بگشود و شعرائے خراسان از صیت جلال و
آوازهٔ نوال او بهند رفته بمدایح او و آل و اخفاد کرامش قصاید و تصانیف پرداختند و از اکرام نامه
او زلهها ساختند و در حدود سنه اثنی عشر و سبعمایه از حضیض انسی باوج قدسی تحویل فرموده
مولانا مظفر هروی در تاریخ فوت او و ملک شمس الدین کرت این قطعه گوید در یک سال هردو
وفات یافته اند۔

بروز رزم چو کاؤس کے محمد کرت　　نهاد بر دل سهراب کے محمد کریت
خدیو کشور اول محمد تغلق　　برفت و در عقبش شاه کے محمد کرت

ذکر ملک الکلام خواجه حسن دهلوی رہ

او نیز از جملهٔ مریدان و اصحاب شیخ نظام الاولیا بوده و خواجه خسرو و او خواجه تاشان طریقت
اند و او خواجه زاده ایست از شهر دهلی و در شعر تتبع خواجه خسرو میکند و شیرین کلام است و سخن پرحال
و سهل ممتنع وارد اگرچه پر صنعت نیست اما بغایت بدل نزدیک و روان است مرد گذشته و
اهل طریق بوده و او نیز بر سبیل خواجه خسرو مال و اسباب دنیاوی و استعداد خود را در قدم شیخ
ایثار کرده و در روش فقر مردانه سلوک کرده حکایت کرده اند که حسن در دستگاه دکان خبازی نشسته
بود و شیخ نظام الاولیا در بازار با جمعے از اصحاب میگذشت و خواجه خسرو نیز همراه بود چون چشم خسرو
بر حسن افتاد منظرے زیبا دید و حرکات موزون و قابلیت در و مشاهده کرد از حسن سوال کرد که نان را
چگونه مے فروشی حسن گفت نان در پلهٔ ترازو مے نهم و اهل سودا را مے فرمایم تا زر در مقابل مے نهند
هرگاه زر گران تر آید مشتری را روان مے کنم خواجه خسرو گفت اگر خریدارے مفلس باشد مصلحت چیست
گفت درد و نیاز او چه برمیدارم خواجه خسرو از این نوع کلام حسن حیران ماند و کیفیت بشیخ عرض کرده

حسن را نیز درد طلب دامن گیر شد و بخانقاه شیخ آمد و ترک دکان و دکانداری نمود هر آئینه نظر مردان خدا عبث نباشد۔

آن را که بدانیم گرا و قابل عشق است　　رهزنش بنمائیم و دلش را بربائیم

دیوان خواجه حسن درین روزگار عزیز و مکرم است و صاحب نظران و مستعدان را بسخن خواجه حسن اعتقادے و اتفاقے زیاده از تصور است و چون بین الخواص والعوام سخن او شهرتے عظیم دارد زیاده از غزلے درینجا ثبت نشد۔

ساقیا می ده که ابری خاست از خاور سفید　　سرو را سبز شد و صد برگ را چادر سفید
باده در جام بلورین ده اگر مے سیہ　　خوب می آید شراب لعل را ساغر سفید
ابر چون چشم زلیخا بهر یوسف ژاله بار　　ژاله‌ها چون دیده یعقوب پیغمبر سفید
عنکبوت غار را گفتم که این پرده چه بود　　گفت مهمان عزیز آمد که کردم در سفید
اے حسن اغیار را هرگز نباشد فیض راست　　رشته این زاغ را هرگز نباشد پر سفید

وفضلا این غزل را جواب بسیار فرموده اند. دریغ جواب از این پر حال تر شنفته و تاریخ وفات خواجه حسن معلوم نبود۔

ذکر ملک الفضلا خواجو کرمانی رہ

از بزرگ زادگان کرمان بوده و صاحب فضل و خوشگوئے است و سخن او را بزرگان و فضلا در فصاحت و بلاغت بے نظیرے دانند و او را تخلص بہ شعرا سے نامند و او همواره سیاحت کردے و در کرمان قرار نیافتی و کتاب همائے و همایون را در بغداد نظم کرده و در آن داستان داد سخنورے داده و غزلیات مرغوب درج کرده و از فرط اشتیاق بوطن مالوف در آن داستان این چند بیت میگوید این است۔

خوشا باد عنبر نسیم سحر　　که بر خاک کرمانش باشد گذر
خوشا وقت آن خوش دستان سرائی　　که دارد در آن بوم ماوا و جائے
زمین تا چه آمد که چرخ بلند　　از آن خاک پاکم بغربت فگند

ببغداد بهر چه سازم وطن — که تا دید بحر دجله در چشم من

و در اثنائے سیاحت بصحبت شیخ العارف قدوة المحققین رکن الملة والدین علاء الدوله سمنانی رسید و مرید شیخ شد و سالها در صوفی آباد صوفی بود و اشعار حضرت شیخ را جمع نمودے و این رباعی در حق حضرت شیخ اوست۔ رباعی

هر کو بره علی عمرانے نرسید — چون خضر بسرچشمهٔ حیوانے شد
از وسوسه غارت شیطان الست — مانند علاء دوله سمنانے شد

و این غزل در توحید خواجو فرماید۔

سبحان من تقدس بالجود والجمال — سبحان من تعزز بالعز والکمال
آن صانعے که صنعت اوهست بر دوام — وآن قادرے که قدرت اوهست لایزال
کیوان بحکم اوست درین دیر پاسبان — مریخ زامر اوست درین قلعه کوتوال
در گوش آسمان کند از زر مغربے — هر مه بامر کن فیکون حلقهٔ هلال
گاہے بر آسمان کشد ابروے زال زر — گاہے بآفتاب دهد تیغ پور زال
خواجو گر التماس ازین در کند رواست — از پادشه عنایت واز بندگان سؤال

وله

نزد صاحب نظران ملک سلیمان باد است — بلکه آنست سلیمان که ز ملک آزاد است
آنکه گویند که برآب نهادست جهان — مشنو اے خواجه که تا درنگری بر باد است
خیمهٔ انس مزن بر در این کهنه رباط — که اساسش همه بے موقع و بے بنیاد است
دل درین پیرزن عشوه گر دهر مبند — نو عروسے که در عقد بسے داماد است
هر زمان مهر فلک بر دگری میافتد — چه توان کرد که این سفله چنین افتاد است
خاک بغداد بخون شهدا می گرید — ورنه آن شط روان چیست که در بغداد است
آنکه شداد در ایوان زر افگندی خشت — خشت ایوان شده اکنون ز سر شداد است
گر پر از لاله سیراب بود دامن کوه — نیست آن لاله که خون جگر فرهاد است
حاصلے نیست بجز غم به جهان خواجو را — خرم آن کس که بکلی ز جهان آزاد است

و دیوان خواجو بیست هزار بیت مصنوع باشد مشتمل بر قصاید غرّا و مقطعات و غزلیات
مستحسن و چهار مثنوی دارد و رای همای و همایون از آنجمله روضة الانوار است جواب مخزن الاسرار
و بغایت مطبوع است و این تذکره زیاده ازین که نوشته شد تحمل ندارد و وفات خواجو در شهور
سنه اثنین واربعین و سبعمائه بوده اما شیخ العارف رکن الملة والدین علاء الدوله سمنانی
و هو احمد بن محمد احمد البیابانکی کمال او از شرح مستغنی است او رسوم صوفیه را احیا داده و بعد از شیخ
جنید بغدادی قدس سره هیچکس چون او قدم درین طریق ننهاده و در رساله که تصنیف فرموده موسوم
است بمفتاح میگوید که هزار طبق کاغذ در راه و رسم تصوف سیاه کردم و صد هزار دینار را ملک پدر
و میراث صرف و وقف صوفیان نمودم و شصت سال بدعاگوئی و نیکخواهی مسلمانان بسر بردم
اکنون پیر و عاجزم ترک همه گفتم و بگوشه نشستم و در بروی خلق بستم در حکایت آورده اند که شیخ
در ایام شباب بملازمت ارغون خان مشغول بودی و عم شیخ ملک شرف الدین سمنانی از
مقربان پادشاه ارغون خان بوده روزی که خان با علی اتباق در زیر قزوین حربی کرد شیخ را
در آن روز جذبه رسید قبا و کلاه و اسپ و سلاح را گذاشته از اردوی خان بی اجازه بطرف
سمنان روان شد و بعد ازان در خانقاه سکاکیه سمنان مدتی بصحبت اخی شرف الدین سمنانی
بعبادت مشغول بوده و چندانکه خان مراعات و استمالت داده از خرقه فقر بجامه اهل دنیا در نیامده
و بعد ازان عزیمت دار السلام بغداد نموده و مرید شیخ العارف عبد الرحمن اسفراینی قدس سره شده
و حالات شیخ که در رسایل طریقت نوشته اند مذکور و مسطور است و تواضع و انصاف شیخ دران مرتبه
بود که مولانا نظام الدین هروی شیخ را تکفیر کرده و بدو نوشته که تو کافری شیخ رقعه مولانا
نظام الدین را بخواند و زار زار بگریست و گفت ای نفس هفتاد سال بتو می گفتم که تو کافری و تو
باور نمیکردی اکنون هیچ شبهه نماندست که امام مسلمانان و مفتی شرق و غرب بکفر تو حکم کرده است
گردن بنه و بعد این مراهمجان و این رباعی انشا کرد رباعی

نفسیست مرا که غیر شیطانی نیست — وز فعل بدش هیچ پشیمانی نیست
ایمانش هزار بار تلقین کردم — وین کافر را سر مسلمانی نیست

و سن مبارک شیخ هفتاد و هفت سال و دو ماه و چهارده روز بوده و غره تمی در وفات

آن حضرت عزیزی سے فرماید۔

تاریخ وفات شیخ اعظم سلطان محققان عالم
رکن حق و دین علاء الدولہ بر مسند خود نشستہ خرم
بیست و سوم مہ رجب بود اندر شب جمعۂ مکرم
از ہجرت خاتم النبیین ہفتصد بگذشتہ سی وشش ہم

و شیخ نجم الدین محمد موفق اسفراینی قدس سرہ کہ از خلفائے حضرت شیخ است میگوید کہ بارہا شیخ بر زبان مبارک میراندی کہ اینکہ مرا در آخر عمر معلوم شد اگر در اول معلوم شدی ترک ملازمت سلطان روزگار ننمودمے وہم در قبا خدا پرستی کردمے و پیش ملوک مہمات مظلومان رسانیدمے وہر آئینہ این کہ کسے در قبا اہل عبا باشد از ریا دور تر و محض اخلاص است بیت

لباس طریقت بتقوی بود نہ در جبہ و دلق خضرا بود

خوشا وقت و مرتبہ صاحب جاہے کہ نزد سلاطین ہموارہ بکار مظلومان پردازد و کار افتادگان را بسازد و ستم رسیدگان را بنوازد و مبتدعان و ملحدان را براندازد و لاشک حق سبحانہ سروری اورا برافرازد۔

کار درویش مستمند برآر کہ ترا نیز کارہا باشد

ذکر مفخر الشعرا امیر کرمانی رہ

شاعر خوشگوسے است و معاصر خواجو بودہ و غزل رانیکو میگوید و این غزل او راست۔

بے روئے دل آرام دلا آرام ندارد مسکین دل آنکس کہ دلا آرام ندارد
ہر چند چمن جائے تماشاست و لیکن سروی چو تو مہ رشئے گل اندام ندارد
از حاصل عمرش نبود ہیچ حیاتی آنکس کہ مے عشق تو در جام ندارد
شیرین نشد از شربت ایام مرا کام ناکامی تلخست و جہان کام ندارد
گر عمر بود میر بمقصود رسد زود لیکن چہ کند تکیہ بر ایام ندارد

طبقهٔ پنجم

ذکر سلطان العلما عماد فقیه

مرد عارف و عالم و اهل دل بوده و از صنادید علما و فضلائے کرمان است باخلاق نیکو و سیرت پسندیده در جهان مشهور شده در روزگار دولت محمد مظفر و اولاد او خواجه عماد فقیه در کرمان مرجع خواص و عوام بودے و همگنان بصحبت شریف او مایل بودندے با وجود علم و تقوی و جاه و مراتب شاعری کامل بوده و شیخ آذری در جواهر الاسرار میگوید که فضلا بر آنند که در سخن متقدمان و متاخران احیاناً حشوی واقع شده الا سخن عماد فقیه که اکابر اتفاق کرده اند که اصلا درآن سخن فتورے واقع نیست نه در لفظ و نه در معنی و از سخن خواجه عماد بوئے عبیر میاید بمشام هنروران و صاحبدلان بلکه از بوئے جان زیباترے نماید و این غزل او راست۔

بیچاره خسته که ز دار الشفائے دین | قاروره مے برد به حکیمان ره نشین

از راه درد و رنج و محنت و بیماریش چه غم | آن را که خضر یار و مسیحا بود قرین

بر لوح جان نوشته ام از گفته پدر | روز ازل که تربت او باد عنبرین

کائے طفل اگر بصحبت افتاده رسی | شوخی مکن بچشم حقارت در و مبین

بر شیر ازان شدند بزرگان دین سوار | کاهسته تر ز مور گذشتند بر زمین

گر در جهان وسے ز تو خرم نمیشود | بارے چنین مکن که شود خاطرے حزین

یارے بجز خدا نتوان خواستن عماد | یا مستعان عونک ایاک نستعین

ولہ

گر ز من یاد کند ورنه کند مخدوم است | محتشم را چه تفاوت که گدا محروم است

نه درین شهر رود ظلم بر ارباب نظر | عاشق دل شده هر جا که رود مظلوم است

طلب یار وفادار مکن در عالم | زحمت خود مده ایدل که وفا معدوم است

پیش عشاق حدیث عقلا نتوان گفت | کین حکایت بر این طائفه نامفهوم است

ای دل از هر که موافق نبود در ره عشق ‌‌ دیده بر دوز که دیدار مخالف شوم است

نرسد آتش دوزخ بشهید غم دوست ‌‌ هر که شد کشته شمشیر غمش مرحوم است

در گمان اند خلایق ز وجود دهنش ‌‌ نقطه هست بتحقیق ولی موهوم است

بر عماد آیه مهر دهنش شد روشن ‌‌ گرچه بر دیده صاحب نظران مکتوم است

و وفات خواجه عماد در شهور سنه ثلاث و سبعین و سبعمائه بوده و مرقد مبارک او در کرمان است و خانقاه او الیوم معمور و همگنان را ارادت کلی است بر خواجه عماد و اما محمد مظفر اصلاً خراسانی است و گویند از قریه سلامیه است من اعمال ولایت خواف و بعهد سلطان محمد خدابنده پدر او بیزد افتاد و پسرش مظفر در رباط خرابه یزد راهداری میکردند و او مردی ولادر و شجاع بوده و از همتی خالی نبود و چند نوبت در یزد کارهای مردانه کرده در روزگار سلطان ابوسعید خان شحنگی یزد برو قرار گرفت و چون سلطان ابوسعید خان وفات یافت و انقلاب دست داد و او در شهور سنه احدی و اربعین و سبعمائه خروج کرده بود و مسند یزد را تصرف نمود و محمد شاه را بکشت و ابرقوه و فارس را نیز گرفت و دم استقلال زد و سکه و خطبه بنام خود قرار داد از سلطانیه تا کیچ و مکران او را مسلم شد و استقلال او بمرتبه رسید که ملوک اطراف از و متوهم بودند و بهر جانب که روی آورد سرآمد بود تا آفتاب دولت او آهنگ افول و زوال کرده و پسرش شاه شجاع برو خروج کرد و او را بگرفت میل کشید و خواجه حافظ شیرازی درین معنی گوید

دل منه بر دنی و اسباب او ‌‌ زانکه از وی کس وفاداری ندید

کس عسل بی نیش ازین دکان نخورد ‌‌ کس رطب بیخار ازین بستان نچید

هر چراغی را که گیتی بر فروخت ‌‌ چون تمام افروخت بادش در دمید

شاه غازی خسرو گیتی ستان ‌‌ آنکه از شمشیر او خون می چکید

گه بیک حمله سپاهی می شکست ‌‌ گه بهوی قلب گاهی میدرید

سروران را بی سبب می کرد حبس ‌‌ مردمان را بی سخن سر می برید

از نهیبش پنجه می افگند شیر ‌‌ در بیابان نام او چون می شنید

عاقبت شیراز و تبریز و عراق ‌‌ چون مسخر کرد وقتش در رسید

آنکه روشن بد جهان بینش بدو   میل در چشم جهان بینش کشید

امیر محمد مظفر فرماید در محل میل کشیدن۔

آنم که ستون دولتم میل کشید   رختم ز در هند سوی نیل کشید

پیمانهٔ دولتم چو شد مالامال   هم روشنی چشم خودم میل کشید

ذکر خواجه سلمان ساوجی

از اکابر شعراست و در ساوه مردی متعین بوده و خاندان او را همیشه سلاطین مکرم میداشتند
ولقب او جمال الدین است و پدر او خواجه علاء الدین محمد ساوجی مرد اہل قلم بوده است و خواجه
سلمان را نیز در علم سیاق وقوفی تمام بوده و فضیلت او مشهور است بتخصیص در شعر و شاعری
سر آمد روزگار خود بوده است و شیخ رکن الدین علاء الدوله سمنانی ره میگفته که آثار سمنان و شعر
سلمان در هیچ جا نیست و بر صدق این دعوی کارهای که او کرده در شعر پیش فضلا روشن است
که مزیدی بر آن متصور نیست خصوصاً قصیده خارج دیوان که بر قدرت طبع شریف او گواه
عدل است حکایت کنند که خواجه سلمان از ساوه عزیمت بغداد نمود و سبب ملازمت و پیش
امیر شیخ حسن نویان و دلشاد خاتون آن بود که روزی امیر شیخ حسن تیر میانداخت سعادت
تام غلامی از غلامان میدوید و تیری آورد خواجه سلمان بدیهه این اشعار گفت و بگذرانید

چو در بار چاچی کمان رفت شاه   تو گفتی که در برج قوس است ماه

دو زاغ کمان با عقاب سه پر   بدیدم بیک گوشه آورده سر

نهادند سر بر سر دوش شاه   ندانم چه گفتند در گوش شاه

چو از شست بگشاد خسرو گره   بر آمد ز هر گوشه آواز زه

شها تیر در بند تدبیر تست   سعادت دوان در پی تیر تست

بعهدت ز کس ناله بر نخواست   بغیر از کمان گر بنالد رواست

که در عهد سلطان صاحبقران   نکرد است کس زور جز بر کمان

و امیر شیخ حسن نویان در بند تربیت خواجه سلمان شد و سلطان اویس که قرة العین

خاندان امارت است و پسر بزرگ امیر شیخ حسن نویان است همواره در علم شعر از خواجه سلمان تعلیم گرفتے و مرتبه خواجه سلمان در دور دولت شاه اویس و دلشاد خاتون درجه اعلیٰ یافت و سخن او در اقطار ربع مسکون شهرت گرفت چنانکه درین معنی گوید۔

من از یمن اقبال این خاندان   گرفتم جهان را به تیغ زبان

من از خاوران تا در باختر   ز خورشیدم امروز مشهور تر

گویند شبے سلمان در مجلس سلطان اویس بشرب مشغول بود چون بیرون آمد سلطان فراشی را فرمود تا شمعے بالگن زر همراه او بیرون برد و او را بخانه رساند و صباح فراش لگن زر را طلب داشت خواجه سلمان این بیت بسلطان فرستاد۔

شمع خود سوخت شب دوش و بزاری امروز   گر لگن را طلبد شاه زمن

سلطان چون این بیت بخواند خندان شد و گفت از خانه شاعر طامع لگن بیرون آوردن مشکلست و آن لگن را بدو بخشید۔ تربیت فضلا را سلاطین بروزگار گذشته چنین بوده و خواجه سلمان راست در مدح خواجه غیاث الدین محمد رشید قصیده۔

سقی اللہ لیلاً کمدرغ الکواعب   شبے عنبرین خال مشکین ذوائب

هوا را بگوهر مرصع حواشی   زمین را بعنبر مستتر جوانب

ورخش بنفشه سپاه حبش را   روان در رکاب از کواکب مواکب

برآراسته گردن و گوش گردون   شب از گوهر شب چراغ کواکب

شده جبهه صاعد مسعودش مقدم   شده صور طالع ثریاش غارب

نبات از بر مرکز چرخ گردان   چو بر خاطر روشن افکار صائب

درین حال با من فلک در شکایت   همے بر سپهرم ستمگار عایب

ز قید مراد و جفائے زمانه   ز بعد دیار و فراق صواحب

ز تذویر هائے جهان مزور   ز بازیچهائے سپهر ملاعب

فلک را همے گفتم از جور دورت   چرا اختر طالعم گشت غارب

چرا گشت با من زمانه مخالف   چرا هست با من ستاره معاضب

کنون پنجاه است تا من اسیرم ببغداد در در بلای و مصائب
پریشان جمعی و جمعی پریشان، گرفتار قومی و قومی عجائب
ز رای قرارم ز جور اعادی ز روی فرارم ز طعن اقارب
مرا هر نفس غصه بر غصه زاید مرا هر زمان گریه بر گریه غالب
فلک چون شنید این عتاب و شکایت مرا گفت بس کن که طال المعاتب
اگرچه ترا هست جای شکایت ولی هست شکر اندران نیز واجب
که داری چو درگاه صاحب پناهی مقر مقاصد مقر مآرب
کنون عزم تقبیل درگاه او کن باقبال او شو سعید العواقب
مشو یک زمان غائب از آستانش که هر کس که شد غائب او هست خائب
فلک چون فرو خواند در گوشم این رمز شدم چست بر مرکبی از مراکب
قمر چهرگان شبستان گردون کشیدند رخ در نقاب مغارب
فرو شد بدریا شب قیر پیکر برآمد نه کر رایت صبح کاذب
بگوشم رسید از محل قوافل سهیل مراکب عطیط نجائب
همی راندم اندر بیابان و وادی گهی با ارانب گهی با ثعالب
گهی بر فرازی که نعل مه نو همی سود در دست و پای مراکب
گهی بر نشیبی ز اموال قارون همی رفت اندر رکاب رکائب
رهی پیشم آمد که از هیبت آن ببیند اختی پنجه شیر محارب
سموم سمومش وزان در صحاری جحیم جحیمش روان در مشارب
زلالش ملوث بسم افاعی، حجارش محدب چو نیش عقارب
هوایش ز فرط حرارت بحدی که چون موم میشد دل سنگ ذائب
چنان شد که شمشیر چون قطره آبی فرو می چکید از کف هر مضارب
همه راه در اندیشه تا کی برآید ز درگاه صاحب ندای مراحب
جهان معالی سپهر وزارت محیط مکارم سحاب مواهب

بریده به آن سر که از خط حکمش | بگردد بیک موئے چون کلک کاتب
و دیا بحق خدائی که صنعش | نهد گوهر روح در درج قالب
بجود و تدبیر سلطان عالم | به آلاء و نعمائے رزاق واهب
محمد که با آن جلالت | نگهداشت اندر حصار عناکب
بیاری یاران احمد که بودند | ز روئے هدایت نجوم ثواقب
که تا شد سرم خالی از آستانت | نشد آستین من از اشک غائب
ثنایت بکارم در آورد ورنه | بیکبارگی بودم از شعر تائب
اگر مدح جاه تو گویم نه گویم | بامید مرسوم و حرص مواهب
ولے چشم دارم که از دولت تو | مراتب فزاید مرا بر مراتب
الا تا کشایند خوبان ز ابروے | خدنگ بلا از کمان حواجب
سراے ترا باد ناهید مطرب | جناب ترا باد خورشید حاجب

واگر بیشتر ازین اشعار خواجه سلمان ساوجی درین تذکره درج شود تحمل که بتطویل انجامد و کلیات کتابیست که آنچه مستعدان را از بابت شعر و شاعری بکار آید در آن جا یافت شود و خواجه سلمان باشارت سلطان اویس و والده او دلشاد خاتون قصاید خواجه ظهیر فاریابی را بالتمام جواب گفته و صله این قصیده دو ده سیورغال ستانیده در ری و دو بیت از آن اینست

در درج در عقیق لبت نقد جان نهاد | جنس نفیس یافت بجائے نهان نهاد
قفلی ز لعل بر در آن درج زد لبت | خالت ز عنبر آمد و مهری بر آن نهاد

و باعتقاد این کمینه اگر ملک ری را جهت این دو بیت صله دهند هنوز بخیلی کرده باشند

ز پیر جهان دیده کردم سوالے | که بهر معیشت ز مال و بضاعت
چه سرمایه سازم که سودم دهد گفت | اگر میتوانی قناعت قناعت

این قطعه نیز او راست

کنار حرص دلا پر کجا توانی کرد | تو از طمع که سه حرف میان تهی افتاد
عزیز من در درویشی قناعت زن | که خواری از طمع و عزت از قناعت زاد

اگر بلغزد پایے توانگرے سهل است | سعادت سر درویشی و قناعت باد
ولهٗ

آوازهٔ جمالت تا در جهان فتاده | خلقی بجستجویت سر در جهان نهاده
سودائیان زلفت گرد تو حلقه بسته | شوریدگان مویت بر یکدگر فتاده
سودای زهد خشکم بر باد داده حاصل | مطرب بزن ترانه ساقی بیار باده
دائم ببسته دل را در لعل دلگشایت | آن لب بخنده بگشا تا دل شود گشاده
ای شهسوار خوبان وی جان آب حیوان | رحم آوری چه باشد بر تشنه پیاده
سلمان رخش بازی شه مات غفلت گرد | بازی نگر که داوت بازاین حریف ساده

خواجه سلمان را کبر سن و ضعف چشم در آخر حال دریافت و او از ملازمت استعفا خواسته بقیه عمر بقناعت روزگار گذرانید و سلطان اویس او را در ولایت ری دو سه ده سیورغال لایق داده بود که اوقات بفراغت میگذرانید و در شهور سنه تسع و ستین و سبعمائه این خاکدان ظلمانی بریاض جاودانی تحویل فرمود اما دلشاد خاتون جمیله و کریمه روزگار بوده و حلیله جلیله امیر شیخ حسن نویان است سلطنت بغداد و آذربایجان بعد از سلطان ابو سعید خان بر امیر شیخ حسن قرار گرفت و او را در سلطنت جز اسمی بیش نبوده و کفیله مهام سلطنت شاه دلشاد بوده و بانوی بلقیس منش بود چنانکه خواجه سلمان گوید

هزار بار بروزی شکسته از سر تمکین | شکوه مقنعهٔ او کلاه گوشه سنجر

و سلطان اویس پادشاهی لطیف طبع و هنرمند بود و نیکو منظر و صاحب کرم بوده و در انواع هنر و صلاحیت وقوف داشتی و بقلم واسطی صورت کشیدی که مصوران حیران بماندندی و خواجه عبدالحی که در هنر سرآمد روزگار بوده است تربیت یافته و شاگرد سلطان اویس است علم موسیقی داد وار خود خاصه اوست صباحت حسن او بمرتبه بوده که روزی که سوار شدی اکثر مردم بغداد دوان بسر راه او آمدندی و در جمال او حیران بماندندی و بزبان حال گفتندی

بوی پیراهن یوسف ز جهان گمشده بود | عاقبت سر ز گریبان تو بیرون آورد

بعد از آن که در عرصه آفاق صیت کرم و آوازه جمال و خبر فضیلت و کمال او منتشر شده و

ازری تا روم مسخر فرمان قضا جریان او گشت منشی دیوان ازل منشور عزل او نوشت و حریف کجباز اجل با او بدغا بازی مشغول شده در آوان جوانی ازین سرای فانی بریاض جاودانی رسید و در وقت مرگ این ابیات انشا کرد

ز دار الملک جان روزی بشهرستان تن رفتم   غریب بودم اینجا چند روزی با وطن رفتم

غلام خواجه بودم گریزان گشته از خواجه   در آخر پیش او شرمنده با تیغ و کفن رفتم

الا ای همنشینانم شدم محروم ازین دنیا   شما را عیش خود بادا درین خانه که من رفتم

انصاف که سنگ را دل خون شود از حسرت ولی این توده خاک و ابریا آب از چشم روان گردد از ظلم افلاک پیرهن غنچه از عزای گلرخان چاک است و گل را تاج لعل ازین اندوه بر خاک و سلمان در پای تابوت سلطان اویس زار زار میگریست و این مرثیه میخواند

دریغا که پژمرده شد ناگهانی   گل باغ دولت بروز جوانی

دریغا سواری که جز صید دلها   نمیکرد بر مرکب کامرانی

وقوع این واقعه در شهور سنه خمس و سبعین و سبعمائه بوده و از اکابر شعرا که در روزگار سلطان اویس بوده‌اند عبید زاکانی و ناصر بخاری و خواجو کرمانی و میر کرمانی و مولانا مظفر هروی اند علیهم الرحمة

ذکر المتاخرین مولانا مظفر هروی ره

او را خاقانی ثانی گفته‌اند و از متاخران کسی بمتانت او سخن نگفته مردی دانشمند و فاضل بوده و همواره با شعرای ممالک دعوی کردی و بر سخن شعرا اعتراض نمودی و فضل اشعار خود ظاهر ساختی و بارها گفتی که علمدار ساده خواجه سلمان بسر حد ذهن میرسد اما در میدان سخنوری جولان نمی‌تواند کرد و از نقاشک کرمانی یعنی خواجو بوی سخنوری می‌آید اما از ظاهر بمعنی نرسیده و سخن شعرای دیگر را خود مطلقا وجود ننهادے حکایت کنند که در وقت مردن دیوان خود را در آب انداخت که بعد از مظفر کسی قدر سخن مظفر نخواهد دانست بلکه معنی او را فهم نخواهند کرد و اصل مولانا مظفر از ولایت خافست از قریه که آن را خضروان گویند و بعضی هجو عمیا او را مظفر خضروانی نوشته‌اند و در روزگار دولت ملک معز الدین حسین کرت بوده و در مدایح ملوک کرت قصیده غرا

دارد **بیت**

سلطان معز دین که اندر پایهٔ چو او — دربیت آفتاب و جا بیت آسمان

و جائے دیگر بمدح معز الدین کرت میگوید

زیر قدر قدر تو این نه سپهر سبز رنگ — تو ده چندین رها دست و درخشان اخگری

وادرا در اغراق و تشبیهات و خیال خاص شعرا و فضلا مسلم میدارند و این قصیده اوراست

ای بر سمن از مشک بعمدا زده خالے — مسکین دل من کشتهٔ زخال تو بجالے

از حال تن خسته بتر درد و جهان نیست — تا نیست دل آشوب تر از خال تو حالے

قد و دهن و جعد و رخ و زلف تو دیدم — هر یک ز یکے حرف پذیرفته مثالے

از سیم الف دیدم و از بسّد او میم — در مشک سر جیمے و از غالیه دالے

گفتم که تو خورشیدے و آن بو حقیقت — گفتی که تو چون ماهی و آن بود محالے

مه بدر نماید چه ز خورشید شود دور — من کز تو فتادم دور نمایم چو هلالے

ای از بر من دور همانا خبرت نیست — کز موی چو مویی شدم از ناله چو نالے

در خواب خیال تو بنزدیک من آمد — گویم که مگر هست مرا با تو وصالے

بیدار شوم چون تو نباشی به خیالت — عشق تو مرا باز نماند نه خیالے

یک روز بسالی نکنی یاد کسے را — کز هجر تو روزیش گذشتست بسالے

روزے بود آخر که دل و جان بفروزم — زابروے تو کم شهرے بفروزد بجالے

از قبضهٔ هجر تو شود رسته دل من — وز روضهٔ وصل تو شود رسته نهالے

فرخنده بود روز شگبیر بر آن کس — کز روے تو در رائے ملک برزده فالے

سلطان فلک قدر معز دول و دین — کز جمله ملوکش نه نظیر است و همالے

آن قلعه کشائے که ملک بر فلک اورا — هر روز دهد مژده بفتحی و جلالے

در معرکه بستاند و در بزم ببخشد — ملکے بسواری و جهانے بسوالے

عالم تر و عادل تر ازو هیچ ملک نیست — الا ملک العرش تبارک و تعالے

کیوان بتحمّل مه و مشتری و چرخ بحالے — باران بحشمے ابر بکفے بحر نوالے

ای دهر گرفته ز تو فر و بهائی — وی ملک فزوده ز تو جاهی و جلالی

خطها چو شود لفظ متین یاور طبعم — گوئی که جهد بیرون از سنگ زلالی

در جلوه عروسان ضمیرم چو در آیند — بنمایدم این آینه گون نقش مثالی

جان دادن خفاش بدم کار مسیحیست — ور نه بکند از گل همه مرغ کلالی

تا در چمن باغ نهالی ببر آید — از تربیت اختر و تاثیر شمالی

ایزد شب و روز همه ثابت معین باد — تا روز و شبی هست بعالم مه و سالی

و باوجود فضیلت سخنوری مولانا مظفر مردی بی تکلف بوده و از غایت ناپروائی که او را بدنیا و دنیاوی بود در نظر مردم مغلوب الحال گردیدی و جامهای چرکین پوشیدی و فضلا او را ازین اطوار منع کردندی گفتی نظار در من نگاه نکنید زیبائی معنی بنگرید گویند روزی ملک معز الدین بدر حجره مولانا مظفر درآمد دید که مولانا بر روی خاک نشسته و کتابی چند خاک آلوده نهاده ملک با او عتاب کرد که درین هفته صله شعر از من هزار دینار گرفته چرا گلیمی زیر پا نینداختی مولانا مظفر گفت ای خداوند این قالی که در زیر پای شماست درین نزدیکی بصد دینار خریده ام و بدست جاروب کرد از زیر گرد قالی بتکلف ظاهر شد ملک فرمود که ای مولانا سبب تکلفی از حد گذرانیده و فراش در سرا مقرر داشت که هر روز حجره مولانا را رفت و روبی دهد اما ملوک کرت مردم دلاور و با مروت بوده اند و اصل ایشان از کرت دسور نام شخصی از خطا بجبال غور افتاده و بعد از چندین خروج کرده ملوک کرت خود را بدو منسوب میکنند و ایشان بعد از ملوک غور که سلطنت از خاندان سبکتگین بدیشان منتقل شد و سلطنت بلخ و هرات و اکثر هندوستان و غزنین و کابل سالها بدیشان متعلق بوده و در تحت هرات و غور و مضافات آن دیار آل کرت چندگاه ملوک بوده اند و آخر ایشان ملک غیاث الدین است که زوال ملک او بر دست صاحبقران اعظم قطب دایره خلافت امیر تیمور گورگان بوده. انار الله برهانه صاحب تاریخ مقامات گوید که ملک معز الدین حسین غوری با سلطان سنجر در بادغیس مصاف داد و هشتاد هزار سوار سلح داشت و بدست سلطان سنجر اسیر شد سلطان از سر خون او درگذشت و گفت این غوری اگر چه کرامت بند است رها کنید تا هر جا که بخواهد

بروند و مهرها که بخوانند باشد از برائے نام نیک و شهرت او را انگشت و بند و قید نفرمود ملک در معسکر سنجری چند گاه بفلاکت و ذلت میگذرانید تا کار بدان جا رسید که خود را بدیوانگی مشهور ساخت و در ارده و بازار بالوندان نشستی و طباخان او را طعام دادندے روزی فلک الدین چتری که صاحب دیوان سلطان سنجر و مقرب درگاه او بود ملک را بدین وضع در ارده و بازار دید بر حال زار ملک رحم آورد و فرود آمد او را دریافت و گفت اسے ملک این چه حالت است ملک این بیت برخواند

چگویم حال خود با تو چو میدانم که میدانی   که هم ناگفته می بینی و هم ننوشته میخوانی

بعد از ان روزے فلک الدین در مجلس کیفیت پریشانی و فلاکت ملک را با سلطان عرض کرد سلطان فرمود که او را بحضور من آرید ملک را پیش سلطان بردند با پوستین کهنه و کلاه چرکین سلطان گفت آخر حال تو هر چند پریشان شده غم سر خود نمیخوری که این نوع طاقیه بر سر می نهی ملک گفت اسے خداوند ندانی که این سر سر من بود هفتاد هزار کس غم سر من میخوردند اکنون این سر تعلق بتو دارد اگر بار دو بازار می آویزی و اگر بمصر میفروشی و اگر تاج منقل سے پوشانی و اگر کلاه نمد حاکمی مرا با ولیائے این سر مگیر سلطان را بر ملک رحم آمد و املاک و اسباب او نذر خرید ملک را فرمود تا از رقبه دیوان بیرون کنند و بملک ارزانی فرداشت شد ملک معز الدین بعد از عزل سلطنت هفتاد مصحف بخط مبارک خود کتابت کرده والله اعلم

ذکر مولانا حسن متکلم رح

مولانا حسن از شاگردان مولانا مظفر است و نیشاپوریست و مرد اهل فضل است و در صنائع شعر نسخه ساخته بنام ملک غیاث الدین کرت و مستعدانه گفته و این غزل او راست

تا نگوئی که مرا از تو شکیبائی هست   یا دل غمزده را طاقت تنهائی هست

تو مپندار که از دوری روئے تو مرا   راحت زندگی و لذت برنائی هست

مکن اندیشه که تا دور شدی از چشمم   دیده را بے رخ زیبائے تو بینائی هست

ناتوانم ز غمت تا تو گمانے نبری   که مرا با غم عشق تو توانائی هست

خواندیم بیدل و رسوا و نگوییم که نیم — هر چه گویی ز پریشانی و رسوایی هست
اندرین واقعه بر قول تو انکاری نیست — در من از عیب و هنر هر چه تو فرمایی هست
کس نگفته است در آفاق که در عالم عشق — مثل من عاشق شوریده سودایی هست
کس ندادست نشان در ختن چین و چگل — که بتی چون تو بشیرینی و زیبایی هست

اما ملک غیاث الدین کرت بعد از ملک معز الدین حسین در هرات و غور و سرخس مضافات سلطنت یافت و نیشاپور و طوس و جام را مسخر ساخت و همواره میان او و سربداران سبزوار و امرا جان قربانی جهت حکومت ولایات منازعت بود و در بیشتر اوقات ملک غیاث الدین ظفر یافتی مردی مدمغ و مغرور بوده رعایا از وی شاکی بودند و ظلم کردی و بعضی قانونها که تا این زمان استمرار یافته اند بدعتهای اوست گویند مقتدی الصالحین مولانا زین الملة والدین ابوبکر تایبادی قدس سره در زمان او بوده روزی ملک بدیدن مولانا آمد مولانا با او گفت ای ملکزاده بقدرت رب العالمین تو از آن حقیرتری که بتصور در آوری با وجود حقارت تو ترا بر فوجی بندگان خود مسلط ساخته کبر مکن و انصاف پیش آور و مظلومان بده والا حق تعالی بر آن قادر است که ملک از تو بستاند و بدیگری که بهتر از تو باشد بدهد ملک با مولانا قرار داد که بعد راه عدل گیرد و از ظلم و بدعت بگذرد و بهمان نوع زندگانی میکرد و از ظلم تجاوز نمی نمود جمعی پیش مولانا رفتند که این ملک ظلم از حد گذرانید و ذره ترحم درین مرد موجود نیست. مولانا این رباعی بملک نوشت

افراز ملوک را نشیب است مکن — در هر دلی از تو نهیب است مکن
بر خلق اگر ستم نصیب است مکن — از هر ستمی با تو حسیب است مکن

ملک را این هم موثر نبود و از بدعت و ظلم تبرا ننمود مولانا روزی بحاضران مجلس گفت که ملک را ازین ملک ظالم بگرفتیم و به بهتر از او بخشیدیم و عنقریب امیر کبیر صاحبقران امیر تیمور گورگان انار الله برهانه از آب جیحون عبور نموده و لشکر بهرات کشیده استیصال آل کرت نمود هیچ شک نیست که بر عالم ملک و ملکوت رجال الله را حاکم ساخته اند بدبختی که از نظر کیمیا اثر ایشان افتاد کمر نمی بندد و هر صاحب دولت و نیک بختی که ملحوظ نظر عنایت ایشان شد روزگار دولت

اوبرد وام وخاندان او باکرام میشود حق سبحانہ این خسرو غازی را کہ ناسخ عدل نوشیروان سیرت
پسندیدہ او مقبول اقطاب و اوتاد و زمانست سالہا بر سریر دولت پایندہ دارد۔

آنکہ نابینائے مادر زاد اگر حاضر شود ، در جبین عالم آرایش بہ بیند سروری
ہم بزرگی در حسب ہم کامرانی در نسب ، کو سلیمان تا درانگشتش کند انگشتری

وزوال آن کرت در سنہ احدی وثمانین وسبعمائہ بودہ۔

ذکر ملک الشعرا ناصر بخاری رہ

مرد فاضل و درویش بودہ و شعر او خالی از حالے نیست و بوئے فقر از سخنان او بدل میرسد
ہموارہ سیاحت کردی و در خرقہ درویشان بودی و طاقیہ نمدی و قبائی کتانی داشتی و دیگر از
دنیاوی ہیچ چیز ہمراہ او نبود و این قصیدہ کہ بعضے ابیات آن نوشتہ خواہد شد از اوست

درویش را کہ ملک قناعت مسلم است ، درویش نام دارد و سلطان عالم است
گر قرص گرم مہر برآرد تنور چرخ ، در وقت چاشت سفرہ درویش را کم است
روزی تورا بزہر حوادث کند ہلاک ، گردون حلقہ کردہ کہ چون مار ارقم است
درہم شود ز بہر درم حال آدمے ، آری تمام صورت درہم چو درہم است

حکایت کنند کہ خواجہ ناصر بوقت عزیمت بیت اللہ چون بدار السلام بغداد رسید
آوازہ خواجہ سلمان شنیدہ بود خواست تا اورا دریابد روزے دید کہ خواجہ سلمان در باروے
قلعہ بغداد و آب دجلہ را کہ ہنگام بہار بطریق سیل طغیان بود تفرج میکند و جمعی مستعدان با او
ہمراہ اند ناصر بخواجہ سلمان سلام کرد سلمان پرسید کہ چہ کسے گفت مرد غریب و شاعرم خواجہ
سلمان اورا امتحان کرد و فرمود دجلہ را امسال رفتاری عجب مستانہ است ناصر گفت پائے
در زنجیر و کف بر لب مگر دیوانہ است خواجہ سلمان بر لطافت طبع ناصر آفرین کرد و اورا در
کنار گرفت و نام او پرسید و شہرت درویش ناصر شنیدہ بود و چندگاہ باہم مصاحب بودند
ناصر نیز در حق خواجہ سلمان اعتقادی عظیم داشت و خود را شاگرد خواجہ سلمان مے دانستے
واین غزل از اوست۔

مارا هوس صحبت جان پرور یار است ۔ ورنه غرض از باده نه مستی نه خمار است
آتش نفسان قیمت میخانه شناسند ۔ افسرده دلان را بخرابات چه کار است
در مدرسه کس را نرسد دعوی توحید ۔ منزلگه مردان موحد سر دار است
تسبیح چه کار آید و سجاده چه باشد ۔ بر مرکب بی طاقت روح اینها بار است
ناصر اگر از هجر بنالد عجبی نیست ۔ مهجور ز یار است و پریشان ز دیار است

ولهٔ فی مدح سلطان اویس

شمع ایران گوییمت یا ماه توران خوانمت ۔ قبلهٔ دل دانمت یا کعبهٔ جان خوانمت
خلق ورا آسایشند از حسن رایت لاجرم ۔ رحمت پروردگار و لطف یزدان خوانمت
هیچ عقلی ناگزیر و هیچ جانی دل فریب ۔ خوشتر از جان و جهان آن چیست تا آنت خوانمت
خوانمت فردوس چون از چهرهٔ زیبا نقاب ۔ وز دو لب چون روح بخشی آب حیوان خوانمت
در وفا بنیاد مهر و در صفا فهرست حسن ۔ در مکارم عین لطف و کان احسان خوانمت
رونق میدان رفعت زینت لشکر تویی ۔ شهسوار لشکر و خورشید میدان خوانمت
چون کشی در بزم باده دانمت جمشید وقت ۔ چون کنی بر رخش جولان پور دستان خوانمت
چون بخوبی جمله خوبان بندهٔ حسن تواند ۔ پادشاه دلبران و شاه خوبان خوانمت
از رخ گیتی گشا مهدی عالم دانمت ۔ وز لب معجز نما عیسی مریم خوانمت
چون سلیمان گرچه داری حکم بر دیو و پری ۔ مهد سلیمانی برتبت کی سلیمان خوانمت
سوی خویشم خوان که من خود از تو را عاشقترم ۔ سوی من بخرام تا سرو خرامان خوانمت
گوش کن اشعار ناصر یا ز دان اسرار او ۔ تا میان مردمان شاه سخندان خوانمت

ذکر ملک الکلام امیر یمین الدین طغرائی فریومدی ره

بوستان فضل و فضایل را وجود شریف او شجره ایست که ابن یمین ثمرهٔ اوست مرد اهل دل و نیکوخلق و صاحب فضل بوده و اصل او ترک است بروزگار سلطان محمد خدابنده در قصبه فریومد املاک و اسباب خریده متوطن شده و مولد امیر محمود ابن یمین فریومد بوده و صاحب

سعید خواجه علاء الدین محمد فریومدی که بروزگار سلطان ابوسعید سالها صاحب دیوان خراسان
بود و خواجه محتشم بوده امیر یمین الدین را احترام نگاه بداشتی کردے و میان امیر یمین الدین
و پسرش امیر محمود که مشهور است بابن یمین مشاعره بود و هر دو فاضل و خوشگوی بوده اند و
بعضے از فضلا سخن امیر یمین الدین را تفضیل فرموده اند بر سخن امیر محمود و ظاهر آنکه مکابره است
و امیر یمین الدین با امیر محمود نوشت **رباعی**

دارم ز عتاب فلک بوقلمون — وز گردش روزگار خس پرور دون
چشمی چو کنارهٔ صراحی همه اشک — جانی چو میانهٔ پیاله همه خون

ابن یمین در جواب پدر نوشت۔

دارم ز جفاے فلک آینه گون — پر آه دلے که سنگ ازو گردد خون
روزی بهزار غم بشب مے آرم — تا خود فلک از پرده چه آرد بیرون

و مکاتیب نظم و نثر امیر یمین الدین بفرزندش امیر محمود از روم و خراسان نوشته و جواب
ابن یمین پدر را بشعر بسیار است در تذکره نقل آن نیارد و این قطعه امیر یمین الدین راست۔

بزرگوار خدایا بسوز سینهٔ آنان — که علم و حکمت تورات یادگار دل ایشان
بزاد و راحلهٔ رهروان عالم قربت — که مرغ وهم نزد بال در مراحل ایشان
بعارفان سراپردهٔ سراچهٔ قدرت — که هیچ نفس مقدس نشد مقابل ایشان
به بے نیازی دیوانگان سلسله دارت — که رمز عشق بود نالهٔ سلاسل ایشان
بآب روے جوانان نارسیده بوصلت — که نفس ناطقه لال است در فضایل ایشان
باه و نالهٔ بیچارگان بے سر و پایت — که جز تو کس نبرد پی بحق و باطل ایشان
بشاهدان معانی که چشم گوشه نشینان — نظر نگاه ندارد از شمایل ایشان
بآب دیدهٔ پیران ژنده پوش خرابات — که جز تو نیست کسے زیر ژنده حایل ایشان
بخون پاک شهیدان عشق بیدل و دستت — که هیچ دیده ندیده است دست قاتل ایشان
بآل اطهر بیت آل عبایت — که شد دلیل بزرگان دین شمایل ایشان
بحق تربت پیوستگان عالم پاکت — که جز تو کس نبرد ره بنقش کمال ایشان

کربا دجود نعیمے نعیم ودوزخ باشد رہائی دہ ازان تا شویم واصل ایشان
بزرگوار خدایا بگویم آن کہ مرا تو درین جریدہ مقصود سازداخل ایشان
دلے چو کشتی تن بشکند زموج حوادث رسان تو تختہ جان مرا بساحل ایشان

وفات امیر یمین الدین در شہور سنہ اربع وعشرین وسبعمایہ بودہ است ودر قصبہ فریومد مدفون است واحفاد واعقاب او دران ولایت متوطن اند اما وزیر خیر مکرم خواجہ علاء الدین محمد ابا عن جد از ضیاع وید خراسان است ودر روزگار سلطان ابو سعید خان باستقلال وزیر بودہ امور خراسان سالہا بدو مفوض بودہ ودر قصبہ فریومد شہرستان را او بنا کردہ وعمارت عالی است ودر مشہد مقدس رضویہ انواع عمارات ساختہ وبعد از وفات سلطان ابو سعید خان خواست تا امور خراسان را مضبوط دارد لشکر جمع کردہ سربداران بروخروج کردند ودر شہور سنہ سبع وثلاثین وسبعمایہ از سربداران ہزیمت یافتہ ولشکر سربداران او را در نواحی کہسار استراباد گرفتہ بقتل رسانیدند ❊

ذکر مفخر المتاخرین امیر محمود ابن یمین الدین

وہو محمود ابن یمین الدین فریومدی رہ بیت

چنان بود پدر کش چنین بود فرزند چنین بود عرضی کش چنین بود جوہر

الحق امیر محمود از فضلاء عہد بودہ اخلاقے حمیدہ وسیرتے پسندیدہ داشتہ طبعے ظریف وسخنے دلپذیر دارد وار دہقانے تا ان مال حاصل کردے وفضلا وفقرا را ضیافت کردے واکابر او را حرمتے زیادہ از وصف مے داشتند والیوم در ایران وتوران سخن او را مے خوانند بتخصیص مقطعات او کہ در مجلس سلاطین وحکام وصدور وزراء وفضلا قدرے وقیمتے دارد وما درین کتاب یک قطعہ ودو رباعی ثبت کردیم۔

ایدل آگہ نیستی کز چیست بادو فنا تا کہ انگیزد غبارے چون زمیدان گرد گرد
زاہد خذلان زسہر پر قہر چو نیزران شود ہر کہ دارد بر وطاعت جان ودست بر دبرد
مصیبت نالہ کم کن کہین مشکل ندیدال بدہ راہے برو گرگ وا تشکلے مے کرد گرد
ہر کرا بود اختیار وقت وفرصت فوت کرد چون بر دان ناسپاس بیخرد نامرد مرد

ساقیا درمان ندارد خشک ریش روزگار | باده در ده تا فرو ریزم ز رخسارے درد و درد
دم مزن ابن یمین از دهر کین تا فهم را | بس امیر و پیشوا را استخوانها خورد خرد
خواهی که خدا کار نکو با تو کند | ارواح فلک را همه رو با تو کند
یا هر چه رضای اوست آن پیشه مکن | یا راضی شوی هر آنچه او با تو کند

و امیر محمود مداح جمله سربداران است و در شهور سنه خمس و اربعین و سبعمائة ودیعت حیات بموکلان قضا و قدر سپرد و در وقت وفات این رباعی گفت

منگر که دل ابن یمین پر خون شد | بنگر که ازین سرای فانی چون شد
مصحف بکف و روی بره چشم بدوست | با پیک اجل خنده زنان بیرون شد
زدم از کتم عدم خیمه بصحرای وجود | وز جمادی به نباتی سفری کردم و رفت
بعد از آنم کشش نفس بحیوانی برد | چون رسیدم بوی از وی گذری کردم و رفت
بعد از آن در صدف سینهٔ انسان بصفا | قطرهٔ هستی خود را گهری کردم و رفت
با ملایک پس از آن صومعهٔ قدسی را | گرد برگشتم و نیکو نظری کردم و رفت
بعد از آن ره سوی او بردم چون ابن یمین | همه او گشتم و ترک دگری کردم و رفت

و مرقد منور او بفریومد در صومعهٔ والد او ست در پهلوی پدر رحمهم الله علیهم اما چون مورخان در حالات سربداران خوض نموده اند و فضلا تاریخی در باب احوال ایشان نوشته اند واجب نمود درین تذکره انتخابی از تاریخ ایشان نموده شود چه آن طائفه بوده اند شجاع و مردانه و محتشم و بعد از وفات سلطان ابو سعید خان قریب پنجاه سال در اکثر بلاد خراسان حکومت و سلطنت کرده اند و چون تاریخ سربداران از حوصلهٔ ضبط مورخان بیرون رفته لکن اطنابی درین باب ره خالی از فائده نخواهد بود باید دانست که سربداران چه مردمانند و تسمیهٔ ایشان چیست و چند کس از ایشان حکومت کرده اند اول عبد الرزاق است دویم وجیه الدین مسعود برادر عبد الرزاق سیم شمس الدین فضل الله چهارم خواجه علی شمس الدین پنجم یحیی کرابی ششم ظهیر کرابی هفتم حیدر قصاب هشتم حسن دامغانی نهم علی مؤید. عبد الرزاق اول سربداران بود و او پسر خواجه فضل الله باشتینی است که در اصل از خدام شاه جوین بوده و باشتین قریه ایست از قرای

سبزوار و خواجه فضل الله مردِ محتشم و بزرگ بوده و در املاک و اسباب دنیوی در ناحیه بیهق نظیر نداشته و
و او را سه پسر بوده مهین عبدالرزاق و کهتر وجیه الدین مسعود و بعد از آن شمس الدین و عبدالرزاق
جوانی مردانه و شجاع و تمام قد و نیکو صورت بوده و از سبزوار بملازمت سلطان ابوسعید خان
بآذربایجان رفت و خان چون در او آثار مردانگی و شجاعت فهم کرد او را تربیت کرد و بیساول
ساخت و چندگاه بدین شغل اشتغال داشت خان او را بجهت تحصیل اموال بکرمان فرستاد
چون وجوه تحصیل و وصول یافت باندک فرصتی تمام وجوه را برانداخت و تلف ساخت متردد
و مضطرب می‌بود رجوع بوطن نمود تا املاک پدر را فروخته در باقی دیوان حق نماید در راه خبر وفات
سلطان ابوسعید بدو رسید خرم شد و بنهانی به باشتین درآمد و اقربا را دریافت و آنچه شنیده بود
بازگفت اتباع و اقربای او گله کردند که خواهرزاده علاء الدین محمد فریومدی آمده چند روز است
که درین دیه بیدادی و جور میکند و از ما شراب و شاهد می‌طلبد عبدالرزاق گفت دنیا بهم
برآمده در چنین حالی عار و ننگ روستایی بچه را چرا باید کشید و هم در همان شب بر
سر خواهرزاده علاء الدین محمد رفتند و او را دستگیر کرده بقتل رسانیدند و علی الصباح در بیرون
دیه باشتین دار بر زدند و دستارها و طاقیها بر دار کردند و تیر و سنگ بر او میزدند و خود را سربدار
نام نهادند و هفت صد کس با عبدالرزاق عهد و بیعت کردند این خبر چون بعلاء الدین محمد
رسید خواجه جمال الدین محمد را با یک هزار سوار مسلح فرستاد تا دفع ایشان نماید در ظاهر قریه مغیثه
حرب کردند و لشکر خواجه علاء الدین محمد را شکستند و عبدالرزاق مسعود را گفت که زود باید رفت
تا کار علاء الدین محمد بسازیم و در عقب لشکر شکسته تا فریومد براندند خواجه علاء الدین محمد از ایشان
خبر یافته فرار کرد و با سی صد مرد بجانب استراباد رفت و سربداران در عقب او روانه شدند و
در قریه ولاباد از حدود کوهسار کبود جامه خواجه را گرفتند و بشهادت رسانیدند و کان ذالک
فی شهور سنه سبع و ثلاثین و سبعمائه و بعد از آن اموال و خزائن خواجه علاء الدین محمد را غارت
کردند و بطرف باشتین مراجعت نمودند بالغور عزیمت شهر سبزوار کردند و شهر را فتح کردند و از اتفاقات
حسنه و آثار دولت ایشان بود که دران حین امیر عبدالله مولای دختر خواجه علاء الدین محمد را خواستگاری
می‌نمود و از ترشیز چهل شتر قماش و زر و ابریشم بفریومد میفرستاد و از راه بیابان بقریه ... زمین

اعمال بیهق رسیده بودند که خبر بعبدالرزاق رسید برادر خود مسعود را فرستاد تا آن مال را بالکل تصرف
کردند و قوتی و شوکتی یافتند و اسپان و گله سلطان ابوسعید خان و خواجه علاء الدین محمد
را نیز قریب بسه هزار اسپ که در اولنگ رادکان و سلطان میدان بود عبدالرزاق به خود
رفته آن اسپان را تصرف نمود و بسبزوار آمد و دو هزار پیاده را سوار ساخت و خطبه بنام خود
خوانده و مدت یک سال و دو ماه حکومت کرد و جوین و اسفراین و جاجرم و بیار و مجند را در
تصرف خود آورد اما مرد فاسق بود و بدخو و مردم آزار بود و در ماه صفر سنه ثمان و ثلاثین و سبعمائه
بردست برادرش خواجه وجیه الدین مسعود کشته شده سبب کشتن آن بود که چون عبدالرزاق
حکومت یافت کس پیش خاتون خواجه عبدالحق ابن خواجه علاءالدین هندوی فریومدی
که وزیر خراسان بود فرستاد که او را بنکاح خود درآورد خاتون عار داشت که زن او شود جواب
فرستاد که من بعد از شوهر عهد کرده ام که شوهر نکنم عبدالرزاق این سخن بشنید باز فرستاد که
اگر بخوشی میسر نشود به تحکم این کار خواهم کرد خاتون از نام و ننگ اندیشه کرد و گفت مرا امیر ده
روز مهلت دهد تا کار ساختگی کنم بعد از آن هرچه فرماید حاکم است و بعد از هفته بشب از قلعه
سبزوار بگریخت و عزیمت نیشابور کرد تا خود را پیش امیر ارغون شاه جان قربانی که در آن
روزگار پادشاه نیشاپور و طوس بود برساند امیر عبدالرزاق خواجه مسعود برادر خود را در عقب خاتون
فرستاد تا او را و متعلقان او را بازگرداند مسعود در رباط سنگلیدر باو رسید خاتون جزع و زاری
نمود که ای خواجه تو میدانی که برادرت مرد فاسق و بی اعتبار است و من ضعیفه آدمی زاده
ام خالصاً لله بران مباش که من رسوا شوم و خواجه مسعود مرد متدین و خداترس بود خاتون را
گفت بسلامت برو که مرا با تو کاری نیست و باز گشت عبدالرزاق گفت خاتون را آوردی
گفت بدو نرسیدم عبدالرزاق او را ناسزا گفت که تو مرد نیستی مسعود بجواب گفت ترا مرد و
مسلمان نشاید گفت که بنیاد کار خود بر فساد نهاده عبدالرزاق خواست تا ضربتی بدو زند مسعود
پیش دستی کرده شمشیر کشید و عبدالرزاق خود را از دریچه حصار بخاک ریز قلعه افگند گردنش
خورد شکست و مسعود بر جای او بحکومت نشست و اهالی خراسان و بزرگان این کار از مسعود
پسندیده داشتند و کان ذالک فی شهور سنه ثمان و ثلاثین و سبعمائه۔

جلوس خواجه وجیه الدین مسعود بن فضل الله باشتینی رح

مردی نیکو خلق و شجاع و صاحب دولت بود مرتبهٔ او در درجهٔ اعلیٰ یافت و نیشابور
و جام را مسخر ساخت و ارغون شاه جان قربانی از و منهزم شد و مقصد نظام ترک داشت و دوازده
هزار سپاهی را علوفه داد و با دو هزار مرد در یک روز هفتاد هزار مرد را در نیشابور از لشکر جان قربانی
بشکست و هشت هزار مرد سواره و پیاده را در صباح در قریهٔ پوست فروش که همراه امیر محمد
ترکمان بودند و بیست هزار مرد را نماز پیشین در دیه بقشیان که همراه قرابوقای جان قربانی
بودند بشکست و نماز دیگر همان روز ارغون شاه سی هزار مرد بسر او رسید و در صحرای اردوغوش
او را نیز بزد و از عهد آدم تا زمان او این کار هیچ آفریده نکرده و مورخان نیاورده اند و خواجه مسعود
در آخر مرید شیخ الشیوخ حسن جوری قدس سره شد و باتفاق شیخ قصد طغا تیمور خان کردند و در
لب آب اترک با خان مصاف دادند و خان باوجود آنکه هفتاد هزار مرد داشت و ایشان دوازده
هزار مرد بودند خان را بشکستند و دیگر باتفاق شیخ بقصد ملک حسین کرت لشکر کشیدند و ملک با ایشان
در ولایت زاوه مصاف داد ملک را نیز بشکستند اما خواجه مسعود شخصی را فرمود تا ضربتی بر شیخ حسن
بزد و شیخ کشته شد و شکست ملک حسین معکوس شد و مردم ملک جمع شدند و خواجه مسعود هزیمت
کرده بسبزوار آمد و کان ذلک فی شهور سنه ثلاث و اربعین و سبعمائه و چون اکثر بلاد خراسان بتصرف
خواجه مسعود در آمد قصد فیروزکوه و استندار کرد و آن ولایت را مسخر کرد و بوقت مراجعت ملک
استندار او را بجای تنگ در بیشه و کوه برود یاغی شده شبیخون کرد و لشکر سیاه پوش گرد او در آمدند
و او و اغلب لشکرش در آن حادثه کشته شدند فی اواخر ربیع الاول سنه خمس و اربعین و سبعمائه
حکومت خواجه مسعود هفت سال و چهار ماه بود و وسعت ملک او از جام تا دامغان و از خبوشان
تا ترشیز بود و جماعتی دیگر که از سربداران بعد از و حکومت کرده اند نوکران و نوابان او بوده اند
و صاحبقران سربداران خواجه وجیه الدین مسعود است و بعد او غلام او آقا محمد تیمور دو سال و دو
ماه حکومت کرد و بدست خواجه علی شمس الدین شهید شد و سایر لشکر سربدار در سنه ۷۴۷ کشته شدند
و بعد از آقا محمد تیمور کلو اسفندیار که یکی از نوکران خواجه مسعود بود بمسند حکومت بنشست و یک

سال و یک ماه حکومت نمود و چون مردی ذلیل و دون بوده کار حکومت از وی رونقی نداشت
باز لشکر سربدار به استصواب خواجه علی شمس الدین بروی خروج کردند و در چهاردهم جمادی الآخر سنه
ثمان و اربعین و سبعمائه او را کشتند و میخواستند که خواجه لطف الله بن خواجه مسعود را که او را امیرزاده گفتندی
بر تخت سلطنت نشانند خواجه علی شمس الدین مصلحت ندید که او طفل است و راه و رسم سلطنت
ندارد و نمیداند خواجه شمس الدین بن فضل الله را که عم او بود بنیابت او بکار حکومت نصب کردند
تا وقتیکه لطف الله شایسته حکومت شود و او هفت ماه سلطنت بنیابت کرد و مردی خواجه
وش و رعیت شکل بوده خود را خلع کرد که من بدین کار شایسته نیستم و چهار خروار ابریشم از خزانه برگرفت
و از غوغای سلطنت جان بسلامت بیرون برد و مملکت را بخواجه علی شمس الدین سپرد و کان
ذلک فی ذی الحجه سنه تسع و اربعین و سبعمائه۔

ذکر جلوس خواجه شمس الدین چشتی ره

او مردی دانا و مردانه بود کار سربداران را رواجی داد و با سلطان روزگار طغاتیمور خان
صلح کرد بران جمله که ولایاتی که به تصرف خواجه مسعود بوده بتصرف او باشد هجده هزار مرد را مرسوم
داد و رعیت را مرفه الحال داشتی و بکفایت زندگانی نمودی و با محترفات سبزوار شریک شدی
مرسوم مردم را برات ننوشتی و در مجلس خود نقد شمردی و دادی و امیر سید عزالدین سوغندی
که پدر سید قوام الدین است که سادات ساری و حکام آنجا از نسل وی‌اند بروزگار خواجه علی
شمس الدین پیشوای درویشان حسینه بود و از خواجه علی اندیشناک و متوهم شد و امیر قوام الدین
را همراه داشته بطرف مازندران روانه شد و در راه بجوار رحمت ایزدی انتقال نمود و امیر قوام الدین
بطریقه پدر بطاعت و ریاضت مشغول شد و اهل ساری و مازندران مرید او شدند و سلطنت آن
دیار تا بدین روزگار در تصرف اولاد و اعقاب اوست اما خواجه علی شمس الدین ابواب فساد را
در سبزوار مسدود ساخت و پانصد فاحشه را زنده در چاه انداخت و سیاست او بمرتبه بود که هر کس
از ارباب لشکری طلب کردی وصیت نامه نوشتندی آنگاه نزد او رفتندی و در سبزوار
انبارها ساخت که شتر با بار بر بام او رفتندی و مسجد جامع سبزوار را عمارت کرد و حوضی و

پایابے درمیان مسجد جامع سبزوار ساخت و بعضے مردم سبزوار نسب او را بحجاج بن یوسف ثقفی میرسانند و در جبه خانه او پنج جبه بر روزے مکمل شمارے و بر اکثر بلاد خراسان پنجسال بکسے حکم حکومت باستقلال کردے و چون مرد فحش گوی و بدزبان بود اکابر از و نفور شدند و حیدر قصاب در قلعه سبزوار او را بکشت و در شهور سنه است و خمسین سبعمائه عمر او پنجاه و شش سال بود.

جلوس امیر یحیی کرابی ره

و کراب از قرار بیهق است و خواجه یحیی نوکر خواجه مسعود بوده پیش خواجه مقرب بودے و مردے بزرگ زاده است بعد از خواجه علی شمس الدین بر مسند حکومت قرار یافت و سپهسالاری پهلوان حیدر قصاب داد و در ولایت سربدار بفیروزه و طوس را از تصرف جانی قربانی و امیر علی رمضان بیرون آورد و خرابیهاے که لشکر جانی قربانی در طوس کرده بودند بتلافی آن مشغول شد و قنوات ولایت طوس و مشهد را جاری ساخت و درویشان شیخ حسن را محترم مے داشت و در روزگار او لشکر غازان خان که پادشاه سمرقند بود تا حدود بیهق آمدند و امیر یحیی پذیره شد خواست تا جنگ کند آن لشکر از و متوهم شده با صلح مراجعت نمودند و در اول سلطنت خواجه یحیی با طغا تیمور خان صلح نمود و در ثانی الحال در سلطان دوین استراباد قصد طغا تیمور خان کرد و در رادکان طوس بزرگ طغا تیمور خان را شهید ساخت و این صورت بشرح قبل ازین گذشته و در شهور سنه تسع و خمسین و سبعمائه امیر یحیی کرابی بر دست سقربان و نوکران خود بسعی برادر زن او علاء الدوله شهید شد و چهار سال و هشت ماه از دامغان تا جام بجوز بیست و دو هزار لشکرے داشت مردے نماز گذار و اهل طاعت و تلاوت کلام الله بود اما قتال بے باک بود و گاه گاه خشکی دماغ و جنون او را عارض شدے و بعد از و پهلوان حیدر قصاب و اکابر سربدار برادر خواجه یحیی ظهیر الدین کرابی را در مسند حکومت نشاندند جلوس خواجه ظهیر الدین کرابی و او مردے فقیر مشرب و کم آزار بود و یک سال بنام حکومت موسوم بود و بلهو و لعب نرد مشغول بودے و در زمان او سربداران تنزل یافتند و پهلوان حیدر گفت که مردم از تو نا امید اند خواجه ظهیر گفت که من در اول مے دانستم که این کار را نتوانم [illegible]

کرد بالحاح شما اختیار نمودم اکنون قربة لله دست از من بدار تا بفراغت بدرویشی خود مشغول شوم و خود را از حکومت عزل کرده و کوچ و اطفال خود را از قلعه سفید وند که در شهر سبزوار بقریه کراب برد و دولت خواجه ظهیر در بیست و سیم رجب سنه ستین و سبعمائه بوده است

خوش بخت کسانیکه زبان بشکستند | در بر رخ مردمان نادان بستند
کاغذ بدریدند و قلم بشکستند | وز دست و زبان حرفگیران رستند

جلوس پهلوان حیدر قصاب

او از دیه جشم است و نوکر خواجه علی شمس الدین بود و در روزگار مشار الیه یکی از تربیت یافتگان حیدر بوده و بعد از خواجه علی شمس الدین در میان سربداران حشمتی یافت مردی پهلوان و اهل مروت بوده و سفرهٔ عام داشته مدت یک سال و یک ماه حکومت کرد نصر الله باشتینی در اسفراین بر وی یاغی شد و او پنج هزار مرد بدر قلعهٔ اسفراین آورد و مدت یک ماه حصار را در بندان کرد و بعد از آن روزی پهلوان حسن دامغانی که از بزرگان سربدار بوده و سپهسالار پهلوان حیدر قصاب بوده با محمد جندا با وی و قتلوق بوفا اتفاق کردند و در طهارت گاه پهلوان حیدر را زخم زده شهید کردند و در بیرون حصار شهر سر او را بریدند و پهلوان نصر الله و پهلوان حسن دامغانی هر دو اتابک خواجه لطف الله بودند نقاره بنام امیرزاده لطف الله زدند و سر پهلوان حیدر را بسبزوار فرستادند و کان ذلک فی شهر ربیع الثانی سنه احدی و ستین و سبعمائه

جلوس امیرزاده لطف الله بن مسعود

چون پهلوان حیدر بدر حصار اسفراین کشته شد پهلوان حسن دامغانی و خواجه نصر الله باشتینی که از اکابر و امرای سربدار بودند امیرزاده لطف الله را بر تخت مملکت نشاندند و ارباب و اهالی سبزوار بدین کار شادمانیها نمودند و باستقبال امیرزاده بیرون آمدند که آب رفته باز در جوی آمد و تهنیت ها کردند و نثارها ریختند و چون حکومت او بیک سال و سه ماه رسید میان او و پهلوان حسن دامغانی بر سرکشی گیران سبزوار تعصب و ستیز واو امیرزاده لطف الله

... دشنام داد و پهلوان حسن با او کینه ور شد و در شب بسبزوار رفت و او را
... نقاره بنام خود زد و امیرزاده لطف الله را بند کرده بقلعهٔ دستجردان فرستاد
... انی و شتین و سبحانه او را بقتل رسانیدند۔

جلوس پهلوان حسن دامغانی

مرد پر دل و جوان مرد بوده اما در رائے و تدبیر خطا نمودے و میان او و درویش عزیز مجدی تنازع افتاد لشکر کشید و مشهد مقدس را مسخر ساخت درویش عزیز در آنجا بعبادت مشغول بود او را بگرفت و گفت تو مرد اهل طاعتے از خدا مے ترسم که ترا بکشم برخیز و از ملک من بیرون رو درویش عزیز اجابت کرد و او را دو خروار ابریشم داد و از ملکش اخراج کرد و بطرف اصفهان رفت و در زمان خواجه حسن دامغانی امیر ولی در استراباد استیصال یافته بود و میان او و امیر ولی منازعت افتاد و پهلوان حسن شش هزار سوار مکمل دو اسپه باستراباد برد و امیر ولی با هفت صد سوار لشکر پهلوان حسن را شکست و درین حال خواجه علی مؤید خسرو را که امیر نصر الله کهستانی مے گفتند در دامغان بگرفت و درویش عزیز را که پهلوان حسن او را از خراسان اخراج کرده بود از اصفهان طلب کرد خواجه نصر الله را بطرف کعبه روانه ساخت و فرصت یافته باتفاق درویش عزیز دم سلطنت زدند و مردمی که از جنگ گاه امیر ولی از لشکر پهلوان حسن گریخته بودند بسیارے باوازهٔ خواجه علی مؤید بدامغان رفتند و او را بسبزوار دعوت کردند و او هزار سوار دو اسپه باتفاق درویش عزیز برداشت و عزیمت سبزوار کرد و روز در مغاکی فرود مے آمدند و شب مے راندند و خواجه حسن دامغانی درین حال بعد از هزیمت استراباد بمحاصرهٔ قلعه شقان مشغول بود و خواجه علی مؤید صبحگاہے که دروازهٔ سبزوار کشادند بسبزوار دخول کرد و مردمان مے پنداشتند که پهلوان حسن رسید دعا مے کردند که آفتاب دولت خواجه حسن بکوه پیوسته باد و بابا شمس مسکین مے گفت که حسن بعلی مبدل شد مردم را تحقیق شد که این خواجه علی مؤید است و خواجه نقاره بنام خود زد و خواجه یونس سمنانی را که وزیر پهلوان حسن بود بردار کرد و تعزیت خواجه لطف الله بداشت و کتابت بسرداران سبزوار نوشت که شما بدین دامغانی حرام نمک بد اصل چه مے کنید و از ملازمت او جدا نه اید و اینک خزینه

را قسمت می کنم اگر دیر رسید مفلس خواهید شد باید که سر حسن دامغانی را همراه بیاورید و اگر بدین
جانب میاید که زن و بچه شما در معرض تلف خواهد بود پهلوان حسن در شقان بود که خط خواجه علی موید
بسرداران رسید با حسن خلاف کردند و اورا دست گیر کردند او دانست که کار از دست رفته زاری
می کرد که مرا زنده پیش درویش عزیز برید که بد و نیکوئی کرده ام اورا سخن نگذاشتند و فخر الدین خطاطی
را فرمودند تا اورا گردن زد و سر اورا بسبزوار فرستاد و کان ذلک فی شهور سنه ست و ستین
و سبعمائه و ایام حکومت پهلوان حسن چهار سال و چهار ماه بود و در ایام او طوس از تصرف سربدار
بیرون رفت۔

جلوس خواجه نجم الدین علی موید

مردے سعادت مند و اہل دل بوده و اصیل زاده و از روزگار خواجه مسعود در میان سربدار
صاحب اختیار بوده و بے مشورت او کار بتفصیل نمے رسید و بعد از پهلوان حسن دامغانی بر سریر
حکومت باستقلال متمکن شد و کار را ضبط نمود و رعیت را استمالت داد و در سنه ست و ستین و سبعمائه
بر مسند کامرانی قرار یافت و خطبه و سکه بنام خود فرمود و در روزگار او خلایق آسوده گشتند و از رعایا ده
یک بخش گرفتے و یک دینار دیگر تعرض نرسانیدے که بد خدا است و در زمان سلطنت خود شروع
نمود و پیوسته جامه بے تکلف پوشیدے و در سفره او خاص و عام محظوظ گشتندے و هر سال
نو خانه خود را بتاراج دادے و شبها در محلات بیوه زنان را طعام دادے اول کارے که کرد درویش
عزیز را بکشت و منکر درویشان شیخ حسن شد و مزار شیخ حسن و شیخ خلیفه را مزبله بازار ساخت و در
ممالک سربداریه بیشتر ... و ترشیز و کوهستان و طبس و گیلکی را مسخر ساخت و از دامغان تا سرخس
بحوزه تصرف او در آمد و در دولت خود با حضرت امیر کبیر صاحب قران امیر تیمور گورگان یک
چندے مصادقت کردے و دوستی و محبت نمودے و بکرات اورا با امیر ولی مصاف دست داد و
خصومت ایشان از حد تجاوز کرد و امیر ولی شهر سبزوار را محاصره کرد و خواجه علی موید
استعانت با امیر کبیر تیمور گورگان برد و تا تو نام شخصے را بسمرقند فرستاد پیش امیر صاحب قران و بعد از
چهار ماه صاحب قران اعظم امیر تیمور گورگان لشکر بخراسان کشید و خواجه علی موید تا سرخس

باستقبال امیر تیمور گورگان نموده بنوازش سلطانی مشرف شد و امیر کبیر را از استقبال او با او
مصادقت واقع شد و خواجه علی مملکت خراسان را با امیر تیمور گورگان سپرده خود بملازمت
صاحبقرانی مشغول گشت و حالات خواجه علی مؤید طویل است و درین تذکره ایراد مجموع نمود
حکایت کنند که صاحبقران را با او التفات تمام بودے و یک زمان از صحبت او شکیب نداشتی
و بارها بر زبان مبارک راندی که من بعمر خود مثل این تر و پر قاعده تر از خواجه علی مؤید مردے ندیده ام
و امیر تیمور محمود چندانکه سلطنت خراسان را بدو عرض کرد قبول نکرد و گفت مے خواهم که آخر عمر در
قدم شما بسر برم مدت هفت سال خواجه علی مؤید با صاحبقران مصاحب بود و ملازمت مے نمود
با خواهرزادگان و اقربا و سلطنت خواجه علی مؤید از ولایت نسا تا ولایت تون و قاین و از سر جام
تا دامغان هجده سال بود و هفتاد و سه سال عمر یافت و در مصاحبت صاحبقران اعظم امیر تیمور
گورگان انار الله برهانه و در ولایت جیزه که من اعمال خوزستان است در شهور سنه ثمان
و ثمانین و سبعمائه بسعادت شهادت مشرف شد و نعش او را بسبزوار آوردند و از توهم در دیشان
شیخ حسن او را مخفی دفن کردند و بعضے گویند در گنبد امام زاده خسروجرد است و بعضے گویند که در
قدمگاه امام حسن ماه روئے که در سوق شهر سبزوار واقع است مدفون است و بعضی در تاریخ وفات
خواجه علی مؤید این بیت گفته است

بزوال محمدؐ چو نهی یک نقطه
تاریخ وفات نجم دین خواجه علیست

و بعد از خواجه علی مؤید از سربداران سلطنت منتقل شد و خراسان با ممالک سلطان صاحب
قران امیر تیمور گورگان منضم شد۔

ذکر املح الظرفا و زبدة الفضلا عبید زاکانی رہ

مرد خوش طبع و اهل فضل بوده هر چند فاضلان او را از جمله هزالان مے دارند اما در فنون
و علوم صاحب وقوف است و در روزگار شاه ابو اسحق در شیراز بتحصیل علوم مشغول بوده
گویند نسخه در علم معانی تصنیف نموده بنام شاه ابو اسحق و میخواست که آن نسخه را بعرض شاه رساند
گفتند که مسخره آمده است و شاه بدو مشغول است عبید تعجب نمود و گفت هرگاه تقرب سلطان

بمسخرگی میسر گردد و هزالان مقبول و عملا و فضلا محجوب و منکوب باشند چرا باید که کسی رنج تکرار پردازد و بیهوده دماغ لطیف را بدود چراغ مدرسه کثیف سازد و بمجلس شاه ابو اسحق تا رفته مترنم این رباعی گشته.

در علم و هنر مشو چو من صاحب فن — تا نزد عزیزان نشوی خوار چو من
خواهی که شوی قبول ارباب زمن — کنگ آور و کنگری کن و کنگره زن

و عزیزی او را ملامت کرد که از علم و فضایل اجتناب با وجود فضیلت و هنر که تراست بخسایس مشغول بودن از طریق عقل بعید می نماید عبید این قطعه بر خواند

ای خواجه مکن تا بتوانی طلب علم — کاندر طلب راتب هر روزه بمانی
رو مسخرگی پیشه کن و مطربی آموز — تا داد خود از کهتر و مهتر بستانی

و هزلیات و مطایبات و ابیات خواجه عبید و رسایل که درین باب تالیف نموده شهرتی عظیم دارد و ایراد این نوع کلام درین کتاب پسندیده نباشد حکایت کنند که جهان خاتون نام ظریفه و مستعده روزگار و جمیله و هر دو شهره شهر بوده و اشعار دلپذیر دارد و این مطلع در توحید او راست

مصوریست که صورت ز آب میسازد — ز ذره ذره خاک آفتاب می سازد

و جهان خاتون را با عبید مشاعره و مناظره است و عبید در حق جهان خاتون گوید

گر غزلهای جهان روزی بهندستان رفته — روح خسرو با حسن گوید که این کس گفته است

گویند که خواجه امین الدین که در عهد شاه ابو اسحق وزیری با قدر و منزلت بوده جهان خاتون را بنکاح خود آورد و خواجه عبید درین باب میگوید.

وزیرا جهان قحبه بی وفاست — ترا زین چنین قحبه ننگ نیست
برو کس فراخی دگر را بخواه — خدای جهان را جهان تنگ نیست

و خواجه سلمان در حق عبید این قطعه گوید

جهنمی و هجاگو عبید زاکانی — مقرر است به بیدولتی و بیدینی
اگرچه نیست ز قزوین و روستازاده است — ولیک میشود اندر حدیث قزوینی

و زاکان از اعمال قزوین است حکایت کنند که خواجه سلمان نویسنده در سفر محتشم وار برکنار

آبی فرود آمده بود عبید زاکانی پیاده بدان مجلس رسید سلمان گفت که ای برادر از کجا میرسی گفت
از قزوین گفت از اشعار سلمان یاد داری گفت یک دو بیت یاد دارم گفت بخوان این دو
بیت را برخواند عبید

من خراباتیم و باده پرست — در خرابات مغان عاشق و مست
می کشندم چو سبو دوش بدوش — می برندم چو قدح دست بدست

این دو بیت برخواند و گفت خواجه سلمان مرد بزرگ و فاضل است این نوع شعر را
گمان نیست که بدو نسبت توان داد و غالب ظن من آن است که این شعر را زن خواجه سلمان گفته
باشد چه این نوع سخن بدو نسبت کردن اولی است خواجه سلمان بهم برآمد و از روی فراست
دریافت که این مرد نیست مگر عبید زاکانی و سوگندش داد او اقرار کرد که من عبیدم با خواجه سلمان
عتاب کرد که تا دیده هجو کردن عیب فضلاست و من عزیمت بغداد خاص بجهت تو کرده بودم
تا ترا سزا دهم بخت مساعدت تو شد که از زبان من ایمن گشتی خواجه سلمان عبید را عذرخواهی
نموده سوار ساخت و نقد و لباس بدو بخشید و بعد الیوم با یکدیگر مصاحبت نمودند و همواره
خواجه سلمان از زبان عبید هراسان بود و او را مراعات کردی و در گرفتاری قرض خواهان
گوید این غزل

مردم بعیش خوشدل و من مبتلای قرض — هر کس بعیش مشغلی و من در بلای قرض
قرض خدای و قرض خلایق بگردنم — آیا ادای قرض کنم یا ادای قرض
در کوچه قرض دارم و اندر محله قرض — در شهر قرض دارم و اندر سرای قرض
غرقه کنم بقلزم و نیل وجود خویش — گر بشنوم ز هند بشهری سرای قرض
شعرم چو ابر رحمت گدایان بباد رفت — از بسکه خواستم ز در هر گدای قرض
گر خواجه تربیت نکند مر عبید را — مسکین چگونه باز رهد از بلای قرض

بجلال و قدر ذو الجلال و کفی بالله شهیدا که از روزگار عبید گذشته این وضعی
چون این مظلوم که مؤلف این تذکره است هیچکس را در نیافته از یکطرف بفلاکت رفیقی مبتلا
است و طرفی دیگر از تجرم قرض خواهان در بلاست عبید ازین عهد سبکسارتر بود چه اگر قرض داشت

محصل نداشت اگر چه از دستش خریدند بهزل مشغول مے بود و از سفره بزرگان نانے مے ربود این دعاگو که از آغاز تا تشیر صبح سعادت این خانواده دولت را بنده زاده بوده باشد و اجداد این مستمند درین دولت جان سپاری و نیکو بندگی کرده باشند الیوم بدولت خاک شوی لب نانے حاصل سازد و محصلان شدید و ظلم داران پلید این لقمه را از دو دربایند و این بنده ملک پدری و موروثی روز بروز لعقر و شد و از در خانها ـ ئے بدگمانان قرض کند و از نهیب محصل روز چون خفاش در سوراخی شود و شب بدر خانهاے علمداران داد خواهی نماید لیکن اگر وقوف یابند ارباب حکم و فرمان این مذلت در حق این خاکسار نپسندند و عجیب راست۔

رسد به پستی رویت جمال مه به کمال ‏ ‏ برد نکهت مویت صبا خبر بشمال
زند به تیر نظر غمزه ات نشانه مهر ‏ ‏ کشد بگوشه چشم ابرویت کمان هلال
توئی که آب حیات از لبت بود سایل ‏ ‏ خوشا کسی که کند با لبت جواب سوال
کسے که دید بدندان کام آن لب لعل ‏ ‏ که شد زبان زده در سر دهن بسان خلال
صبا به پستی زلفت نهاد در دم صبح ‏ ‏ هزار سلسله بر دست و پاے آب زلال
فگند در پس هر هفت پرده هر دم چشم ‏ ‏ با انتظار تو پیوسته جاے خواب و خیال
حرام گشت بشیراز عبید در عشقت ‏ ‏ بشاعران تخیل نماے سحر حلال

اما شاه ابو اسحق پیشتر از خروج آل مظفر حاکم شیراز و فارس بود و پادشاہے مستعد و شاعر بوده و هنرمندان را تربیت کردے و فضلا و شعرا را مکرم و موقر داشتی و از نبیره محمد شاه انجو است که در عهد غازان خان او را بحکومت فارس فرستاده بود و شاه ابو اسحق پادشاه نیکو اخلاق و پاکیزه سیرت بوده است و اما همواره بعیش و لهو و طرب مشغول بودی و بضبط امور پادشاہے نپرداختے محمد مظفر بر و خروج کرد و او را و خاندان او را مستاصل ساخت حکایت کنند که محمد مظفر از یزد لشکر کشید و بشیراز بقصد ابو اسحق آمد و او بعیش و لهو مشغول بود چندانکه امرا او را گفتندے اینک خصم رسید تغافل کردی تا حدے که گفت هر کس این نوع که در مجلس من سخن کند او را سیاست کنم هیچ آفریده خبر دشمن بدو نمے رسانید تا محمد مظفر بدر شیراز نزول کرد این هم را بدو نمے گفت امین الدین جهرمی که ندیم و مقرب شاه بود روزے شاه را گفت به خبر پیدا

برباام تماشای بهار و تفرج شگوفه زارها نمایم که عالم رشک بهشت برین و زمین غیرت کارگاه چین شده و شاه را بدین بهانه برباام کوشک برد شاه دید در پای لشکر در بیرون شهر مواجهت پرسید که این چه می شود وزیر گفت لشکر محمد مظفر است شاه تبسمی کرد که عجب ابله مردکی است محمد مظفر که در چنین نوبهاری خود را و ما را از عیش دور میگرداند و این بیت از شاهنامه برخواند و از بام فرود آمد **بیت**

بیا تا یک امشب تماشا کنیم　　چو فردا رسد فکر فردا کنیم

فضلا این غفلت از و پسندیده نداشتند و عنقریب ملک از دست دشمن منتقل شد و او بردست سلاطین آل مظفر هلاک شد و کان ذلک فی شهور سنه سبع و اربعین و سبعمائه و این بیت درین حال مناسب است **بیت**

بسی شاه غافل ببازی نشست　　که دولت ببازی برفتش ز دست

و رعایای پارس را با وی در دولت او وقت خوش بود و بعد از شاه ابو اسحق مردم فارس بدحال شدند و تاسف روزگار او میخوردند و خواجه حافظ شیرازی گوید

بعهد سلطنت شاه شیخ ابو اسحق　　به پنج شخص عجب ملک فارس بود آباد
نخست پادشهی همچو او ولایت بخش　　که گوی عدل ربود و لوای بخشش داد
دوم بقیه ابدال شیخ امین الدین　　که بود داخل اقطاب و مجمع اوتاد
سوم چو قاضی عادل اصیل ملت و دین　　که قاضیی به از و آسمان ندارد یاد
دگر چو قاضی فاضل عضد که در تصنیف　　بنای شرح مواقف بنام شاه نهاد
دگر کریم چو حاجی قوام دریادل　　که او بجود چو حاتم همی صلا درداد
نظیر خویش نه بگذاشتند و بگذشتند　　خدای عز و جل جمله را بیامرزاد

ذکر سید فاضل جلال الدین عضد

سید صحیح النسب است و فاضل و شریف الحسب و اصل او از دار العباد یزد بوده و پدر او سید عضد بروزگار محمد مظفر وزیر بود و حکایت کنند که روزی محمد مظفر بمکتب در آمد دید

که سیدزاده بکتابت مشغول است پرسید که این کودک پسر کیست گفتند پسر عضد است و بدید که حال
اکمال وارد و فراستی زیبا و کلامی موزون معلم را پرسید که در مکتب خانه کدام کودک بهتر مینویسد
مولانا گفت هرکدام که قلم بهتر تراشد گفت که قلم بهتر تراشد گفت آنکه قلمتراش تیز دارد گفت
قلمتراش تیزتر کراست مولانا گفت هرکدام را پدر منعم تر و مشغول تر است گفت کدام را پدر منعم تر
باشد معلم گفت آنکه پدرش وزیر سلطان باشد محمد مظفر بر وقت ذهن استاد آفرین کرده و سید
جلال را طلب فرمود و گفت بنویس تا خط ترا تماشا کنم سید بدیهه این قطعه را نظم کرده بدست
سید مظفر داد و قطعه این است

چار چیز است که در سنگ اگر جمع شود — لعل و یاقوت شود سنگ بدان خارائی
پاکی طینت و اصل گهر و استعداد — تربیت کردن مهر از فلک مینائی
با من این هر صفت هست ولی میباید — تربیت از تو که خورشید جهان آرائی

محمد مظفر در حسن خط و زیبائی شعر و قابلیت سید حیران ماند و عضد را گفت این پسر صاحب
فضل است و مرا آرزو که او را ملازمت فرمایم اما چون ساده رویست از زبان مردم اندیشناکم
در تربیت او تقصیر مکن و ده هزار درم بسید جلال بخشید که این مال را صرف مردم اهل کن و در
کسب فضایل اهمال مکن و سید جلال بعد ازان انواع فضایل حیازه کرده در شعر و شاعری
سرآمد روزگار خود بوده و سلطان سعید بایسنغر را التفات بدیوان جلال زیاده ازان بوده
که شرح توان کرد و شعر او را بر شعر اقران او فضل دادی و سید زاده مدح آل مظفر قصاید است
که ترجیع هفت رنگ میگوید و فضلا مسلم میدارند و مطلع آن قصیده این است

باز از شگوفه گشت فضای چمن سفید — و اطراف دشت گشت ز برگ سمن سفید
در جنب رنگ ژاله و سرخی لاله هست — در معدن سیاه و عقیق یمن سفید

و این غزل هم او راست

عاشقان اول قدم بر هر دو عالم میزنند — بعد ازان در کوی عشق از عاشقی دم میزنند
چهره نوشان بلا را شادمانی در غم است — شادمانان آن دلی که در پی سکه غم میزنند
تا بر آمد از گدائی کام ما در کوی دوست — کوس سلطانی ما بر هر دو عالم میزنند

از خیالات رخش تسکین همی یابد دلم | حوریان قدس آبی بر جهنم میزنند
عقل کل با عشق میگوید که بر من رحم کن | زورمندان پنجه با افتادگان کم میزنند
خیل مژگانت دو صف آراسته رشک بهم | ریزش خون میشود هر دم که برهم میزنند
ساکنان آستان عشق مانند هلال | از فراغت پشت پا بر ملک جم میزنند

ذکر مولانا حسن کاشی ره

از جمله مادحان حضرت شاه ولایت پناه امیر المؤمنین و امام المتقین و یعسوب المسلمین اسد الله الغالب ابی الحسن علی بن ابی طالب ع هیچکس بمتانت و لطافت او سخن نگفته است مرد فاضل و دانشمند بوده اصل او از کاشان است اما در خطه آمل متولد شده و آن جا نشو و نما یافته چنانچه میگوید

رها کاشی اگر در خطه آمل بود | لیک از جد و پدر نسبت بکاشان میبرد

گویند مولانا حسن بعد از زیارت کعبه معظمه شرفها الله تعالی و حرم حضرت رسالت ص بعزم زیارت حضرت امیر المؤمنین ع بدیار عراق عرب افتاد و بعتبه بوسی آن آستان شریف مشرف شده و این منقبت در روضه مطهره خواند

ای زبده آفرینش و پیشوای اهل دین | وی زعزت تاج بازوی تو روح الامین

و در آن شب حضرت شاه ولایت پناه را بخواب دید که عذرخواهی میکند که ای کاشی از راه دور و دراز آمده و ترا دو حق است بر ما یکی حق مهمانی و یکی حق شعر اکنون باید به بصره روی و آنجا بازرگانیست که او را مسعود بن افلح گویند از ما سلامش برسان و بگوی که در سفر بحر عمان درین سال کشتی تو خواست غرق شود و یک هزار دینار برما نذر کردی و ما دعا کردیم و کشتی ترا بسلامت بساحل رسانیدیم اکنون از عهده بیرون آی و از خواجه بازرگان زر بستان کاشی به بصره آمد و آن خواجه را پیدا ساخت و پیغام امیر المؤمنین ع ببازرگان رسانید بازرگان از شادی بشکفت و سوگند خورد که من این حال بهیچکس نگفته ام و فی الحال زر را تسلیم کرد و خلعتی بر آن افزود و بشکرانه آنکه فرموده شاه ولایت شده و عزت مستوفا جهت صلحا و فقرا سه شهر یاد و مولانا حسن

در عهد شباب مردی نیکو سیرت و خدا ترس و متقی بوده و غیر از مناقب ائمه نگفتی و بمدح ملوک اشتغال نکردی و قصاید او در مناقب شهرتے دارد و وفات مولانا حسن معلوم نشود که در چه تاریخ بوده و الله اعلم مدفن او در سلطانیه عراق است و در عهد سلطان محمد خدا بنده و اما شهر آمل از جمله بلاد قدیم است و بنائے آن گویند جمشید کرده و بعضے گویند فریدون ساخته حالیا چهار فرسنگ علامت شهریت آن محسوس میشود و در هر جائے زمین را بکاوند خشت پخته و سنگ ریخته ظاهر مے شود و چهار گنبد است دران شهر که مقبره فریدون و اولاد او دران جاست فی کل حال از روزگار فریدون تا زمان بهرام گور تخت گاه ربع مسکون آمل بوده و در کتاب ممالک و مسالک علی بن عیسی کحال این چنین آورده است۔

ذکر مولانا جلال الدین طبیب

مردے اهل بوده بروزگار آل مظفر در فارس طبیب و حکیم بوده با وجود حکمت و طبابت شعر هم میگفت و علم شعر نیک مے دانسته و داستان گل و نوروز او نظم کرده در شهور سنه اربع و ثلاثین و سبعمائه و آن کتاب شهرتے عظیم دارد و در میان مبتدیان و جوانان متداول است هر چند مثنوی آن خالی از قصوری نیست اما روان و صاف است چنین گویند مولانا یحیی نیشاپوری در یک ماه بیست نسخه گل و نوروز نوشته از قدرت بر کتابت او تعجب است گویند مولانا جلال حقه مفرح از جهت شاه شجاع آورد و خواص آنرا درین قطعه نظم کرده نزد شاه شجاع عرض کرده۔

جلال ساخته است این مفرح دل خواه برسم پیشکش آورده نزد حضرت شاه
بدن قوی کند و طبع شاد و فکرت تیز حدیث نرم زبان جاری و سخن کوتاه
شود بدیل مے ناب و مفرح طبع شود بجائے سقنقور در مهیج باه
دگر تناول او در شب اتفاق افتد منش غذا طلبد هم ز بامداد پگاه
جوان کند و پیری بدل کند بشباب موافق بدن است او چه روح بے اشتباه

شاه شجاع مولانا را از جهت این ترکیب و این نظم تحسین بلیغ فرموده و گفت اے مولانا

همه آنکه گفتی به سبحان است اما مشکل که پیرِ بیجوانی بدل گردد که کافور جای مشک گرفته و زاغ جای لسغون نشسته آب جوانی از جوئی دیگر است و درد پیری از خمخانهٔ دیگر و این غزل او راست

ازین دیار برفتیم و خوش دیاری بود بآب دیده بشستیم اگر غباری بود
ز آستان شریفت اگر فتادم دور گمان مبر که درین کارم اختیاری بود
دلا بهجر بساز و بسوز با خواری که وصل یار عجب روز و روزگاری بود
اگر بدولت وصلت نمیرسید گدا نشست و خواست تحمل سگانت یاری بود
جلال رفت و ترا بعد ازین شود معلوم که این شکستهٔ مسکین چگونه یاری بود

اما ابوالفوارس شاه شجاع چراغ دودمان آل مظفر بود و در علم و مراتب و فضایل یگانهٔ روزگار است بعد از محمد مظفر در عراق عجم و فارس و کرمان سلطنتی باستقلال یافت عالم پرور شاعر نواز بود و علما و فضلا در علوم بنام او تصانیف مرغوب پرداخته اند و مردی اهل فضل بوده گویند پیش مولانا قطب الدین رازی شرح مطالع کردی و با وجود فضیلت مهابتی عظیم داشتی چنانکه ملوک اطراف از و اندیشناک بودند و بعد از روزگار پدرش میان او و برادرش شاه محمود جهت مملکت تنازع بود و در اثنای خصومت محمود متوفی شد شاه شجاع مناسب این واقعه میگوید رباعی

محمود برادرم شه شیر کمین می کرد خصومت از پی تاج و نگین
کردیم دو بخش تا بیاساید خلق او زیر زمین گرفت و من روی زمین

سلطان اویس جلایر را در جواب گوید

ای شاه شجاع ملت و دولت و دین خود را بجهان وارث محمود مبین
در روی زمین اگرچه هستی دو سه روز بالله که بهم رسید در زیر زمین

و شاه شجاع را با سلطان اویس دیگر باره مکاتبات است و این قطعه شاه شجاع بسلطان اویس فرستاد

ابوالفوارس دوران منم شجاع زمان که نعل مرکب من تاج قیصرست و قباد
منم که نوبت آوازهٔ صلابت من چو صیت همتم اندر بسیط غال افتاد
چو مهر تیغ گذارد چو صبح عالمگیر چو عقل راه نمای و چو شرع نیک افتاد
کمال دولتم از حیلهٔ کسان ایمن بنای همتم از سنت خسیس آزاد

نبرده عجز بدرگاه هیچ مخلوقی — که بر بنای تمکن نهاده ام بنیاد
بهیچ کار جهان روی دل نیاوردم — که آسمان در دولت بروی من بگشاد
تو رسم و خوی پدر گیر ای برادر من — که شوهریت نیاید ز دختر دلشاد
مکن مکن که پشیمان شوی در آخر کار — ز کرده پیرزن و لشکر بغداد
برو تو جان پدر همچو من بهر وی کوش — که خواهریت نیاید ز مادر دلشاد

و در جواب سلطان اویس گوید۔

ایا شهی که باوصاف فضل موصوفی — شهنشهی چو تو از ما در زمانه نزاد
ز فاضلان و بزرگان و هم ز دانایان — کسی بمدح و بزرگی خود زبان نگشاد
بخوانده ام فراوان درین مختصر عمر — کتاب نظم و تواریخ نثر بر استاد
نخوانده ام نه شنیده ام نه دیده ام هرگز — کسی که چشم پدر کور کرد و مادر گاد
صبا ز خطهٔ شیراز یکره دگر — همی سفر کن و بگذر بجانب بغداد
ببارگاه رفیع خلیفهٔ ایام — بنای خطبهٔ شاهان اویس بن دلشاد
سلام من برسان و بگوی بسیارش — که چشم بد بجمال جلال تو مرساد
مرا تو طعنه مزن زانکه در زمان شباب — جرمی بخطائی نه باختیار افتاد
دگر چنانکه درآری مرا و طعنه زنی — بجای نقض که مرا تاج و تخت شاهی داد
چنانکه زور بکار دم ز نسی پدر آمن — اگر بدست من افتی ترا بخواهم کاد

شاه شجاع بعد از چهارده سال که بکامرانی و استقلال سلطنت کرد بحسرت تمام در روزگار شباب و ایام فضل و اکتساب جهان بی سامان را وداع فرمود روزگار تا سر بجوانی و کامرانی او نبخشود و شجاع بود اما نه با سوار اجل در برابر آمد نه بحکم ازل سر بتافت

دردیست اجل که نیست درمان او را — بر شاه و گدا است حکم و فرمان او را
شاهی که بحکم دوش کرمان میخورد — امروز همی خورند کرمان او را

وفات شاه شجاع در شهور سنهٔ ست و ثمانین و سبعمایه بوده در وقت رحلت مکتوب بحضرت صاحبقران اعظم امیر تیمور انار الله برهانه نوشته و فرزندان و عشایر خود را سفارش نموده و سواد آن مکتوب مولانا فاضل کامل

محقق شرف الدین علی یزدی نور الله مرقده در ظفرنامه بایراد مبسوط انشای آن مکتوب بر فضیلت شاه شجاع شاهد است

ذکر ملک الفضلا خواجه حافظ شیرازی علیه الرحمة

نادره زمان و اعجوبه دوران بوده و سخن او را حالتی است که در حوصله طاقت بشری در نیاید همانا واردات غیب است و از مشرب فقر چاشنی دارد و اکابر او را لسان الغیب نام کرده اند سخن او بی تکلف است و ساده اما در حقایق و معارف داد معانی داده فضل و کمال وی بی نهایت است و شاعری دون مراتب اوست و در علم بی نظیر و در علوم ظاهر و باطن مشار الیه است گنجور حقایق الاسرار سید قاسم انوار معتقد حافظ بودی و دیوان حافظ پیش و علی الدوام خواندی و بزرگان و محققان را سخن حافظ ارادتی مالا کلام است و القاب و نام خواجه حافظ شمس الدین محمد است در روزگار دولت آل مظفر در ملک فارس در شیراز مشار الیه بوده اما از غایت زهد بدنیا و دنیاوی سر فرو نیاورده و بی تکلفانه معاش کرده چنانکه گوید بیت

سر مست با قبای زرافشان چو بگذری	یک بوسه نذر حافظ پشمینه پوش کن

و همواره خواجه حافظ بدرویشان و عارفان صحبت داشتی و احیاناً بصحبت حکام و صدور رسیدی با وجود فضیلت با جوانان مستعد اختلاط کردی و همه کس خوش بر آمدی و او را باصناف سخنوری التفاتی نیست الا غزلیات و بعد از وفات خواجه مصاحبان و اشعار او را مدون ساخته اند و در تتبع کردن سه غزل از دیوان حافظ را اختیار کرده و ثبت شد

ساقی بیا که شد قدح باده پر ز می	طامات تا بچند و خرافات تا بکی
بگذر ز کبر و ناز که دیده است روزگار	چین قبای قیصر و طرف کلاه کی
باد صبا ز عهد صبی یاد می دهد	جان داروئی که غم ببرد در ده ای صبی
بر مکر و مهر و عشوه او اعتماد نیست	ای وای بر کسی که شد ایمن ز مکر وی
در ده بنام حاتم طی جام یک منی	تا نامه سیاه بخیلان کنیم طی
اسباب روزگار بهی ساز در گرو	از مرد راه باز نماند است هیچ شی
حافظ کلام فارسی تو رسیده است	از ملک مصر و شام بسر حد روم و ری
دو یار زیرک و از باده کهن دو منی	فراغتی و کتابی و گوشه چمنی

من این مکان بدنیا و آخرت ندهم | اگرچه در پیم افتند خلق انجمنی
هرانکه کنج قناعت بگنج دنیا داد | فروخت یوسف مصری بکمترین ثمنی
بروز حادثهٔ غم با شراب باید گفت | که اعتماد بکس نیست در چنین زمنی
ز تند باد حوادث نمی توان دیدن | درین چمن که گلی بوده است یا سمنی
بیا که نحست این کارخانه کم نشود | بزهد همچو توئی یا بفسق همچو منی
بصبر کوش تو ای دل که حق رها نکند | چنین عزیز نگینی بدست اهرمنی
مزاج دهر تبه شد درین بلا حافظ | کجاست فکر حکیمی و رائے برهمنی

حکایت کنند که سلطان احمد بغدادی را اعتقادی عظیم در حق خواجه حافظ بود و چندانکه حافظ را طلب داشتی و تفقد و رعایت کردے حافظ از فارس به بغداد رغبت نکردی و بخشک پاره در وطن مالوف قناعت کردی و از شهر و شهرهائے غریب فراغت داشتی و این غزل در مدح سلطان احمد بدار السلام بغداد فرستاده۔

احمد الله علی معدلة السلطانی | احمد شیخ اویس حسن ایلخانی
خان بن خان شهنشاه شهنشاه نژاد | آنکه مے زیبد اگر جان جهانش خوانی
ماه اگر با تو برآید بدو نیمش بزنند | معجز احمدی و عاطفت سبحانی
نسب فضل و محبت همه در حق تو اله | چشم بد دور که هم جانی و هم جانانی
از گل فارسیم غنچهٔ عیشے نشگفت | حبذا دجلهٔ بغداد و مے ریحانی
بر شکن کاکل ترکانه که در طالع تست | دولت خسروی و منصب چنگیز خانی

ز خواجه حافظ بذله و لطیفه بسیار گفتنی و لطایف او منقول است واجب نمود از لطایف خواجه حافظ چیزے درین تذکره نوشتن حکایت کنند که چون صاحب قران اعظم امیر تیمور گورگان انار الله برهانه فارس را مسخر ساخت و در سنه ۷۹۵ شاه منصور را بقتل رسانید حافظ در حیات بود فرستاد او را طلب کرد چون حاضر شد گفت من بضرب شمشیر آبدار اکثر ربع مسکون را مسخر ساخته ام و هزاران جائے در ولایت ویران کرده ام تا سمرقند و بخارا را که وطن مالوف و تخت گاه من است آبادان سازم تو هر دو را بیک خال هندو سمرقند و بخارا را بخشی و درین

بیت کہ گفتہ

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را   بخال ہندویش بخشم سمرقند و بخارا را

حافظ زمین بوسید گفت اے سلطان عالم ازین نوع بخشندگی است کہ بدین روز
افتادہ ام حضرت صاحبقران را این لطیفہ خوش آمد پسند فتادہ و با او عتابے نکرد بلکہ او را عنایتے
فرمود حکایت کنند کہ سلطان السلاطین احمد بغداد با عدل و داد خلف صدق سلطان اویس
جلائر است بعد از پدر در دار السلام بغداد بر مسند پدر برقرار یافت و ملک را از تصرف برادرش
سلطان حسین بیرون آورد و آذربائیجان را تصرف کرد و شوکتے زیادہ از وصف یافتہ حکم او
تا سرحد روم رفتے پادشاہ ہنرمند و ہنرور پرور بود اشعار فارسی و غزل نیکو میگوید و در انواع
ہنر چون تصویر و تذہیب و قوالی و سہامی و خاتم بندی و غیر ذالک استاد بودے و بشش
قلم خط نوشتی و این مطلع او راست۔

چندانکہ می بینم ترا میلم زیادت میشود   شامم ز شوق روی تو صبح سعادت میشود

و در علم موسیقی و ادوار صاحب فن است چندین نسخہ درین علم تصنیف اوست و خواجہ
عبد القادر ملازم او بودہ گویند شاگرد او است و درین روزگار درمیان مطربان و مغنیان اکثر
تصانیف او متداول است و باوجود چندین فضایل مرد قتال و نااعتماد بودہ افیون خوردے
و گاہ گاہ دماغ او خشکی کردے و بے جنایت مردمان اصیل را خوار کردی و بادنک بہانہ استیصال
مردم نمودے لاجرم رعیت و لشکرے از و نفور گشتند و امرا و سرداران او پیاپی مکاتیب بصاحب
قران اعظم امیر تیمور گورگان نوشتندی تا در حدود سنہ احدی و تسعین و سبعمائہ صاحبقران
بقمع سلطان احمد لشکر بدیار بغداد کشید و قبل از وصول حضرت صاحب قرانی سلطان این
قطعہ فرستادہ

گردن چرا نہیم جفائے زمانہ را   زحمت چرا کشیم بہر کار مختصر
دریا و کوہ را بگذاریم و بگذریم   سیمرغ وار زیر پر آریم خشک و تر
یا بر مراد بر سر گردون نہیم پائے   یا مرد وار در سر ہمت کنیم سر

صاحبقران چون مضمون این قطعہ معلوم کرد تاسف خورد کہ کاشکے من نظم توانستمی گفت

تا جواب شافی نظم کردمی اما میشاید که از فرزندان و احفاد من کسی باشد که جواب سلطان احمد بغدادی
بگوید رقم بنام امیرزاده میرانشاه زدند و نیز گویند که خلیل سلطان بهادر جواب این منوال پیش سلطان احمد و بنا

گردن بنه جفای زمانه را سر مپیچ — کار بزرگ را نتوان گفت مختصر

سیمرغ وار از چه کنی قصد کوه قاف — چون صعوه خورد باش فرو ریز بال و پر

بیرون کن از دماغ خیال محال را — تا در سر سرت نرود صد هزار سر

چون سلطان احمد این رقعه را مطالعه کرد دانست که در جنب کوه لشکر صاحبقران لشکر
او کاهی است و در پیش صرصر اقبال تیموری پشه بلیش نیست الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین
اختیار کرده بغداد را وداع گفته بروم رفت و ممالک دار السلام بتصرف صاحبقران افتاد
و حکومت بغداد را امیر کبیر بخواجه مسعود سربدار که خواهر زاده علی موید است
قرار داد و خواجه علی طوسی را بضبط اموال بغداد نصب فرمود و خود بطالع سعد مراجعت فرمود
و بعد از مراجعت صاحبقرانی باز سلطان احمد از قیصر روم امداد ستانده بطرف بغداد حرکت نمود
و خواجه مسعود را قوت مقاومت او نبود بغداد را بوی گذاشت و در وقتی که صاحبقرانی
را با تقتمش خان که ملک دشت قپچاق بود خصومت افتاد و سلطان احمد فرصت یافت و چند
سال دیگر حکومت بغداد کرده چند نوبت دیگر او را با صاحبقرانی محاربه و مصالحه دست داد و
این تذکره تحمل ایراد آن قضایا نمی آورد و در شهور سنه ثمان و ثمان مایه سلطان بدست
قرا یوسف ترکمان که از جمله گله بانان پدر او بود شهید شد و راه و رسم سلطنت از خاندان سلاطین
جلایر افتاد و تراکمه مسلط شدند و حالات تراکمه و اصل و منشا ایشان بعد ازین خواهد آمد انشاء الله
تعالی و وفات خواجه حافظ در شهور سنه اربع و تسعین و سبعمایه بوده و در مصلی شیراز مدفون است
و در وقتی که سلطان ابوالقاسم بابر بهادر شیراز را مسخر ساخت محمد معمائی که صدر سلطان بابر
بود بر سر قبر حافظ عمارتی مرغوب ساخت ❊

ذکر مولانا شرف الدین رامی ره

مردی دانشمند و صاحب فضل بوده خصوصاً در علم شعر سرآمد روزگار بوده است و نسخه

ودر علم شعر ساخته حدایق الحقایق نام و چه صفت در آن کتاب درج کرده که رشید الدین وطواط
در حدایق السحر ان صنایع را ذکر نکرده از ان جمله میگوید که آورده اند که ایهام کلمه را گویند که بدو معنی
شامل باشد و به نزدیک من ایهام می شاید که بچند معانی مشتمل باشد و این بیت خواجه عماد را
باستشهاد مے آورد بیت

دل عکس رخ خوب تو در آب روانید — واله شد و فریاد بر آورد که ماہے

و شیخ عارف آذری در جواهر الاسرار قصیده از قصاید مولانا شرف الدین ایراد می کند
که تمامت صنایع و بدایع شعر دران مندرج ست و درین تذکره نوشتن آن قصیده محتاج
نبود مولانا شرف الدین بروزگار دولت شاه منصور بن محمد مظفر ملک الشعرائے عراق بوده
تبریز نیست و دیوان او درین دیار یافته نیست اما در عراق و آذربایجان و فارس مشهور است اما
قصاید و مقطعات آن متین و مصنوع ست و مستعدانه و رباعی گفته که اسم ممدوح او خواجه محمد
الماسنری از حروف آن بیرون می آید و آن رباعی این است۔

خور است جهان پیش تو الیت یکسر — فخر است ز القاب تو دین را و ظفر
زوکان محامدی و از فرط کرم — ز الماس عزیمت سپری شد خنجر

با شاه منصور بعد از شاه شجاع بر فارس و عراق مستولی گشت و پادشاهے مردانه و
صاحب کرم بوده صاحب قران اعظم امیر تیمور قصد او کرده لشکر بشیراز کشید و او را قوت مقاومت
نبود مے خواست تا فرار نماید روزے که از دروازهٔ شیراز بیرون میرفت پیرزنی از بالا
بام مے گفت حرام باد ترا که مدتے حکومت کردی و اکنون مسلمانان را بدست لشکر بیگانه گرفتار
ساخته کجا مے روی شاه منصور را از سخن پیرزن رقتی دست داده باز گشت و با دو هزار مرد
با امیر تیمور مصاف داد و چند نوبت قلب سپاه صاحب قران را و برهم شکست و نزدیک
بدان رسانید که بالکل لشکر امیر تیمور را بشکند حق تعالی فتح نداد و مولانا شرف الدین در ظفر نامه
آورده که چهار نوبت شاه منصور شمشیر بصاحب قران رسانید و قاری ابناق سپر در سر مبارک
آن حضرت کشید و بعد ازان لشکر ظفر پیکر گرد شاه منصور در آمدند و او را هلاک کردند و صاحب
قرانے در تلف کردن شاه منصور تاسف خورده گفتی چهل سال مصاف کردم با دلیران

و جنگ آوران بهره آمده از عهد مردانگی و شجاعت شاه منصور ندیده بسیے را و بعد از قتل شاه منصور سلطنت از آل مظفر قطع شد و بکلی فارس و عراق عجم بتصرف امیر تیمور و اولاد عظام او افتاده در سنه خمس و تسعین و سبعمائه

ذکر مفخر السالکین شیخ کجج تبریزی ره

عارف و محقق و سالک بوده و بروزگار سلطان اویس و سلطان حسین پسر او شیخ الاسلام مرجع خواص و عوام بود و سلاطین و اکابر معتقد او بودند و خانقاهے بر رونق داشته و همواره در خانقاه او سماع و صفا مهیا بوده و فرش و روشنائی مرتب و تا روزگار صاحب قران اعظم امیر تیمور گورکان و اولاد عظام او منصب شیخ الاسلام تبریز و مضافات آن تعلق باولاد عظام آن بزرگوار داشته و شیخ را باوجود سلوک و کمال سخنهائے پرحال است و دیوان او را در عراق و آذربایجان شهرتیست و این غزل از شیخ است۔

ما در غمت بشادی جانها ننگریم — در عشق تو بهر دو جهان ننگریم
خوش خوش چو شمع ز آتش عشق تو ای [illegible] — گر جان ما بسوخت بجان باز ننگریم
اسرار نور کون و مکان چون منزه است — ما تا ابد بکون و مکان باز ننگریم
چون شد یقین ما که توئی اصل بی‌گمان — در پرده یقین بگمان باز ننگریم
سود دو کون در طلبت گو زیان شود — ما در طلب بسود و زیان باز ننگریم
در کوی تو چو اسپ بتازیم مردوار — هرگز بمرکب و بعنان باز ننگریم
در بحر عشق گرچه کجج بر کنار رفت — ما از کناره تا بمیان باز ننگریم

اما صاحب کتاب ممالک و مسالک مے گوید که تبریز شهر نو است و در روزگار اسلام آن شهر را زبیده خاتون که حلیله هارون رشید بوده و دختر جعفر بن منصور دوانقی بوده است در شهور سنه تسع و ثمانین و مائه بنا کرده و بعد از چند گاه آن شهر بزلزله خراب شد و چند نوبت عمارت کردند ثبات نداشت تا الواثق بالله حکیم الفاضل ماشاء الله المصری را فرمود تا جهت بنای تبریز طالع مناسب اختیار کند و حکیم مذکور چندگاه ملاحظه کرده بطالع عقرب آن شهر را بنا فرمود

وتا این روزگار از آفت زلزله خرابی نیافته و امروز تبریز از بلاد معتبر ممالک ایران زمین است
هوائی دل کشا و فضائے جان فزا دارد و فضلا در حق شهر تبریز اشعار گفته اند از آن جمله شیخ
کمال الدین گفته است۔

تبریز مرا بجائے جان خواهد بود   پیوسته مرا دل نگران خواهد بود
تا در نکشم آب چرنداب و سنجیل   سرخاب ز چشم من روان خواهد بود

و زبیده خاتون ملکه خیره و بانوی مستعده بوده هارون با او در امور مملکت مشورت
کردے و او از فرط دانش و عقیده پاک هارون را بخیرات و مبرات دلالت کردی و در راه ها
وادیه ها برکها و چاهها ساخته بتخصیص در راه کعبه و در حدود سیستان که ثغر اسلام است و در کوهستان
بدخشان حصارها بنا فرمود تا غازیان آن را پناه ساخته با کفار هند و گبر و سواد و کتور جهاد نمایند
و امروز آثار خیرات آن ملکه کریمه در اقطار ربع مسکون ظاهر و باهر است و چون خلفائے بنی
عباس خاندان بزرگ و اقربائے رسولؐ بوده اند نخواستم که این تذکره از ذکر خیر ایشان خالی باشد
باتفاق جمهور فضلا و مورخان هارون الرشید مرد دانا و کریم و فاضل ترین اولاد عباس بوده و با
علما و شعرا سری و سری داشتے و فقرا را تفقد فرمودے و در رسوم جهانداری دقیقه از دقایق
مهمل نگذاشتے مصر را بگرفت و برغم فرعون لعین سوگند خورد که این ملک را ندهم مگر بهندوی زر
خریده گویند خصیب نام غلامی بر آن جا امیر ساخت صاحب طبقات میگوید که رافع بن هرثمه
اعین گفت که من نزد هادی برادر رشید بودم که پیشتر از هارون خلیفه بود شبے در خوابگاه نشسته
بودم غلامے برسید که امیر ترا طلب میدارد فی الحال بخدمت روان شدم دیدم که هادی در
خلوت خانه نشسته و دو خادمے بر پائے ایستاده چون مرا دید گفت میخواهم که این شمشیر
برداری و زود بروی و سر برادرم هارون را ببری و تن او را در چاه اندازی و سر او را بنزد من آوری
چون این سخن شنودم جهان در چشم من تیره شد و نیارستم با او درین باب سخن گفتن شمشیر برگرفتم
و از خانه بیرون آمدم و بیفتادم و بیهوش شدم چون بهوش آمدم خواستم که شمشیر بر شکم خود زنم و خود
را هلاک سازم آواز سرفه صعب از خانه شنودم مثال رعد در چندانکه گوش کردم انقطاع نمی یافت
ناگاه خیزران مادر هادی بیرون دوید گفت یا ابا عبدالله در باب ما چرا که کار ما دگرگون شد

من بخانه درآمدم دیدم که هادی بیهوش در صحن خانه غلطان و سرفه سهمناک میکند و بهیچ نوع تسکین نمی پذیرد گفتم یا امیر شربتے بخراب آوردم و بدو دادم فی الحال از فرط سرفه آن آب را رد کرده دیدم که صحن سرائے از خون گلگون شد سر او را در کنار گرفتم سے گفت لمن الملک الیوم لله الواحد القهار چشم باز کرده و در میان سرفه گفت هی زود تر برو پیشتر از همه کس با هارون بیعت کن و چشم باز کرد و جان بحق تسلیم کرد نظم

اے برادر مادر و پدر از خود خونت مریخ ‌ ‌ چون ترا خون برادر همچو شیر مادر است

رافع گوید من دوان تا خانه رشید رفتم دیدم رشید قرآن سے خواند گفتم یا امیر اجازت است تا در آیم گفت اے رافع امیر هادی نشسته و تو شرم نداری که مرا امیر سے گوئی گفتم انا لله وانا الیه راجعون هارون بر پائے جست در آمدم و گفتم اے امیر امشب را شب بخت از مولود خود دان و احوال را بدو گفتم گفت سبحان ذی الملک والملکوت ذی العزة والعظمة والجلال والجبروت و فی الحال جوشن خواست و اول کسے که با او بیعت کرد من بودم و اکابر خیل خیل سے آمدند و بیعت سے کردند تا وقت صبح بشیرے بشارت رسانید که خدا خلیفه را پسرے بخشید او را مامون نام کردند و آن شب را لیلة الهاشمیه گفتندے حکایت ابوریحان خوارزمی در کتاب آثار الباقیه گوید که یاقوتی از خزانه اکاسره که آنرا منقار گفتندے بدست مهدی پدر هارون الرشید افتاده بود و آن جوهرے بود شفاف و نورانی چنانچه خانه تاریک را همچو شمع روشن ساختے و گوهر شب چراغ عبارت از آن است مهدی در وقت وفات جوهر بهارون داد هارون آن را چون نگینی بخاتم در انگشت داشتی و بعد از مهدی هادی برادر بزرگتر رشید بخلافت نشست و هارون ملازم هادی بودے روزے هارون بنشاط بر کنار شط بغداد نشسته بود ناگاه خادمے از پیش هادی رسید و گفت امیر منقار را سے طلبد هارون گفت نمیدهم از پدر یادگار این مقدار چیزے دارم خادم بازگشت و قصه بعرض خلیفه رسانید این نوبت یکے از اکابر را فرستاد که اگر هارون منقار ندهد بزور از انگشتش بیرون کرده بیاورد آن بزرگ گفت ای رشید حکم خلیفه را اطاعت کن و الا انگشتری را بقهر از انگشت تو بیرون کنم هارون گفت از شرق تا غرب را من با او مضایقه ندارم او بسنگ پاره با من مضایقه میکند انگشتری از انگشت

بیرون کردہ در آب انداخت هادی بران قضیه وقوف یافت پشیمان شد و جهت منفتار
متاسف گشت هم دران ماه هادی وفات یافت و امر خلافت متعلق رشید گرفت اول حکمی که کرد
آن بود که غواصی را فرمود تا همان جائی که نگین در آب افگنده بود غواصی نماید غواص بحکم خلیفه
غوطه خورده همان جوهر را بدست گرفته از آب بیرون آورد خلایق از ارتفاع کوکب طالع خلیفه تعجب
کردند و امرا اشارها و شعرا اشعارها درین باب گذرانیدند چنین آورده اند که چون هارون الرشید
در امر خلافت مستقل شد گاه گاه با درویشان و گوشه نشینان صحبت داشتی شبی فضل برمکی
را گفت دلم از طمطراق سلطنت ملول است امشب می خواهم با عارفی صحبت دارم که از خلایق
و علایق دنیا وارسته باشد و از وی سخن طریقت و نصیحت گوش کنم شاید که دل مرا ازین ملالت
برهاند و از زندان طمع بارگاه خورسندی رساند فضل اورا بدر خانه سفیان بن عتبه بردو در بزد سفیان
گفت کیست فضل گفت امیر را در باز کن سفیان گفت چرا مرا خبر نکردی که من بملازمت امیر
آمدمی هارون فضل را گفت این نه آن مرد است که من می طلبم سفیان گفت آن مرد فضیل
عیاض است خلیفه و فضل برمکی روان شدند تا رسیدند بخانه فضیل شنودند که قرآن می خواند
بدین آیه رسیده که ام حسب الذین اجترحوا السیئات هارون فضل را گفت اگر پندی می طلبیم
مارا همین بس است پس بزدند فضیل گفت چه کسانید که درین شب تیره رنجه میدارید مرا
فضل گفت امیر است فضیل گفت امیر را با مثال من چه التفات باشد مرا مشغول مدارید فضل
گفت طاعت اولو الامر واجب است در باز کرد و چراغ را بکشت هارون در تاریکی دست
گرد خانه بر می آورد تا دستش را بدست فضیل رسانید فضیل گفت خوش دستی است بدین نرمی
اگر از آتش دوزخ خلاص یابد هارون بگریست و گفت مرا پندی بده و گفت ای امیر حقتعالی
ترا بجای صدیق نشانده و از تو صدق خواهد خواست و بجای فاروق نصب کرده و از تو عدل طلب
خواهد نمود و ترا بجای ذی النورین سروری داده از تو حیا خواهد جست و بر منصب امام المتقین علی بن
ابی طالب تمکین داده و از تو علم و عفت پاکان می طلبد ای امیر جواب خدا را ساخته باش که بر
جای مردان نشانده اگر بدان سیرت نباشی شرمنده شوی و آن زمان شرمساری سود ندارد هارون الرشید
را گریه زیاده شد گفت ای شیخ پندم را زیاده کن فضیل گفت ای امیر خدا را مردی است بهشت

نام کرده و سرائے دیگر دوزخ و ترا دربان هر دو سرائے کرده و شمشیر و تازیانه بدست تو داده تا هر که شرک و خون ناحق کند بشمشیر سیاست کنی و هر که مرتکب ملاهی و مناهی شود بتازیانه ادب فرمائی اے امیر اگر ذره درین دو کار خطیر میل و محابا و مداهنت و تغافل روا داری یقین بدان که پیشرو در سرائے دوزخ تو خواهی بود. هارون چون این حکایت بشنود چندان بگریست که بے هوش شد فضل برمکی گفت ای شیخ بس کن که امیر را کشتی فضیل بانگ بر فضل زد که خاموش باش اے هامان تو و قوم تو او را هلاک ساختید مرا میگوئی که امیر را کشتی خلیفه بهوش باز آمد و فضل را گفت هیچ مے دانی که ترا چرا هامان میگویند ازان که مرا فرعون کرده است بعد ازان بدره پیش فضیل نهاد که این حلال است از من قبول کن فضیل گفت واویلا هم در ساعت گفته مرا فراموش کردی آخر من ترا مے گویم که مردم را از آتش دوزخ نگهدار تو فی الحال مرا مے خواهی که با تش دوزخ مبتلا سازی این بگفت و رنجیده بدون رفت.

مردان قفس هوا شکستند ... وز ننگ زمانه باز رستند

در بحر فنا چو غوطه خوردند ... جز حق همه را وداع گفتند

ذکر مفخر الفضلا و العلماء ابن عماد

مردے فاضل بوده و اصل او از خراسان است اما در شیراز بودی و منقبت ائمه معصومین گفتی و غزلهاے پسندیده دارد و ده نامه ابن عماد مشهور است.

الحمد لخالق البرایا ... والشکر لواهب العطایا

و این بیت فاتحه آن کتاب است و این شعر او راست در نعت سید المرسلین

ای برحمت خلق را در مجمع محشر شفیع ... پادشاهان جهان حکم مطاعت را مطیع

کار کفر از صولتت همچون مغاک خاک پست ... قدر دین از دولتت چون طارم اعلی رفیع

دیده ات از کحل ما زاغ البصر آمد بصیر ... گوش تو از استماع سر ما اوحی سمیع

بر سر کرسی چه پائے عرش فرسایت رسید ... پایه اش افزود ازان شد عرش کامش بس رفیع

پیش علم تو که شد جبریل را آموزگار ... با همه دانش بود پیر خرد طفل رضیع

چون برافرازی لوا در روز حشر آیند جمیع
آدم و من دونه در ظل ممدودت جمیع

آمد از یمن جوار روضه ات طوبی لها
پیشگاهے اندر ریاض گلشن رضوان تقیع

در گلستان ثنایت روز و شب ابن عماد
با هزار آوا بود مانند بلبل در ربیع

در بیان مدحت آورد این معانی را بنظم
گر کنی گستاخیش عفو از کرم نبود بدیع

ذکر ملک الشعرا مولانا لطف الله نیشاپوری

مردے دانش مند و فاضل بوده و در سخنورے در زمان خود نظیر نداشت و صنائع شعر را از استادان کم کسے چون او رعایت نموده و اورا در همه نوع سخنورے کامل گویند مولانا از ولایت نصیبے داشته و بکار دنیا کم التفات کردے و ازین سبب گویند که مولانا ضعیف طالع بوده است هر آئینه هر که از دنیا معرض باشد دنیا نیز از وے روگردان خواهد بود چنانچه یحیی بن معاذ رازی قدس سره فرموده که از دنیا منصف تر ندیدم تا بدو مشغولی او نیز بتو مشغول است و چون ترک او کردے او نیز ترک تو مے کند و درین باب حکیم سنائی فرماید۔

خیز تا زابروئے بنشائیم
گرد این خاک تودهٔ غدار

پس بجاروب لا فرو روبیم
کوکب از صحن گنبد دوار

ترکتازی کنیم و در شکنیم
نفس زنگی مزاج را بازار

تا ز خود بشنود نه از من و تو
لمن الملک واحد القهار

و در روزهٔ حیات مستعار را خواه طالع قوی و خواه ضعیف بد نے که طعمه حشرات قبر است خواه توانا و خواه نحیف و از ثقات استماع افتاده که جمعی که با مولانا صحبت داشته اند بر آنند که آن چه از مولانا نقل کرده اند و در ضعف طالع او بیان واقع است از آن جمله عالم ربانی امیر عز الدین طاهر نیشاپوری رہ که از اکابر علما و اولیا راست و همگنان را بر سخن او اعتماد است فرمودند که من با مولانا لطف الله شریک درس بودم روزے در قریه قوشقان نیشاپور با مولانا بباغے رفتیم تا جامه بشوئیم مولانا دستار سالوی نو داشته چون جامها شسته شد دستار مولانا را بر آفتاب انداختیم تا خشک شود در اثنائے این حال بقدرت رب العلمین گردباد ے پیدا شد و دستار مولانا را در ربود و بهوا

برد و خاک در چشمهاے ما ریخت چون چشم باز کردیم دستار مولانا را دیدیم که بکره هوا رسانیده بود بعد ازان از چشم ما ناپیدا شد و ندیدیم که باد آن دستار بکدام طرف انداخت مولانا را گفتیم عجب حالتے دست داد مولانا گفت یک نوبت دیگر بدین نوع دستار مرا باد برده بود و در این باب این قطعه مولانا راست۔

طالعے دارم آنکه از پے آب | گر روم سوئے بحر بر گردد
ور بدوزخ روم پے آتش | آتش از یخ فسرده تر گردد
ور زکوه التماس سنگ کنم | سنگ نایاب چون گہر گردد
ور بنزد کسے روم بسؤال | ہردو گوشش بحکم کر گردد
اسپ تازی اگر سوار شوم | زیر رانم روان چو خر گردد
این چنین حادثات پیش آید | ہر کرا روزگار بر گردد
با ہمہ نیز شکر باید کرد | کہ مبادا کزین بتر گردد

و ہذه الرباعی فی ہذه المعنی

فریاد ز دست فلک پیر و بن | کاندر ہمہ من نہ نو بماند نہ کہن
با اینہمہ ہیچ نمی یارم گفت | گر زین بترم کند کہ گوید کہ مکن

خصومت فلک با ارباب فضل نہ امروزے ہست بلکہ حال این جہاد وانیست حالت مستمر و پیشہ پیشینہ اوست و شیخ آذری رہ در جواہر الاسرار گوید کہ باعتقاد من این رباعی را مولانا لطف اللہ در مراعات نظیر گفتہ و ممتنع الجواب است و آن رباعی این است۔

گل داد پرے و درع فیروزه بباد | وی جوشن لعل لالہ بر خاک افتاد
داد آب چمن خنجر مینا امروز | یاقوت سنان آتش نیلوفر داد

چہار روز و چہار سلاح و چہار جوہر و چہار عنصر و چہار گل کہ مولانا سلیمی رابدین رباعی امتحان کردند مدت یک سال در فکر بود و جواب نتوانست گفتن و بہ عجز اعتراف نمود و این رباعے ملمع گفت۔

در مرو پر پر لالہ آتش انگیخت | نیلوفر دی بہ تیغ در آب گریخت

در خاک نشاپور گل امروز شگفت   فردا بهری باد سمن خواهد ریخت

و مولانا لطف الله را قصاید غراست در مدح نبی و ولی و ائمه معصومین علیهم السلام و ازان جمله این قصیده در مذمت دنیا ازان است۔

حجاب ره آمد جهان و مدارش   زره تا بپیدازدست بر مدارش
چه میجوییست رنج راحت مجویش   چو میداردت خوار عزت مدارش
چنین است گردون گردان گردش   چنین است دوران دور و مدارش
بدنیاے دون مرد بیدین کند فخر   ولی مرد دین را ز دنیاست عارش
بکار خداوند مشکل تو اندر   توجه نمودن خداوند کارش
هر آن آدمی کاندرو وز آدمیت   بمردم نباشد ز مردم مدارش
بر باد دی و تاب تیرش نیرزد   نعیم خزان و نسیم بهارش
نه با راحت وصل او رنج هجرش   نه با نوش خرماے او نیش خارش
صد اقداح نوشین بهوشش نیرزد   بیک جرعه زهر ناخوشگوارش
ز رخ دل ز معشوق دنیا بگردان   مکن منتظر دیده در انتظارش
که هست و بود بحر او کشته کشته   بهر گوشه چون تو عاشق هزارش
چه بینی یکی گنده پیری آن طبع   اگر چادرش در کشی از عذارش
که دل بردن و بیوفائیست رسمش   جگر خوردن و جانگداریست کارش
همه غنج و رنجست فن و فسونش   همه بوی و رنگست نقش و نگارش
کنار از میان توان ره ز گیرو   که خواهی که گیری میان در کنارش
قرار از دل تنگ اگر ربایه   که تو دل نهی بر امید قرارش
نماند ز دستان این زال ایمن   تنی گر بود زور اسفندیارش
کسی را که او معتبر کرد روزی   بروز دگر کرد بی اعتبارش
مر او راست تمکین و تشریف و عزت   که پوشید و پاشید و میداشت خوارش
ز اخیار و ابرار چهره بپوشد   هر اشرار و فجار باشد تبارش

بکس آتش جانش آبی نداد دست | نکرد دست چون باد تا خاکسارش
چه بی آب و آتش دلی باد دستم | هم از آب و خاکش هم از باد و نارش
برست از غم اندل که عقل مربی | رهانید از قید این هر چهارش
که دارد فراغ آنکه میلی ندارد | نه با دار ملکش نه با ملک دارش
خنک آنکه شادان و غمگین ندارد | دل از بود و نابود تا پایدارش
بپرهیزد او از مناهی که بود | قبول خردمند پرهیزگارش
قبول خرد گر بدی رد نکردی | شه اولیا صاحب ذوالفقارش
سلام خداوند دادار داور | برو باد و اولاد و آل و تبارش

وظهور مولانا لطف الله در روزگار دولت خاقان کبیر صاحب قران عالی قطب دایره سلطنت امیر تیمور گورکان انار الله برهانه بود و بمدح پادشاه زاده محترم میرانشاه بن امیر تیمور گورکان قصیده غرا دارد و از آن جمله مطلع ترجیعی

وقت سحر زنند چو مرغان بچنگ چنگ | بنما بروز کین بجوانان جنگ چنگ

ودرین قصیده داد سخن میدهد امیران شاه بهادر اورا رعایت کردی و زر دادی و مولانا با اندک فرصتی آن مال را بر انداختی و بفلاکت می گذرانیدی و در آخر عمر و نهایت پیری مولانا از شهر نیشابور به ده اسفریس که بمقام گاه امام رضا علیه التحیة والثنا مشهور است میل فرمود و باغی داشت و در آن جا بسر بردی و با مردم کمتر اختلاط نمودی روزی جمعی عزیزان بزیارت مولانا رفتند دیدند در روضه بسته است چندانکه در میزدند جواب نداد گمان بردند که مولانا عمداً جوابی نمی دهد یکی از آن مردم بر بام سرا بر آمد دید که مولانا سر بسجده نهاده فرود آمد و در سرا بکشود تا عزیزان در آمدند و مولانا سر بسجده داشت شخصی سر مولانا را بر داشت و دید که مرغ روح بزرگوارش از قفس بدن پرواز کرده و یاران چون باران اشک خونین در فراق آن در دریای حقیقت ریختند و مولانا را بعد از شرایط اسلام در قدمگاه امام علیه السلام دفن کردند در دست مبارک مولانا این رباعی در کاغذی نوشته دیدند رباعی

دی تا شب تا سحر صدق صفای دل من | در میکده آن روح فزای دل من

جامے بمن آورد کہ بستان وہ بنوش   گفتم نخورم گفت برائے دل من

وکان ذلک فی شہور سنہ عشر وثمانمایہ مولانا بنہایت پیری رسیدہ بود اما صاحب قران عالی مقدار سلطان سلاطین قطب الحق والدین امیر تیمور گورگان

صد قرن در زمان گذرد تا زمان ملک   اقبال در کف چو تو صاحبقران دہد

فضلا و مورخان متفق اند کہ در روزگار اسلام بلکہ از عہد آدم تا این دم صاحب قرانے و سلیمانے زمانے چون امیر کبیر تیمور از کتم عدم پائے قدم بمعمورۂ وجود ننہادہ گردن کشان عالم حکم اورا سر نہادند و تاجوران حلقہ بندگی اورا در گوش کشیدند علم دولت او چون خورشید از دیار مشرق منصوب شدہ باندک اندیشہ تا بغرب در ظل حمایت داردہ

کہ دادہ است ز شاہان روزگار بگو   قفیضم اسب ز نعلین و آب از عمان

حالات و مقامات او در حوصلۂ ضبط بشری نمے گنجد چگونہ این تذکرہ متحمل آن تواند شد اصل و منشائی آن حضرت از ولایت کش است و او پسر امیر تراغائی از امراء بزرگ برلاس کہ در الوس چغتائے ازان مردم باصل و مرتبہ بالاتر نیست و امیر ترغا نبیرۂ قراجار نویان است کہ امیر بزرگ چنگیز خان است و امیر قراجار نویان را ہمراہ چغتائی خان کہ یکے از پسران چنگیز خان بودہ بحکومت و ایالت ما وراء النہر و ترکستان و مضافات آن دیار فرستاد و حکومت و اختیار الوس چغتائے در قبضہ اختیار قراجار نویان بودہ و او برادر امیر تغاجار است کہ بعد ہلاکو خان شام و مصر بگرفت و نسابہ اتراک نسب امیر تیمور گورگان و نسب چنگیز خان را بالنقوا خاتون ہم ملحق میسازد و این خاتون را یکے از احفاد امام الہمام علی زین العابدین رضی بنکاح در آوردہ و از و این دودمان شریف منتشر شدہ اند اما ولادت باسعادت صاحب قران در شہور سنہ ست و ثلاثین و سبعمائہ بودہ در حلقۂ دلکش کش و از آوان صبا و صغر سن آثار کیاست و فر دولت از جبین عالم آرایش لائح و واضح بودہ

بالائے سرش ز ہوشمندی   مے تافت ستارۂ بلندی

و امیر طرافائی ہموارہ صاحب قرانے را در روزگار صبا بتحمل معاش فرمودے و او بہ یاسا و رسوم سلطنت مشغول بودے و از او کارہائے کہ شیوۂ عوام الناس بودے در وجود نیامدے

و مردم در رای و فراست او در تعجب ماندند گویند صاحب قرانی به همراهی پدر در هفت سالگی
بخانه یکی از خویشان خود نزول کرده و او مردی صاحب مال و استعداد و روزگار مساعد داشت
و بهقتاد سر برده و اقمشه از ترک و هند و قیاس اموال ازین توان کرد و آن مرد پیش پدر صاحبقرانی
شکایت کرد که اموال گران مایه خداوند بمن داده اما در ضبط و نسق آن عاجزم و غلامان مرا
تمکین نمی کنند و فرزندان بی صلاحیت اند ازین سبب ترسم که نقصان باموال من راه یابد
صاحب قران در سخن مدخل کرد و گفت فرزندان را حصه از اموال بده و بعد از آن در مال تشان دخل
مده تا بکار خود مشغول باشند و غلامان ترک را بر هندوی سروری ده تا هندوان را زیر فرمان
دارند و بهر سه غلام را بحکوم غلامی که دانا تر باشد مقرر ساز و امیران سه غلام را بحکوم آن غلام کن
که امیر ده غلام باشد و آن هفت غلام را که امیر هفتاد غلام باشند بر یک دیگر شان مشرف بساز
بنجفیه و مگذار که با یک دیگر گفت و شنود کنند آن مرد فی الحال امیر طراغای را گفت بالله العلی العظیم
که این کودک تو پادشاه روی زمین خواهد شد چرا که ازین سخن فهم می توان کرد که قدرت
رب العالمین است دوات و قلم حاضر کرد و هم در آن مجلس خطی از صاحب قران بگرفت که چون
همای دولت او عرصهٔ اقبال را زیر بال آورد از آن مرد و فرزندان و ذریه و اعقاب وی
مال و اخراجات نستانند و چراکه او را و فرزندان او را پیر شدند و قوم او ترخان باشند و تا در این
روزگار در دیار ترکستان انقوم ترخانند و ازین نوع فراست در روزگار طفولیت از
صاحب قرانی بسیار واقع شده در شهور سنه احدی و سبعین و سبعمائه صاحب قرانی
بر مسند کامرانی جلوس کرد و از گذار و باج گذشته بدر بلخ امیر حسین بن امیر قزغن را بقتل
رسانید و امیر حسین گریخته بمنارهٔ بالا رفته و ساربانی را شتری گم شده بود بطلب شتر بر منارهٔ
بالا رفت و امیر حسین را گرفت و فی الحال بمجلس صاحب قران آورد **شعر**

بسر منارهٔ اشتر رود و فغان برآرد   که نهان شدم من اینجا بکنیدم آشکارا

و در شهور سنه سبع و سبعین و سبعمائه با نود هزار لشکری بسر توقتمش خان بدشت
قبچاق رفت و خان را شکست و منهدم ساخت و از تعقب او در جانب شمال تا جائی
مراند که بمذهب حنفی نماز خفتن درست نبود که تا شفق بر جای بود طلوع صبح ظاهر

فتحے و دست برد بروم برد و از قیصر روم باج خورد و ایلدرم را چون موم ساخت و شام را از گرد سواران ترک مغلم کرد و آل یزید را مخذول کرد و گور معاویه را مخذول گردانید عزیز مصر باجش داد و شریف مکه خراجش قبول کرد کفار گرجستان از صدائے کوس غازیان لشکر گشتند و آب گراز ترحم بر ایشان دیده تر ساخت هندوستان از تحیم عساکر منصوره اش ترکستان شد و خراسان از اسیران و بردگان هندو هندوستانی پر گشت از حدود دهلی تا دشت قبچاق و اقصی خوارزم از حد کاشغر و ختن تا شام و مصر بضرب تیغ آبدار بقبضه فرمان قضا جریان او در آمد سی و شش سال در اکثر ربع مسکون به نشر آبادی و قهر اعادی سلطنت کرد و رعیت را بنواخت و متغلبان را بر انداخت و در هفدهم شعبان المعظم سنه سبع و ثمان مائه در حین لشکر کشیدن بختا سے قصبه اترار که از اعمال ترکستان است ندائے یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة اصغا نمود و طوطی روح بزرگوارش از قفس خواص قصد معموره جاوید نمود و هفتاد و دو سال و یکماه بحده روز عمر یافت و قصر سلطنت او را چهار رکن بود که عبارت ازان چهار شاهزاده که از صلب مبارک او بیند چون جهان گیر سلطان و عمر شیخ سلطان و امیرانشاه و شاهرخ بهادر گورگان و احفاد و اولاد بزرگوار صاحبقرانے و این چهار رکن سلطنت تا قیام قیامت الٰهی جاندار و برقرار باد و بسر این خانواده دولت و جلالت و سایه چتر فلک فرسائے این پادشاه اسلام خلد الله ملکه و ابد احسانه که الیوم ممدود است مقرون باد رباعی

سلطان تیمور آنکه مثل او شاه نبود | در هفت صد و سی و شش آمد بوجود
در هفت صد و هفتاد و یکی کرد جلوس | در هشت صد و هفت کرد عالم بدرود

و از مشائخ طریقت و علما و فضلا که در عهد او بودند سلطان السادات و العرفا میر علی ثانی سید علی همدانی قدس سره العزیز در کبر سن وفات یافت و بختلان مدفون است و از علما سید الفاضل المحقق امیر سید شریف جرجانی و مولانا لطف الله نیشابوری و حیدر باری بوده اند رحمهم الله

ذکر شیخ العارف کمال الدین خجندی ره

بزرگ روزگار و مقبول ابرار بوده و مرجع خواص و عوام و سرخیل اکابر ایام است چون طلعه

شریف او بر طریق شاعری مبادرت نموده ازان سبب ذکر شریف او در حلقهٔ شعرا مثبت شود والا
شیخ را درجهٔ ولایت و ارشاد است و شاعری دون مرتبهٔ او خواهد بود با آنکه پایهٔ شاعری نیز بلند است
چنانچه بزرگواری میگوید۔

مرا از شاعری خود عار ناید   که در صد قرن چون عطار ناید

منشا و مولد شیخ خجند بوده است و از بزرگان آن دیار است و خجند را در صور اقالیم عروس
عالم گفته اند ولایتی نزه و وسیع و دل کشا است فواکه که دران ولایت حاصل میشود تحفه با
اقالیم می برند شیخ بعزیمت بیت الله از خجند بسیاحت بیرون آمد و بعد از زیارت کعبهٔ معظمه
بدیار آذربایجان افتاد و آب و هوا و فضای خطهٔ تبریز ملایم طبع شیخ افتاد و دران شهر
جنت مثال متوطن گشت و در زمان سلاطین جلایر شیخ را در شهر تبریز جمعیت و شهرتی عظیم
دست داده و اکثر بزرگان آن دیار مرید شیخ شدند و مجلس شریف او مجمع فضلا بوده و در اثنای
این حال لشکر تقتمش خان از دربند قصد تبریز کردند و بعد از فتح آن دیار شیخ را بعزیزان منکوحه
خان بدیار دشت قبچاق بشهر سرای بردند و مدت چهار سال در شهر سرای بود و در آمدن لشکر
خان به تبریز و بر عزل امیر ولی و فرهاد آقا این قطعه میگوید **قطعه**

گفت فرهاد آقا به میر ولی   که رشیدیه را کنیم آباد
زر به تبریزیان با جر و سنگ   بدهیم از برای این بنیاد
بود مسکین بشغل کوه کنی   که ز موران دشت و کوه زیاد
لشکر پادشاه تو قتمش   آمد و هاتف این ندا در داد
لعل شیرین بکام خسرو شد   کوه بیهوده میکند فرهاد

و شیخ را در شهر سرای خوش بوده و اکابر مرید او بوده اند اما در ضرا و سرا آرزومند
تبریز و اهالی تبریز می بوده و در اشتیاق تبریز این رباعی میگوید۔

تبریز مرا بجای جان خواهد بود   پیوسته مرا ورد زبان خواهد بود
تا در نکشم آب چرنداب و گجیل   سرخاب ز چشم من روان خواهد بود

و شیخ راست این غزل که در شهر سرای گفته

ای رخت آیت صنع و دهنت لطف خدای
بحدیثی بگشا آن لب و نطقی بنمای

شد ز نظاره کنان خانهٔ همسایه خراب
من با تو که فرمود که بر بام برآی

خانهٔ تست دل و دیده ز باران سرشک
اگر این خانه چکد آب بدان خانه درآی

نه تو از دیدهٔ صاحب نظرانی غائب
ماهی و ماه نمودار بود در همه جای

بوستانیست سرا از رخ آن ماه کمال
بسر آمدی ای بلبل خوشگوی سرای

واین مطلع نیز در صفت سرای میگوید.

اگر سرای چنین است دلبران سرای
بیار باده که من فارغم ز هر دو سرای

و شیخ بعد از چهار سال از سرای بیرون آمد و میل تبریز نمود و سلطان حسین بن سلطان اویس جلایر در خطهٔ تبریز جهت شیخ منزلی ساخت بغایت نزه و بر لشکر شیخ وقف ها کرد و شیخ در آخر حال معتقد خواجه حافظ شیرازی بوده و حافظ را بشیخ کمال نادیده خلوص اعتقادی متوکد بوده همواره سخنهای شیخ طلب نمودی و از غزلهای روح صفت حضرت شیخ او را حالی و ذوقی حاصل شدی و شیخ کمال این غزل بشیراز بپیش خواجه فرستاد.

گفت یار از غیر ما پوشان نظر گفتم بچشم
وانگهی دزدیده در ما می‌نگر گفتم بچشم

گفت اگر گردی شبی از روی چون ماهم جدا
تا سحرگاهان ستاره میشمر گفتم بچشم

گفت اگر گردد لبت خشک از دم سوزان آه
باز میسازش چو شمع از گریه تر گفتم بچشم

گفت اگر بر آستانم آب خواهی زد ز اشک
هم بمژگانت بروب آن خاک در گفتم بچشم

گفت اگر سر در گریبان غمم خواهی نهاد
تشنگان را مژده از ما ببر گفتم بچشم

گفت اگر داری هوای در وصل ای کمال
قعر این دریا بپیما سر بسر گفتم بچشم

گویند خواجه حافظ چون این مصرع بخواند که

تشنگان را مژده از ما ببر گفتم بچشم

ذوقی و حالی کرد و گفت مشرب این بزرگوار عالی است و سخن او صافی انصاف آن است که پاک‌تر و شیرین‌تر از غزل خواجه کمال از متقدمان و متأخران نگفته‌اند اما بعضی از فضلا بر آنند که از غایت کمال شیخ و فصاحت‌های سخن او را از سوز و نیاز برطرف ساخته و این

مکابره است چه با وجود نازکی وقت سخن شیخ عارفانه و پرحال است و ازین بیت موحدانه قیاس
مشرب شیخ توان کرد **بیت**

میخروشد بحر و میگوید بآواز بلند ‌ ‌ ‌ هر که در ما غرقه گردد عاقبت هم ما شود

و این غزل از غزلیات ممتاز حضرت شیخ است:-

گر شبی آن مه ز منزل بی‌نقاب آید برون ‌ ‌ ‌ ز اول شب تا دم صبح آفتاب آید برون
کی برون آید لبش از عهده بوسی که گفت ‌ ‌ ‌ چون محال است آب حیوان کز سراب آید برون
خرقه‌های صوفیان در دور چشم مست او ‌ ‌ ‌ سالها باید که از رهن شراب آید برون
هر کجا باشد نشان پای او آنجا بچشم ‌ ‌ ‌ خاک بردارم چندانکه آب آید برون
با همه تقوی و زهد ار شنود بویت کمال ‌ ‌ ‌ از درون صومعه مست خراب آید برون

و شیخ را التفاتی بمدارج سلوک و قصاید و مثنوی نبود و مقطعات حسب حال آنچه میگوید

و این قطعه شیخ راست۔

طاس بازی بدیدم از بغداد ‌ ‌ ‌ چون جنید از سلوکش آگاهی
سر برون برد زیر خرقه و گفت ‌ ‌ ‌ لیس فی جبتی سوی اللهی

حکایت کنند که بروزگار دولت امیران شاه بن امیر تیمور گورگان شیخ را بجهت تکیه
داری و خرج و تکالیف اضیاف قرضی چند دامن گیر شده روزی میرزا امیران شاه بدیدن
شیخ آمد چون بنشستند چهره گان پادشاه بر باغچه شیخ دویدند و بغارت درخت آلوچه و زردآلو
مشغول شدند شیخ تبسمی کرد و چهره گان را گفت مغولان غارت گری را در باغی کنید که کمال
بیچاره قرض دار شده و بهای میوه این باغچه وجه قرض نوایان نموده است مبادا که شما بوستان
را غارت کنید و این مفلس بدست غریمان مستغیث گرفتار شود سلطان امیران شاه گفت مگر شیخ
قرض دارد شیخ فرمود ده هزار دینار پادشاه فرمود تا ده هزار دینار نقد بیاوردند و در همان مجلس
تسلیم شیخ نمودند و شیخ قرضها را ادا کرد و شیخ را نزد سلاطین و حکام قدری تمام بوده و
لطایف و ظرایف او مشهور است و از شرح مستغنی وفات شیخ در خطه تبریز بوده در شهور سنه
اثنی و تسعین و سبعمائه و در خطه فرح بخش تبریز مدفون است و الیوم مزار او مقصد اکابر است

است واین قطعه نتیجه اوست.

چو دیوان کمال آید بدستت　　نویس از شعر او چندانکه خواهی
ز هر حرفش دندان بگذر چو خامه　　بهر حرفش فرو شو چون سیاهی

اما سلطان زاده مخترم میران شاه گورگان در ایام دولت صاحب قران هفت
سال پادشاه خراسان بود و بعد ازان امیر کبیر خراسان را بشاهرخ سلطان داد و مملکت تبریز
آذربایجان و مضافات آن را بامیران شاه داده و چند سال به استقلال در آذربایجان سلطنت
و حکومت کرد پادشاه زاده خوش منظر واهل طبع و ملایم بوده و شعر را در حسن و جاه او شعر گفته اند
و ازان جمله است.

گفتند خلایق که توئی یوسف ثانی　　چون نیک بدیدم بحقیقت به ازانی

اما در زمانے پادشاه از اسپ افتاده دماغ او قصور یافت و اطبا چندانکه معالجه کردند
مفید نیفتاد و ضعف دماغ او را طاری شده تا حدے که مالیخولیا و جنون پیدا کرد همواره بالونان
صحبت داشتی امرا و نواب را ایذا نمودے و کسے را بازنداری چنانکه جسد خواجه رشید را از مقبره
او که در رشیدیه تبریز است بیرون کرده بفرمود بگورستان جهودان استخوان او را دفن سازند
و خان زاده خاتون که حرم مختزم او بود و امیر کبیر را بانو عنایت کلی بود فرمود بستندے و ایذا و
عقوبت کردے و خان زاده ازوے بگریخت و بسمرقند رفت پیش صاحب قرانے پیراهن خون
آلوده خود را عرضه کرد و احوال پسر باپدر بگفت امیر کبیر گریان شد و هفته با کس سخن نگفت و لشکر
کشید و عزیمت آذربایجان کرد و سبب لشکر سه ساله این قضیه است و کان ذلک فی
جمادی الاول سنه خمس و تسعین و سبعمائه و سه فاضل و هنرمند که ندیم امیران شاه بوده اند یکے
مولانا محمد قهستانی که ذو فنون بوده و در علم عربیه وقوف داشت و مولانا قطب الدین
نایی و عبدالمومن گوینده که هر سه فاضل بوده اند بحکم کشتن داد بعلت آنکه ازهم صحبتے
ایشان دماغ پادشاه زاده از حال گردیده و آن سه نادره روزگار را فرمود تا در حدود قزوین باز
حلق در آویختند و مولانا محمد قهستانی استاد قطب را در محل قتل مے گفت که تو در مجلس پادشاه
مقدم بودی اینجا نیز تقدیم کن مولانا گفت اے ملحد بدبخت کار بدینجا رسانیدے و ترکیب

لطیفه می کنی مولانا محمد قهستانی بوقت قتل این قطعه گفت قطعه

پایان کار و آخر دور است ملحدا　　گر میر دی وگرنه بدست اختیار نیست
منصور وار گر ببرندت بپای دار　　مردانه پای دار جهان پایدار نیست

وحضرت صاحبقرانی بعد ازانکه ندماے مجلس امیرزادهٔ میران شاه را سیاست نمود دو ماه او را ندید و ملک آذربایجان را بولد او ابابکر تفویض فرمود و پدرش را بدو سپرد و سلطنت را امیرزاده ابابکر منفرد شد و او پدر را محافظت کردے و پدر او باسم سلطنت موسوم بودے و امور ملک و مملکت مطلقاً بید تصرف ابوبکر افتاد و امیران شاه روزگارے بدین صفت بگذرانید و در شهور سنه تسع و ثمان مایه بر دست قرا یوسف ترکمان بقتل رسید و امیرزاده ابابکر پادشاه خوش منظر و شجاع و صاحب همت بوده و گویند شمشیر او هفت من بوده و بعد از قتل میرانشاه از ترا که منهزم شده بجانب کرمان افتاد و در حدود سنه عشر و ثمان مایه بقتل رسید و عمر او بیست و دو سال بوده و حکومت او در خراسان نه سال و در آذربایجان یازده سال بوده۔

ذکر ملک العلماءِ خواجه عبد الملک سمرقندی ره

ازجمله بزرگان سمرقند است و بوقت سلطنت امیر تیمور گورگان شیخ الاسلام بلده محفوظه سمرقند بوده و در علم و فضیلت و جاه بے نظیر و الیوم در خاندان مبارک او بزرگی بر قاعده بود و خواجه را باوجود فضل و علم اشعار ملایم است و دیوان لطیفی ترتیب یافته اوست و این غزل او راست۔

اے مردم چشم از نظر ما مرو آخر　　وے عمر گرامی ز بر ما مرو آخر
ای جان عزیز از تن رنجور مشو دور　　ای سایه رحمت ز سر ما مرو آخر
ای تیغ شکست ریخته خون جگرها　　از دیده چو خون جگر ما مرو آخر
دور از تو ندارد خبر خویش عصامی　　اکنون که شنیدی خبر ما مرو آخر

ابا نسب بزرگان سمرقند با بابکر الصدیق میرسد و بوقت حکومت ولید عبد الملک قتیبه بن مسلم الباهلی سمرقند را چهار ماه حصار کرد و اثر فتح ظاهر نشد روزے از باروے حصار شخصے آواز داد

که ای عزبان رنج ضایع مکنید که این شهر بدست شما فتح نشود قتیبه گفت پس این شهر را که فتح خواهد کرد گفت حکمای ما معلوم کرده اند که در روزگار ملت محمدی این شهر کسی فتح کند که پالان شتر نام وا فته باشد گفت سبحان الله انا قتیبه و آواز داد که پالان شتر منم زیرا که قتیب چوب جهاز شتر را گویند و قتیبه تصغیر آن است و چون اهل سمرقند معلوم کردند که حال چیست دروازه را باز کردند و سمرقند بدست قتیبه فتح شد و کان ذلک فی شهور سنه اربع و تسعین من الهجرة النبویة

طبقهٔ ششم

ذکر سید العارف امیر سید نعمت الله کهیانی رح

در دریای عرفان و گوهر کان کن فکان بوده سلطان ممالک طریقت و سیاح بوادی حقیقت در طریقت یگانه بوده و در اخلاق مرضیه ستوده اهل زمانه گشایش کار آن جناب در کوه صاف بوده که در نواحی بلخ است و آن کوهسار بسیت مبارک و قدمگاه رجال الله مشهور است که سید چهل اربعین دران منزل مبارک برآورده و درین باب میفرماید۔

ظاهرم در کهستان و باطنم در کوه صاف　　صوفیان صاف را صد مرحبا باید زدن

و حضرت سید با بسیاری از اکابر صحبت داشته و تربیت یافته اما مرید شیخ الشیخ العارف ابو عبد الله الیافعی است و سند خرقهٔ شیخ به شیخ الاسلام احمد غزالی میرسد و شیخ الیافعی مرد بزرگ و اهل علم باطن و ظاهر بوده و در علم تصوف مصنفات عالی دارد و فضیلت او را همین حالت تمام است که همچون سید نعمت الله عارفی از دامن تربیت او برخواسته که بزرگان عالم بر تحقیق و تکمیل سید نعمت الله ولی متفق اند و از جهت تبرک دو غزل از سخنان سید درین تذکره بقلم آمده و آن این است :۔

چنان از مست و شیدائیم که پا از سر نمیدانم　　دل از دلبر نمیدانم مے از ساغر نمیدانم
برو ای عقل سرگردان مرا با کار من بگذار　　که من سرمست و حیرانم بجز دلبر نمیدانم

شدم از ساحل صورت بسوی بحر معنی باز
چه جای بحر و بر باشد بجز گوهر نمی دانم

دلم چون مجمر و عشقش چو آتش جان من چون عود
همی سوزم روان چون عود من مجمر نمی دانم

من آن نادان دانایم که می بینم نمی بینم
از آن میگریم از حسرت که سیم از زر نمی دانم

چو دیده سو بسو گشتم نظر کردم بهر گوشه
بجز آب دو چشم خود درین منظر نمی دانم

ز هر بابی که میخوانی بخوان از لوح محفوظم
که هستم حافظ قرآن ولی دفتر نمی دانم

بجز یا هو و یا من هو چو سید من نمی گویم
چگویم چونکه در عالم کسی دیگر نمی دانم

ولہ

ای عاشقان ای عاشقان ما را بیانی دیگر است
ای عارفان ای عارفان ما را نشانی دیگر است

ای بلبلان ای بلبلان ما را نوائی خوش بود
زان رو که این گلزار ما را از بوستانی دیگر است

ای خسرو شیرین سخن ای یوسف گل پیرهن
ای طوطی شکر شکن ما را زبانی دیگر است

تا عین عشقش دیده ام مهرش بجان بگزیده ام
در آشکارا و نهان ما را عیانی دیگر است

خورشید جمشید فلک بر آسمان چرخ شست
مهر منیر عاشقان در آسمانی دیگر است

اقلیم دل شد ملک جان شهر تن آمد این جهان
کون و مکان عارفان در لامکانی دیگر است

رندو در میخانه ها صوفی و کنج صومعه
ما را سر سلطنت بر آستانی دیگر است

سید مرا جانان بود همدرد و هم درمان بود
جانم فدای جان او کو از جهانی دیگر است

حکایت کنند که سید را مشربی عالی بوده و از نزد حکام و اهل دنیا پیش سید همواره هدیها و نعمتها آمدی و سید قبول کردی و آن نعمتها خوردی و بمستحقان رسانیدی نوبتی سلطان اعظم شاه رخ میرزا از حضرت سید سوال کرد که می شنوم شما نعمتهای شبهه آمیز تناول میکنید حکمت آن چیست سید این بیت را به پادشاه خواند

گر شود خون جمله عالم مال مال
کی خورد مرد خدا الا حلال

شاه رخ سلطان را این سخن ملایم نیفتاد و از روی امتحان بعد از چند روز خان سالار را فرمود که بره ای بظلم از عاجزی بستان و بهانه و بیار و طعامی ترتیب کن خان سالار حسب الحکم از شهر بیرون آمد و دید که پیرزنی بره فربهی بپشت گرفته میرود فی الحال بضرب تازیانه

را از پیرزن در ربوده بمطبخ رسانیده طعامی ترتیب کرد و سلطان سید را بدعوت حاضر کرد و سید
بمشارکت سلطان آن طعام تناول می کرد شاه رخ از سید پرسید که شما فرموده بودید که من حلال
می خورم و حال آنکه من بظلم این بره را از عاجزه فرموده ام ستانده اند و کیفیت با سید تقریر کرد سید
فرمود ای سلطان عالم تحقیق فرمائید که حق تعالی را در ضمن این کار مصلحتی باشد سلطان فرمود
تا آن ضعیفه را حاضر ساختند و از وی پرسید که این بره را بکجا می بردی پیرزن حکایت کرد که
عورتی بیوه ام و رمهٔ گوسفند دارم که از شوهر مهر و میراث یافته ام و پسری دارم درین هفته گوسفندی
جهت سودا بشهر برده خبرهای نالایم از وی شنیدم که خبر رسید که از کرمان نعمت الله سیدی
بزرگ بهرات آمده نذر کردم که اگر فرزند من بسلامت بمن رسد بره را پیش سید رسانم در روز فرزند
من بسلامت بمن رسید و من بره را از شادی بر پشت گرفته قصد شهر کردم غلامان شما بره را بظلم
گرفت چندانکه تضرع کردم بجائی نرسید سلطان را معلوم شد که حق تعالی باطن انبیا و اولیا را
از حرام و شبهه محفوظ می دارد سید را عذرخواهی نمود و من بعد امتحان نکرد و مقامات و حالات سید
مشهور و مذکور است مشرب او صافیست و بزرگان اوصاف او گفته اند و از صاحب مبارک سید
نعمت الصدیق او امیر خلیل الله است حالا سیدزاده ها در حدود کرمان و دیار هند و فارس به
مسند عز و بزرگی متمکن اند و مریدان و اصحاب سید در ربع مسکون سیاحت نموده روش طریقه
پسندیده بزرگان و مریدان او در طریقت و خلق نیکو کوشند و معایب اخوان الصفا بعبارت
طاقت می پوشند وفات سید در شهور سنه سبع و عشرین و ثمان مائه بوده در عهد شاه رخ سلطان
و در ماهان من اعمال کرمان مدفون است و لنگر و خانقاه حالا مقصد اکابر و فقراست و بقعه
دل کشا در رونق معمور است و سن مبارک سید از هفتاد و پنج تجاوز کرده بود که لبیک حق را
اجابت کرد و آئین و ام شعور لهبر لپی سرود تحویل فرموده بمقام صعدا و ابرار مرتقی گشت رحمه الله
علیه آقاقان سید شاه رخ بهادر پادشاه بود موفق بتوفیق سبحانی و مؤید بتائید یزدانی
بختی مساعد و دولتی موافق داشت عدلی بردوام و شفقتی تمام درباره خواص و عوام داشتی
جمعیت آن آسودگی و فراغت که بروزگار دولت او یافته اند از عهد آدم الی یومنا در هیچ عهد
زمان وجود داوان نشان نداده اند سیرت پسندیده و متابعت شریعت گری مراد و از میان

سلاطین صبر بوده پنجاه سال رایت جهانداری و شهریاری برافراخت و دیار اسلام معمور و
آبادان ساخت از دیار ختن و کاشغر تا دشت قبچاق و ممالک هند و از مازندران تا در بند و باب
کرج و از فارس تا بصره و واسط بحوزهٔ تصرف و تحت حکم او در آمد گویند در یورش اول آذربایجان
سی هزار شتر بار در عساکر ظفر پناه شاه رخی بوده قیاس تجمل و اموال و دیگر ازین توان کرد
و از مورخان بتخصیص مولانای فاضل مولانا جروه آورده که سی صد پادشاهزاده که قابلیت تخت
نشینی داشته بوده اند بدرگاه شاهرخی اجتماع کرده اند از فرزندان و احفاد و عشایر و غلام آن حضرت
و غیرهم رجاء واثق بلکه یقین صادق که این خسرو جمشید دولت فریدون حشمت بهرام صولت که
وارث این خانواده است باضعاف دولت آن خسروان سالف رسد بلکه رسیده است و از
کمال طاعت و عبادت و پاکی طینت و اخلاق مرضیه شاه رخ سلطان را مقامی به مرتبه ولایت
حاصل بوده و بر مغیبات مطلع شدی و کرامات از و نقل کرده اند از آن جمله یکی آنست که در
ملک ری سحرگاهی بعبادت مشغول بودی ناگاه فریاد برکشید که قرا یوسف ترکمان امشب
بمرد و تاریخ ضبط کردند بعد از دو روز خبر مرگ قرا یوسف رسید دیگر آنکه پدر این ضعیف که از ندیمان
سلطان از جمله نزدیکان مقرب بوده و همواره حکایت کردی که در خشکسالی در خراسان خصوص
دار السلطنه هرات بتقدیر ربانی واقع شده باران بمرتبه انجامید که از ابتدای شتا تا شست روز
از آسمان نم بر زمین نرسیده بیت

چنان آسمان بر زمین شد بخیل | که لب تر نکردند زرع و نخیل
بخوشید سرچشمه‌های قدیم | نماند آب جز آب چشم یتیم

پادشاه اسلام در آن ایام ازین اندوه متحیر مانده و بجای ابر هم از دیده گوهر باریدند
شبی پدر من مظلوم را دست تضرع بدرگاه بی نیاز بر آورده که الحق با غیاث المستغیثین
سحرگاهی بیدار نشسته بودم ناگاه قطره باران بر روشن خانه چکید و هنوز شب بپایان نارسیده
شد سجده شکر کردم و در خاطر گذشت که یارب هیچ بنده آگاهست بدین درگاه باشد که حالت وقت
قطره اول رحمت این بوده باشد و صبحگاهی شادمان قصد ملازمت پادشاه اسلام نمودم
چون بخرگاه پادشاه درآمدم پیش از آنکه سر فرود آرم و خدمت قایم گردانم گفت ای اسحق الحمد لله

قطره باران که چکید من بیدار بودم آیا تو بیدار بودی من گریان شدم و در پای پادشاه افتادم
کیفیت رقت پرسید حکایت کردم این مصرع بخواندم

کز کلبهٔ ما نیز رہی ہست بدرگاه

لاشک پادشاهی که بعدل و داد و رواج شریعت روزگار گذرانیده ملحوظ انظار رحمت
آلهی خواهد شد و ما توفیقی الا بالله مآثر و مناقب شاهرخ اظهر من الشمس است زیاده ازین بیان
تذکره نگنجد ولادت مبارکش چهاردهم ربیع الاول سنه تسع و سبعین و سبعمایه بوده در بلدهٔ محفوظ
سمرقند هفتاد و یک سال عمر یافت و هفت سال بروزگار پدر پادشاه خراسان و چهل و سه
سال بعد از تیمور گورگان باستقلال در ممالک ایران و توران و دیار هند و ترک سلطنت کرد و در
شهر ذی الحجه الحرام سنه خمسین و ثمان مایه روز نوروز چاشتگاه در فشار و دمن اعمال ری
بجوار رحمت ایزدی واصل شد و عزیزی درین باب گوید **قطعه**

شاه رخ آن شاه قضا قدرت اسلام پناه — آنکه در پیشهٔ شاهی زده سرپنجه چو شیر
زد بفردوس برین خیمه بذی الحجه و گفت — ماند تاریخ ز مادر همه عالم شمشیر

و پنج شاهزاده عالی قدر از صلب مبارک آن حضرت در وجود آمدند که جمله در دریای شاهی
و مستجمع الطاف آلهی بودند الغ بیگ و ابراهیم سلطان و بایسنغر بهادر و سیورغتمش بهادر و محمد جوکی
میرزا و دو گوهرکان شهر دانی چون بار وی و جان افکن بروزگار طفولیت از عهد بقار رسیده اند
و این پادشاهان عالی قدر قریب بیست نفر از شاهزادگان در چمن سروری خرامان بلکه تن مملکت
را جان بوده اند آفتاب از رشک جمالشان تیره و عقل کل در ادراک صلاحیت شان خیره بوده
اند که مایهٔ خوشی بروزگار تا فرجام قصد آن سلاطین توانا نموده و تن در رح شمایل ایشان بزندان
لحد فرسوده امروز از آن نامداران عالی رای و از آن صفدران قلعه کشائی جز افسانه باقی نمانده
فاعتبروا یا اولی الابصار

کجایند شاهان با اقتدار — ز هوشنگ و جم تا به اسفندیار
همه خاک دارند بالین و خشت — خنک آن که جز تخم نیکی نکشت

حکایت کنند که در آخر عمر شاهرخ سلطان بقصد نبیره اش سلطان محمد بایسنغر لشکر

بعراق کشید سلطان محمد منهزم شده شاه رخ سلطان سادات و بزرگان و علمائے اصفهان را گناهگار
ساخت بسبب آنکه سلطان محمد را اسلام کرده بودند و شاه علاء الدین که از اکابر سادات حسینی بوده و
قاضی امام و خواجه افضل الدین ترکه که از بزرگان و علمائے اصفهان بوده اند در شهر ساوه حکم کشتن
کرد بسعی گوهرشاد بیگم آن بزرگان مظلوم را بزاری زار بیگناه بقتل آوردند گویند و نوبت بسیاست خواجه
افضل پاره شد و او فریاد مے کرد که با شاه رخ سیاه رخ بگوئید که این عقوبت بر ما لحظه پیش نیست
اما پنجاه ساله نام و ننگ خود را ضائع مساز چندانکه بزرگان سعی کردند مفید نیامد و آن صورت بر شاه
رخ سلطان مبارک نبود و بعد از هشتاد روز متوفی و بعضی گویند چون آن بزرگان مظلوم از حیات
ناامید شدند سلطان و گوهرشاد خاتون را دعاهاے بد کردند که هم چنانکه فرزندان ما را از ما ناامید
مے سازی حق تعالی تخم ترا منقطع گرداند در آسمان کشاده بود دعائے آن عزیزان بے گناه
مظلوم اجابت شده نسل آن پادشاه عالی منزلت منقطع شد و سلطنت تحویل بمرکز اصل نموده
الٰهی تا قیام قیامت سلطنت باستحقاق بدین وارث مملکت بماند و ملک بدو مستدام باد هرچند
نوبت شاهرخی و ذریت او گذشت اما در خاندان آن بزرگوار صاحبقرانی در ایران و توران اولاد
عظام او متمکن و معتمد است

گر گل بشد چه شد همه سرسبزی تو باد — ما را بس است عارض تو یادگار گل

اما از مشائخ و اکابر علما که بروزگار شاه رخ سلطان ظهور یافته اند سلطان العلما شمس الدین
محمد الحافظی البخاری معروف بخواجه پارسا و خواجه صاین الدین ترکه اصفهانی و مولانا فضل حسین
خوارزمی و قدوة العلماء مولانا شرف الدین علی یزدی و از شعرائے بزرگ شیخ آذری و بابا سودائی
و مولانا علی شهاب و امیر شاهی سبزواری و مولانا کاتبی ترشیزی و مولانا سیمی بوده اند که ذکر تصانیف
و دواوین این جماعت در ربع مسکون شهرت دارد گویند چهار هنرمند در پای تخت شاهرخ
بوده اند که بروزگار خود نظیر نداشته اند خواجه عبد القادر مراغی در علم ادوار و موسیقی و یوسف
اندکانی در خوانندگی و مطربی و استاد قوام الدین در مهندسی و طراحی و معماری و مولانا خلیل الله
مصور که ثانی مانی بوده -

ذکر ملک الفضلاء معینی جوینی رہ

مرد فاضل و دانشمند و سالک بوده و از جملهٔ مریدان خاندان مبارک شیخ الشیوخ سعد الملة والدین الحمویست قدس الله سره العزیز و مولد مبارک مولانا معینی قریه انداده است من اعمال جوین و او در علم شاگرد مولانا فخر الدین خالدی اسفراینی است که در میان علما به بهشتی مشهورست و شرح فرایض او نوشته و این غزل مولانا معینی راست۔

از زلف پریشان تو آشفته ترم من | در کوی تو سرگشته چو باد سحرم من
چون گل بهوائی تو گریبان دریده | شب تا بسحر غرقه بخون جگرم من
تا بوکه بیابم ز گلستان تو بوئے | عمریست که چون باد صبا دربدرم من
با هر خس و خاری منشین ای گل رعنا | کز جور و جفاے تو گریبان درم من
شمشیر جدائی تو زان کارگرم نیست | کایام فراق تو ز خود بے خبرم من
طفلان که کشند آن سنگ دیوانه معینا | از سنگ جفا زو شده دیوانه ترم من

و کتاب نگارستان از مولفات مولانا معینی است که بر طرز گلستان شیخ سعدی نوشته است اما ازان کتاب بسیط تر است و دانشمندانه نوشته و نوادر و امثال و حکمهاے مفید دران کتاب درج کرده و مشایخ بحرآباد آن کتاب را پیشکش پادشاه الغ بیگ گورگان کرده اند بوقتیکه سلطان مشار الیه در محل یورش عراق بزیارت اکابر بحرآباد آمده بود و پادشاه فرمود که آن کتاب را نوشتند بخط بر خطی و دایما مطالعه فرمودے و پسندیده داشتی و آن کتاب در ما وراء النهر شهرتی عظیم یافته اما در خراسان کم بدست می آید و اصح نسخه مستعدانه است۔ این دو حکایت ازان ثبت افتاده۔ حکایت نگارستان معینی شبلی رہ گفت که روزے به نیت حج در بازار بغداد میگذشتم جوانے خوبصورت را دیدم که قمیصے مُعلّم بر سر حلقهٔ کتانے در بر کفش زر افشان بر سم نازکان بغداد در پای بنازی هر چه تمام تر بدست امید و بیچ بر دست می بوسید۔

هر جا که میگذشت و هر جا که میرسید | می شد زمین چو لعل ز عکس رخش تمام
گوئے که می چکید ز گلبرگ عارضش | بر خاک قطره هاے گلاب عرق مدام

روز دیگر که قافله روان شد او را دیدم در میان حجاج نعلین با ساز جواهر در پا کرده و دستار
مصری بر سر نهاده و گلاب بر خود می افشاند بر مثال کسیکه به گلزار بگذرد و میخرامید اندیشه کردم
که در طور این سرّیست از دو حال بیرون نیست یا معشوقی است که بنازش می پرند یا عاشقی
که از نیازش بنظر نگاه نازش رسانیده اند در این تفکر افتادم که آیا بحج میرود یا طریق دیگر اختیار خواهد
کرد گفتم ای برنا کجا خواهی رفت گفت بتخانه گفتم بکدام خانه گفت بخانه پر بهانه که خلقی را آواره کرده
است من نیز میروم تا ببینم که این سرگشتگان بکه میروند و بچه میروند و درین خانه کرا خواهند دید و از این
خرمن چه خوشه خواهند چید گفتم این چه استعداد و راهست که تو داری مگر از صعوبت این بادیه خبر
نداری این بیت گفت بیت

دوست آوارگی می خواهد		رفتن حج بهانه افتاده است

گفتم ای جوان با تنعم بدین تن آسانی کار میسر نشود باز گفت بیت

من نه باختیار خود میروم از قفای او		آن دو کمند عنبرین میکشدم کشان کشان

ای شبلی چنینم آورده اند معذورم فرما

بازار عندلیب نخواهد که بشکند		هر گلبنی که زینت بستان و گلشن است
معشوق گرچه هست ز عشاق بی نیاز		چشمش نیاز عاشق خود نیز پرورش است

فرمای گفتم این سیب چرا می بوئی گفت تا مرا از سموم بادیه بلا انگیز خونخوار گوش دارد
که با شمیم برگ گل چمن ناز خو کرده ام و در حرم دلبران خفته و از نسیم اقبال محبوب شگفته گفتم بیا تا
باهم موافقت و مرافقت نمائیم گفت لا والله تو مرقع پوشی و من جرعه نوشم و این مصراع برخواند

من رند خراباتم و تو اهل مناجاتی

دوش من خمار بوده ام و اکنون بقایای خمار دوشین در سر دارم آن جوان را بکار گذاشتم
و بگذشتم دیگر اتفاق ملاقات نیفتاد تا بمکه رسیدم روزی بوقت افراط گرما دیدم در زیر میزاب خفته
زرد و نزار شده در سر تعصب دارد و در پای نعلین همان سیب در دست داشت می گوید و این بیت
می خواند

لدغت حیة الهوی کبدی		فلا طبیب لها ولا راقی

خواستم که از وی درگذرم دامنم بگرفت و گفت ای شبلی مرا می‌شناسی گفتم بلی از تبدیل
حالت بگو گفت داد و فریاد که درین راه بمعشوقی میازند و لیعاشقی مبتلا میسازند شبلی گفت پرسیدم
که همان سبب است گفت فریاد از آسیب این سبب ای شبلی دیدی که با ما چه کردند و چون
ما را در لگدکوب قهر انداختند اول گفتند که تو معشوقی غم مخور چون تیر بادیه مبتلا ساختند گفتند تو
عاشقی و چون بعرفات رسیدم گفتند طفلی چون بخانه رسیدم ندائی در دادند که درین حرم محرم نه و
درین در حلقه هر چند فریاد بر آوردم که ایها المطلوب جواب شنیدم که این هیچ یا محجوب سوختم ازین تفکر
که در میانه هیچ نیست و ساختم بدین ترانه که در خانه غیری امروز ای شبلی زار و نزارم و از نازونانی
بیزارم نمیدانم که محجم یا محجوب طالبم یا مطلوب از زمره حجاجم یا بغیر محتاج درین تفکر سوختم و ساختم
وازین اندوه گداختم نه بیمارم اما بیماری ازین تفکر دارم شبلی گفت مرا دل بزاری او بسوخت گفتم بیا تا
ترا پیش اصحاب رسانم وازین حیرت برهانم گفت ای شبلی رها کن که درین حیرت سری دارم
و درین تفکر ذوقی می‌یابم از وی درگذشتم و شب در حوالی حرم بوظایف عبادت مشغول بودم صباح
که نیت خانه کردم دیدم که از کناره حطیم جوان [illegible] مرده بر دوش گرفته میل بدفن او میکردند و یکی از
محرمان سؤال کردم از احوال او گفت ؛

عاشقان کشتگان معشوقند　　برنیاید ز کشتگان آواز

حکایت چون ذکر مجنون و قصه لیلی در افواه افتاد یکی از خلفای فرمود تا لیلی را حاضر ساختند
ودر بعضی از حجرات نشاندند و مجنون را طلب داشتند گفت چگونه دیده بینا دل تو چنین صورتی دید
اگر خواهی ترا از حرم خود کنیزکی بخشم که از پری برتری جوید و با ماه برابری کند مجنون گفت مرا چشمی بخش که
غیر از لیلی در نظرش خوب تر ناید خلیفه گفت اگر بهتر از لیلی کسی را ببینی او را نخواهی گفت من
غیر او کسی را نمی‌بینم بیت

خون باد دیده که بر بیند جمال او　　وانگه نظر کند بر رخ ماه و آفتاب

خلیفه گفت هیچ دانسته که از لیلی با تو چون است مجنون گفت مرا با چگونگی او کار نیست
این قدر دانم که تا او بجمال من نظری نکرد من ربوده عشق و مبتلای وی نشدم خلیفه گفت تا اگر
خواهی اقربای لیلی را حاضر گردانم و بفرمایم تا او را بحباله تو در آورند گفت من میخواهم که آلوده بطبیعت

نشوم او بے تکلف و سایط در مذهب پاکبازی بر من حلال است خلیفه گفت مے خواهی تا لیلی را به بینی گفت کجا بینمش گفت دران خلوت خانه و مجنون را یکے از غلامان دست گرفته بدر حجره لیلی برد چون حضور لیلی احساس کرد در کوی داشت بر چشم خود بست غلام گفت اے دیوانه امروز صد چشم وام باید کرد تو پرده بر چشم مے بندی گفت مرا آن بس که از دور می نگرم خبر بخلیفه بردند که مجنون بلیلی سے نگرد مجنون را طلب داشت و گفت مجلس خاص و حجاب هر تلفع و اشتیاق مستقلی چرا از مشاهده محبوب تمتعی حاصل نکردی گفت غیرت عشق رها نکرد که جمال معشوق چشم زده عاشق گردد واین گفت وره صحرا گرفت بیت

وکیف یلی بعین ازری بها   هوا ها وما ظهرتها بالمدامع

ذکر سید الابرار امیر قاسم انوار قدس سره

در دریائے حقیقت و سیاح بوادی طریقت شاهباز فضائے لاهوت و عارف عالم الملک و ملکوت است خاطر فیاض او مفتاح کنوز حقایق است و کلام معتبر او گنج رموز و دقایق واصل حضرت سیادت مآب نے معارف و شگاهی از آذربایجان است و منشاء و مولد مبارکش ولایت سرخاب تبریز است واز اکابر سادات واشراف آن دیار بوده و در آوان جوانی مرید شیخ الشیوخ صدرالدین اردبیلی شد و مدتے در قدم آن بزرگوار بسلوک مشغول بوده و ریاضت کلی در تصوف و فقر کشیده و مهذب شده و بعد ازان باجازت حضرت شیخ عزیمت جیلان نموده مدتے دران دیار بسر برده و تشنگان بادیه طلب را بزلال عرفان سیراب مے ساخت تا صیت فضیلت و آوازه کمال او باطراف و اکناف رسید قصد خراسان کرد و در نیشاپور یک چندے ساکن شد علمائے ظاهری خراسان باعتراض برخاستند میل دار السلطنت هرات فرمود و اهالی هرات را اعتقاد و اخلاص تمام بحضرت سید دست داد و او مردے جاذب بوده منکرے که پیش او رسیدی معتقد شدی تا بیشتر از اکابر و امیرزادگان پائے تخت هرات مرید سید شدند و اصحاب اغراض این سخن نزد پادشاه عهد سلطان شاه رخ رسانیدند که این سید را بودن درین شهر مصلحت نیست چراکه اکثر جوانان مرید او شده اند مبادا ازین حالت فسادی تولد کند پادشاه باخراج سید حکم فرمود

چندانکه امرا و ارکان دولت حکم پادشاه بسید میرسانیدند مفید نبود و سید می گفت شاه رخ بچه جریمه مرا از دیار مسلمانان اخراج می کند کار بدانجا رسید که سید را بجبر اخراج باید کرد هیچ آفریده جرات اقدام نمی نمود سلطان زاده سعید بایسنغر گفت من بلطایف و ظرایف این سید را روان سازم که احتیاج بخشونت نباشد برخاست و بزیارت شد و صحبتی مرغوب داشتند تقریب سخن عزیمت سید در میان آمد سید فرمود که پدرت پادشاه مسلمانان است مرا بچه دلیل اخراج می کند پادشاهزاده بایسنغر فرمود که ای خداوند شما چرا بسخن خود عمل نمی کنید گفت کدام است آن سخن بایسنغر این بیت برخواند

قاسم سخن کوتاه کن — برخیز و عزم راه کن
شکر بر طوطی فگن — مردار پیش کرگسان

سید شاهزاده را تحسین فرمود و دعا کرد و فی الحال الاغ حاضر ساخت تا کار براه او نمودند و بطرف بلخ و سمرقند روانه شد و چندگاه دران دیار مرجع خواص و عوام بود و باز بدار السلطنه هرات رجوع کرد و چندگاه دیگر در پایه تخت هرات روزگار گذرانید و اکابر و سادات و علما همواره بصحبت شریفش میرسیدند و مایل خدمت عزیزش بودندی و حضرت سید را اشعار موحدانه و مثنوی عارفانه بسیار است و من نتایج طبع شعر

از افق مکرمت صبح سعادت دمید — محو مجازات شد شاه حقیقت رسید
صولت هیبت جلال عالم جان را گرفت — صدمت سلطان عشق باز علم برکشید
چنگ غمش میزند بر دل هر تاره — کشف روان میکند معنی حبل الورید
ساقی جان میدهد باده بجام خرد — مطرب دل می زند نعره هل من مزید
راه بوحدت نبرد هر که نشد در طلب — جمله ذرات را از دل و از جان مرید
در حرم وصل یار زنده دلی باز یافت — کز همه خلق جهان باز ملامت کشید
وصلت الله یافت قاسم و ناگاه یافت — زانکه بشمشیر لا از همه عالم برید

و در نهایت حال حضرت سیادت پناهی بعزیمت وطن مالوف از هرات بیرون شده کبرسن آن حضرت را دست داده بود در محفه نشسته بولایت جام رسیده و بده خرجرد نزول فرمود

وازسبب حرارت هوا بباغ یکی از کدخدایان آن قریه التجا برد و هوای دل پذیر آن بوستان ملایم طبع افتاده چندروزی دران باغ اقامت فرمود و میوه آن باغ را از صاحب باغ باز خرید و آن تابستان دران موضع خرم آسوده گشت بعضی اکابر که مصاحب و ملازم سید بوده اند آن توقف راغنیمت دانسته اند و آن باغ را از صاحبش خریدند و سید دران باغ مختصر عمارتی ساخته و اقامت را برارتحال اختیار نموده و همواره از روحانیت حضرت با رفعت قطب الاوتاد شیخ الاسلام احمد جامی قدس سره فیضی بروزگار مقدس سید رسیده در تعظیم شیخ احمد سید راست.

روضة المذنبین احمد جام | آن نهنگ محیط بحر آشام
آسمانیست پر مه و پروین | بوستانیست پر گل و نسرین
رحمت حق بدوستانش باد | لعنت حق بدشمنانش باد
هرکه او دشمن خدا باشد | دشمن جمله اولیا باشد

و وفات حضرت سیادت مآبی به خرجرد در شهور سنه خمس و ثلاثین و ثمانمائه بوده و مرقد مبارکش درهمان باغ واقع است که بایام حیات ساکن بوده و جناب عرفان مآب سلطان السادات والاتقیا امیر سید ناصر الملة والدین قریش الحسنی نورالله مرقده که اباً عن جد از اکابر سادات خراسان است برگزیده نظر کیمیا خاصیت حضرت قاسمی است در باب تزئین مزار بانوار سید قاسم سعی جمیل بظهور رسانید والیوم خاطر خطیر امیر کبیر فاضل مؤید موفق معین العلما و مرجع الفضلا:

آنکه گر آلای او را گنج بودی در عدد | نیستی جز در اصم را عیب گنگی و کری
وآنکه نابینای مادرزاد اگر حاضر شود | در جبین عالم آرایش بدیدی سروری
در پناه سده جاه رعیت پرورش | بر عقاب آسمان فرمان دهد کبک دری
ساقیان بحر او چون شراب اندر دهند | هوش گوید گوش را این ساغری کن ساغری
من نمیدانم که آن نوع سخن را نام چیست | نه نبوت میتوانم گفتنش نه شاعری

نظام الملة والدین علی شیر خلد الله تعالی جلاله و ضاعف اقتداره که گنجینه الطاف الهی و مهبط انوار نامتناهیست مایل بعمارت روضه مطهره حضرت سید شده و بنیاد عمارتی نهاده که گردون نهم از آن

چشم بزیبائی آن ندیده امید که عنقریب چون تمنائے صاحب دولتان باتمام رسد و چون علو ہمت اہل ولان ارتفاع پذیرد وزبان اہل زمان از پیر و جوان واکم الاوقات در حق آن حضرت بامروت گوید:-

ہرکس که بدین نوع کند مال تلف — او را نرسد ز آتش دوزخ تف

گویند که فرزند خلف بس نیکوست — این خیر به از ہزار فرزند خلف

حکایت کنند که سید در بدایت حال ریاضات و مجاہدات بسیار کشیده و در مسجد قزوین باعتکاف نشستی و بعد از انکه مردم بیرون رفتندے خود را از گیسوے مبارکش در آویختی و بذکر مشغول شدی تا غایت که پائے مبارکش آماس کردی و مدتے مبتلا بودی تا چند نیش حجام بر ساق پاے مبارکش زده بود و در وقت پیری آثار آن زخمہا بر وجود شریف او ظاہر بودی حکایت کنند که در نہایت حال حضرت سید به تنعم روزگار گذرانیدے و فربه و سرخ و سفید شده بود یکے از بزرگان از آنحضرت سوال کرد که نشان عاشق صادق چیست سید فرمود لاغری و زردی مرید گفت مر شما را حال خلاف این است فرمودای برلور ما عاشق بودیم وقتے و اکنون معشوقیم محب بودیم گاہے این زمان محبوبیم واز مثنوی برخواند:-

من گدا بودم درین خانه چو چاه — شاه گشتم قصر باید بہر شاه

ولادت باسعادت پادشاه زاده بایسنغر در شہور سنه اثنی و ثمان مائه بوده جائے داشت باکمال واقبال و دولتے مساعد و در ہنر پروری و ہنرمند نوازی شہرهٔ اقالیم شده و خط و شعر در روزگار او رواج یافت ہنرمندان و فضلا باوارهٔ او از اطراف واکناف روے بحضرتش آوردند گویند که چہل کاتب خوشنویس در کتاب خانه او مشغول بودندے و مولانا جعفر تبریزی سرآمد کتاب بوده و ہنرمندان را غایتہا کردے و شعرا را دوست داشتے و در تجمل کوشیدے و ندیمان و جلیسان ظریف داشتے واز سلاطین روزگار بعد از خسرو پرویز چون بایسنغر سلطان کسے بعشرت و تجمل معاش نکرده و شعر فارسی و ترکی نیکو گفتی و به شش قلم خط نوشتی و این تخلص میرزا بایسنغر راست:-

گدائے کوی او شد بایسنغر — گدائے کوی خوبان پادشاہیست

حکایت کنند که خواجه یوسف اندکانی بروزگار بایسنغر بهادر در گویندگی و مطربی و صفت
اقلیم نظیـــر نداشت لحن داوودی یوسف دل سے خراشید و آهنگ خسروانی او بر جگرهاے
مجروح نمک میپاشید سلطان ابراهیم از شیراز چند نوبت خواجه یوسف را از بایسنغر سلطان میرزا
خواست که بجهته او بفرستد بایسنغر این بیت خواند

ما یوسف خود نمے فروشیم   تو سیم سیاه خود نگهدار

و در میان الغ بیگ گورگان و بایسنغر بهادر و ابراهیم سلطان لطیفها و مکاتبات بسیار
واقع شده که این تذکره تحمل ایراد آن لطایف نمے کند روزگار غدار و گردون ستمگار در آوان
شباب قصد آن شاه کامگار نمودند و موکلان قضا و قدر بر جوانی نبخشودند و شبے از افراط شراب لعلیان
رب الارباب بخواب گران فنا گرفتار شد و سکنه هرات بسبب آن وفات سکته پنداشتند شعر

گویند که مرگ طرفه خوابیست   آن خواب گران گرفت ما را

و شاهزاده نیم مست بمصطبهٔ خاک خرامید تا صباح محشر با خمار یافتگان حشر سرگران برخیزد
و از ساقیان "و سقیهم ربهم شرابا طهورا" برای خمار شکستن "کاساً دهاقاً" طلب دارد و رجا بر ذات حق
که حاکم رحیم که از جنایت او در گذرد و از بحر رحمت شبنمے او را بتواند شست کرم فرماید وقوع واقعهٔ
هایله بایسنغر سلطان در دار السلطنه هرات در باغ سفید بوده در شهور سنه سبع و ثلاثین و ثمان
مایه عمر او سی و پنج سال بوده و شعرا که در روزگار شاهرخ سلطان بملازمت بایسنغر بهادر میبوده اند
بابا سودائی است و مولانا یوسف امیری و امیر شاهی سبزواری و مولانا کاتبی ترشیزی و امیر
یمین الدین نزل آبادی ره و اموال و اقطاع بایسنغری بعد شاه رخ سلطان شش صد تومان
کپکی بوده از ولایت استرآباد و جرجان و دهستان و طوس و ابیورد و نسا و جنوشان و سمنان
و از عراق کاشان و از فارس شبانکاره و شعرا در مرثیه سلطان بایسنغر اشعار گفته اند اما امیر شاهی
بدین رباعی بر همگنان فایق آید رباعی

در ماتم تو دهر بسے شیون کرد   لاله همه خون دیده در دامن کرد
گل جیب قباے ارغوانی بدرید   قمری نمد سیاه در گردن کرد

ذکر ملیح الکلام بساطی سمرقندی

از جملهٔ شاعران خوشگویست و غزل را نازک میگوید و بعهد سلطان بهادر بن امیران شاه گورگان در خطهٔ سمرقند ظهور یافته و گویند حصیرباف بوده و اول حصیری تخلص داشته خواجه عصمت الله البخاری رح چون قابلیت ذهن او بدید گفت حصیر قابل بساط بزرگان نیست ترا بساطی تخلص کردن اولی است داو معتقد خواجه عصمت و منکر شیخ کمال الدین خجندیست و این غزل شیخ کمال راکه مطلعش اینست جواب میگوید:-

نشان شب وا دار و سر زلف پریشانش | دلیل روشنست اینک چراغ زیر دامانش

واین تخلص از جملهٔ غزل بساطی است که در جواب شیخ کمال خجندی گفته است:-

در نظم بساطی را کمال از خود مدان کمتر | که پروردست چون هردم بآب دیده دامانش

واین بیت در دعائے بد نسبت باو مے گوید:-

با آنکه چون چراغ سحر شد جوانه مرگ | هم دیر زیست مدعی زود میرما

واین غزل بساطی فرماید:-

می چکد در سیدم از میسم دهانش آبحیات | صاد چشمی راکه مثل او ندیدم ہیچ ذات
من زبخت شور خود بر بام اے پسته دهن | تا بگرد شکر تو در سته میگردد نبات
تشنه لب در کربلائے ہجر میمیرم عجب | منکه بروئے حسن از دیده میبارم فرات
از دهانش بوسه جستم زکات حسن را | گفت خاموش ای گدا ہیچ کس بنشد زکات
آن پری رخ با بساطی گفت از روئے عتاب | گرد این بازی مگرد آیا نمیترسی زمات

مے گویند که شبے مغنیان در مجلس سلطان خلیل مطلعی از شعر بساطی خواندند یا وشاهزاده را خوش آمد فرستاد و بساطی را طلب کرد بعد از تحسین یک هزار دینار بدو بخشید و آن مطلع این است

دل شیشه و چشمان تو هر گوشه بزندش | مستند مبادا که بشوخی شکنندش

الحق انصاف آن است که صله این مطلع را کم همتی نموده باوجود بخشندگی و خزانه امیر تیموری سلطان زاده خلیل الله بعد از وفات صاحبقران اعظم تیمور گورگان انار الله برهانه بر تخت سمرقند

جلوس کرد پادشاهزاده صاحب حسن و نیکو خلق و بخشنده و ظریف طبع بوده خزانهٔ تیمور گورگان را
بگشود که صاحب قران در مدت سلطنت از خرابی ایران و توران جمع کرده بود همچو ابر نیسان بلکه
کان لعل در بدخشان و بحر عمان سیم و جواهر بر لشکری و رعایا نثار کرد و فضلا در عهد او نوازش یافتند
و بزبان حال بسرائیدن مقال او مشغول بودند شعر

ورثهٔ امانت خاک را کس باز نشناسد ز زر　　مال را از بسکه کرده دست جودت پایمال

و کاتبی هم نادرین شیوه در میدان سخنوری جلوس مینماید بیت

درم ز دست تو مر ارض را طبق طبق است　　گهر ز جود تو مر چرخ را سپر سپر است

آخر الامر آن گنج که بشمشیر صاحب قرانی جمع کرده بود سلطان خلیل به پخش کرده چهار سال
در تخت سمرقند و دیار ماوراء النهر سلطنت کرد عاقبت خدایداد حسینی و خدای داد و جهته و بردی
بیگ و باقی امرا بروی خروج کردند سبب آنکه شاد ملک آغا که از قمکان امیر حاجی سیف الدین بود
از روی تعشق بنکاح در آورد و آن زن در امور پادشاهی مدخل نمود و امرا بر تافتند و در سنهٔ احدی
عشر و ثمان مائه شهزاده خلیل را گرفته ببند طلا مقید ساختند و گوش و بینی شاد ملک آغا را بریدند
و شاهزاده را بالقلعه شاه رخیه فرستادند و امرای تواریخ بدار السلطنه سمرقند بحکومت مشغول
شدند و پادشاهزاده خلیل سلطان در حالت حبس از هجرت آن حضرت این رباعی فرموده

دیروز چنان وصال جان افروزی　　امروز چنین فراق عالم سوزی
افسوس که بر دفتر عمرم ایام　　آن را روزی نویسد این را روزی

و چون آوازهٔ استیلای امرای نمک حرام و قید امیرزاده سلطان خلیل به سمع اشرف
شاه رخ سلطان رسید سپاه گران مایه جمع کرده از هرات عزم سمرقند نمود و چون رایت ظفر پیکر
شاه رخ از جیحون عبور فرمود آن مخاذیل قوت مقاومت نداشتند تختگاه سمرقند را گذاشته
بطرف ترکستان گریختند و اموال و چهارپایان اهالی سمرقند و مضافات آن را بغارت بردند چنانچه
گفتند که شاه رخ سلطان چون بر تخت سمرقند مجلس کرد قدم گنج و خزانهٔ تیموری نهاد که در کوک
سرای ارک سمرقند مخزون بوده چون دماغ ابلهان از عقل آن خزانه را تهی و چون [illegible]
از عقل آن گنج را خالی یافت ناگاه سر عصای آن حضرت بدرمی مسکوک بازخورد آن [illegible]

و در جیب انداخت و باصحاب گفت ما بدین درم از میراث و گنج پدر محظوظ شدیم و از خزانه سعی بیرون شد حکایت کنند که پادشاهزاده خلیل در قید این غزل بگفت و نزد شاهرخ فرستاده۔

یا واهب العطیه و یا معطی المراد ما طاقت فراق نداریم ازین دیار
ادبار شد مجاور و خوش گفت مرحبا اقبال شد مسافر و خوش گفت خیرباد
بادے که از دیار محبان رسد بمن جانم فدائے نکهت آن طرفه باد باد
غمگین و شادمان چو ازین دیر بگذرد غمگین مشو ز محنت و از بخت نیز شاد
داغ جهان ز سینهٔ کاوس کی برفت شادان ز بخت تیره کجا بود کے قباد
حکم خدائے داور پاک است جنان مرا کفراست پیش خلق ز حکم خدائے داد
در بست شد ز فراق خلیل ار بتقیدی روزے ترا سپهر ملاعب دهد کشاد

و چون شاهرخ سلطان از انشائے شاهزاده خلیل این غزل بخواند گریه شد و همت پادشاهانه بر استیصال آن قوم کافر نعمت مصروف ساخت و امیر شاه ملک که از امرائے بزرگ شاهرخے بود بنا بر خلاف درمیان آن مردم انداخت و خدائے داد حسینی را بکشت و خود آواره شد و ملک ماوراء النهر بتصرف شاهرخے افتاد و سلطان خلیل از قید خلاص شده بدولت پابوسی عم بزرگوار مشرف گردید شاهرخ سلطان انچه امکان شفقت باشد در حق شاهزاده خلیل مبذول داشته او را همراه خود از جیحون عبور فرمود سلطنت و حکومت سمرقند خلف الصدق الغ بیگ مقرر داشت و امیر شاه ملک را در ملازمت پادشاهزاده مذکور بایالت و حکومت آن دیار مفوض گردانید و کان ذلک فی شهور سنه احدی عشر و ثمان مایه و بعد از انکه سلطان خلیل را شاهرخ سلطان بهرات آورد سلطنت و ایالت ولایت ری و قم و همدان و دینور تا حدود بغداد بدو ارزانی داشت لواء کوس و نقاره خانه همراه او کرده امرائے بزرگ را بمتابعت او تا چند منزل فرستاد و سلطان خلیل دو سال و نیم در آن دیار بنیابت عم سلطنت کرد و در ماه رجب المرجب سنه اربع عشر و ثمان مایه در ری بجوار رحمت حق واصل شد و بیست و هشت سال عمر یافت و به وقت مرگ این بیت انشا کرد بیت

گفتم بجا بلی نگشد کس کمان ما مرگ آمد و کشید و رنج آمد کمان ما

ذکر ملک العلما و زبدة الفضلا خواجه عصمت الله البخاری رح

مردے بزرگ زاده و اہل فضل بوده و نسب او بجعفر بن ابی طالب میرسد در خطه بخارا آبا و اجداد خواجه عصمت مردمان فاضل و بزرگ بوده اند و پدر او خواجه مسعود از اکابر بخارا است خواجه عصمت الله با وجود فضایل حسب و نسب در شیوه شاعری مشار الیه است خواه بقصیده گوئی و خواه بر غزلیات و مثنوی و مقطعات و غیر ذلک و در روزگار دولت سلطان خلیل انار الله برهانه خواجه عصمت الله تربیت کلی یافت و شاهزاده او را احترامی زاید الوصف میداشت و دائما جلیس و انیس شاهزاده بودی تا حسودان و صاحب اغراض تصور کردند که خواجه را نظرے بجانب شهزاده است و ساحت دل آن عزیز از ان مبرا بود و سلطان خلیل علم شعر از خواجه تعلیم گرفتے و چون شهزاده خلیل را عزل واقع شد خواجه عصمت در فراق آستان بوسی آن شاه گرامی این غزل گفت :-

کاش فرمودی بشمشیر جدائی کشتنم | تا بخاری در چنین روزی ندیدی دشمنم
باغبان گو در ته دیوار گلزارم بکش | بے وجودش گر گشد خاطر بسرو سوسنم
ششه سوارم کی خرامد باز تا دیوانه وار | خاک و خون آلوده خود را بر سر راه افگنم
خون دل از نرگس مے بیبارم زمژگان دو عین | کز فراقش نشتر تحفیست هر مو بر تنم
تازه عصمت کی شود آثار دوران خلیل | کین نباشد تا نه رگ ناخن سپهر بستم کشتنم

و این مطلع نیز در حق سلطان خلیل گوید :-

دل کبابیست کز و شور برانگیخته اند | وز نمکدان خلیلش نمکے ریخته اند

غزلیات عاشقانه و سخنان عارفانه خواجه عصمت در روزگار شاهرخ سلطان شهرتے عظیم یافت چنانکه مردم را از مطالعه و ملاحظه سخنان فضلائے گذشته یاد نیامدی و الیوم سخنان خواجه متروک است :-

دیگ عصمت در سخن از جوش رفت | عاشقان را غول او از گوش رفت
سبز خنگ چرخ اسب نوبتے است | هر کسے را بهر دورے نوبتے است
طوطی بیرون شد از باغ جهان | بلبلان را هست گلبانگ این زمان

این چمن را بوده بلبل بیشمار   عندلیبان یادوار و صد هزار
سیر آن بلبل ازین گلشن گذشت   بلبلی دیگر بجای او نشست
بلبلی کین بوستان حالا گزید   عاقبت او نیز برخواهد پرید

وچون قصاید خواجه عصمت را فضلا مستحسن داشته‌اند این قصیده که در وصف دیوان اشعار سلطان خلیل انشا کرده و قصیده این ست که ثبت شد

این بحر بیکران که جهانیست در برش   غواص عقل کل نبرد پی بگوهرش
مه عکسی از لوامع لوح مذهبش   خورشید عکسی از صفحات مصورش
حوران روضه را از حیا کرده در قصور   نقش بتان لاله رخ حور پیکرش
بر لوح چرخ گرم همی گردد آفتاب   از بهر مهره کردن اوراق دفترش
گیرد ز شب سیاهی از مه دوات زر   جلد از ادیم ثور و مه چرخ اخضرش
از رشته سیاه و سفید شب و سحر   شیرازه کرده بر دو طرف صنع داورش
سرخی کشیده عکس شفق گاه جدولش   پرکار سیم داده سپهر دو پیکرش
گویا نموده در دل شب مهر مشتری   چون تافت از حواشی خط نقطه زرش
از ابن مقله ریخته یاقوت هر که دید   بر سیم خام نقش خطوط معنبرش
هر حرف او ز گنج معانیست جوهری   جز صیرفی که فهم کند نرخ جوهرش
هر خط دلکشی که محقق شده بحسن   تعلیق کرده بر صفحات مصورش
هر معنی بدیع که زد یافته ظهور   عقل از برای کسب هنر کرده از برش
هر عقد گوهری که بنظم اندر آمده   منظوم منتظم شده در سلک مسطرش
سلمان در اقتباس ز نور قصایدش   در روح سعدی از غزل روح پرورش
خاقانی از بدایع شعرش گرفته فیض   مسطور انوری بمعانی انورش
وز مثنویش روح نظامی در ابتهاج   وز فرد و قطعه ابن یمین تاج گسترش
سرگشته در حواشی او میرود قلم   در حیرتم که تا چه خیال است در سرش
گفتم ز راه فکر و تامل فرو روم   آگه شوم ز حسن معانی مضمرش

بودم درین مشاهده حیران که ناگهان	دادم خبر ز صاحب شعر مطهرش
کاین است مخزنی که عزیزان نهاده اند	مجموعهٔ بدایع شاه سخنورش
سلطان خلیل آنکه چو مسند بدو رسید	بنشست آتش فتن از تیغ و خنجرش
جمشید شیر حمله کزین است گر زاد	گردد همی محدب گردون مقعرش
گردون بقوس از پی آن شد در انقسام	تا باید اتصال به سهم مدورش
ای سروری که قدر رفیع تو هر که دید	نه چرخ همچو ذره نماید محقرش
هر کو بلعبتین خلاف تو مهره باخت	غم در بساط رنج و بلا کرد ششدرش
دشمن ز خنجر تو ندیدی ره گریز	سوی اجل اگر نشدی مرگ رهبرش
دریا اگر ز بحر کفت بهره آورد	سازی ز ابر جود بیک دم توانگرش
نافه که از روایح او دهر خرم است	بوئی از تو برده است و دماغ معطرش
سایه کلاه گوشه عصمت بر آسمان	گر تو بخاک تیره شماری برابرش
تا سر بر آستانه خدمت نهاده است	گر التجا بغیر برد خاک بر سرش
بر فرق هر گدا که نهی افسر قبول	عار آید از تجمل دارا و قیصرش
افزونی معانیش از فیض مدح تست	ورنه چه آید از سخنان مکررش
مردن گزیند و نکند ترک خدمتت	گر در میان هر دو بسازی مخیرش
همواره شمس تا زپی اکتساب نور	در حکم آفتاب کند هفت کشورش
پاینده باد ذات تو بر اوج سلطنت	دولت معین و مسند اقبال بر ترش

اما خواجه عصمت بعهد سلطنت شهزاده الغ بیگ گورگان ترک مداحی سلاطین نموده و سلطان مشار الیه اشتدعا نمود و همواره مجلس شریف او مقصد و مجمع شعرا و فضلا بودی و از اکابر شعرا که معاصر و مصاحب خواجه بوده اند مولانا بساطی سمرقندی و مولانا خیالی بخاری و مولانا برندق و خواجه رستم خوریانی و طاهر ابیوردی بوده رحمة الله علیهم و وفات خواجه عصمت الله بروزگار الغ بیگ گورگان در شهور سنه تسع و عشرین و ثمان مائه بوده نور الله مرقده اما شاه مغفور سعید الغ بیگ گورگان سقی الله روضته و انار الله برهانه پادشاه عالم عادل قاهر صاحب همت

بوده و در علم نجوم مرتبهٔ عالی یافت و در معانی موئے سے شگافت و درجهٔ عالمان بعهد او به
ذروهٔ اعلی بوده و فضلا را بدوران او مراتب عظمی بود علم هندسه و دقایق نما و در مسایل هیئت مجسطی
کشا بوده فضلا و حکما متفق اند که بروزگار اسلام بلکه از عهد ذی القرنین تا این دم پادشاهی بحکمت
و علم مثل الغ بیگ گورگان به مستقر سلطنت قرار نیافته و در علوم ریاضی وقوف تمام داشته چنانکه
رصد ستارگان بست باتفاق علمائے عهد چون فخر العلما والحکماء قاضی زادهٔ رومی و مولانا
غیاث الدین جمشید و آن دو بزرگوار فاضل آن کار با تمام نارسیده وفات یافتند و سلطان
همگی همت بر اتمام آن کار گماشته باقی رصد را میرزا باتمام رسانید و زیج سلطانی اخراج
نموده بنام خود نوشت و الیوم نزد حکما ان زیج متداول و معتبر است و بعضی آن را بر زیج
نصیری ایلخانی ترجیح می کنند و در خطهٔ سمرقند مدرسهٔ عالی بنا فرموده که در اقالیم تربیت و قدر
آن مدرسه نشان نمی دهند و اکنون در آن مدرسهٔ عالی زیاده از صد فقیر طالب علم متوطن و
موظف اند و بعهد پدرش شاهرخ بهادر چهل سال باستقلال سلطنت سمرقند و ماوراء النهر کرد و در
رسوم سلطنت و داد و عدل قاعده هائے پسندیده داشته گویند که بعهد او از یک جریب
زمین که چهار خروار محصول حاصل او بوده چهار دانگ فلوس مال و خراج مے گرفته اند که بحساب
دراهم نقره یک دانگ باشد٭

عدل بر شاه چون امیر شود   آهو از شیر شرزه سیر شود

حکایت کنند که فراست و قوت حافظهٔ آن پادشاه مغفور تا حدے بود که هر جانورے
که انداختی و آن جانور هر شکارے که کردی تاریخ آن را ضبط کرده بر نسخه نوشتنے که چه روز
بوده و در کدام محل و از جانوران چه جانور صید شده از قضا آن کتاب غایب شد و چندانکه طلب
کردند آن کتاب را نیافتند مستحفظان کتاب خانه ترسناک شدند پادشاه فرمود غم مخورید
که تمام آن قضایا من اوله الی آخره بیاد دارم و کاتبان را طلب فرموده پادشاه تواریخ میگفت
و آن تاریخ و قضایا را کاتبان کتابت مے کردند تا آن دفتر باتمام رسید قضا را بعد از مدتے
نسخهٔ اول پیدا شد هر دو نسخه را باهم مقابله کردند اختلاف جز چهار پنج موضع نیافتند و این نوع
تولد از طبع و ذهن آن حضرت فراوان نقل کرده اند حکایت کنند شیخ عارف آذری ره فرمو

که من در شهور سنه ثمان مائه در قراباغ همراه خال خود که قصه خوان امیر کبیر صاحب قران
اعظم تیمور گورگان بود بخدمت الغ بیگ گورگان افتادم در ایام طفولیت و مدت چند سال نشاط
کودکی با شاهزاده بازی کردمی شعر و حکایات گفتمی و او را چنانکه رسم اطفال است با من انسی و حالی
بودی تا در شهور سنه اثنی و خمسین و ثمان مائه که پادشاه مذکور خراسان را فتح کرد و باسفراین
نزول فرمود که بعد از آن که شیب از شام شباب مشتعل شده بود برخاستم و بخدمت پادشاه
شتافتم از دور که مرا دید در لباس فقرا و صلحا بعد از تقدیم سلام و پرسش فرمود که ای درویش تو
مصاحب و جلیس قدیم ما می نمائی آیا تو خواهرزاده قصه خوان ما نیستی من تعجب نمودم از ذهن و
ادراک و حافظه پاک پادشاه گفتم بلی هستم حکایت قراباغ و نرد و کرجستان و تعجب های
آن دیار در میان آورد و آنچه بیاد داشتم جواب گفتم و ازین وقت از خاطر آن پادشاه بسیار نقل
است زیاده تذکره تحمل ندارد و بعد از وفات شاهرخ سلطان الغ بیگ گورگان از ماوراء النهر
لشکر بخراسان کشید و ملک موروثی طلب کرد امیرزاده علاء الدوله با او مخالفت نمود و در حدود سرآب
من اعمال بادغیس حرب افتاد و ظفر الغ گورگان را بود تمامی خراسان را مسخر ساخت و نود هزار
لشکری داشت و دران هجوم و ازدحام خراسان خراب و بیاب شد و آثار آن خرابی الیوم
ظاهر است و در شهر رمضان سنه اثنی و خمسین و ثمان مائه وقتی که پادشاه الغ بیگ
بضبط خراسان مشغول بود شهر سمرقند را ابوالخیر خان محاصره کرد و لشکر الغ بیگ چون غنیمتی بی حد
یافته بودند و می خواستند تا آن غنایم را بوطن رسانند فوج فوج فرار می نمودند الغ بیگ چاره
جز انصراف ندید و بوقت عزیمت عراق از پل آب رودش که از توابع جوین است مراجعت
نمود و دران حال یار علی ولد اسکندر بن قرا یوسف چه سالها در قلعه ترکو که از توابع دار السلطنت
هرات است محبوس بود خلاص یافته خروج کرد و هرات را بگرفت و این نیز مدد ضعف الغ بیگ
گورگان شد بلخ و مضافات آنرا بولد خود عبد اللطیف داد و خود از جیحون عبور نمود و بواسطه اعزاز و
اکرام که در حق فرزند کهتر بجای آورد عبد اللطیف را شیطان اغوا کرد تا بر پدر عاصی و باغی شد و
مدت سه ماه در کنار جیحون با عبد اللطیف الغ بیگ گورگان محاربه می نمود تا در اثنای آن
حال اهل ارغون که از ترکستان از سلطان ابوسعید را پادشاهی برداشته از اردوی

الغ بیگ گورگان جدا شدند و لشهر سمرقند آمده شهر را محاصره کردند ضعف الغ بیگ را این خود
سبکی بود که بر زبر زدند بضرورت روگردان شده میل سمرقند نمود و عنقریب عبداللطیف جیحون را
عبره کرده عزم سمرقند کرد و الغ بیگ پذیره شد و در شعبان المعظم سنه ثلاث و خمسین و ثمانمایه
بنواحی شهر سمرقند میان پدر و پسر مصاف دست داد عبداللطیف ظفر یافت و الغ التجا بقلعه
سمرقند برد امیران شاه قورچی که از تربیت یافتگان او بود او را در قلعه راه نداد و حرام نداده حرام
نمکی ظاهر ساخت و بالضرورت بحدود ترکستان گریخت و عبداللطیف بر تخت سمرقند جلوس کرد
و همانا الغ بیگ گورگان را گماشتگان او در شاهرخیه مدخل زیاده نداد و نمیخواست تا التجا بابوالخیر
خان برد باز اندیشه که شفقت فرزندی در میان است بطرف فرزند بی مروت و سمرقند مایل
شد و در شهر رمضان در سنه مذکوره ناگاه پیش فرزند بی محابا در آمد و آن بدبخت در اول پدر
را مراعات و اکرام نمود اما شیطان بر او امیر شده دل او را بر قتل پدر حریص گردانید و در لب آب
سوخ که بیرون سمرقند هست آن پادشاه عالم عادل را بدرجه شهادت مرتقی گردانید بعد از هفت
ماه و کسری سیاف اجل انتقام از وی نیز کشید و دو سه گاسی که چشانیده بود لاجرم عاقبت ظالمان
چنین باشد بیت

پدر کش پادشاهی را نشاید — وگر شاید بجز شش مه نپاید

امام بزرگوار استاد البشر فخر الدین رازی اعلی الله درجته در کتاب حدایق الانوار
میآورد که در خاندان اکاسره هیچ پادشاهی اصیل تر از شیرویه نبوده که او شیرویه بن پرویز بن
هرمز بن انوشیروان بن قباد بن فیروز بن یزدجرد بن بهرام گور است و بهرام پشت بر پشت
باردشیر بابکان می رسد و اردشیر نیز پشت بر پشت بکیقباد می رسد و کیقباد نیز پشت بر
پشت بافریدون می رسد و افریدون نیز بچند صلب بکیومرث میرسد کیومرث بزعم نسابه عجم
آدم است و آن شاه اصیل کار خسیس کرد و پدر را بکشت و بعد از شش ماه بعلت
طاعون بجهنم رسید و در خاندان خلفا نیز اصیل تر از خلیفه مستنصر نبوده مستنصر بن متوکل ابن معتصم
بن رشید بن مهدی بن منصور بن محمد بن عبدالله بن عباس است و چند پشت خلیفه بوده
است و نسب آل عباس بنی هاشم و افضل انساب بنی آدم است مستنصر نیز پدر را بکشت و

سشنشاه زیاده نزیست تا معلوم شود که بنسبت محترم فخر نشاید کرد تقوی و نهد از بی شرط منت
وحال عبداللطیف بن الغ بیگ بن شاه رخ بن امیر تیمور گورگان و اجداد امیر تیمور را کابر و
سلاطین بوده اند واین پادشاهزاده شور بخت در حجرات تربیت شاهرخ نشو و نما یافت و شاهرخ
سلطان را با او زیاده از تمامی احفاد و اولاد اهتمام و محبت بودی با وجود این همه اعزاز و اکرام
وحسب ونسب او نیز چون دو شوریده بخت که ذکر ایشان رفت شهره ایام و نکوهیده خواص و
عوام شد و این بیت در حق او مناسبتی دارد بیت

گر تو بدانی که پدر چگونه قبیح است ... هیچ نیاید ز تو که نیک نباشد

والغ بیگ گورگان عمر شریف او پنجاه و هشت سال بود و سلطنت او در خراسان
هشت ماه و در سمرقند بعد پدر سی و چهل سال و تاریخ وفات آن حضرت عزیزی برین
منوال گفته است قطعه

الغ بیگ بحر علوم است و حکم ... که دین نبی را از او بود پشت
ز عباس شهد شهادت چشید ... شد از حرف تاریخ عباس کشت

واز علما و مشایخ طریقت و شعرا که بروزگار شریف الغ بیگ ظهور یافته اند مولانا علاء الدین
الشاشی که در علم ظاهری یگانه بود و از مشایخ خواجه حسن عطار قدس سره و از شعرای بزرگ
خواجه عصمت الله البخاری و مولانا بدخشی بوده علیهما الرحمه

ذکر مفخر الظرفا مولانا ابو اسحق شیرازی رہ

مرد لطیف طبع و مستعد و خوشگوی بوده در شهر شیراز و همواره مصاحب حکام و اکابر بودی
واز اجناس سخنوری واشعار اطعمه را اختیار نموده و درین باب چون او کسی سخن نگفته و رساله‌ای
او در باب اطعمه مشهور است اما اگرچه منعمان را جهت بدرقه اشتها و آرزوی طعام نفعی بدهد
عاجل اما مفلسان و بینوایان را ضرری میرساند چه آرزو زیاده می گرداند دوست ار چون
نه باشد محجوب و محروم می شود عسل گوئی دهان شیرین نگردد اما از نغمه های ابو اسحق جهت
مفلسان را ضرر است اما جهت خاطر متمولان و اصحاب نعم یک رباعی و مثنوی چند خواهیم

آوردہ وبسیار مستعدانہ فرمودہ رباعی

نرگس کہ شبیہ است بچشم خوش دلبر　　گویند طبقے وارد از سیم پر از زر

در دیدہ اسحاق نہ زر دارد و نہ سیم　　سنش نان تنک دارد و یک کاسہ مزعفر

حکایت کنند کہ بروزگار پادشاہزادہ اسکندر بن عمر شیخ بہادر مولانا اسحق ہموارہ ندیم مجلس بودہ چند روزے بہ مجلس پادشاہ حاضر نشد روزے کہ بمجلس آمد شہزادہ پرسید کہ مولانا کجا بودی زمین خدمت بوسید و گفت اے سلطان عالم یک روز حلاجی میکنم و سہ روز پنبہ از ریش برمی چینم واین فرد خواندہ:-

منع مکس از پشمک قندی کردن　　از ریش حلاج پنبہ برداشتن است

وگویند مولانا ابو اسحق ریشی دراز داشتہ از قاعدہ بیرون وازگفتہائے مولانا ابو اسحق مثنوی در جواب شیخ سعدی کہ در مناظرہ وسؤال وجواب جنگی واو دات جنگ گفتہ واو در باب چنگال گفتہ است:-

بر کنار سفرہ صاحب دلے　　چون نشست افتاد اورا مشکلے

یوسف خواران دید پیرامون خوان　　مرغ و یاقوت مزعفر درمیان

قلیہ پیش ماست تا بنہادہ سر　　نان و بریان دست ہر دو در کمر

فرنی و پالودہ رو در روئے ہم　　رشتہ و لوزینہ ہم زانوئے ہم

درمیان قوتے بہم برگشتہ بود　　کز بیانش عقل کل سرگشتہ بود

چرب و شیرین بود و ترحلوا نبود　　پایش از سر نہ زپا پیدا نبود

سر بسر اجزائے او بے استخوان　　رو غنش رفتے چو خون اندر رگان

چرب و نرم و گرم و خوش خوار آمدہ　　محرم ہر صاحب اسرار آمدہ

مرد صاحب دل چو در اثنای حال　　کرد از ترتیب ترکیبش سؤال

گفت اصلم روغن خرما و نانست　　ذوق شیرینی من در ہر دہانست

اردہ در روغن برہم لال آمدست　　نام من از غیب چنگال آمدست

مرد معنی چون از و بشنید راز　　گفتہ پاسبان حال خود گو مید باز

او لاغر ما سخن آغاز کرد / سرگذشت خویشتن سرباز کرد

گفت بر نخلم چو برگ و ساز بود / چشمها بر منظر من باز بود

پرورش میبافتم از ماه و خور / ابر و بادم بود فراشان در

سبز و سرخ و زرد می بودم بپاس / از سیه کاری بپوشیدم پلاس

اره قهرم قضا بر سر بخواست / آنچنان کاندر تن من جان بکاست

از سر نخلم بشیب انداختند / زان فرازم بر نشیب انداختند

هر زمانم هم نشین دیگر است / آب خوردم از زمین دیگر است

در سفر با گردکانم در جوال / میکشیدم از کلال او قیل و قال

که گلیم اره ده دارم من بدوش / گاه دارم فوطه تان ستر پوش

یک زمانم جوز باشد هم نشین / ساعتی با شیر و انجیرم قرین

در میان شیره ام سے پرورند / با برنج و شیر زرم می خورند

ناگهان در دیگ حلوائی شدم / بعد ازان دوغاب خرمائی شدم

این زمان در چنگ چنگالم اسیر / میخورم مالش ز هر برنا و پیر

ولہ

روغن آمد از پی او در مقال / یک بیک میگفت با او شرح حال

گفت بودم درمیان فرث و دم / در درون گوسفندان حشم

هر زمان در سبزه گردیدمے / هر گلے از مرغزاری چیدمی

دایه ام دوشیده از پستان میش / وردهم بیگانه کرد از باز خویش

دایه ام بنهاد مقداری که خواست / شیر بودم بعد ازانم کرد ماست

بعد ازان در مشک یارم مسکه کرد / بر سرم بگذشت چندین گرم و سرد

آن زمان در معرض آتش شدم / تازه رو در صافی و بیغش شدم

هر ستے در چنگ افتاده به بند / تازه مے بودم بپوستے گوسفند

گاه در کاچی شدم گه در اماج ساعتی در کاک و روزی در کماچ
در کلیچه یک زمان سرگشته ام درمیان بکسمات آغشته ام
با عسل هر گه که تنها می شوم همچو شبنم زیر و بالا می شوم
گاه از ماتم شوم در شب غریب گه رسد از سفره سورم نصیب
گاه دارم با حریسه ماجرا گاه در دست برنجم مبتلا
چنگ چنگالی مرا دارد بدست گوشمالی میدهد هر جا که هست

ولہ

بعد نان از حال خود اظهار کرد مرد معنی واقف اسرار کرد
گفت بودم گندم باغ بهشت رسته از آب و گل عنبر سرشت
تا که افتادم بانبار جهان بارها در چاه گردیدم نهان
بعد از ان در خاک راهم کاشتند مدتی همچو تنم بگذاشتند
حق بلطفم روزی دیگر بداد وز نموم فیروزی دیگر بداد
سرکشی آغاز کردم از غرور دلبری میکردم از نزدیک و دور
باد قهرم بر سر سبزم وزید شد جوانی نوبت پیری رسید
سر جدا کرد از تنم دهقان بداس گاه پاشید و بپوشیدم پلاس
پایمال گاو گشتم ناگهان تا شدم القصه در بار خران
بر سرم گردید سنگ آسیاب تا برآمد گردم از جان خراب
گه مقید در بن انبان شدم گاه در غربال سرگردان شدم
مشتها خوردم بهنگام خمیر تا نهادم پای بیرون از فطیر
بعد از ان در آتش سوزان شدم نان شدم شایسته هر خوان شدم
این زمان در چنگ چنگالم اسیر میخورم مالش ز هر برنا و پیر
چنگ چنگالم مرا دارد بدست گوشمالم میدهد هر جا که هست
با تو این ترکیب هم هست ای زبان روح روغن نفس خرما جسم جان

مالشت دادند در لاک فلک   شد مگس ران گرد پر خوانت ملک
آن مگس دران زمان ابلیس بود   گرد چنگال تو در تلبیس بود
قصد شیرینی کند دائم مگس   زین مگس ایمان نشد چنگال کس
از عبادت رو مگس را پی بسانه   با مگس چون کودکان چندین منه
از برای زاد راه آن جهان   خیز و چنگالی بنه در توشه‌دان
باش چون بسحاق دایم چرب و نرم   درمیان آب سرد و نان گرم
نان گرمت شهوت حیوانیست   آب سردت حکمت انسانیست
سر انسان درمیان نان و آب   گفته شد والله اعلم بالصواب

زیاده ازین برین اوصاف خوان نعمت ابواسحق در انتها حدی پیدا می‌کند مصلحت گرسنگان مفلس نیست اللهم ارزقنا بغیر حساب اما پادشاهزاده مکرم اسکندر بن عمر شیخ بهادر بن امیر تیمور گورگان در شیوه مکارم اخلاق و مردانگی و کرم قصب السبق از اقران و اکفا ربوده و بعد از وفات صاحب قرانی بر فارس و عراق عجم مستولی گشت شهزاده معاشر و خوش طبع بوده لشکر آراسته جمع نموده فارس را از تصرف برادرش پیر محمد میرزا بیرون آورد و در رمضان سنه سبع و ثمان مایه با معصوم و بسطام که امرای قرا یوسف ترکمان بودند در پل خوره مصاف داد و بعد ازان با آهنگ برادرش میرزا رستم لشکر به اصفهان کشید و شهر را محاصره کرد رستم بهادر از و گریخت و با آذربایجان رفت و او اصفهان را بگرفت و خواجه احمد صاعد را که بزرگ و قاضی اصفهان بود بقتل رسانید و در چهارم ذی الحجه سنه ثلاث عشر و ثمان مایه استیلای اسکندری در فارس و عراق عجم درجه اعلی یافت همواره لشکر و مهابت خود نازان بودی و از روی تفاخر ابیات مهابت انگیز خواندی و از جمله ابیاتی که انشا نموده این است بیت

یاجوج حادثات جهان را چه اعتبار   با من که در شکوه چو سد سکندرم

چون آوازه استیلای آن شاهزاده عالی مقدار بگوش شاهرخ سلطان رسید که اخوان و عشایر نزد او حقیر و بی مقدار شده اند و نیز داعیه تسخیر دار الملک اصلی دارد و عروق‌های سلطنت

بانفراوده مانع اورا مغشوش میسازد شاهرخ سلطان در شهور سنه عشر ثمانمائه بقصد امیرزاده اسکندر لشکر بعراق عجم کشید و امیرزاده رستم التجا بشاهرخ سلطان آورد واز حدود اصفهان اسکندر میرزا منهزم شده عاقبت بدست شاهرخ گرفتار شد و بسعی گوهرشاد آغا شاه رخ بدان رضا داد تا چشم آن شاهزاده که غیرت عیون حورالعین بود بمیل نرگس از نور عاری ساختند و دیده آن جوان جهان نادیده را از نور بینائی معزول گردانیدند و کان ذلک فی یوم الجمعه ثانی جمادی الاول سنه عشر ثمانمایه واز فضلا و شعرا که بروزگار سلطان اسکندر در عراق و فارس ظهور یافته اند از علما مولانا معین الدین نطنزی است که در علم سرآمد روزگار بوده مقامات و حالات اسکندری در تاریخ او در قید عبارت آوردی واز فضلا و شعرا مولانا حیدر بوده که در ترکی و فارسی اشعار ملیح و پسندیده و جواب مخزن اسرار شیخ نظامی بترکی بنام امیرزاده اسکندر پرداخته ره ؎

ذکر مولانا بندق ره

مردے خوش طبع و ندیم شیوه بوده و طبع او مایل بمطایبات و هزل بوده اشعار مضبوط و متین دارد و مداح و تربیت یافته شاهزاده عالی مقدار بایقرا بن عمر شیخ بن امیر تیمور گورگان است از بخارا و سمرقند در ملازمت آن پادشاهزاده بخراسان و عراق آمده و شعرا را با او جز طریق مدارا و مواسا چاره نبود چرا که مردے فصیح و تیز زبان بوده همگنان از و هراسان بودند و او را استادی خطاب کردندی و در حق خواجه عصمت الله این بیت بدو منسوبست بیت

در بخارا خواجه عصمت گرچه دارد شهرتے ۔۔۔ در خراسان خواجه عصمت نیست بی بی عصمت است

و این غزل مولانا بندق فرماید ؎

لب شیرین تو با تنگ شکر میماند ۔۔۔ در دندان تو با عقد گهرے ماند

قند با آن همه دعوی و لطافت که راست ۔۔۔ پیش حدیث از شنود پیش تو سر میخارد

گر بستان بخرامی سپے ایثار رهت ۔۔۔ گل خندان بدهن خرده زر میماند

باد را در شکن زلف مسلسل مگذار ۔۔۔ که سقیم است دران راه گذر میماند

یادگار ار بگذارند کسان در عالم　　از برندق سخن فضل و هنر میماند

گویند بوقتیکه پادشاه زاده بایقرا در تخت بلخ جلوس یافت مولانا برندق را پانصد دینار انعام فرمود و پروانچی دویست دینار نوشت مولانا این قطعه نظم کرد و بشاهزاده رسانید

شاه دشمن گداز دوست نواز　　آن جهانگیر کو جهاندار است
پیش یوز التون مرا فرمود انعام　　لطف سلطان ببنده بسیار است
سی صد از جمله نا کیست کنون　　در براتم دو صد پدیدار است
یا مگر من غلط شنیده ستم　　یا که پروانچی غلط کار است
یا مگر در عبارت ترکی　　پیش یوز التون دویست دینار است

چون شهزاده این قطعه را مطالعه کرد خندان شد و مولانا را تحسین کرد و گفت در عبارت ترکی پیش یوز التون را هزار دینار میگویند و فرمود در مجلس هزار دینار نقد تسلیم مولانا نمودند و این بیت برخواند :

بحر عمانست گویا خاطر فیاض شاه　　ابر نیسانست گویا دست گوهربار او

اما سلطان عالی مقدار عمر شیخ بهادر قرة العین صاحبقرانی تیموری بود و از فرزندان در نظر صاحب قرانی هیچکس را بدستور او جاه و اقبال نبوده و در اول ملک فرغانه را که اندکان گویند پدر ارزانی داشت و او از غایت شجاعت و مردانگی دمار از روزگار خان مغول بر آورد و قمر الدین را منکوب ساخت و مغولان او را سر نهادند و دست تعدی ازان سرحد کوتاه کردند و از توهم او مردم ایی بآسایش سی نفس خوردند روزگار آن دیار را ضبط فرمود و چون حضرت صاحبقرانی در چنین عالم آرایش آئین سروری تفرس فرمود فارس را تا حد بصره و خوزستان بدو ارزانی داشت و آن سلطان عالی مقدار دوست پرور و دشمن سوز از قضای کردگار در جنگ قلعه از قلاع خورستان تیر خورد و بدرجه شهادت رسید و حضرت صاحبقرانی را آتش فراق آن خلاصه دودمان دود از نهاد بر آورد و این رباعی مناسب حال خود میگفت و میگریست

رباعی

ای رانده بمیدان قضا از من پیش　　بر ریش دلم زده زخمت صد ریش

گفتم که تو وارث شوی در همه کیش　　رفتی و مرا گذاشتی وارث خویش

و منصب آن شاهزاده مغفور را صاحب قرانی بفرزندان گرامی آن حضرت نامزد فرمود هر یکے ازان شاهزادگان بحکومت و سلطنتی مخصوص بودند چنانچه شمه از حالات امیرزاده اسکندر و امیرزاده رستم گذشت اما کیخسرو و خسرو فریدون منظر بایقرا بهادر از جمله اولاد عمر شیخ بهادر بود یگانه و نازش اهل زمانه حسنے که یوسف در خواب ندیده و شجاعتے که رستم در هفتخوان اوصاف آن نشنیده و این ابیات همانا اوصاف آن شاهزاده راست :-

در رزم رستمی تو و در بزم حاتمی　　گردون ترا عنان قدح بهران دهد

تا بحر و بر زبے چه پشت قدم نهد　　در زهر کین کشتی چه بسفت عمان نهد

و بایقرا میرزا بعد از واقعه برادران در فارس خروج کرده لشکر جرار نیز گذار جمع نمود دم استقلال و ملک گیری زد و در سخاوت و مروت داد مردی بداد و گویند در حسن صورت و سیرت مردانگی در خاندان صاحب قرانی مثل شاهزاده بایقرا ظهور نیافته شاهرخ سلطان بدفع او لشکر بفارس کشید و در ثانی شعبان سنه ثمان عشر و ثمان مائه و او هیجا خواست تا با شاهرخ سلطان مصاف دهد امرا اختلاف کردند و از و روگردان شدند و او براه بیابان بطرف بلخ و مکران افتاد و مدتے در صحاری و بیابانها میگردید و در حدود گرمسیر و غور بار دوم بر شاهرخ سلطان خروج نمود و علی الدوام شاهرخ از و ترسناک و اندیشه مند بوده در حدود سنه تسع عشر و ثمانمائه آن شاهزاده عالی مقدار بدست شاه رخ گرفتار شده میخواست تا او را هلاک نسازد و بر جوانی و جمال او ببخشاید گوهر شاد بیگم سعی نمود و آن در درباے شاهی بدرجه شهادت رسانید حکایت که چون بایقرا بهادر را بحضور سلطان شاهرخ رسانیدند گفت تو بایقرا نیستی منکر شد گفت کسیکه خود را سلاطین مانند سازد کشتنی است و تجاهل العارف که شیوه شاعران و دروغ گویانست ان پادشاه عالی بر خود بست و آن کس تحقیق شاهزاده بایقرا بود اما تدبیرے کرد که بدنامی برادر زاده کشتن بران سلطان عاید نگردد والقصه شهرے ملک تا اعتماد نه چه برادر را شنکرے پندارد و دلبستگی این سراے نافرجام دل آدمی را خلوت خانه دیو غرور سے گرداند بیت

دنیا بچیز و آنکه پریشان کنی دلے | زنهار بد مکن که نکرده است عاقلے
این پنج روز مهلت ایام آدمی | آزار مقبلان نکند هیچ مقبلے
درویش پادشه نشنیدم که کرده اند | بیرون ز یک دو لقمه روزی تناولے

حق تعالی ذات ملک صفات این پادشاه اسلام را بر مسند خلافت و سلطنت متمکن دارد که چراغ دودمان تیمور گورگان از شراره تیغ گوهرفشان او روشن و خراسان از بهار عدل او گلشن است چندانکه بایقرا بهادر و عمر شیخ بهادر در روضهٔ جنان فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر در حیات است این خسرو غازی و فرزندان و عشایر و اقربا کرام او در بسیط زمین سلطنت و مملکت مستدام باد

ذکر ملک الشعرا خواجه رستم خوریانی ره

خوریان قریه ایست من اعمال بسطام و خواجه رستم از آن قریه است مردے خوش طبع و لطیف سخن بودی و احیانا عملداری کردی و معاش بود و آنچه از عملداری بدست آوردی در وجه عشرت صرف نمودے گویند بوقت وزارت خواجه حافظ رازی که یکے از وزیران فاضل بوده در زمان امیرزاده عمر بن امیران شاه که کافی ملک و مدبر دولت بود عمل دهستان بخواجه رستم فرموده و خواجه رستم پیرانه سال بلهو و طرب زندگانی مے نمود و خواجه حافظ او را درین طور ملامت کرده او این بیت در جواب خواجه حافظ فرستاد

این خرقه که من دارم در رهن شراب اولی | وین دفتر بی معنی غرق می ناب اولی

و این غزل خواجه رستم راست

گر ز خرگه ماه من بیرون رود | دود آه عاشقان از آسمان بیرون رود
آخر ای عاشق ز ظلم یار راهی برکش | باز ناید تیر هر گه از کمان بیرون رود
می برآید هر زمانم آه دود از رشک یار | ترسم آخر در میان آه جان بیرون رود
گوئیا از آسمان منشور غم آمد بما | کی تواند کس که از مضمون نشان بیرون رود
رحم کن بر جان رستم پیش از آن روز که او | از میان گیرد کنار و از جهان بیرون رود

و خواجه رستم سمرقندی نیز هست مردے خوش گوست اما سخن او درین دیار شهرتی ندارد

و دیوان رستم خوریانی مشهور است مشتمل بر قصاید و غزلیات و مقطعات اما شاهزاده عمر بن امیرزاده میرانشاه
گورگان بعد از واقعهٔ پدرش در ری و فیروزکوه حکومت یافت پادشاه زاده مدبر بود و استراباد
را مسخر ساخت و با شاهرخ سلطان دم عصیان و خلاف زده و از جرجان و استراباد و مضافات
لشکری جمع کرد و آهنگ سلطان شاهرخ نمود و در حدود ولایت جام با شاهرخ سلطان
مصاف داد و منهزم شد و کان ذلک فی شهور سنه تسع و ثمان مائه گویند سلطان عمر بوقت
آنکه بحرب سلطان شاهرخ می رفت در طوس بزیارت شیخ العارف قدوة المحققین شیخ
محی الدین غزالی طوسی علیه الرحمه رفت و گفت شیخا التماس می کنم که فاتحه در کار من کنی تا خدای
مرا بر شاهرخ ظفر دهد شیخ در جواب فرمود که هرگز من این فاتحه نخوانم زیرا که شاهرخ پادشاهی عادل
و خدای ترس است و تو بیباک و مشهور و او ترا بجای پدر است و شکست او طلبیدن و فتح تو از
طریقت و شریعت دور است و من این خود هرگز نکنم شاهزاده عمر از شیخ رنجیده بخشم بدو نگریست
و گفت مرا چون بینی گفت ترا مخلوقی می بینم بقوت از همه کمتر و بجهل از همه بیشتر و بمرگ با همه برابر
و بقامت از همه کهتر شهزاده می خواست تا شیخ را ایذا رساند باز اندیشه کرد که کاری از ایذای
او بزرگتر در پیش است اگر خدا مرا فتح دهد یقین دارم که همت درویشان اثر ندارد چرا که کار بس
نیاید اگر شکسته شوم خود از راستی چرا رنجیده شوم برخاست و از پیش شیخ بیرون شد اصحاب
شیخ و مریدان گفتند ای شیخ اگر این مرد را خدای فتح دهد ما در خراسان نتوانیم بود شیخ فرمود
که برضای خدا از خراسان افزون بلکه از هجده هزار عالم اگر در خراسان نتوانیم بود در عراق باشیم
اما از رضا و سخط خدای هیچ جا التجا نتوانیم برد خوشا وقتی که مشایخ طریقت با سلاطین کلمهٔ
حق بدین منوال میگفته اند و اندیشه نکرده اند خلاف این روزگار که ابواب کلمهٔ حق مسدود شده

ذکر مولانا بدر شیروانی

در شیروان و مضافات آن سالها بخوش گوئی روزگار گذرانید الحق شاعری کامل و خوشگوی
و متین طبع بوده مولانا کاتبی این قطعه در حق او گوید قطعه

لقب کاتبی دارم ای بدر اما   محمد رسید اسم نار آسمانم

محمد مرا نام هست تو بدیسے　　　بانگشت سبابه ات بروانم

مولانا بدرالدین این بیت فرماید

مستانه ز مرغ دل ساز کبابی　　　وز دیده گریبان منش بس نمکابی

و بعضے مردم سخن مولانا بدر را از شعر کاتبی افضل مے دانند و این اعتقاد باطل است

ذکر مولانای فاضل مولانا شرف الدین علی یزدی رہ

فضیلت او از شرح مستغنی است در فنون علوم مشار الیه بوده و با وجود فضل و علم از مشرب بانصیب بوده و در تهذیب اخلاق صفائی باطن و ظاهر زینت یافته و با بسی از عارفان و محققان صحبت داشته و الفاظ او در اکثر علوم مشهور است تخصیص در علم معما که خواجه اوست و جهت تبرک از اشعار مولانا این قطعه درین تذکره ثبت افتاد قطعه

اگر ابلق دهر در زیر پا کشی　　　وگر خنگ چرخت جنیبت کشد

وگر رخش پشت از عرقی　　　خط تیغ بر گرد جبهت کشد

مشو غره کین دو در دون ناگهت　　　قلم بر سر حرف دولت کشد

جهان باره عز دیگران ظلم　　　درین تنگ میدان بغربت کشد

گهت برنشاند بر رخش مراد　　　گهت زیر پالان نکبت کشد

زمانه چو باد است باد از سخن　　　نقاب از رخ گل بعزت کشد

پس از هفته در میان چمن　　　تنش را بخاک مذلت کشد

و بسا مرغ را دانه صیاد خلد　　　پیش در خم دام حیلت کشد

چه آنکس که در بزم شادی و بخت　　　می شادی از جام عشرت کشد

چه آنکس که در کنج دیوار درد　　　خمار غم از درد محنت کشد

سرانجام دست اجل هر دو را　　　دوان بر سر کوی رحلت کشد

مبادا و کحل سعادت بچشم　　　که در چشم دل میل غفلت کشد

خلاصش ز دام مشقت مباد　　　که از بحر و دنیا مشقت کشد

هرآنکس که زد سایبان رضا — عجب گر ز خورشید منت کشد
بیاسا اگر بهره مندی ز عقل — که دانا به بیهوده زحمت کشد
کسی یافت عزت که گسست امید — رجا پیشه ناچار ذلت کشد
خوشا شیر مردی که پای وقار — شرف وش بدامان همت کشد

در روزگار شاهزاده ابراهیم سلطان بن شاهرخ بهادر مولانا شرف الدین علی در فارس و عراق مرجع اکابر بوده و شاهزاده مشار الیه همواره طالب صحبت مولانا شریف الدین میبوده و اعتقادی عظیم او را نسبت بمولانا بوده و از مولانا درخواست کرده تا تاریخ مقامات و حالات صاحبقرانی را در قید عبارت آورد و مولانا در وقت پیری آن کتاب را بالتماس شاهزاده ابراهیم تالیف نمود و بظفرنامه موسوم ساخت و فضلا متفق اند که مولانا داد فصاحت و بلاغت در تالیف آن کتاب داده و آل و احفاد و ذریت صاحبقرانی را تا انقراض عالم ازین خدمت پسندیده آن بزرگوار نام و مآثر باقی خواهد بود و الحق صاف تر از آن تاریخ از فضلا هیچکس ننوشته و اگر چه بیکار تر نوشته اند اما طرفه تر تاریخیست ظفرنامه و بر طبایع اقرب و از تکلفات زاید دور گویند که مدت چهار سال مولانا روزگار صرف نمود تا آن تاریخ باتمام رسید و ابراهیم سلطان نیز مبلغی اموال صرف کرد و تاریخی که روزنامه چیان و منشیان در روزگار امیر بزرگ ضبط نموده بودند از خزاین سلطان از ممالک جمع مینمود و بعضی را از مردمان عدل و معتبر که در روزگار صاحبقرانی متکفل مهام سلطان بوده اند و بر قول ایشان اعتماد بود تفحص و تحقیق مینمودند و حق تعالی توفیق رفیق گردانید و آن کتاب مبارک برنج و صدق و راستی باتمام پیوست اما شاهزاده ابراهیم سلطان بن شاه رخ سلطان در رجب المرجب سنه تسع عشر و ثمانمایه بسلطنت فارس موسوم گشت و بر تخت پادشاهی جلوس کرد پادشاه زاده هنرمند و هنرپرور و مستعد بوده و در ملک داری و رعیت پروری یگانه بود و در شعر و خط سرآمد زمانه گویند قانون و دفاتر فارس بخط خود نوشته و زیبائی خط بغایتی رسید که نقل خط قبلة الکتاب یاقوت المستعصمی کردی و فرستادی و فروختی و از ناقدان هیچکس فرق نیارستی کردن و درین روزگار کتیبه هائی که بر عمارات و مدارس و مساجد نوشته در فارس باقیست و در جهاد تعظیم ساهرین بخط شریف اوست بین الکتاب الیوم موجود است و در

ایام جوانی بامراض مزمنه مبتلا شد و روزگار غدار در روزنامه حیات او رقم عزل و خط فنا کشید بتاریخ سنه اربع وثلاثین وثمانمائه سمند حیات از میدان جهان جهانید و خود را بسرای سرور رسانید وازتنگ این تنگ میدان وارهانید ؎

رفت او و ماند اندر دوره گیتی یادگار　　لطف خط و لطف طبع اوبرشے روزگار

ذکر مولانا علی دُردُزد استرآبادی

مردی خوش طبع و نیکو سخن بوده است و دیوان او در ساری و آمل شهرتی وارد و از اقران مولانا کاتبی است و چون سخن او ساده است زیاده از یک رباعی و مطلعی ثبت نشد مطلع

فریاد ما ز دست نگار نقاره چیست　　با ما چو راه جنگ ندارد نقاره چیست

و در وبای عام که در استرآباد در حدود سنه اربعین وثمانمائه دست داده منکوحه او وفات یافته و در مرثیه او این رباعی گفت رباعی

زین واقعه چون دل بدو نیم است مرا　　از مردن خویشتن چه بیم است مرا
گم شد صدفی چنین بدر دُزدی من　　دری دو سه در خانه یتیم است مرا

ذکر مقبول الابرار مولانا کاتبی رہ

هدایت ازلی در شیوه سخن گذاری مساعد طبع فیاض او بوده که از بحر معانی چندین لآلی خسروانی از رشحات کلک گوهربار او ترشح یافته ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء معانی غریبه صید دام او شده و توسن تند نکته دانی طبع شریف او را رام گردیده و باوجود لطافت طبع و سخنوری مذاق او را جامی از مخمخانه عرفان چشانیده اند بلکه او را از وادی فقر بسر حد تحقیق رسانیده اند نام و شهرت دنیا در نظر همتش خسی نمودی و شاعر طامع نزد او ناکسی بودی و شاهد این حال در تجنیسات ده باب نظم دُرر نثار او رسیده

شاعر آید نام تو سنجر کند　　تا قماش و سیم و تو سنجر کند
رو حدیث سیلی ریا را هج گو　　خاک ره بر فرق مرد مدح گو

نام او محمد است ابن عبدالله مولد و منشاء او قریهٔ طریق درویش بوده من اعمال ترشیز و ما بین نیشاپور و ترشیز واقع شده است در ابتدای حال به نیشاپور آمد و از مولانا سیمی خط تعلیم گرفتی تا در کتابت ماهر شد زیبا نوشتی و وجه تخلص کاتبی بدان سبب است و در علم شعر نیز وقوف یافت غزلهای مصنوع و مطبوع گفتی و مولانا سیمی از روی حسد بدو دل گران شده بعداوت او برخاست او از نیشاپور قصد دارالسلطنت هرات نموده و همواره بی تکلف و تعین گردیدی و بشعر و شاعری مشغول بودی اگرچه استحقاق تصدر داشت اما در صف نعال ظرفا بسر می برد سلطان بایسنغر او را در جواب قصیده کمال الدین اسمعیل فرمود که مطلع آن این است:-

سبزه که تاجور آید به بوستان نرگس ‏ ‏ ‏ ‏ که هست در چمن باغ مرزبان نرگس

و او جواب کمال را بروجهی بگفت که مقبول فضلا بود همانا از حسد اقران و اکفا شکستگی که سخنان او را امیداوند پادشاه زاده التفات بدو نفرموده او رنجیده از هرات بیرون آمد و با ابیات ظهیرالدین متسلی گشت و همواره این شعر مناسب حال خود می خواند:-

هنر نهفته چو عنقا بماند از آن که نماند ‏ ‏ ‏ ‏ کسی که باز شناسد همای را از خاد
هزار بیت بگفتم که آب از آن بچکید ‏ ‏ ‏ ‏ که چهره ز دیده دگر آمد از کسی نگشاد
هزار دامن گوهر نثار شان کردم ‏ ‏ ‏ ‏ که هیچ کس شبه در کنار من ننهاد

بدان عزیمت بجانب استرآباد و گیلان از آنجا بدارالملک شیروان افتاد و به ملک زاده اعظم امیر شیخ ابراهیم شیروانی او را نگاه داشتی دو ده بیت کلی فرمودی و زر دادی و از غایت ناپروائی بکار دنیا باندک فرصتی آن مال تلف کردی از شیخ ابراهیم صله قصیده ردیف گل که بعد از این تمام آن قصیده نوشته خواهد شد کاتبی را ده هزار دینار درم شیروانی بخشید و او در کاروان سرای شماخی آن نقد بیک ماه پریشان ساخت و بشعرا و فقرا و مستحقان قسمت نمودی و بعضی نیز از وی دزدیدند روزی خادم را فرمود که طبخی کند از جمله آن نقد بهای یک من آرد موجود نبود این قطعه را گفت قطعه

مطبخی را دی طلبیدم که بغرائی پزد ‏ ‏ ‏ ‏ تا شود از آشکار و همسان ساخته
گفت لحم و دنبه گر یابم که خواهد داد آرد ‏ ‏ ‏ ‏ گفتم آن کو آسیای چرخ گردان ساخته

بعضی احباب و مصاحبان او را ملامت کردند که پادشاه در این نزدیکی ترا ده هزار دینار داده

باشد تو اکنون بهای یک من نداری مبادا که سلطان ازین حال متنکر شود مولانا فرمود اگر من تحویلدار
خزانچی سلطانم بدین زر تنها جواب محاسبه بگویم والا که او احسان بمن نمود که یک کس بودم و من
بهزار کس این احسان قسمت نمودم هرگاه او از من احسان خود باز خواهد من نیز بدان کسان که داده
ام حواله نمایم که او مستحقان را بر من دلالت کرده شما غم گنجینهٔ شیروان شاه را مخورید که بدین تهی نخواهد
شد و نیز غم من مدارید و بر مفلسی من دل تنگ مباشید که گنج معانی من همراه دارم و از نمایه مروت
من مفلس نخواهم ماند مولانا از شیروان بآذربایجان افتاد و در مدح اسکندر بن قرا یوسف قصیده غرا
انشا کرد و آن ترکمان جلف بغور سخن او نرسید و بدو التفاتی و احسانی نفرمود از تراکمه و اسکندر ملول
شد این قطعه در حق اسکندر گفت .

زن و فرزند ترکمان را گاو   همچو مادر سکندر بدراسی
آنچه ناگاه مانده بود ازسی   داد گادن به لشکر چغتای

واز تبریز عزیمت اصفهان نموده بصحبت شریف مفخر الفضلا خواجه صاین الدین ترک مشرف
شد و در علم تصوف پیش خواجه رساله‌ها گذرانید و تربیتها یافت و شناخت و کمالی دست داد و کاتبی
از دنیا و مافیها معرض بود و باجازت آن بزرگ دیگر بار عازم دار الملک استرآباد گشت و از سخنان او بوی فقر و
قناعت بمشام صاحبدلان می رسید و این غزل اوراست .

ای خوش آن روز که از تنگ تن و جان برهم   هر تعلق که بجز عشق بود زان برهم
درد سر تا بکی و محنت سامان تا چند   ترک سر گیرم و از محنت سامان برهم
بروای رشته جان سوزن عیسی بکف آر   تا بدوزم دل و از چاک گریبان برهم
رسته ام از بد و از نیک هر قیدی هست   جز نکویان و نخواهم که از ایشان برهم
کاتبی نیست خیالات جهان جز خوابی   ناله کن که ازین خواب پریشان برهم

والانصاف آن است که در اقسام سخن پروری کاتبی صاحب فضل است و درین تذکره حسب
نمود از قصاید و غزلیات او ثبت نمودن ناموزون می باشد و این قصیده در مدح شیروان شاه
گوید قصیده .

باز با صد برگ آمد جانب گلزار گل   همچو نرگس گشت منظور اولو الابصار گل

آب گل را شیشه در قندیل عرش اولی که هست   شبنم باغ جمال احمد مختار گل

گاه پوشد سرخ و گاهی سبز در فصل ربیع   چون گل شمشاد باغ حیدر کرار گل

بهر عزل عامل منصوب نصب نامیه   آل تمغائیست از سلطان نوبهار گل

می رباید گل بعیاری ز بلبل نقد صبر   سرخ عیاریست پنداری ز بی عیار گل

بیضها آورد بلبل چشم گل چون لعل سرخ   تا کند آن نرگس بیمار را تیمار گل

در خسوفی کاش بودی دسته لبش آفتاب   تا ندیدی داغهای سرخ بر رخسار گل

در چمن هر برگ گل روی عزیزی وا گریست   ای عزیز من روا نبود که داری خوار گل

خشتی از فیروزه دارد خشتی از یاقوت سرخ   همچو قصر خسرو خوش خلق نیکوکار گل

دوش بلبل این غزل میخواند بر شاخ بلند   غرق شبنم شد بگلشن زاب این اشعار گل

گاهی دهانت غنچه و خط سبزه و رخسار گل   سنبلت را دوست نرگس لاله ات یار گل

از پی سوفار تیرت هست ترکی عشوه ساز   کو زده پر بر سر از شوخی و بر دستار گل

بر سر کوی تو بی بال و پرم تا رفته ام   باغ بلبل را قفس باشد چه بند و بار گل

زخم رخسارم بدور چشم مستت دور نیست   جز گلی می نشگفد در گلشن خمار گل

پای چون گل می نهی در باغ بر روی سمن   زان همی ترسم که یابد از سمن آزار گل

ای صبا نقش قدمهای سگ کویش فریب   خاک راه ما نشود از سر ما بگذار گل

گشت گلشن همچو باغ از نوبهار عدل شاه   تا ورود چون غنچه از هم پرده پندار گل

کعبه دین شاه ابراهیم کاندر بادیه   از نسیم خلق او آرد مغیلان بار گل

ای هوا پیدا ز تابشهای باغ قدرتت چو گپسه رنگ   وی عناصر از گلستان جلالت چار گل

در زمان نوبهار عدل و ابر رحمتت   باغ را از خار پرچین شد در و دیوار گل

وصف خلقت گر کند افسونگری افسون ما   مار شاخ گل شود ز افسون نقش مار گل

حاسدت گر پا نهد بر روی گل در گلستان   ریزدش از زیر پای نشتر پای افگار گل

ز مهر و ابر شیم ده از چرخ تا روز سهیل   بار داران تر از پی سلسله بلغار گل

تیر هلالت راست بر رغم کمان چرخ پیر   قار پیکان غنچه پر بلبل زن و سوفار گل

هر نفس دست صبا اوراق گل دان چرا نیست / وصف خلقت همچو بلبل میکند تکرار گل
کاتبی در باغ وصف گلشن خلقت نوشت / شد دوات لاله و خط سنبل و طومار گل
خسروا ابر تو شاخ کلک گوهربار من / کرده ام منظوم همچون گوهر شهوار گل
خاک این گلزارم و آورده ام رنگین گلی / نیست آوردن عجب نشا ها بهار از خار گل
کلک من آورده همچون شاخ گل گلهای تر / بلکه شاخ گل نیارد بار این مقدار گل
چون زند گلبانگ بر الفاظ رنگین معنیم / هست گویا بلبلی کو راست در منقار گل
معنی رنگین و نازک بین در ابیات بلند / این چنین پیوند کم گیرد بر اسفیدار گل
نوبهار نظم من قائم مقام گل بس است / هیچ وی از باغ اکنون گو بهر سر خار گل
هیچ عطار از گلستان تنها پرورم ولیک / خار صحرای تنها پرورم من و عطار گل
پیش از این اهو ست خواندن قصه گل برملا / زانکه صد پیچ آورد چون نافه تاتار گل
روزگاری باد عمرت را چنان با امتداد / هر بهاری از فصولش آورد صد بار گل

ولہ

دیدم بخرابات سحرگه من مخمور / خورشید قدح پیش همی بر طبقی نور
سلطان خرابات بدوران شده نزدیک / نزدیک نشینان حرم صف زده از دور
عیسی نفسی بود دران مجلس تجرید / بگرفت مرا دست که ای عاشق مهجور
از گوش بکش پنبه غفلت چو صراحی / تسبیح شنو از دل هر دانه انگور
در حشر که بی نور شود مشعل خورشید / روشن شود آتشکده تا روز صدور
منشور من ای کاتبی از عرش نوشتند / اینک قلم و لوح گواه خط منشور

ولہ

روز وصل آمد که می جستم نشانش سالها / غم کجا خواهد شدن ای من ضمانش سالها
شد بدل هجران بوصل و داغ غم دارد هنوز / زخم خویش گر چه در وصلی ماند نشانش سالها
هر عزیزی کو براه کعبه زد طبل فنا / شد نظرگاه عزیزان استخوانش سالها
کی شوند از لعل ساقی سیر مستان عشق / گر شراب ابیست نوشیدن توانش سالها

آبرو داریم از دوای کاتبی پاینده باد	بر سر ما سایه سرور دانش سالها

وله

هزار آتش جان سوز در دم سیدیست	اگر نه لشکر عشق آمد این چه آتشها است
برون ز کون و مکان عشق را بسی سخن است	کجاست گوش حریفان کزین سخن زکجاست
ز شهر عقل بصحرای عشق منزل گیر	که شیر چرخ سگ آهوان این صحراست
برون مرو ز سرا پرده فلک ای ماه	مراد خواه که سلطان درون پرده سراست
شهید میکده چون شمع سالها سر خویش	فگنده دیده به تیغ و هنوز بر سرپاست
پراست گوش جهان از صدای نغمه عشق	بپرس کاتبی از کلک خویش کین چه صداست

لطایف و اشعار مولانا کاتبی زیاده ازان است که این تذکره تحمل توان کرد و در مدایح ملوک قصاید غرای او مشهور است و بین الفضلا مذکور و بار دوم از عراق عجم بدیار طبرستان و دار المرز رفت و در شهر استراباد اقامت نمود بزرگان و حکام آن دیار بدو خوش بوده و در هنگام فراغت وا زدو ا بجواب خمسه شیخ نظامی مشغول شده چنانچه مشهور است که اکثر از کتاب مخزن را جواب گفته بروشی که پسندیده اکابر است تا روزگار فضل و اکتساب گردون ستمگار قصد وجود او نمود و در وبای عام که در اطراف ممالک در شهور سنه تسع و ثلاثین و ثمان مایه واقع بود و آن فاضل غریب مظلوم در استراباد دعوت حق را لبیک اجابت گفته ازین بیضه پر اندیشه بر مرغزار فرح بخش جنان رسیده و در وقت وباو حدت طاعون این قطعه انشا کرده.

ز آتش قهر وبا گردید ناگاهان خراب	استرابادی که خاکش بود خوشبوتر ز مشک
و تندر او از پیر و برنا هیچ تن باقی نماند	آتش اندر بیشه چون افتد نه تر ماند نه خشک

و مرقد مولانا کاتبی در خطه استراباد است در بیرون مزار امام زاده موسوم است بنه گوران و بعد از غزلیات و مقطعات و قصائد او راچندین نسخه مثنوی است مثل مجمع البحرین و ده باب تجنیسات و حسن و عشق و ناصر و منصور و بهرام گل اندام و غیر ذلک امانسب اسکندر او پسر قرا یوسف است و قرا یوسف ولد قرا محمد و اصل ایشان از جبال نماز قرد است من اقصای ترکستان و بعهد قدیم با آذربایجان و دیار بکر افتاده اند مردم صحرا نشین بوده اند سلطان اویس

جلایر ایشان آنکه بانی و چوپانی فرمود و قرا محمد بر ولد او سلطان احمد بغداد خروج کرد و تبریز را گرفت
و باز از سلطان احمد منهزم شد سلطان احمد از ترکمه در صحرای خوی مناره ساخته و قرا یوسف
آن مناره را ویران ساخت و سرهای اقربا را دفن کرده بر جای آن لنگری بنا فرمود و سلطان
احمد بر دست قرا یوسف کشته شد و او استیلا یافت و صاحبقرانی تیموری قرا محمد و قرا یوسف را بارها
از آذربایجان و مضافات رانده بروم گریخته اند و تا تیغ آبدار صاحبقرانی در میان بود آتش فتنهٔ آن
مخاذیل منطفی می شد و همواره منکوب و گریزان بجانب روم و شام می بودند اما بعد از وفات صاحبقرانی
باز قرا یوسف فتنه ظاهر کرده بنوعی که ذکر رفت امیران شاه گورگان را بشهادت رسانید سلطان عادل
شاهرخ بهادر بدفع او مشغول گشت و او در حین خصومت وفات یافت و بعد از او اسکندر رایت
سلطنت بی استحقاق برافراخت و بعد از پدر جلادت و مردانگی بجائی رسانید که با شاهرخ بهادر
مصاف داد و میمنه و میسره سپاه شاهرخی را درهم شکست اما حق بر باطل غلبه کرد و باخر مخذول و
شکسته شد و بجانب روم گریخت و کان ذلک فی یوم الاربعا سابع عشرین رجب المرجب سنه
اربع و عشرین و ثمانمایه و شاهرخ سلطان هر چند مملکت آذربایجان را برادلاد و امرای بزرگ عرض
کرد از ترس اسکندر قرا یوسف همگنان آن را قبول نکردند بالضرورت آن ملک را بی سالار گذاشته
بدار الملک اصلی معاودت کرد و عزیزی این بیت فرموده۔

سکندر لشکر ما را زد و جست   شه ما مملکت بگرفت و بگریخت

القصه میان شاهرخ سلطان و اولاد قرا یوسف ترکمه سالها خصومت باقی بود و بعد از آن
دو نوبت دیگر شاهرخ بهادر لشکر گران سنگ بر سر ترکمه کشید و آخر الامر در شهور سنه تسع و عشرین
و ثمانمایه اسکندر بکلی منکوب و ضعیف شده التجا بقلعه النجق که در حوالی نخجوان بود برد و سلطان شاهرخ
جهانشاه بن قرا یوسف را با آذربایجان امیر ساخت تا قلعه النجق را محاصره نماید و اسکندر را ولد
او قباد نام که بر کنیزی پدر عاشق بوده است در شب باتفاق کنیزک هلاک ساخت و شر
او را کفایت نمود و ملک آذربایجان بحکم و یرلیغ شاهرخی بر جهان شاه بسلطنت قرار
گرفت و جهان شاه و اولاد او بعد ازین خواهد آمد انشاء الله تعالی ❊

ذکر مولانا علی شهاب ترشیزی رح

مرد صاحب فضل بوده ودر علوم صاحب وقوف بوده ومیان اکابر واشرف حرمتی داشت وبروزگار خود یکی از مستعدان بوده ومیان او وشیخ عارف آذری مشاعره ومناظره افتاد وشیخ این قطعه راست۔

سرِ دفتر ارباب هنر خواجه علی　　ای آنکه ترا لطف طبیعت ازلیست
خواهی تو مرا پسند وخواهی مپسند　　دانند همه کس که حمزه استاد علیست

زنام بندگی شیخ آذری حمزه بود ومولانا علی شهاب این رباعی بجواب فرستاد۔

ای حمزه بدان که عرش حق جای علیست　　بر کتف رسول از شرف پای علیست
استاد علیست حمزه در جنگ ولے　　صد حمزه بعلم وفضل لالای علیست

هرچند مولانا علی این رباعی را مستعدانه فرموده ودر منقبت وشرف شاه ولایت اما کنایتا بشرکت اسم خود این شرف درین محل مضاف نمودن از حرمت دور مینماید ونیز علم وفضل خود را علما وفضلا بخود معترف نموده اند واین بیت درین محل مناسب است بیت

چه حاجت بگفتن که زر مغربیست　　محک در میانست گوید که چیست

واین قصیده مولانا علی شهاب راست در مدح محمد جوکی انار الله برهانه قصیده۔

چو پرده از رخ چون آفتاب برداری　　بجان ودل کندت مشتری خریداری
کمند زلف چو بربام آسمان فکنی　　ستاره را بزمین بوس خویشتن آری
غلام غمزهٔ خونریز وچشم جادوی تو　　جهان بشعبده بازی فلک بخونخواری
فرو فشان خم آن زلف را که تو به کند　　سحر زنامه کشائی صبا ز عطاری
بجرم عشق توام دست مجلس کیست آن　　بخون دل بهم آورده ام بدشواری
طبق طبق همه رخسار در چه دان دل تنگ　　قنینه دیده باده سرشک گلناری
جفا وجور تو ز اندازه درگذشت مگر　　زروزگار در آموختی جفاکاری
ز دوستان نصیحت شنو که لایق نیست　　چو دشمنان ز تو مه چهره جفاکاری

اگر بحضرت خسرو رسد شکایت من — تو این جفا که کنون میکنی کجا یاری
خدایگان جهان تاج بخش روی زمین — جهان لطف و کرم عالم نیکوکاری
خدیو ملک محمد ستوده جوکی شاه — که ختم گشت بدو منصب جهانداری
شهی که جمله اقالیم معترف شده اند — که ختم گشته بدو سروری و سالاری
مهندسان قضا این مغاک خاکی را — ز عدل شامل او می کنند معماری
کلاه دولت از فرق خسروان جهان — ربود افسر شاهی و تاج جباری
ایا شهی که اگر چرخ رتبتی طلبد — ورای پایه جاهت ز قدر نگذاری
سپهر برق عنان با براق نهضت تو — بخیره خیره برد لنگیش برهواری
سم سمند ترا از هلال زیبد نعل — روا بود که کواکب کنند مسماری
درون پرده کان و صمیم خاره سیم — زر از نهیب کف جود تست متواری
هزار نقش مروت بخامه انعام — تو بر صحیفه حاجات خلق بنگاری
بارگه تو ز حد خطا و چین و چگل — هزار ترک کمر بسته اند بلغاری
جهان پناها دارم که شعر من بنده — ز جنس این سخنان ضعیف نشماری
دبیر چرخ چو اشعار من کند تحریر — بجان کند ورق آسمانش طوماری
همیشه تا که سر زلف دلبران مانند — گهی بعنبر و گاهی بمشک تاتاری
ممهد از تو بعالم قواعد نیکی — مشید از تو بگیتی رسوم سرداری

حکایت کنند که مولانا علی همراه موکب ظفر پیکر سلطان جوکی بولایت قندهار افتاد و شهزاده مشار الیه مولانا را در رکاب خانه خود و ثاقی معین فرموده بود شبی پادشاه از فرط اشتیاق مستقر سلطنت این بیت می خواند ۔

کنونکه باد صبا مشکبار میگذرد — دریغ عمر که بی ترک یار میگذرد

مولانا فی الحال پیش سلطان دوید که ای شاه عالم این بیت این چنین نیست شهزاده گفت که پس چگونه است مولانا بخواند ۔

کنونکه باد صبا مشکبار میگذرد — دریغ عمر که در قندهار میگذرد

شهزاده گفت واقعا که چنین است و عنقریب کوچ کرده مایل به تخت هرات شده و کمکنان از شدت هوای عفنین این محنت آباد مستخلص شدند پادشاه زاده کامگار محمد جوکی بهادر بن شاه رخ سلطان پادشاهے مردانه و صاحب تمکین و خردمند و بزرگ منش بود پدر را بحال او نظر عنایت و ایا شامل بوده و در سر مے خواست تا به ولیعهدی او را مفوض سازد و برائے مصلحت ظاهر نمے ساخت و آن شاه زاده کامگار همواره بقوانین سلطنت مشغول بودے و در تیر اندازی و کمان داری این بیت شامل حال اوست :-

تیر تو چه مرغیست که چون دانه ربائد خال از رخ زنگی بشب تیره ظلما

حکایت کنند که بعهد شاه رخ سلطان چنان اتفاق افتاد که چهار رسول از جوانب ملوک اطراف بدرگاه شاهنشاهی اجتماع کردند یکے از ملوک روم و یکے از ملک شام و یکے از ملک هرمز و یکے از ملک شیروان روز عید این چهار رسول حاضر و پادشاه بعزم عیدگاه سوار شده پیش از اوامر سنت عید بتماشائے وارکده مستر صمد بایستاد و فوج فوج امیرزادگان و تیر اندازان و جوانان نامدار که بنوک پیکان و خدنگ جان ستان عقده جوزاے فلک کشودندے و بضرب سهام عقاب نشان پر از نسرین آسمان ربودندے بمیدان درآمدند بعد که تازیان تیز رو همچون بخت نامساعد مدبران اند کار فرو ماندندے و پیکان همین ساق تیر آور همچون پیکان بر زمین نشستندے

هیچکس بر خلاف تقدیرے از قضا بر کدو نزد تیرے

علم خسروے سیارگان بلند شد و ترک سنت ناپسند مے نمود پادشاه اسلام را ناموس ملک دامنگیر شده بانگ بر امیرزاده جوکی زد که درای آن شاه جوان بخت کمان سخت جلوه ساز تیر انداز سمند خوش گام مرصع لجام برانگیخت

تیر اول ز شصت رهگیرش بر کدو زد که دو شد از تیرش

نفیر از نقارخانه برآمد و آوازه زه از کمانداران بچرخ عالی رسید پادشاه روے زمین از بهجت و خرمی همچون حلواے عید لب شیرین کرده بوسهاے بعیدی برابروان منقوس آن خلاصه چرخ مقرنس زد و مناسب حال این بیت خواند :-

ای محراب دو ابرو قبله مقصود من در سجود تست دایم روے گرد آلود من

و ولایت ختلان که از امهات اعاظم بلاد هیاطله است بشاهزاده جوکی بخشید و مقرر شد که از ناسب که پیشکش بدرگاه شاهرخ آورند یکسر اسب شاهزاده جوکی را باشد و کان ذالک فی شهور سنه ثلث و ثلثین و ثمان مایه و الیوم آثار و امثال که ازان پادشاهزاده یادگار مانده در پایه تخت هرات وغیره نزد کمان داران مرتبه درجه عالی است و از شیوه بد مهری روزگار نا فرجام و از غدر و ظلم شور اعوام آن پادشاه زاده بروزگار جوانی بامراض مزمنه مبتلا شد و چندگاه صاحب فراش مے بود از ملالت مرض و اضطراب تبدیل مکان نموده از شهر هرات بجد و و سرخس نهضت فرمود و در شهور سنه ثمان و اربعین و ثمان مایه بجوار رحمت حق واصل گشت چهل و سه سال عمر یافت و شاهزادگانی که از صلب مبارک آن حضرت بهشت و پناه اکابر روزگار بودند

دو عین مملکت بے عقد و بیکر   محمد قاسم و سلطان ابوبکر

آفتاب اوج سروری و کوکب افق صلاحیت صفدری بودند بر عادت مستمر بساط بوقلمون فرزین کجرو اجل بدستیاری فلک نیل روز بقصد آن شاهزادگان شاهرخے بازی داد تا بایدک فرصتے از اسب مراد شان پیاده ساخته بشه مات فنا مقید مطوره مسطوره خاک گردانید بیت

عجب نیست از خاک اگر گل شگفت   که چندین گل اندام در خاک خفت

شاهزاده محمد قاسم بموت طبیعی رخت بدروازهٔ فنا بیرون برد اما سلطان ابوبکر بدست خدیعه و مکر الغ بیگ گرفتار شد و آن جوان از صفائی دل و اعتقاد درست بدو پیوست و آخر الامر الغ بیگ گورگان از انکه مردم ولایت و لشکرے همچون ذره هواخواه آن خورشید فلاک دهتری مے بودند اندیشه خلاف مردم نموده با وجود آنکه با او عهد مؤکد ساخته و سوگند بغلاظ و شداد خورده از غایت غلظت و قساوه با او قلبی نمود و در شهور سنه اثنی و خمسین و ثمان مایه در ارک سمرقند بزندان گوک سرا آن سرو خرامان را بهوستان جنت الماوی فرستاد و دستکانی آن جبه را بکمتر از سالے و نیم چشید که کرد که نیافت و که خواهد کرد که نخواهد نیافت گویند این رباعی در وقت قتل سلطان ابابکر نزد الغ بیگ فرستاد ؛

اول که مرا بدام خویش آوردے   صد گونه وفا و لطف پیش آوردی
چو نداشتی که دل گرفتار تو شد   بیگانگی تمام پیش آوردے

سلطان الغ بیگ از کردہ پشیمان شد و سودے نداشت انگشت تحیر بدندان گزیدی و
شبها زین اندوہ واویلا کنان گریستی و این بیت را خواندے۔

وقت دریاب بہر باب کہ سودے ندہد | نوشدارو کہ پس از مرگ بسهراب دہند

پردۂ غفلت پیش چشم اہل روزگار حایل است و طبع انسان برایذاے بیگناہان مائل خوشا
وقت اہل دلے کہ از غرور و نخوت پشیمانی و ندامت و خجلت عزیزان گذشتہ عبرت گیرد و بنور
یقین و سرمہ تحقیق دیدہ را مکحل سازد و عنان توسن نفس تیز گام محنت انجام را از دست دیوان
ہوا ستانیدہ بدست قضاے خدا سپارد صاحب اخبار طوال آوردہ است کہ امام شعبی گفت کہ من
در قصر دار الامارت کوفہ پیش عبدالملک بن مروان نشستہ بودم کہ ناگاہ خلیفہ روئے بمن کرد و گفت
اے استاد از انچہ دیدۂ و از پیشینگان شنیدۂ حکایتے مناسب حال بیان کن گفت اے
خلیفہ حاجت بشنودہ نباشد و من معاینہ درین قصر حالتے عجب دیدہ ام اگر اجازت فرمائی
بیان کنم گفت بگو گفت عبیداللہ بن زیاد را دیدم درین قصر نشستہ و سر مبارک امام حسین رض
را در طشتی پیش او نہادہ و بعد مدتے بران نگذشت مختار بن ابی عبیدہ ثقفی را دیدم نیز ہمان جا
بشوکت نشستہ و سر عبیداللہ در طشتی پیش او نہادہ و بعد از اندک مدتے مصعب بن زبیر را
دیدم ہمدرین مکان قرار یافتہ و سر مختار پیش او افتادہ و امروز تو نشستہ درین منزل مشاہدہ میکنم
و سر مصعب اینک پیش تو مے بینم عبدالملک گفت عجب وحشت انگیز سخنے گفتی گفت عجب
عبرت آمیز سخنے گفتم و این بیت برخواند۔

اعتبر یا ایہا المغرور بالعمر المدید | این شداد بن عاد صاحب القصر المشید

عبدالملک ساعتے سر تفکر پیش افگند و آہ ندامت از درون دل برکشید و این بیت برخواند

بنوبت اند ستاند جان اجل ہر روز یاری را | دران فکرم کہ این نوبت بسد و تنہ بجا بین

ذکر شیخ العارف فخر الملۃ والدین آذری رہ

تافت برارباب معنی نیر اقبال او | شاہباز اوج حقیقت بود و ہمت بال او

عارفی مجرد و محققے عالی ہمت بود بکار دنیا کم التفات نمودے و علی الدوام طالب صحبت

اہل اللہ بودی چہل سال بر سجادہ طاعت بفقر و قناعت روزگار گذرانید و خاطر شریف را بہ
نیل آرزوئے نفس نرنجانید و بفضیلت و علوم ظاہر و باطن آراستہ و در طریقت و مجاہدت
صادق دم و راسخ قدم بودہ و ہو علی حمزہ بن عبد الملک الطوسی البیہقی والد شیخ از جملہ سرداران
بیہق بودہ و نسب او بشیخ صاحب الدعوات احمد بن محمد الزمجی الہاشمی المروزی تغمدہ اللہ
بغفرانہ میرسد و پدر شیخ خواجہ علی ملک بوقت سربداران در اسفراین صاحب اختیار بودہ و شیخ ہنگام
جوانی بشاعری مشغول شد و شہرت یافت و ہموارہ بمدح سلاطین و امرا مشغول بودے و در مدح
شاہرخ سلطان این قصیدہ در طور لغز کہ مطلعش این است بگفت

چیست آن آبے کہ تخم فتنہ بر می افگند   خسرو گردون ز سہم او سپر می افگند

و درین قصیدہ داد سخنوری دادہ و خواجہ عبد القادر عودی بمعارضہ شیخ برخواست و شیخ را
در چند قصیدہ خواجہ سلمان امتحان کردند معارض شدہ جواب بر وجہے بگفت کہ پسندیدہ اکابر بود
و پادشاہ اسلام بتعریف شیخ مشغول شد و او را وعدہ حکم ملک الشعرائی فرمود و در اثنائے آن حال
نسیم عالم تحقیق بر ریاض خاطر عاطر او وزیدہ و آفتاب جہان تاب فقر بر روزن کلبہ احزان او پرتو انداخت

او در طلب حکومتے مے فرسود   حق سلطنت فقر بدو لطف نمود

و قدم در کوئے فقر و فنا نہاد و اسم و رسم و سود و زیان بر باد فنا برداد و بصحبت شریف
شیخ الشیوخ قبلۃ العارفین شیخ محی الدین طوسی الغزالی قدس سرہ العزیز مشرف شد و از وے
طریقت نمود و کتب احادیث بخدمت او گذرانیدہ در خدمت شیخ مذکور عزیمت حج نمود و
شیخ محی الدین در مدرسہ حلب از دار دنیا رحلت نمود و بعد ازان شیخ رجوع بسید نعمت اللہ
قدس سرہ نمود و مدتے در خدمت سید بسلوک مشغول بودہ و ازان حضرت اجازت و خرقہ
تبرک دارد و بعد از ریاضت و مجاہدت و سلوک بسیاحت مشغول گشت و بسے اولیاء اللہ را دریافتہ
و خدمت کردہ و دو نوبت پیادہ بحج اسلام رفت و مدت یک سال در بیت اللہ الحرام مجاور شد
و کتاب سعی الصفا در حرم بنوشت و آن کتاب مشتمل است بر کیفیت مناسک حج و تاریخ کعبہ
معظمہ شرفہا اللہ تعالی بعد ازان بدیار ہندوستان افتاد و چندگاہ در آن دیار بسر برد و حکایت کنند کہ ملک
ہند سلطان احمد از جملہ پادشاہان گلبرگہ بود و شیخ را پنجاہ ہزار درم انعام فرمود کہ بعبارت ایشان

یک لک باشد گویند که بطریق حمل آن را مقرر داشته اند شیخ را فرمودند که بشکرانه پیش ملک سر بر زمین نهد شیخ آن مال را قبول نه کرد منع آن سجده نمود و درین باب میگوید

ما ترک هند و جیفه و جنجال گفته ایم ۔ با دبروت جونه بیک جو نمی خریم

بعد از سفر هند پائے در دامن همت کشیده و از ساحت عالم ملک بتماشائے عالم ملکوت سر بجیب تفکر و در دیشے فرو برد و سی سال بر سجادهٔ طاعت نشست و بدر خانه هیچکس از ارباب دولت تردد نکرد بلکه اصحاب دین و دولت و ارباب ملک و ملت طالب صحبت او بودند و همواره بخدمت شریفش التجا کردندے گویند که سلطان محمد بایسنغر بوقت عزیمت عراق بزیارت شیخ آمد شیخ او را در قانون عدالت و رافت نصیحت فرمود و شاهزاده اعتقادے عظیم بشیخ درست داد فرمود تا بدرهٔ زر پیش شیخ بریختند شیخ آن مال را قبول نکرد و این شعر خواند

زر که ستانی و بر افشانیش ۔ هم به از آن نیست که نستانیش

مولانا مجاهد هندی که یکے از طالبعلمان آن روزگار بوده و در آن مجلس حاضر بوده یک مشت از آن زر برداشت و گفت اے شیخ این مال تو بر در بر خود حرام کردے خدا بر من حلال کرد و مجاهد آن زر بے مجاهده بیرون برد سلطان خندان شد و شیخ راست این قصیده در معارف و توحید قصیده

ای برون از عقل ما عشق ترا رائے دگر ۔ گفتگوی ما همه جائی و تو جائے دگر

صد هزاران گنج الا الله داری در وجود ۔ اژدهائے لاست بر هر گنج الاّئے دگر

گوهر ذات ترا غواص فکرت در نیافت ۔ زانکه هست این بحر حیرت در دریائے دگر

هست در میدان میقات کمال کبریا ۔ صد هزاران طور بر هر طور موسائے دگر

گر بقدر همت عشاق خود سازی مقام ۔ برتر از جنت بباید ساخت ماوائے دگر

هر کسی را از تو در جنت تماشائی بود ۔ ما نمی خواهیم جز رویت تماشائے دگر

با خریداران بهاکن باغ جنت را که هست ۔ مفلسانت را درین بازار سودائے دگر

نعمت خوان کرم بر هر که خواهی عرضه کن ۔ صوفیان راهست ازین خوان ذوق حلوائے دگر

نیست عنقائے خرد را در قدم راهیکه هست ۔ ورای قاف قدم سر گوشه عنقائے دگر

گر چنین مستان ببازار قیامت بگذریم ۔ بر سر هر کوچه انگیزیم غوغائے دگر

کرده دست قدرت مشاطهٔ صنعت بلطف　　نوعروس خاک را هر روز آرای دگر

پرده داران وجالت را برای امتحان　　از پی هر وعدهٔ امروز و فردای دگر

قاعدها پاکا بخود باطن آشنا که هست　　در رخ ایشان ز آب لطف سیمای دگر

خاصه آن شمع نبوت درة البیضای شرع　　کز فروغش هست در هر ذره بیضای دگر

پس بچار ارکان دین آن چار یار باصفا　　هر یکی در منزلت موسی و عیسای دگر

کافری را از جمال خویش برخوردار دار　　درد و دارش نیست چون غیر تو دارای دگر

ولہ

نبند هنوز در خلوت ازل مفتوح　　که دست عشق تو میزد در سرایچهٔ روح

خمار شام عدم در دماغ جانها بود　　که ریخت مهر تو در جام می شراب صبوح

لب جسد نمک روح ناچشیده هنوز　　که بود شور تو در سینه و دل مجروح

بآب میکده زان پیشتر که غسل کنیم　　بدست عشق تو کردیم توبهای نصوح

گهی بیاد تو طوفان ز آذری برخواست　　که بود غرقه ببحر عدم سفینهٔ نوح

ولہ

ما رخت دل بمنزل حیران کشیده ایم　　خط در سواد خطهٔ راحت کشیده ایم

باشد کلید مخزن حکمت بدست ما　　در چشم حرص کحل قناعت کشیده ایم

ای دل متاع حادثه تقدیست کم عیار　　بسیار در ترازوی همت کشیده ایم

ترسم که بر سفینهٔ توفیق ما کشند　　این خط که بر جریدهٔ طاعت کشیده ایم

فردا عذاب حشر نیاید بچشم ما　　در جنب آفتی که ز فرقت کشیده ایم

قدر دیار خویشتن و وصل یار خویش　　از ما شنو که محنت غربت کشیده ایم

مست آن میِ ایم که در مجلس ازل　　با آذری ز جام محبت کشیده ایم

ولہ

بیاد چشم او هر جا سری آرید　　من بدمست را آنجا میارید

مرا گر زانکه روزی کشته یابید　　به تیر آن کمان ابرو میارید

دریں غم سوختیم اے مہرویان | کہ مارا مرہم داغے کی آید
خدا را مطربا سوئی مارا | بہای وہوی نی دریں ہی آید
سماع آذری طوفان عام است | دگر مطرب ببزم او نیارید

ولہ

ز حکمت بیاموز نکتہ | کہ در ہر دو عالم شوی سرفراز
لباس طریقت چو در بر کنی | ز ذلت مرنج و ز عزت مناز

ولہ

در انبساط نشاط بساط خاک نگر | مثال رقعۂ شطرنج عرصہ پندار
ہمان مشابہ شطرنج دان مقابل ہم | دقیقہائے سیاہ و سفید لیل و نہار
مہندسان مشعبد نمائے شطرنجی | ز عقل و نفس دو شطرنج باز دعویدار
بہوش باش کہ گردون شغل ریست دغا | سپہر شعبدہ افزا حریف بس طرار
ز فیل بند حوادث پیادۂ توفیق | کسے ببرد کہ کرد او تامل بسیار
گرت ہواست کہ رخ بر بساط شاہ نہی | درین بساط چو فرزین مباش کج رفتار
ز کشت حادثہ آنکس کہ احتراز نکرد | بباخت اسب مراد خود آذری بقمار
زمانہ باہمہ کس نما بیازے بازد | حذر کنید ز منصوبہائے او زنہار

حقایق و معارف کہ شیخ را از عالم غیب دست دادہ زیادہ از تحمل این تذکرہ است ودیوان شریف او در اقالیم مشہور گشتہ زیادہ ازین نوشتن باطناب مے انجامد و بعد از دیوان اشعار شیخ را چندین رسالہ است نظم و نثر مثل جواہر الاسرار کہ مجموعہ ایست از نوادر و امثال و شرح ابیات و غیر ذلک و سعی الصفا و طغرائے ہمایون و عجایب الغرایب و مرقد منور او در قصبہ اسفراین است ہشتاد و دو سال عمر یافتہ و در شہور سنہ است و ستین و ثمانمایہ املاک خود را شیخ بر بقعہ کہ ساختہ و در انجا مدفون است وقف کردہ بر صلحا و زہاد و فقرا و طلبہ علوم و الیوم بر سر روضۂ مطہر شیخ رونق درس و افادہ فرش و رونق مرتبہ و زوار را بدان مرقد التجا است و سلاطین و حکام بجہت حرمت روح پر فتوح شیخ احسان و شفقت بسیار در بارۂ مجاوران مے کنند و از

تکالیف مسلم مے وارند والسلام علی من اتبع الهدی و خواجه احمد مستوفی در تاریخ وفات شیخ این قطعه گفت :-

در بیست آذری شیخ زمانه — که مصباح وجودش گشته بی ضو
چو او مانند خسرو بود در شعر — ازان تاریخ موتش گشت خسرو
چراغ دل بمصباح حیاتش — بانواع حقایق داشت پرتو

اما شاهزاده عالی قدر سلطان محمد بن بایسنقر انار الله برهانه بیت

در صد هزار قرن سپهر پیاده رو — نارد چو او سوار بمیدان روزگار

پادشاهزاده کریم طبع و مستعد و سخن شناس و مردانه و شجاع و زیبا منظر بود و بعد از وفات بایسنقر بهادر منصب و اقطاع و مرتبه او بامیرزاده علاء الدوله متعلق شد و گوهرشاد بیگم بدو مایل بودی و بر سلطان محمد و بابر سلطان جز اسم و رسمی نبودی و چون سلطان محمد بدرجه صفدری و بهادری رسید و فر دولت از جبین عالم آرایش واضح گشته شاهرخ سلطان میخواست تا او را بمرتبه سلطنتے مرتقی سازد و طرفی از ممالک بدو ارزانی دارد و امرا و ارکان دولت بدین مهم یک جهت بودند اما گوهرشاد بیگم امتناع مے نمود که سلطان محمد جوانے متهور است مبادا سرکشی کند آخر الامر پادشاه اسلام عنایت کرده امراے سعی نمودند سلطنت قم و ری و نهاوند و مضافات تا سرحد بغداد بسلطان محمد مقرر شد و ان شاهزاده به یرلیغ جد خود دران دیار سلطنت کردی آخر الامر تهور جوانی و نازش بحکومت و کامرانی بر جد بزرگوار عصیان ظاهر ساخت و قصد همدان نموده حاجی حسین را که والی آن دیار بود بقتل رسانید و بعد از فتح همدان لشکر کشیده اصفهان را نیز مسخر ساخت و امیر سعادت بن امیر خاوندشاه را که حاکم اصفهان بود مقید ساخت و چون خبر عصیان او بشاهرخ سلطان رسید با امرا درین امر اشارت کرد امرا صواب ندیدند که پادشاه اسلام متوجه سیکے از اعداد خود شود گفتند که هیچکس بر ولایت عراق اولی تر از سلطان محمد نیست مصلحت آنست که پادشاه رنجه نشود چه از ناموس ملک دور نماید که قصد فرزند کند خلعت جهت شاهزاده باید فرستاد و عراق را بدو مسلم داشت پادشاه را این مصلحت ثواب افتاده مے خواست چنان کند گوهرشاد خاتون بدین مصلحت راضی نشد چه طرف علاء الدوله میرزا را مرعی میداشت که بعد از سلطان ولیعهد

باشد و نداانست که باقتضاے خدا کوشش غیر مناسب است بارها سلطان عهد با خاتون گفتی
که من پیر و ناتوان شده ام بیت

شعلهٔ کافورم از مشکم دمید — شد جوانی نوبت پیری رسید

لابد ملک از فرزندان منست بدو سه روزه پس و پیش چه مضایقه باشد و این بیت خسرو
مناسب این حال است بیت

امروز میرم پیش تو تا شرمسار من شوی — بر تو چه منت جان من روزیکه فرمان در رسد

خاتون بازان پادشاه را از طریق احسان بگردانید و باکراه پادشاه روئے زمین عازم عراق
شد و بر قصد سلطان محمد نهضت فرمود و جهت ناموس چنان نمود که عزیمت دار السلام بغداد و
قصد اسفند یار بن قرا یوسف دارد و آن یورش بلشکر بغداد شهرت یافت و عزیزی در اثناے
آن حال گفت بیت

کوس دولت تا در بغداد باید کوفتن — چشم زخم خلق را اسفند باید سوختن

و در شهور سنه خمسین و ثمان مایه پادشاه روے زمین از دار السلطنت هرات عازم
عراقین شده دران حین سلطان محمد بمحاصره شیراز مشغول بود چون خبر نزول شاهرخ سلطان
بقشلاق بویه ری رسید سلطان محمد از شیراز برخواست و امیرزاده عبد الله بن امیرزاده ابراهیم سلطان که
حاکم فارس بود از استیلاے عمزاده خلاص یافت و سلطان محمد از نواحی کوشک زر ویران شده
بجانب کردستان و نواحی بغداد فرار نمود و شاهرخ سلطان بجدود قم و ساوه نزول نمود چنانکه ذکر
شد بزرگان اصفهان را سیاست فرمود و در فشار و دوسے قشلاق معین ساخت و سلطان
محمد در شکایت اخوان و حسب حال خود نزد شاهرخ سلطان این غزل انشاء نموده ارسال داشت

منکه همچون ذره روئے از ابر پنهان کرده ام — از جفائے روزگار و جور اخوان کرده ام
داشتم من حرمت سلطان سپاهی در جنگ — نوکران خویش را هر سو پریشان کرده ام
رستم دستان نکردان جنگ با افراسیاب — آنکه با حاجی حسین در خاک همدان کرده ام
در عراق از نوکر خود امتحان میخواستم — شاه پندارد که من قصد سپاهان کرده ام
قصد من کرد ابجهان شاه و سپاه لشکرش — از کمینگه آن سپاه با خاک یکسان کرده ام

دیگرا زاعیش و ما را رزم میدان از روا ست — من بهروی زندگانی همچو ایشان کرده ام
نقد سلطان بایسنغر خان منم کاندر مصاف — بر سمند باد پا هر لحظه جولان کرده ام
من محمد نام دارم بهر دین احمدی — جان خود را من فدای شاه مردان کرده ام

از قضاے خدا چنانکه ذکر شد شاهرخ سلطان بری بجوار رحمت حق پیوست و جوانان وامیرزادگان اغلب رغبت بسلطان محمد میرزا کردند و او پادشاهی باستقلال و عظمت سلطنت بر کمال یافت و تمامی عراق عجم و فارس و کرمان و خوزستان تا بصره و واسط بقید ضبط در آورد و بعد از آنکه الغ بیگ گورگان بر علاء الدوله ظفر یافت گوهرشاد بیگم و ترخانیان و اکثر امرا و وزراء شاه رخی که از الغ بیگ خایف بودند رجوع بسلطان محمد میرزا نمودند و علاء الدوله میرزا نیز چون از جمیع جهات نا امید شد التجا بدو نمود و آفتاب دولت سلطان محمدی آهنگ صعود و ارتفاع کرد بدان قدر که حد و هم باشد در بارهٔ همگنان شفقت نموده گوهرشاد بیگم را با عزاز و اکرام ملازمت نمود و امرا و وزرا را نیز بدستور شاهرخ سلطان مراتب و منصب مقرر کرد بیت

نشست خسروے زمین باستحقاق — فراز تخت سلاطین بدار ملک عراق

و چون اسباب جهانداری و مراتب کامگاری مهیا شد غرور و نخوت که آئین فرزندان آدم است دامنگیر دولت آن دوحهٔ سعادت شد و بخلاف معادات برادرش ابوالقاسم بابر بهادر که بر تخت خراسان جلوس یافته بود مشغول شد و چندانکه ناصحان و امرا میخواستند تا دفع نزع نمایند میسر نشد و در شهور سنه ثلث و خمسین و ثمان مایه سلطان محمد با لشکری گران سنگ از عراق بقصد برادر عازم خراسان شد و در حدود فرهاد جرد که از اعمال ولایت جام است میان برادران مصاف دست داد بیت

گر افتادی سر یک سوزن از میغ — نبودی جای سوزن جز سر تیغ
سے شد در میان در عها تیر — چو بر برگ گل تر باد شبگیر

آخر الامر مبارزان عراق بر مجاهدان خراسان ظفر یافتند و سلطان بابر بطرف دهستان و نسا گریخت و سلطان محمد بر ملک سروری قرار یافته بدار السلطنه هرات بر تخت شاهرخی جلوس کرد و آن زمستان بکامرانی در هرات بسر برده بفصل بهار بابر نیز گرفته و از جلایر و ترا کمه استراباد لشکری

قوی بدو پیوست باز شهزاده سلطان محمد آهنگ برادر نموده و حاجی محمد قوندشیر پر اک یکی از امیر
زادگان شاهرخی بود و در عهد دولت سلطان محمد مراتب یافته از حدود مشهد مقدسه رضوی علیه التحیة
والثنا با لشکری گران مایه بایلغار بجانب بابر سلطان روانه ساخت و بابر سلطان در مشهد با حاجی
محمد مصاف داد و لشکر او را شکست و حاجی محمد را بقتل رسانید بیت

چه کند بنده که گردن ننهد فرمان را ‖ چه کند گوی که تابع نبود چوگان را

ذره را نزد خورشید قدری نباشد و مملوک در قبضه تصرف مالک چه وزن آرد چون
سلطان محمد از واقعه حاجی محمد وقوف یافت متردد گشت و از تدبیر غلط اندیشه مند شده با جمعی از
پهلوانان و جوانان گزیده و داسپه فی الحال بطرف برادر ایلغار نموده بعد از روزی که سلطان
بابر حاجی محمد را بقتل رسانیده بود و فتح یافته و با طمینان تمام نشسته نماز دیگر پنج شنبه غره صفر
سنه اربع و خمسین و ثمان مایه بر سر برادر راند با هفت صد مرد و سی هزار مرد که در معسکر بابری بودند
بشکست و بابر فرار نموده و غنایم بی حد و مر زمین ماند که آن محقر مردم ضبط نیارستند کرد و از قضا در
آن حین امیرزاده علاء الدوله که از قبل سلطان محمد حاکم غور و گرمسیر و یکه النگ شده بود فرصت یافته
بهرات آمد و بر تخت سلطنت جلوس کرد و اورق سلطان محمد که در حین ایلغار در رادگان گذاشته
بود خواجه غیاث الدین پیر احمد وزیر را امیر اورق ساخته چون جهان بهم بر آمد و خبر امیرزاده علاء الدوله
شنیدند مردم اورق یکدیگر را غارت کردند و ویران شدند و خبر ویرانی اورق بسلطان محمد رسید از مشهد
نیز مضطرب شد و بمعاودت رادگان آمد از اورق و تجمل او چیزی بر جای ندید و خبر جلوس علاء الدوله نیز شنوده
متردد گشت و چاره جز انصراف جانب عراق از راه چهار رباط ندید و آهنگ عراق نمود و در غیبت
سلطان محمد امیرزاده خلیل بن امیرزاده محمد جهانگیر بر فارس مستولی شده و شیخ اعظم ابو الخیر خزری را بقتل رسانیده
بود و بر سلطان محمد عاصی شده و در حدود اصطخر سلطان محمد با او مصاف داد و او را شکست و باز باستقلال در
عراق و فارس بسلطنت تمکن یافت و سال خصومت میان او و بابر سلطان قایم بود تا در شهور سنه خمس و خمسین
و ثمانمایه باز بآهنگ خراسان و جنگ برادر از عراق لشکر بخراسان کشید و تا حد فیروزکوه و دامغان
بیامد بابر سلطان در حدود سلطان آباد بود بزرگان سمرقند در میان ایشان باصلاح مشغول شدند و
بسخن صلح برادر را فریب داده عهد نقض نموده بخراسان مایل شد و بجوین نزول فرمود و از جوین باسفراین کس بطلب

امرا عرض کردند که ای سلطان عالم نقض عهد نا مبارکست بایستی که چنین نشدی اما چون بوقوع
بود حالا مصلحت نیست که بجانب بابر میرزا توجه نمائی صواب آنست که عزم سلطنت هرات کنیم
و چون بدولت تخت هرات بگیری کوچ و فرزندان و مردم بابر سلطان جمع در هرات اند ضرورتا
مردم بابر فوج فوج متوجع خواهند گردید سلطان محمد آن مصلحت نشنوده بانگ برامرا زد که دیگر پیش
من این سخن نگوئید مردم گمان برند که من از بابر ترسیدم زن بر من حرام باد که اگر با او چهار هزار
مرد مسلح باشد من بصد سوار بروم زنم چون امرا چند بار این سخن بر و گذرانیدند در غضب شده داد
مردی بود بدگمان و زبان بدراشت و فحش بسیاری گفت و امرا را دشنام میداد گویند
در مستی بر ریش شیخ زاده قوش رباطی که از امرا و تربیت یافتگان او بود بول کرد و امرا از و متنفر
و بمرگ خود راضی شدند و روز یکشنبه سیزدهم ذوالحجه سنه خمس و خمسین و ثمانمایه در حدود جهان ارغان که
بنواحی اسفراین و در بند شقالست میان سلطان محمد و بابر مصاف دست داد و امرای سلطان
محمد روی گردان شدند و شیخ زاده حرام نمک نفاق پیش گرفته و امیر مرحوم نظام الدین بن شاه فیروز
شاه حق نعمت و نعمت را رعایت نموده حسب المقدور کوشش نمود و از جانب بابر سلطان
شیخ احمد که حاکم استراباد بود بقتل رسید و آخر الامر شکست بر جانب سلطان محمد افتاد و آن پادشاه
داد مردی و مردانگی و کوشش داد از غدر امرای حرام نمک بدست بابر سلطان اسیر شد
امیر گر داد نصیحت امیر
ست اسیرا

جهان‌داریم چه آئین تست | نه این از سر مهر کز کین تست
گر از بهر این تیغ رفته شی | با خوان چنین الفتی و دشمنی
کسی گر بگردون لوا بر کشد | تبر زد بدندان گلو برآورد سر کشد
و لیکن چنین گفت دانا حکیم | که شیرین بود ملک اما عقیم
اگر گفت دانا عقیم است ملک | تو گر تن درستی سقیم است ملک

و پرده پندار پیش نظر بابر سلطان حایل شده مانع صلهٔ رحم گشت و آب شفقت مفقود
آتش غضب گردیده و عروس خوار رحم در تتق قهرمان شوخی محجوب شد بقتل برادر رضا داد و سیاست
قهر الهی به تیغ بی دریغ اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة و لا یستقدمون سلام علی محمد السیاست گاه

فنارسانید ہذہ الرباعیہ لمؤلفہ

ای ہمنفسان عجب سرائیست جہان ‌‌ ہاشیار ازین سرائے بد مہر جہان

اینست درین جہان درون کار جہان ‌‌ چون کار جہان چنین بود وای جہان

حکایت کنند کہ سلطان محمد قبل از جنگ بیکروز در سر آب ریزی نعمان کہ از اعمال اسفراین است فرود آمد و نزدیکان و جوانان و مبارزان لشکر خود را دلاسے داد کہ مردانہ باشید و حق نعمت من فرو نگذارید سہ ہزار جوان بیکبار دستارہا از سر برداشتند و گفتند سرہای ما فدای راہ تست روز دیگر شہزادہ را بگذاشتند و بگریختند و گویند کہ از آن لشکر الا خون شاہزادہ کہ ریختہ شد بینی ہیچ کس خونی نشد تا معلوم رای اولو الابصار باشد کہ بر اطاعت و تملق عوام کالانعام اعتمادی نیست *

دہ خداوندے زعا رہیت بحق ‌‌ تا خداوندیت بخشد متفق

این خداوندی کہ دادندت عوام ‌‌ زود بستانند از تو ہمچو وام

و فضلا و علما و شعرا کہ بروزگار سلطان محمد بایسنغر ظہور یافتہ مولانا معظم قدوۃ الفضلا مولانا شرف الدین علی یزدی و از شعرا مولانا حسن و ولی قلندر و بدیعی سمرقندیست *

ذکر مولانا نسیمی نیشاپوری رہ

مردے مستعد و ذوفنون اول در نیشاپور بودی و بعد از آن در مشہد مقدس رضوی علیہ التحیۃ والثنا ساکن بودی و بمکتب داری و ادیبی مشغول بودی و شش قلم نوشتے و در علم کتابت و ہنر شعر و علم معما در روزگار خود نظیر نداشت و در رنگ آمیزی کاغذ و سیاہی ساختن و افشان و تذہیب حق او بود و درین علوم رسایل وارد و در انشا و تالیف و ترسل و غیر ذالک صاحب فن بود و اولاد اکابر در مکتب او متعلم بودہ اند و بحسب تجربہ مکتب او را مبارک یافتہ اند و مولانا عبد الحی کہ در خط سیاق و دبیری سرآمدست شاگرد نسیمی بودہ است و این مطلع نسیمی راست *

دل مسکین حاجتمند مشتاق ‌‌ بعشق ابرویت شد بستہ بر طاق

صبا برگ شگوفہ پیش گل برد ‌‌ کہ ای گل میرسی را خردہ ورق

و مولانا سیمی از سخنوری باندک مشق قناعت کردی و بنوعی که ذکر شد مطلعها گفتی اما معماهای
او بین الفضلا متداول است و این معما او راست ؎

بر لب بام آمد آن مه گفت باید مروت ‌‌‌ کافتاب عمرت اینک بر لب بام آمدست

و درین معما چند اسم مختلف می گویند که اخراج می شود چون این ضعیف را درین علم
چندان وقوفی نیست والعهدة علی المستخرج و بعهد شاهزاده علاء الدوله گویند مولانا سیمی در یک
شبانه روز سه هزار بیت نظم کرده و نوشته در معرکه که خواص و عوام مشهد جمع بوده اند و دهل و
نقاره میزده اند نه بقتضای حاجت برخاست و نه طعام خورد و نه خواب کرد و آن ابیات حکایت
بوده که بامتحان نظم کرده و تغلم ابیات آن و استانها بعضی روان و بعضی مصنوع بود و عقل درین
صورت عاجز می شود که این حال فوق طبیعت است چون سخنی در افواه عوام افتاده است
والعهدة علی الراوی و عجب تر ازین نقل می کنند که در شبانه روزی دوازده من طعام و میوه
خوردی و بی ثقل هضم کردی زهی اشتهای صادق و زهی طبع موافق

کس بدینسان طعام تا نخورد ‌‌‌ کو بدین نوع نظم تاند کرد

فایده یکی از حکمای هند گوید که اگر همه عالم یکی نیک باشد معده بد بود ایچکس چکند

جوی قوت ز طبع و صحت تن ؎ به است از ملک فریدون بمن

اما شاهزاده علاء الدوله بن بایسنغر پادشاه نیکو منظر و خوش طبع سالها بر مسند بایسنغری
قرار یافت و بعد از وفات جد در دار السلطنه هرات قایم مقام شاهرخ شد و گنج شاهرخی که سالها جمع
کرده بود در ان بگشود و چون باد بهار که درم بر سر سالکان بستان نثار کند دست جود برگشاد و بهره
تمام بلشکری و رعایا رسانید و گویند که گنج شاهرخی بدست جد علاء الدوله صرف شد و بیست هزار
تومان نقد نقره مسکوک بود سوای طلاآلات و جواهر و تجملات دیگر که قیمت ازان جود بهره جز ضعف
بخت ندید و ازآن خلق عظیم جز عبوس از چهره اخوان و ابنای روزگار خود مشاهده نکرد ۔

حکمت ؎ پادشاهان جهان عزیزان را تخت توانند داد اما بخت نی و خسروان در مراتب
خدام توانند افزود اما عمر نی ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم

آنرا که نیک بخت ازل آفریده اند ‌‌‌ بالش چه حاجت است و کفایة که میکند

اگر پادشاه گنج و مال پادشاه بوده باشی که ملک و مال پیوسته بدست پادشاه صاحب اقبالے که مالک این گنجند برخورداری از دنیا و آخرت یافت ؀

قوت از بخت طلب کن نه ز میراث پدر ۔۔۔ روزی خویش ز حق دان نه ز فرع ؟ هنر

و سلطان علاء الدوله بوده که ذکر شد از استیلاے الغ بیگے شکست یافت و بدستے متحصن شد بعد ازان بدست برادران هرچندگاه ذلیل شدی و هرجا که روی آوردی بخت تیره پشت باو کردی ؀

هر روز بمنزلی و هر شب جائی ۔۔۔ میکرد فراق بر سرم سودائی

بیچاره مسافران بحر عالم ۔۔۔ چون زورق شکسته بهر دریائی

گاه در غور و گاه در ساری ۔۔۔ نه مدد از کسے و نه یاری

گاه در دشت بود سرگشته ۔۔۔ گه ز راه عراق برگشته

کو درا از درشتی بخت نا همواران شاهزاده عالی مقدار دل خون میشد و سنگ حرمان بر سر میزد و ابرها از بے حیائی طالع وا ژگون آن شاهزاده محزون رقتے در دل پیدا شدی و کوه سنگدل بزبان صدا و ابر باب چشم یعنی نداے این بیت مناسب این حال میخواند ؀

نه ز بختم رسدی یاری نه ز نیار امید لطف ۔۔۔ آه من چون میزنم بخت آنچنان یار چنین

آه از جفاے روزگار و داد از بوالعجبی این ملک غدار که نے برو در دولت او اعتماد است و نه از نامه اقبال او مراد هر کس که ازین غدار مزاج گذشت شقی نیست سعید است ؀

ایدل بکام خویش جهان را تو دیده گیر ۔۔۔ در وی هزار سال چو نوح آرمیده گیر

هر گنج و هر خزانه که شاهان نهاده اند ۔۔۔ آن گنج وان خزانه بدست آوریده گیر

هر برده که هست ز بلغار و روم و چین ۔۔۔ آن بردگان بسیم و زر خود خریده گیر

هر اطلس و بسیج که از روم و شوشتر است ۔۔۔ آنها براے خویش قبا ها بریده گیر

ترکان تنگ چشم سهی قد خوش خرام ۔۔۔ سیب زنخ گزیده و لبها مزیده گیر

با دوستان همدم و یاران همنفس ۔۔۔ بنشسته و شراب مروق چشیده گیر

مال جهان بنزد کس تو چو عنکبوت ۔۔۔ چون عنکبوت گرد کس ؟ تنیده گیر

درد او حسرتا و دریغا بروز مرگ — صد بار پشت دست بدندان گزیده گیر
سعدی تنست چون قفس و روح همچو مرغ — روزی قفس شکسته و مرغت پریده گیر

القصه نصیب چشم علاء الدوله از چشم فلک درد و درو بود تا آخر از بی شفقتی برادرش سلطان بابر بجای سرمه اقبال جهان بین او را میل ادبار کشید اما حق تعالی بچشم عنایت بدو نگریست و مردم چشم او را از حادثه میل محفوظ داشت و چندگاهی بتکلف خود را نابینائی ساخت و عاقبت از مشهد مقدس فرار کرد و بعد از آن واقعه اعتماد بر جانب برادر هیچ آفریده نداشت روی بدشت قپچاق آورد و چندگاه وجود او چون وجود کیمیا معدوم و آوازه او چون آوازه عنقا بود و بعد از وفات بابر سلطان در شهور سنه احدی و ستین و ثمان مایه باز طرف ازبک و دشت قپچاق بخراسان آمد و ولد او ابراهیم سلطان متصدی سلطنت خراسان بود باز بدستور سابق در دست فرزند مقهور و ذلیل شد و چند روزی چون نوروز در هنگام نوروزان سال در دار السلطنه هرات حکومت شکسته بسته نمود و جهان شاه پادشاه را از طرفی مزاحم و سلطان سعید ابوسعید میرزا از طرف خود همچو باد سحر از میانه برخاست که من آخر الامر عاجز زاده در ملازمت پسر عازم جبال غور و غرجستان شد و غوغای وتمنای مملکت را آن دو عاجز بدین دو پادشاه قوی گذاشته و در حدود غرجستان و آن دیار چند نوبت میان پدر و پسر منازعت و مصالحه افتاد و آخر هر دو متفق شده در حدود کولان که از اعمال بادغیس است با سلطان ابوسعید گورگان مصاف دادند و شکست یافتند و در آن فرار علاء الدوله میرزا بحدود رستمدار افتاد و شب و روزان سلطان زاده محترم محروم و جا گردی که سرگردانی از حد گذشت و جفای فلک بی اندازه گشت تا در شهور سنه ثلث و ستین و ثمان مایه در حدود رستمدار از این جهان غدار بروضه دار القرار تحویل فرمود

وارست شه از جفای اخوان جهان — شد سیر دلش ز نعمت خوان جهان
مانند جهان ز گلشن دهر گذشت — چون گل دو سه روز بود مهمان جهان

ذکر مولانا یحیی سیبک نیشاپوری ره

مردے فاضل و در اکثر علوم صاحب وقوف بوده بروزگار خاقان مغفور شاه رخ سلطان بفضل و استعداد شهرت یافت و در علم شعر و خط صاحب فن بوده و چند ده نامه نظم آورده و کتاب اسرارے و خماری تالیف نموده و سخنان اکابر و استادان متقدمین در آن نسختین مے آورد و این بیت از آنجمله است ۔

کن اسرار خالص را بقند زعفران معجون　　برنگ و بوی و خال و خط چه حاجت روی زیبا را

و مولانا یحیی در صنائع شعرے مبالغه دارد که بے آن سخنورے نمی کند و چون او مرد قانع و از ملازمت اهل دنیا مجتنب بوده سخن او زیاده شهرتے نیافت والا او از سخنوران معتبر است اشعار و مطلعهاے او بین الشعرا مذکور و دیوان او درین دیار مشهور است و این مطلع او راست ۔

آن ترک که صد خانه کمانش ز پی انداخت　　سوی فلکم گفت خدنگی و نینداخت

ولہ

همچو بلبل نالهٔ و هوی کن که بر خواهد پرید　　مرغ روح از شاخسار عمر تا هی می کنی

ولہ

توای سرو سهیل مهربان چه نامے　　ملک یا حور یا رضوان کدامے
چو در بستان خرامی سرو نازی　　مهی هرگاه بر بالاے بامے
مرا رخسار و زلف تست مطلوب　　انیس و قوت جان صبح و شامے
نسیما بگذری گر بر دیارش　　فبلغ عند معشوقی سلامے
مرانش از کوی او مارا رقیبا　　فلا تزجر بسایل عن کرامے
گل اندر غنچه تر دامن بود لیک　　ولم یوجد یماثله در نیکنامے
گدای تست فقاے مسکین　　فنبی عند اقران احتشامے

توفی مولی الفاضل نور مضجعه فی حدود سنه احدی و خمسین و ثمان مایه ۔

ذکر مولانا غیاث شیرازی نور الله مضجعه

مرد خوش طبع دانا و مورخ و حکیم شیوه و خوش طبع بود و سرآمد و مقدم اهل طریق و از معرکه گیران فارس بوده و شاعر پهلوان است و در مناقب خاندان طیبین و طاهرین قصاید غرا دارد و اشعار او مشهور است اما مردے منصف بوده و در تعصب و تشیع مثل ابنائے جنس خود نیست و اعتدال رعایت میکند و این قطعه او راست :-

تنکی در سخن گفتن زبان است	تامل کن تامل کن تامل
بکار بد چو نیکان تا توانی	تعلل کن تعلل کن تعلل
بفضل و علم راه حق توان یافت	تفضل کن تفضل کن تفضل
نکو فالی بود اقبال مردان	تفأل کن تفأل کن تفأل
ز اندیشه فرد شور رخ بینش	توکل کن توکل کن توکل
مکن ابن غیاث از کس شکایت	تحمل کن تحمل کن تحمل

گویند مولانا کمال مرد شیرین سخن و لطیف منظر بود و در شهر شیراز در میدان سعادت تا زندگی بساط افگندی و بسخن گوئی و مناقب خوانی مشغول شدی و ترکیب ادویه فروختی و از کتاب جاماسپ نامه و احکام خبر گفتی و مردم را بدو اعتقادے بودی و او را رعایت کردندے و هر روز آورا ازین باب مبلغی در آمد بودے روزے ابراهیم سلطان مولانا را طلب داشت و پرسید که از مذاهب چهارگانه کدام بهتر است گفت اے سلطان عالم پادشاهے در درون خانه نشسته است و این خانه چهار در دارد و از هر در که درآئی درین خانه سلطان را توان دیدن توجه کن تا قابلیت خدمت سلطان حاصل کنی اندر سخن مگوئی و از صدر نشینان جدی شاهزاده دیگر باز پرسید که ای مولانا متابعان کدام فاضلتر گفت صالحان هر قومے و هر مذهبے سلطان را این سخن از مولانا خوش آمد و مولانا را انعام و اکرام فرمود هر کسے را که اندک وقوفے از عالم معنی است از قبول درد خود را دور میدارد و یقین میداند که او را بجهت فضول نیافریده اند تخصیص و قبول در اصحاب رسول صلی الله علیه وسلم فرمود که کفر طریقت و شریعت است الا آنهم را اندک و فاضل و انستن

دربرحق داشتن وعطار درین باب فرماید ؎

الا ای در تعصب جان رفته گناه خلق در دیوانت رفته
مشو از اسپ پر زرق و پر مکر گرفتار علی مانده و بوبکر
گهی این یک بود نزد تو مقبول گهی آن یک بود از کار معزول
گرفت بهتر زران بهتر ترا چه که تو چون حلقه بر در ترا چه
همه عمرت درین محنت نشستی ندانم تا خدا را کی پرستی
یقین دانم که فردا پیش حلقه یکی گردند هفتاد و دو فرقه
چو گویم گر همه زشت ار نکویند چو نیکو بنگری جمله یکی اند
الهی نفس سرکش را زبون کن فضولی از دماغ ما برون کن
دل ما را بخود مشغول گردان تعصب جمله را معزول گردان

ذکر مولانا بدخشی رہ

از جملہ فضلا است و در شہر سمرقند بعہد دولت الغ بیگ در سخنوری مرتبہ عالی داشت و سرآمد شعرای روزگار بود و سلطان و اکابران عہد او را در سخنوری مسلم میداشتند و در مدایح پادشاه مشار الیہ قصاید غرا دارد و دیوان او دران دیار مشہور است و قصیدہ ردیف آفتاب بر قدرت و لطافت طبع او گواہی میدہد این دو بیت از جملہ آن قصیدہ است ؎

ای زلف شب مثال ترا در بر آفتاب از شب که دید سایه که افتد بر آفتاب
زاغیست طرۂ تو همایون که آشیان بالای سرو دارد و زیر پر آفتاب

ذکر مولانا خیالی بخاری رہ

از جملہ شاگردان خواجہ عصمت اللہ بخاریست مردی مستعد و خوش طبع بودہ و سخنان درویشانہ و پاکیزہ دارد و دیوان او در بدخشان و ماوراء النہر و ترکستان شہرتی عظیم یافتہ و این غزل او راست

ہر کہ زین وادی نکوی بخت و دولت میرسد از رہ رسم قدم داری و ہمت میرسد

از خروش کوس شاهان این ندا آید بگوش | کین سرا هر پادشاهی را نوبت میرسد
فرصت صحبت مکن فوت از پی مقصود خویش | حالیا خوش بگذران کانهم بفرصت میرسد
آخر ای سرگشته وادی هجران بیش ازین | تشنه لب منشین که دریا های رحمت میرسد
از ره غربت خیالی عاقبت جائی رسید | هر که جائی میرسد از راه غربت میرسد

اما خیالی دیگر در سبزوار و خیالی دیگر در تون بوده اند و بدیشان نیز سخنی گفته اند فاما در جنب مولانا خیالی بخاری خیال ایشان محال است .

ذکر ملک الشعراء بابا سودائی

طبع متین و سخن شاعرانه مضبوط دارد و اصل بابا سودائی از ابیورد است و او مرد ظریف و اهل دل بوده و سلاطین و حکام او را محترم میداشته اند و بعضی بر آنند که بابا اهل ولایت بوده است و اول خاوری تخلص میکرده و در ثانی الحال او را جذبه رسیده سر و پای برهنه چند سال در دشت خاوران میگردید و بعد از آن بسودائی اشتهار یافته و بروزگار خود سرخیل شعرا بوده و این طایفه او را حرمتی و عزتی میداشتند.

حکایت آورده اند که اهالی ابیورد از مردم جانی قربان بغایت در زحمت بودند و چند نوبت از ایشان شکایت نزد سلاطین روزگار بردند مفید نبود بسبب آنکه مردم بقوت و مکنت بودند و سرداران ایشان را نزد سلاطین مقداری و جاهی بوده و بابا سودائی در ابیورد دیهی مشهور بسگان نام و حالا آن موضع مدفن اوست و تعلق باولاد او میداشته و مردم جانی قربانی در حصول آن دیه خرابی میکردند بابا قصیده در باب آن مردم میگوید ابتدا بمدح شاهرخ سلطان و من بعد شکایت مردم جانی قربانی مینماید و شاهرخ سلطان بضبط آن مردم مشغول شده و بعضی از آن مردم را بمرو و طوس برده پراگنده ساخته و این است بعضی از آن قصیده :-

ملک ویران شد از جانقی جانی قربان | وز قزلباشی بد میر محمد توقان
چشم ظالم ز پی سر بپا گرد دوان | کرده دزدی و دغا پیشه سپه نام نشان
دیده و دماغ همه شان ذکر کلاب و خرسان | در خیال همه شان ذکر فروج غلمان

نائب دست چپ از نیست بگو سعد الملک   بردم اسب گره از چه زند تا بستان

هست دانا و دلیل همه مولا قاسم   خوش دلیلیست از آن کان تغرا بر خوان

پادشاها بکن این قوم مخالف را دور   یا بکن کوه کلات چو فلک را ویران

و در ختم قصیده در دعائے دولت شاهرخ سلطان این بیت نیکو گفته است بیت

نیک خواهان ترا دولت برنائی باد   بد سگالان ترا تحفت جانی قربان

حکایت کنند که بروزگار بابا سودائی در ابیورد چنان اتفاق افتاد که قاضی ابو سعید خر بود و خواجه جلال استر جانی قربان و صدر الدین سگ داروغه و محمد کله گاو محصل مال و مناسب این حال بابا سودائی این قطعه فرمود:-

باد در دستان آسیائی است   چرخش همه غصه است و غم داد

داروغه سگست و قاضیش خر   عامل شتر و محصلش گاو

زینها چه بود نصیب رعیت   لت خوردن و زر شمردن داد

و گویند بابا قصیده در منقبت امیر المؤمنین و امام المتقین و یعسوب المسلمین اسد الغالب علی بن ابی طالب ع انشا فرموده و در پایان قصیده مذمت سلاطین روزگار فرموده و سلاطین آن روزگار ترک بدعتها کرده متنبه شده اند و اینست بعضے ازان قصیده

بر لوح سیم صبح بکلک زر آفتاب   بنوشته نام احمد و القاب بو تراب

یعنی دو بود اسم و مسمی همان یکے   احول دو دید شان و یکے بود در حساب

بر خوان حدیث لحمک لحمی و سر مپیچ   بشنو رموز دمک دمی و رخ متاب

از خیل انبیا نبی الله هاشمی   وز جمع اولیا اسد الله بو تراب

سخن شعرا در دل سلاطین اثر مے کند اگر چنانچه علمائے روزگار ما کلمه حق بجا آورند و زبان نصایح فرو نه بندند اثر خیر مے دیدند اما این باب درین روزگار مسدود شده و این غزل او راست

عنبرینت خال در رخست و در و خطت ریحان است   دهنت غنچه و دندان در و لب مرجان است

گوهرت نطق در زبان طوطی و فندق انگشت   زنخت سیب و برت سیم و دلت سندان است

پیش دندان تو در نسبه پر پریشی در   گوش بگرفت که در وی تشی در دندان است

فرقت روی تو ز اندازه طاقت بگذشت — بیش ازین صبر ندارم کرم از مردانست
میدهد جان بیکی بوسه و دل سودائی — گفتمش دل ندهی گفت که دل سلطانست

قصاید غرا که با او در جواب شعرای بزرگ گفته مشهور است و لطایف و ظرایف او بین الخواص والعوام مذکور هر کرا زیاده شوق اشعار او باشد رجوع بدیوان او کند و با عمر دراز یافت و از هشتاد سال سن او متجاوز گردید توفی فی شهور سنه ثلث وخمسین وثمانمایه ودفن فی سگان من اعمال ابیورد

ذکر طالب جاجرمی

غزل را نیکو میگوید و از کدخدازادگان جاجرم بوده و شاگرد شیخ آذری است و در اول حال سفر اختیار کرده در دار الملک شیراز اقامت ساخت و آنجا قبول تمام یافت و اشعار او در ملک فارس شهرت کلی گرفته و در جواب شیخ سعدی اشعار دارد و غزل شیخ را که مطلعش اینست

دیده از دیدار خوبان برگرفتن مشکل است — هر که ما را این نصیحت میکند بیحاصل است

طالب در جواب این تتبع کرده

ای که بی روی تو ما را زندگانی مشکل است — تلخی داروی فراقت بیتو زهر قاتل است
حاصل عمرم تو بودی ای نگار لاله رخ — تا تو رفتی از بر من عمر من بیحاصل است
غرقه گشتیم چه باک آنکه آب از سر گذشت — ای طبیب از زندگی آیم که پایم در گل است
ای نسیم صبحگاهی با من بیدل بگوی — کین زمان آرام جانم در کدامین منزل است
ای همای دولت از ما سایه خود بر مگیر — زانکه اقبال تو بر هر کس که افتد مقبل است
ما ز آب دیده خود غرقه بحر غمیم — از غریق آنکس چه داند کو نشسته بر ساحل است
یار رفت و با من طالب حدیثی هم نگفت — وه که تا روز قیامت این غم یارم بر دلست

و طالب مناظره گوی و چوگان در شیراز بنام عبدالله بن ابراهیم سلطان نظم کرده شاهزاده او را صله داد و نوازش فرمود و او مردی معاشر و ندیم شیوه بود همواره بجوانان و ظریفان اختلاط نمودی و بانگ فرشته آسمان برانداخت مدت سی سال در شیراز بدلخوشی و ظرافت و عشرت روزگار گذرانید در شهور سنه اربع وخمسین وثمانمایه وفات یافت و در پهلوی خواجه حافظ شیرازی در مصلاست

شیراز مدفون است اما شاهزاده عبداللہ بن ابراہیم سلطان شاہرخ پادشاہزادہ کریم طبع و زیبا منظر
خوش خلق بود و بعد از وفات پدر در مملکت شیراز و فارس بحکومت نشست و از واقعہ شاہرخ
سلطان محمد بایسنغر او را از فارس اخراج نمود و او التجا بعم خود الغ بیگ آوردہ او را تربیت کلی
فرمود و دختر خود را بدو داد و او را ہمراہ بسمرقند برد و بعد از قتل عبداللطیف خزانہ الغ بیگ کہ
عبداللطیف از غایت خساست و بخل دست بران نکردہ بود سلطان عبداللہ ہچون باد بہار
بر ساکنان آن دیار نثار نمود گویند تا صابون بخش کرد و قیاس اموال دیگر بدین توان کرد بیت

دربن خرابہ مکش بہر گنج غصہ و رنج　　چو نقد وقت تو شد فقر خاک بر سر گنج

روزگار دون کہ خسیس نواز است و کریم گداز سنگ تفرقہ در اوقات مجموع آن شاہزادہ
انداخت و سلطان ابوسعید بروی خروج کرد و بمدد گاری ابوالخیر خان در شہور سنہ اربع خمسین
وثمانمایہ در نواحی شہر سمرقند بدو مصاف داد و سلطان عبداللہ بردست سلطان ابوسعید شہید
شد از باد ہوا آمد و بر خاک فنا شد ٭

طبقۂ ہفتم

ذکر منظور عنایات نامتناہی امیر شاہی سبزواری نور مرقدہ

فضلا برانند کہ سوز خسروی و نازکیہاے کمال و لطافت حسن و صفائی سخن حافظ در کلام امیر
شاہی جمعست و ہمین لطافت او را کفایت است کہ در ایجاز و اختصار کوشیدہ کہ خیر الکلام ما قل و دل

یک دستہ گل دماغ پرور　　از خرمن صد گیاہ خوشتر

مولد و منشا امیر شاہی سبزوار است و ہو آقملک بن ملک جمال الدین فیروز کوہی است
واجداد او از بزرگان سربدار بودہ اند و او از جملہ خواہرزادگان خواجہ علی مؤید است بعہد سلطان شاہرخ
کہ کار سربدار در تراجع افتاد و او رجوع بشاہزادہ بایسنغر نمودہ و شاہزادہ و را نسبت بدو التفاتے
بودی و بعضے اسباب و اموال و املاک موروث او کہ در قرات سربدار بحوزہ دیوان افتادہ بود

بسعی بایسنغر میرزا به پدر رد کردند و او را منصب ندیمی و تقرب آن حضرت دست داد و گویند
ملک جمال الدین پدر امیر شاهی یکی از سربداران را کارد زده و کشته بود روزی جانور انداختن
شاهزاده بایسنغر روزی در الکای کهدستان جانوری می انداخت چنان اتفاق افتاد که
پادشاه و امیر شاهی تنها بیک جای ماندند و سواران در عقب جانور تاختند در آن حال
شاهزاده روی با امیر شاهی کرد و گفت پدرت در پیش مردان کارد و هلاک دشمن مثل امروز
فرصتی رعایت کرده و مردانه رفته امیر شاهی متغیر شد و گفت «و لا تزر وازرة وزر اخری»
معتبر راست که پسر که بکار پدر مشغول نباشد او را بار و لیار پدر نتوان گرفت و من بعد
از خدمت سلاطین اعراض نموده سوگند یاد کرد که تا زنده باشد خدمت سلاطین نکند و بقیه ایام
روزگار بفراغت گذرانیدی در شهر سبزوار ملکی داشت اوقات بتحقیق و دلی بزراعت
مشغول شدی و دایما بفضلا و اهل استعداد مصاحب بودی و سلاطین و امرا و حکام او را حرمت
داشتندی و امیر شاهی مردی بود هنرمند زمان خود و انواع هنر داشت و بی نظیر بود و کاتب
در کتابت استاد بود و در تصویر بکیفیتی که این بیت مناسب حال اوست بیت

گر ببیند نسخهٔ تصویر زنقش تو برند ۞ تا چهار ده بپیچد در فن خود مانی را

و در علم موسیقی ماهر بود و عود را نیک نواختی و در آیین معاشرت و حسن اخلاق وحید
مجالس اکابر و قصب السبق از اقران و اکفا بوده و این قطعه را بعضی بدو منسوب می دارند که
در مجلس یکی از سلاطین اندر آخر جمعی نشانده بودند قطعه

شاها مدار چرخ فلک صد هزار سال ۞ چون من یگانه ای نماید بصد هنر
گر زیر دست هر کس و ناکس نشانیم ۞ اینجا لطیفه ایست بانکم من اینقدر
بحریست مجلس تو در بحر تجلیات ۞ لؤلؤ بزیر باشد و خاشاک بر زبر

و چون غزلیات امیر شاهی بسیار مشهور است و او را جز طور غزل از اصناف سخن بسی
اختیاری نبوده و از غزلیات جدید او که بعضی از آن در دیوان او مسطور نیست سه غزل ثبت
شد غزل

نه کنج وصل تمنا کنم نه کنج حضور ۞ خوشم بخواری هجر و نگاه دورادور

بسی پیش تو قدرے نیافتم چکنم — که قدر مسارم ازین جستجوے نامقدور
تنے چو موے شده زرد و زار و نالانم — ز تاب حادثه همچون بریشم طنبور
بگرد کوے تو گشتن هلاک جان منست — چو پر کشودن پروانه در حوالی نور
هنوز شیب بشاب خطاب کرد مرا — ببندگی تو در شهر تا شدم مشهور

و این غزل در شهر استراباد گفته بود که شهزاده ابوالقاسم بابر بهادر او را بتهمت تصویر کوشک گل فشان از شهر هرات به استراباد برده بود —

تو شهریار جهان با غریب شهر توئیم — وطن گذاشته بے خانمان ز بهر توئیم
دوائی دل شوونوش جام جم را — که ناز پرور پاینهاے ز بهر توئیم
ز لطف بر سر ما دست رحمتے می نه — که پایمال حوادث ز تاب قهر توئیم
چو لاله خون جگر از نوبهار عارض تو — چو غنچه چاک دل از لعل نوش بهر توئیم
شد از وفاے تو مشهور عالی شاهی — بس است شهرت ما کز سگان شهر توئیم

و له

بازین سر چه سامان سوداے کسے دارد — بازین دل هرجائی جائی هوسی دارد
از کنج قفس دیگر در باغ نخوان ما را — کان مرغ که من دیدم خو با قفسے دارد
هر کس بچراغ دل دارد بجمال چشمے — با چشم ودل حیران آن چیز کسے دارد
شبها سگ کویش را سے نبود هرگز — خوش وقت اسیرے کو فریادرسے دارد
از همت ترکان شاهی کم جو باده پرستش — کین بادیه پیما کو آوارہ بسے دارد

و له

در جمع خوبرویان هم صحبتست ما را — کاسباب خرمی را صد گونه ساز کرده
از باده ماسے دهلش هر کس گرفته جامے — چون دور ما رسیده بنیاد ناز کرده
لب بر لبش نهاده خلقے بکام شاهی — از دور چون صراحی گردن دراز کرده

گرچه امیر شاهی از هشتاد سال تجاوز کرده بود که در بلدهٔ استراباد بعهد دولت بابر بهادر وفات یافت نعش او را ببلدهٔ فاخره سبزوار نقل کردند بمقابرے که آبا و اجداد او ساخته اند که بیرون شهر

سبزوار است بجانب نیشاپور و کان ذلک فی شهور سنه سبع و خمسین و ثمان مایه و شیخ آذری رحمه الله علیه
فخر الدین اوحدی مستوفی و مولانا یحیی سیبک و مولانا حسن سلیمی معاصر امیر شاهی بوده اند رحمهم الله گویند که
بایسنغر سلطان یک چند تخلص شاهی کردی چون دید تخلص شاهی بر امیر الملک قرار گرفت و در
شرق و غرب شهرت پذیرفته ترک نموده قسام ازل هرچه رقم کرد عدول ازان محال است بعضی
را شاهی صورت می دهند و بعضی را شاهی معنی هر کرا هرچه داده اند مزیدی متصور نیست بیت

ندانم تا رقم چون رفته در روز قبول ما　　همه از انتها ترسند و من از ابتدا ترسم

اما سلطان عالی رای عالم آرای ابوالقاسم بابر

کلک او بد کلید مخزن جود　　تیغ او کارساز ملک وجود

رایت جهانداری در عهد او بذروه عیوق رسید لشکری داشت آراسته جوانان پردل
نوخواسته تجملی که چشم اسکندر در جهانداری بخواب ندیده و سپاهی که فریدون آوازه آن نشنیده بیت

آنچه شه رخ بجهد و کوشش و رنج　　جمع آورد در صد چهل و پنج
از سلاح و ستور و اسب و غلام　　وآن چه بروی توان نهادن نام
پیش بابر خدیو پردل راد　　چرخ آن جمله بر طبق بنهاد

حق سبحانه و تعالی او را سروری و با وجود کهتری بر برادران مهتری کرامت فرموده مع
هذا خسرو درویش دل بود و صفدر حقیر نواز و از باطن مردان با خبر و دست عطاء سخی و ناسخ ابر آذار بود
دل صاف او مختار اخیار و ابرار آمد بجهت آنکه او پادشاهی بود مرد عارف و کم آزار و سهل الهیج
امرا و ارکان دولت او مستقل شدند و رعیت ازان معنی متضرر شدند ملک را شاه ظالم پردل
به ز مظلوم عاجز عادل حکایت کنند شاهرخ سلطان در وقتی که در ری بجوار رحمت الهی پیوست
شاهزاده بابر در معسکر شاهرخی بود و میل استراباد نمود و امیر هندو یاقوت را که بعهد شاهرخ
سلطان زیاده منصبی و مرتبه نداشت و مفلوک بود و در ان حین در استراباد بملازمت شاهزاده
شتافت و محل و ارتفاع یافت بر مقتضای آیه والسابقون السابقون اولئک المقربون هندو
که امیر الامرا شد چون او مردی مسن روزگار دیده و مبارز بود شاهزاده برای و تدبیر او کار کردی
روزی با شاهزاده گفت ای سلطان عالم برادران و ابنای اعمام تو در ممالک مستقل اند

گنج و سپاه بدست ایشان افتاده و بزرگ زادگان این دولت ملازم آن جماعت اند اگر سخن
مرا گوش کنی بتحمل که ملک بتو انتقال کند و الا با وجود این مردم همانا که تو از ملک محروم خواهی بود
شاهزاده گفت کدام است آن مصلحت گفت آنکه مردم دون و بداصل را تربیت کن که بزرگ
زادگان بتو سر در نیاورند دوم بخشندگی بافراط پیش گیر تا آوازهٔ جود تو مردم بتو رجوع کنند
سوم آنکه سیاق سخت مکن که بمردم ایذا رسد و از تو امن باشند چهارم آنکه لشکر را از غارت و دست
اندازی منع مکن تا بجهت طمع شوم خود کار ترا از پیش برند چون کار تو از پیش رود و ملک بر تو مسلم گردد زنهار که این کارها
موهوم را ترک کنی و خلاف این قاعدهای بد نمائی که این ها همه جهت تو ضرور است شاهزاده
چون دانست که جهت بنای دولت او این سخنهای گوید ازو پذیرفت و چنان کرد و سلطنت
بدو استحکام یافت اما چون بدعتی و قاعده مستقر شده بود فجاءةً دفع آن میسر نشد سلطانان
از تدبیر خطای هند و چندگاه در پریشانی تمام گذرانیدند حقا که تدبیر آن ظاهربین غلط محض بود
چه خداوند تبارک و تعالی دولت و عدل تعبیه کرده نه در اراده لشکری و رعیت پروری و نام نکو
ذکر جمیل و نشر رافت بندگان خدا آفریده نه در کوشش و توفیر خزاین

باری چو فسانه میشوی ای بخرد — افسانهٔ نیک شو نه افسانهٔ بد

القصه شاهزاده بابر پانزده سال بکامرانی سلطنت راند و بهر جای که روی آوردی دولتش
مساعدت می‌نمودی و بخت و اقبال یاوری کردی سرداران او هم پادشاهی می‌زدند
و امرای او اساس سلطنت داشتند حاتم طی اگر زنده بودی بجل سخاوت و جود طی کردی
از معنی او عشر عشیر زیاده نبودی و بعد از واقعه برادرش سلطان محمد عازم فارس و عراق
عجم شد و آن ملک را مسخر ساخت و در اکثر ایران زمین خطبه بنام او خواندند و بهر جای و بهر ملک
که روی آوردی تاب او نیاوردندی و مطیع رای جهان آرای او شدندی و در عهد دولت
او عراق از دست تصرف آل تیمور بیرون رفت و ترکمانان بلاد مستولی شدند در شهور سنه
خمس و خمسین و ثمانمائه و آن استیلا از جهت بی تدبیری شاهزاده بابر بود که بعد از قتل برادرش
سلطان محمد بتعجیل بی یراق بعراق نهضت نمود و جهان شاه ولد امیر یراق فرصت یافته
و شاهزاده بابر را فرصت آن نبود که ترکمان مشغول کرد و عراق را باز گذاشت و ایشان بر عراق

حاکم شدند و بعد از آن سلطان بابر جهت دفع جهان شاه و لشکر ترکمان یراق کلی و لشکر بیقیاس
جمع نموده متوجه عراق و آذربایجان گردید دران حال سلطان ابوسعید در شهور سنه سبع
و خمسین و ثمان مایه از ما وراء النهر لشکر کشیده و پیر درویش هزاراسپی برادر او میرزا علی را که والی
بلخ بود بقتل رسانید و شاهزاده بابر عزیمت جانب ترکمان را فسخ کرده از قشلاق سلطان آباد جرجان
بقصد سلطان ابوسعید لشکری بجانب سمرقند کشید از پل آب جیحون گذشت و در شهور ثمان خمسین
و ثمان مایه بلده محفوظه سمرقند را محاصره کرد و مدت دو ماه و کسری از طرفین قتال و مصاف
بود چون زمستان دست داد و جهت صعوبت سرما و تلف چارپایان و مشقت لشکریان سلطان
بابر بصلح راضی شد بزرگان درمیانه اصلاح نمودند و شاهزاده بابر بطرف خراسان مراجعت نمود
و دران سفر مشقت بسیار بمردم بابری عاید گشت و مجموع گرسنه و برهنه بوطن رسیدند و آن چشم
زخمی بود دولت بابری را و بعد از آن نهضتی نکرد بفراغت و خوشدلی و عشرت روزگار گذرانید
و سلطان بابر با کرمی شامل خواص و عوام و رافت و تواضعی مالاکلام بود و طبعی موزون و سخنی
چون در مکنون داشت و این غزل بابر است غزل

در دور ما ز کهنه سواران یکی می است — و آنکو دم از قبول نفس میزند نی است
این سلطنت که ما ز گدائیش یافتیم — دارا نداشت هرگز و کاوس را کی است
دانی کمان ابروی جانان سیه چراست — کز گوشه هاش دود دل خلق در پی است
وارد بزلف او دل زنار بسته ما — سودای کفر و کافری از هرچه در وی است
بابر رسید ناله زارت بر آسمان — لیلی وقوف یافت که مجنون درین حی است

در شیوه سخاوت وجود بابری حکایات فراوان منقول است از انجمله حکایت کنند که چون
بابر سلطان قلعه عماد را که تختگاه اصلی بود مسخر ساخت چند پاره جواهر نفیس پیش او آوردند پاره
ز آن بیکی از مخصوصان خود بخشید وجیه الدین اسمعیل که وزیر آن حضرت بود گفت ای
سلطان عالم اول مرا پاره بخشائی تا شاید خراج اقلیمی را جواهر چنانچه بوده باشد گفت ای خواجه [illegible]
است که درین پاره ها جواهر نفیس [illegible] بوده و بالا [illegible] که مرا پاره [illegible] جواهر دل را
پاره پاره [illegible]

از شمع نخسش دیده همان به که بدوزیم　　چون فایدهٔ نیست نه بینیم و نه سوزیم

بزرگان و حکما مقرر داشته اند که بهترین سیرتی در بنی آدم کرم است و این شیوه پوشندهٔ معایب است ؛

اما کرم را نیز طرفین است چون بتفریط رسد آدمی از مرتبهٔ انسانیت بطریقهٔ شیطنت مبدل می شود اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ هر آئینه که صراط مستقیم که اوسط امور است اختیار حکما و فضلا است حکایت آورده اند که معاویه بن ابی سفیان روزی میگفت که الهاشمی جواد و المخزومی متکبر و التیمی شجاع و الاموی حلیم این حکایت بعرض امام البررة و قاتل الکفرة اسد الله الغالب علی بن ابی طالب رسانیدند آن حضرت فرمود که عجب مردی مدبر و مکار است معویه درین سخن مقصودی دارد مدار کار قبیلهٔ قریش برین چهار فرقه است آن که هاشمی را بسخاوت تعریف کرد مقصودش آنست که هاشمیان بدین نام نیک غره شوند و هرچه دارند بافراط و تفریط بخشند و حاجتمند و درویش شوند و هیچکس در عالم بدرویشان خوش نیست و اطاعت فقرا مردم کمتر می کنند و بدین جهت از حکومت و خلافت معزول شوند و آن که مخزومیان را متکبر وصف کرده میخواهد که آن مردم برین خصلت مذموم مشهور شوند و مبغوض طباع خلایق گردند و آنکه تیمی را شجاع گفته غرضش آن است که آن فرقه جهت اسم و رسم خود را در معارک خوف و خطر اندازند که مردم ایشان را پهلوان و شجاع گویند و بکلی مستاصل شوند و آنکه قوم خود را حلیم نامیده حلم چیزی ست که هیچ خوف و خطر ندارد و محبوب خلایق است میخواهد او و خاندان او در نظر مردم محبوب و مقبول باشند و از خطرات دور و بامر خلافت نزدیک و السلام اما چون آفتاب دولت بابری باوج صعود رسید و سد ممالک مشید و قوانین ملک ممهد شد تعیین الکمال آن خورشید اقبال را بهبوط و زوال کشید بوقتی که دلهای خلایق بر دور دولت او قرار یافته بود و نزبانها بشکر ایادی و نعم او جاری گشته در آغاز تباشیر صباح جوانی و تنعم و کامرانی شاهزادهٔ ذره کوکب زندگانی بمحل تا ثلهٔ آن جهانی تحویل فرمود و ماتم رسیدگان آن سوگ ناگاه خاک سکان آن خسرو گردون پناه را بر سر کرده می خروشیدند زاری کنان در خواندن بیت یکی شدند

کی فلک آهسته رو کاری نه آسان کرده　　ملک ایران را بمرگ شاه ویران کرده

آفتابے را فرود آوردہ از اوج خویش　　بر زمین افگندہ و با خاک یکسان کردہ
نیست کارے مختصر چون بالحقیقت بنگری　　قصد جون بال خلق و قلع ایمان کردہ

چون شاہ بابر درویش دل و عارف و موحد بود چندان تعلقے بدین خاکدان غدار نداشت مانند اولیاء اللہ آگاہ رفت بیت

عاشقانے کہ با خبر میرند　　پیش معشوق چون شکر میرند

بہنگام رحیل ہمگنان را از رفتن خود آگاہی داد و وصیت فرمود و فرزندش شاہ محمود را با امرا و ارکان دولت سفارش کرد و از مردم مشہد مقدس تجلی حاصل و شاہد جمال معشوق بودہ بلکہ توحید تمسک جست و این بیت میخواند ؎

جان بحق واصل شد و من در پی حق میرم　　گرچہ دشوار است رہ من لیکن آسان میروم
دوست وقت رفتن اندر روے من خندید گفت　　من چو دیدم روے او زان روے خندان میروم
صرصر مرگم برفتن مے کند تعجیل و من　　از ضعیفی چون صبا افتان و خیزان میروم

نعش ارجمند آن خسرو سعادت مند را امراے نامدار بر دوش گرفتہ در روضۂ منور سلطان الاولیاء علی بن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثناء بردہ نماز بر نعش شاہزادہ باقامت رسانیدہ و بجوار مرقد رضا بعد از رضاے خادمان رضوان مآب در مدرسۂ شاہرخی بر قبہ طرف قبلہ مدفون ساختند و ہیچکس را از سلاطین نامدار بعد از رحلت از دنیا این قدر و منزلت دست نداد

گر دو روزی بتواضع بسر آرے دنیا　　بعد رفتن کنفت روضہ مقامت باشد
حق تعالی روح پر فتوح آن خسرو دنیا را　　در آخرت مسرور دارد بالنبی و آلہ

الامجاد تاریخ وفات بابری عزیزی گفتہ ؎

شاہ بابر شہی کہ از عدلش　　عدل نوشیروان شدی ناسخ
بود راسخ چو در سخا و کرم　　گشت تاریخ فوت او راسخ

و این تاریخ دیگر روشن تر است ؎

ناگاہ قضا ز قدرت سبحانی　　بر خاک فگند تاج بابر ثانی
در ہشتصد و شصت و یک ز تاریخ رسول　　در سادس عشرین ربیع الثانی

وازاکابر علما و شعرا که بعهد بابری ظهور یافته‌اند از مشایخ طریقت شیخ الشیوخ الفاضل العارف
صدر الحق والدین محمد الرواسی العکاشی است ره و از علما مولانا فاضل العلامه مولانا محمد جاجرمی
و از شعرا مولانا طوطی ترشیزی و خواجه محمود برسه و مولانا قنبری زه تاب نیشاپوری زه

ذکر مولانا حسن سلیمی رحمة الله علیه

مردی سلیم و نیکو نهاد و اهل دل بوده و در شاعری طبع قوی داشته و در منقبت امیر المؤمنین
و یعسوب المسلمین علی ع و اولاد بزرگوار و ائمه معصومین قصاید غرا دارد و ولایت نامها را چون او
دیگری از مداحان نظم نکرده گویند اصل او از تونست و در سبزوار متوطن بوده ابتدای حال
عملداری کردی روزی براتی بر بیوه زنی نوشت و آن عجوزه فریاد کنان پیش وی آمد و گفت ای مرد
این برات نامه بچه حکم که تو بر من نوشته سلیمی گفت بحکم سید فخر الدین که وزیر ملک است پیرزن گفت ای ظالم اگر
در روز عرض اکبر دامنت گیرم و تو گوئی که من بحکم سید فخر الدین بر تو ظلم کرده ام آیا خدای تعالی در از این
سخن از تو قبول کند یا نی در دل سلیمی از سخن عجوزه بیدار شد فریاد میزد که والله والله و همان
ساعت دوات و قلم بشکست و سوگند خورد که مدت العمر گرد حرامخواری و عملداری نگردم و
بقول و عهد خود وفا کرد و حق تعالی که مقلب القلوب است انشاء الله که دلهای سخت عملداران حرامخوار
نابکار این روزگار که شیوه ایشان جمع مال مسلمانانست و کیش ایشان دروغ و بهتان است این
کردار بد بگرداند در راستی و شفقت بر پریشان ارزانی دارد بیت

تا کی این ظلم [illegible] که نشان [illegible] — تا کی آزار مسلمان ای مسلمان شرم دار
[illegible] — [illegible]

وبعد از آن مولانا [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

دویم روزی من ز ہبائے رسان | کہ منت نباید کشید از خسان
سوم چون بمرگم اشارت بود | بآن لا تخافوا بشارت بود
چہارم چنانم بیاری بخاک | کہ باشم ز آلودگی جملہ پاک
بہ پنجم چو تن بگسلاند کفن | رسانی تنم را بآن پنج تن

یارب العالمین وارحم الراحمین بفضل خود و بآب روی مردان کہ ہمگنان را بدین دولت سرافراز گردان و وفات مولانا حسن بیلیمی در ولایت جہان ارغیان بوده بوقت زیارت مشہد مقدس در شہور سنہ اربع و خمسین و ثمان مایہ و جسد او را نقل کرده اند بسبزوار و آنجا مدفون است رہ

ذکر مولانا محمد بن حسام رہ

بغایت خوش گوییست و با وجود شاعری مرد اہل فضل بوده و قناعتے و انقطاعی از خلق داشتہ از حرفت من اعمال قہستان از دہقنت نان حلال حاصل ساختے و صباح کہ بصحرا رفتی اشعار خود بر دستہ بیل نوشتے و بعضے او در دلی خلق شده اند و در منقبت گوئی بعہد خود نظیر نداشت قصاید بعزا دارد و این قصیده در نعت حضرت رسول او راست کہ بعضے از آن ثبت کرده مے شود۔

ای رفعت آستان تو ایوان برآستین | چادر سپہر فرش حرم تو زلف حور عین
باد صبا ز نکہت زلف تو عنبرینے | خاک عرب ز نزہت قبر تو عنبرین
از لعل آبدار تو ابداع را شفا | و ز زلف تابدار تو حبل المتین متین
موئے تو سایبان قنادیل آفتاب | نعلت خزانہ دار سپہ گوہر آفرین
ذات تو ہیچ نام کریم تو مصطفا | حسن تو ہیچ خلق عظیم تو نازنین
بام منبر فلکت آراستہ شده تا | شاه سریر مسند اعلائے یا سین
چابکسوار شب رو تا عرش تا بیا | گاه رکاب او ترید شہپر امین
تعلیم شاه قصور فی درختام درشتہ | تو دی عہد عہد شتین دا آخرین

بابای مهربان بنی آدم و شفیع — فرزند آدم از همه لیکن خلفترین
ای بر سر کنت نبیاً نهاده پای — آدم هنوز بوده مخمر بماء و طین
ای رهروان راه حریم الهیا — شرع تو تا بروز ابد شارع مبین
ای نقل کرده رایت رایت آفتاب — وی نقل بوده رویت رویت قرین
ای مالک ممالک ایاک نعبد — وی سالک مسالک ایاک نستعین
رویت بر آستان لعمرک مه تمام — در باغ فاستقم قد تو سرو راستین
یک جاریه ز حضرت با احترام تست — ترک چهار بالش قصر چهارمین
فیروزه ممالک لا ینبغی نیافت — تا کرده نقش خاتم لعل تو بر نگین

توفی ابن حسام فی شهور سنه خمس و سبعین و ثمان مایه

ذکر مولانا عارفی الهروی نور مضجعه

مردی خوش طبع بوده و مدایح ملوک روزگار و امرای نامدار بسیار گفته و در شیوه مثنوی ماهر بوده آنچه مشهور است مالابد حنفی مذهب را نظم کرده و ده نامه بنام وزیر با استحقاق خواجه پیر احمد ابن اسحاق گفته و غزلهای دلپذیر و مقطعات ملایم در آن کتاب درج نموده و این غزل او راست غزل

از غمزه جادوی تو چون دید اشارت — نقد دل و دین چشم تو بر بود بغارت
ای خسرو خوبان بگدایان نظری کن — درویش نوازیست گل نخل امارت
دیرینه سرائیست جهان دور ز شاهی — این کهنه رباطیست مبرا ز عمارت
گلگونه رخسار ز خوناب جگر ساز — در مذهب عشاق جز این نیست طهارت
گر عارفی بیدل شده را بنده شماری — از صدق و دعاگویی بود روز شمارت

ذکر مولانا جنونی علیه الرحمه

مردی خوش گوی و ظریف بوده از اندخود است اما در دار السلطنت هرات ساکن بوده

امرائے نامدار و ابنائے روزگار بد و خوش بوده اند و امیر مرحوم غیاث الدین سلطان حسین ابن امیر کبیر فیروزشاه بدو گوشۂ خاطرے مرعی میداشت و طبع او بر جانب هزل مایل بودی و بیشتر شعر را هجو گفتے و حافظ شربتے را هجوهائے رکیک گفته که نوشتن آن طریقه ادب نیست و این غزل او راست :-

گفتمش عید است آن رخسار و ابرو ماه عید — گفت آری و شنست اینجا پیش اهل دید
گفتمش از چیست ماه نو چنین مشکل نما — گفت میگردد ز شرم ابروے من ناپدید
گفتمش غوغا بشام عید از آن ابرو چراست — گفت هرکس دید این غوغا دگر خود را ندید
گفتمش در وعده وصل تو ام سال است — گفت بسیار این گدا در کوے ما خواهد دوید
گفتمش تا ماه دیگر بر جفونی بگذری — گفت اگر صبرے کنی این هم بسر خواهد رسید

ذکر مولانا یوسف امیری رہ

از جملہ شعرائے متعین است بروزگار شاهرخ سلطان او را شهرت دست داده همواره با ناموس زندگانی میکرده و امرا و ارکان دولت او را نگاهداشت میفرمودند و قصاید غرا در مدح خاقان کبیر شاهرخ میرزا و اولاد عظام و امرا او دارد و این قصیده در مدح بایسنغر میرزا او راست قصیده

بتی که رونق مه برد روے رخشانش — ز پسته تنگ شکر ریخت لعل خندانش
شکست رونق یاقوت و آب لؤلؤ برد — رواج تیزی بازار در و مرجانش
صبا بطبله عطار ازان سبب ماند — که مایه دار داز آن زلف عنبر افشانش
بگرد آن لب چون نوش خط او خضریست — نشسته بر طرف جوے آب حیوانش
میان آن رخ و خورشید فرق نتوان کرد — چو سر بر آورد از مشرق گریبانش
ز دست نرگس مستش اگر رسے بجهد — کند بسلسله زلف بست زندانش
دلم مشوش و حالم چنین بشولیده — ز چیست از شکن طره پریشانش
ز دست او بجهان داستان شوم گفتے — چگونه باز رهم من ز مکر و دستانش
دلم بدرد گرفتار گشت در غم او — مگر کند شه عالم بلطف درمانش

خدایگان سلاطین مظفر دولت و دین | که بر ملوک جهان نافذ است فرمانش
سپهر مهر عطا بایسنغر آنکه ز طبع | کشیده قافیه بر دوش مهر و کیوانش
بسا که زیر و زبر گشت هفت طاق سپهر | ز رشک رفعت خرگاه طاق ایوانش
ز آسیای فلک در تنور گرم اثیر | زمانه می پزد از قرص مهر و مه نانش
حمل بر آتش خورشید میشود بریان | بدان امید که روزی نهند بر خوانش
میان صف جنیبت نشان موکب اوست | هزار بنده چو افراسیاب خاقانش
ایا شهی که سپهی نزیبد از لطایف حق | نثار بارگه رحمت فراوانش
بچشم باصره تشبیه کاینات رواست | چو هست ذات شریف تو عین احسانش
ز شوق کف تو گوهر همی نیارد بار | هوای مولد دریا و مسکن کانش
جهان اگر ز عناصر شود تهی سازند | ز چار پایه تخت تو چار ارکانش
جهان پناها در مدح تو مرا شعریست | که صدره از ره تحسین ستود حسانش
هم از لطافت معنی هم از جزالت لفظ | گذشت بنده بصد مرتبت ز اقرانش
کسیکه کسوت شعرش بود چنین خوش نیست | بجز ثنای تو باشد طراز دیوانش
همیشه تا که بطومار آسمان باشد | گهی ز ماه سجل گه ز مهر عنوانش
مباد ملک ترا تا بدامن محشر | ز انقلاب حوادث زوال نقصانش

ذکر ملک الفضلا خواجه فخر الدین اوحدی مستوفی سبزواری

حکیمی صاحب فضل بوده و در فنون علوم صاحب وقوف تخصیص در علم نجوم و احکام که درین فن بروزگار خود نظیر نداشت و در علم شعر و شاعری سرآمد عصر بود و در خط و انشاء و استیفا و طب و تواریخ مشار الیه مستعدی بجامعیت او بروزگار او نبود و خواجه از اعیان سبزوار است و خاندان ایشان را مستوفیان خوانند و ذکر آن مردم در تاریخ بیهقی مذکور و مسطور است و خواجه فخر الدین اوحدی را با وجود حکمت و فضل و کمال مشرب فقر و درویشی حاصل شده بود و همیشه در مجلس او جمعی از ظرفا و مستعدان بافاده و استفاده و تعلیم مشغول می بوده اند بیست هزار بیت کتابت خواجه شعر بوده از غزل و قصاید

وغیر ذلک وکتب را بخط مبارک خود اصلاح وتنقیح ومقابله نموده ودر جهان فانی بغیر از صید نکته
وانی کارے نداشت وبجز ذکر خیر وکتابے چند یادگارے ومیراثے نگذاشت امراے اطراف و
فضلاے اکناف خدمات پسندیده جهت خواجه روان کردندے وآن مال را خرج طلبان ع
مستعدان نمودے والیوم منزل ومکان آن نادرهٔ زمان مقصد فضلا است جناب فضایل مآب
حکمت آیات قدوه ارباب الفضلاے والحکماے مولانا غیاث الدین محمد ادام الله فضایله که اگر
جالینوس زنده بودے در حکمت ازاو استفاده نمودی الیوم حق گذاری بجاے آورده وصله رحم
مرعی میدارد وجانشین خواجه اوحد است ودر منزل شریف آن بزرگوار بر قاعده زندگانی شریف
او بلکه باضعاف آن درس وافاده منتظم ومهیا است بیت

زنده است کسیکه در دیارش | ماند خلفے بیادگارش

وچون باوجود فضایل خواجه از جمله شاعران مکمل است ودیوان شریف او مشتمل است بر
قصاید ومقطعات وغزلیات مختار واجب نمود قصیده ویک قطعه درین تذکره ثبت نمودن و
این قصیده خواجه راست در منقبت امام الانس والجن ابوالحسن علی بن موسی الرضا علیه افضل التحیة
والثناے چه خیالات زیبا فرموده است وآن قصیده این است:-

گردون فراشت رایت بیضاے آفتاب | وز پرده هاے دیده شب بشست کحل خواب
صبح چمن عذار چو خوبان شوخ چشم | پرده ز رخ فگند وبرون آمد از حجاب
نظارگی ز منظر این کاخ زرنگار | صد لعبت سمن سلب سیمگون ثیاب
مصباح صبح چهره فروز آمد از ظلام | چون نور شیب شعله زنان در شباب
سیمین طراز گشت چو خرگاه خسروان | پرده سراے چرخ که بد عنبرین طناب
هر کوکبے نمونه صفریست فی المثل | حیران شده محاسب عقل اندر احتساب
جوے مجره بین چو بفردوس جوے شیر | طفلان چرخ از و شده قانع بشیر ناب
کیوان که گوے برد برفعت ز همسران | میل غروب کرد باهنگ اغتراب
برجیس رازده غم راست ره شکیب | آرے چگونه صبر کند رعد بے رباب
رفته بمغرب بیرق براق ترک چرخ | چون تیغ تهمتن بنهان قانه غراب

یوسف رخی چو مهر گرفتار دیو چاه — یونس وشی چو تیر ز ماهی در اضطراب
از بزم زهره تا بثریا همی رسید — افغان عود و بانگ نی و نالهٔ رباب
ناچیده مه ز گلشن نیلوفری گلی — ناگه سپهر فگند چو نیلوفرش در آب
کف الخضیب رایت نصرت فراشته — بر اوج آسمان چو دعاهای مستجاب
عقد پرن ز نور نهان میشود راست — کاندر میان سلک گهر لؤلؤ خوشاب
عیوق ازان عنان عزیمت باوج تافت — کاندر طلوع هست ثریاش در رکاب
چسلک باهم از پی آیند شعریان — کین هم ناب باشد و آن گوهر مذاب
قلب الاسد گره زده بر جبهه خشمناک — با طرفه هر دم از طرفی دیگرش عتاب
بهر بد غفر رشته پیوند از بدان — زان رو درست گشته به پیکانش انتساب
رامی کمین گشا شده بر کرگسان چرخ — وز بهر دام حوت رشا گشته رشته تاب
طفل سها چشیده لبن از بنات نعش — کرده شهاب پهلوی شیر زیان کباب
گر با ذنب قرین نشود راس وز نیست — واجب بود ز صحبت نااهل اجتناب
ظلم ظلام تا نکند از رخ شام صبح — هر گوشه گشته برق ستان بیرق شهاب
در پرده سخن نگر اجرام راستی — چون شاهدان که جلوه نمایند در نقاب
گشته فلک ز گوشه پروین گهر فشان — بر روضهٔ مقدس سلطان بوتراب
سر خیل اصفیای مکرم که ذات او — ایزد ز خاندان کرم کرد انتخاب
شاهنشه کلام کلیم خلیل حق — علی طاهی سیر هاشمی خطاب
سلطان جعفری نسب موسوی گهر — وبود در سراب جهان مالک الرقاب
علام علم دین علی موسی رضا — خضر سکندر آیین شاه فلک جناب
در راه شرع قافله سالار جن و انس — در باب علم مسئله آموز شیخ و شاب
افعال کاملش همه بی عیب و اختلال — و اقوال صادقش همه بی شک و ارتیاب
بر باد داده خاک رهش آبروی بحر — و آتش فگنده خاک رهش در دل سحاب
گردون بطوع چاکریش کرده افتخار — و آتش ز شوق دشمن جاهش در التهاب

آب از حیای ابر نوالش در ارتعاش / اختر بطبع بندگیش کرده ارتکاب
با حلم او زمین نزند لاف از درنگ / با عزم او زمان نکند دعوی شتاب
یابد از و نسیم ولایت دماغ جان / آری دهد هر آینه بوی گل از گلاب
سلک سخا نه گوهر او یافت انتظام / بحر کرم ز فیض کفش دید آن شعاب
شاهان نهند روی ارادت چو بر درش / خیزد ز عرش نعره طوبی لمن اناب
از تاب قهرش اطلس نه توی چرخ را / حاصل همین بود که قصب از ماهتاب
هر روز هر چه از فصاحت کند سؤال / مفتی کلک او انا افصح دهد جواب
بر امر و نهی اوست مدار جهان شرع / زین خوبتر چگونه توان کرد احتساب
هر سفله نیست در خور آداب حضرتش / نبود نعیم باغ جنان لایق دواب
خواهد ولم شنا بطریق خطاب گفت / بشنو بگوش جان که خطابیست مستطاب
ای قهرمان کشور عصمت باصل و نسل / وی والی جهان ولایت چو جد و باب
حرف محبت تو هم از ابتدا ز کون / کلک قضا رقم زده بر سر کتاب
ایزد بدست لطف رسانیده سایه / آنجا کی رسد قدم سعی اکتساب
ملک کمال و کشور قدر تو ایمن است / از دست برد حادثه و پای انقلاب
در علم انبیا و در اسرار اولیا / هم وافر النصیبی و هم کامل النصاب
لعل از حیای گوهر ذات مبارکت / هر دم بخون چهره کند چهره را خضاب
گاه از نسیم خلد دهد گوهر صدف / گاه از سموم قهر تو دریا شود سراب
صافی دلان ز مهر تو در حسن انتباه / سرگشتگان ز کین تو در تیه التهاب
گو خصمت از معالجه رنج حادثه / غافل مشو که حادثه هست اندر انصباب
گشته عقاب همت تو چون تیر پای بر / بدکیش را عقوبت و بدخواه را عقاب
نمرود وار پشه کینش تو خصم ترا / بر سر زند همیشه زبان بخت [illegible]
رنج حسد هلاک کند حاسد ترا / آری بر عقاب بود آفت عقاب
در جنب روضه تو چه باشد ریاض خلد / پهلوی شاخ سدره چو پالان کند سحاب

باشیر مردے تو چو تاب آورد کسے   کز بیم شیر زہ شود زود توان قتاب
در دین کسے کہ غیر تو دانست پیشوا   گوئی گناہ باز نمیداند از ثواب
افلاک را مدار از آن شد زمین بہت   یک مشت خاک در کف اولاد بوتراب
گاہ شدن جناب رسالت شعار را   بود آخرین سخن سخن عترت و کتاب
صیاد لا بہر جنابا توئی کہ ہست   بحر محیط با کف جودت کفی خلاب
ما بندہ ضعیف و تو سلطان کامران   ما خادم کمین و تو مخدوم کامیاب
اوحد کہ تافت از ہمہ عالم رخ امید   زین آستانہ روئے نتابد بہیچ باب
پسندکا سمان کندش خستہ ستم   واخترو بجائے شربت عذابش دہد عذاب
این خاک را ز جام رضا بخش جرعۂ   اندم کہ دست ساقی لطفت دہد شراب

وخواجہ را مدت العمر بعد ازان کہ بہ ہشتاد و یک سال رسید دامن عصمت ز غبار این خاکدان پر محنت در چیدہ بمعمورہ جاوید خرامید در سنہ ثمان و ستین و ثمان مایہ وخواجہ مجرد گذرانیده وا ز برکت اولاد و احفاد محروم بود بلکہ از غصہ سعادت و شقاوت این جماعت مصون بیت

غم فرزند و نان و جامہ و قوت   بازت آرد ز سیر در ملکوت

وقال سنائی فی الحدیقۃ۔

کدخدائی کہ مایۂ ہوس است   کدرہا کن ترا خدائے بس است

وخواجہ را جمعی بتاہل دلالت میکردند در معذرت یکے از ایشان این قطعہ انشا کردہ۔

ہمدمے میگفت با اوحد ز انشائے سخن   کاے تو آگاہ از رموز چرخ و راز آسمان
ہم باستحقاق ملک فضل را مالک رقاب   ہم باستعداد اقلیم سخن را قہرمان
مریم طبع گہر زایت چرا کردست قطع   چون مسیحا رشتہ پیوند از وصل زنان
مرد را ہر گہ نگیرد چہرہ دولت فروغ   تا بنور زن نہ پیوندد چراغ خانمان
حیف باشد غنچہ سان رہجان خود بستن گرہ   چند روزے کاندرین باغیم چون گل میہمان
گفتمش اے یار نیکو خواہ میدان این یقین   کز نکو خواہان نمیشاید بجز نیکی گمان
وصل آن ہر چند باشد پیش مرد عاقلے   روح را راحت کفیل عیش و عشرت را ضمان

لیک با او سمع صحبت میگیرد از آنک | من سخن از آسمان میگویم او از ریسمان

ذکر امیر امین الدین نزلابادی رہ

انواع فضیلت وحسب با نسب بیادت ضم داشت ونزلاباد از اعمال بیہق است وامیر امین الدین مرد ظریف وخوش طبع بوده با کاتبی وخواجہ علی شہاب در شاعری دعوے میکند گویند جمعی از فضلا وشعرا تحسین قصیدہ شتر حجرہ کاتبی میفرمودند ودر بدیہہ این قطعہ گفت قطعہ۔

اگر کاتبی در سخن گہ گہے | بلغزد برو دق نگیرد کسے
شتر حجرہ را گر نکو گفت لیک | شتر گربہا نیز دارد بسے

وامیر امین الدین را در مثنوی گوئی طبع فیاض بود وچند کتاب مثنوی پرداختہ مثل کتاب شمع وپروانہ کہ آن را مصباح القلوب نام کردہ وداستان عقل وعشق کہ آن را بسلوة الطالبین موسوم ساختہ وقصہ فتح وفتوح وغیر ذلک واین غزل او راست غزل

دیدہ چون آئینہ رخسار تو دیدن گیرد | از تحیر زمژہ آب چکیدن گیرد
دل من در سر آن زلف سیہ مضطر بست | مرغ در دام چو افتاد طپیدن گیرد
باز بگریخت خیال تو ز چشم بیخواب | ہمچو دو اشک کہ او را بدویدن گیرد
لرزہ بر تن فتد آن لحظہ کہ من آہ کشم | شاخ لرزد چو سحر باد وزیدن گیرد
گر بسد شادی حالت باین یک نفسے | جسم چیچود کہ در او روح پریدن گیرد

ذکر درویش قاسم تونی رہ

مردے اہل طریق بودہ وشاعری متین گوے وخوش سخن است وبجہت انقطاع وفقر تردد بجوانب اہالی مناصبے کردہ ودربند نام وشہرت نبودہ وتحقیق دانستہ بود کہ الشہرة آفتہ والخمول راحتہ در توران صیقت کردہ کہ نام اصلی آن گلخن است واز بوستان ودوستان فراغتے داشتے کہ نزد محققان نامش گلخن وپیش تن پروران اسمش

گلشن است و در این باب گوید

از همت بلند نباشد گر قاسمی
شهر هری گذارد و قالغ بتون شود

واین غزل قاسمی راست غزل

بازم بعهد زلف تو دل پای بند شد
مرغ هوا بدام اسیر کمند شد

گلنار چهره چون که برافروختی بناز
خالت بگرد آتش سوزان سپند شد

ایام هجر روی خود از ما مکن سوال
دیوانه را مپرس که از ماه چند شد

دل را که بود معدن عقل و محل هوش
راهش پری و شتی زد و جای گزند شد

این قدر و منزلت نه بخود یافت قاسمی
از قدر یار پایه قدرش بلند شد

ذکر ملک الشعرا مولانا صاحب بلخی المشتهر شریفی

مرد مستعد و صاحب فضل بوده است و در فنون علوم شروع داشت مثل طب و سیقی دغیر ذلک و مع هذا در شاعری مکمل بود و در مدایح شاهان بدخشان و سادات عظام ترمذ قصاید غرا فرموده و او راست این مطلع قصیده که در مدح سلطان علی اکبر ترمذی گفته:

در وقت تبسم لب جان پرور دلبر
چون رشته آکیست ندوی و دو گوهر

وله

وصل یار ما نه عمر جاودانی خوشتر است
لعل جان بخشش ز آب زندگانی خوشتر است

بدلعب او را چون سفر فتنه است دور قمر
با رخ او عشق ورزیدن نهانی خوشتر است

در تعلق هر رگ جان را بدو انسی بود
پاکبازان را بدلبر میل جانی خوشتر است

گرچه پیغام از نسیم صبح با یاران نکوست
درد دل با دلبران گفتن زبانی خوشتر است

عاقبت کانیست باقی جمله اینها در سحر
ای شریفی گر تو اینها را ندانی خوشتر است

واین مطلع نیز بدو منسوب است:

توئی کان نمک ما شور بختان
خدا این داد مارا و ترا آن

اما ملوک بدخشان خاندان قدیم و پادشاهان کریم بوده‌اند بعضی نسب ایشان را با سکندر

فیلقوس مے رسانند کہ بذی القرنین مشہور است از بزرگان سلاطین ایران و توران ہموارہ ایشانرا توقیر و احترام بودہ و پادشاہان ولایت بدخشان بملازمت و تردد ی فارغ بودہ اند و آن حال از زمان سلاطین ماضیہ استمرار یافتہ بود سلطان ابو سعید گورگان چون نزہت و لطافت ولایات بدخشان معلوم کرد خواست تا آن مملکت نیز داخل تصرف او شود بہ استیصال شاہان بیگناہ مشغول شد لشکر فرستاد و آن ملک را مسخر ساخت و بقصد شاہ سلطان محمد و اولاد اقربائے او اشارت فرمود در شہور سنہ احدی و سبعین و ثمان مایہ آن خسروان مظلوم بحکم سلطان ابو سعید بدرجہ شہادت رسیدند و خاندان قدیم آن پادشاہان کریم ویران و نسل ایشان منقطع گشت و قصد آن خاندان مبارک بر سلطان ابو سعید میمون نبود پیالے درست نکشید کہ او نیز جرعہ کہ چشانیدہ بود چشید شعر

مکن بد بمردم کہ کیفر بدست ۔۔۔ بچشم زمانہ بخواب اندر است
بر ایوانہا نقش بیژن ہنوز ۔۔۔ بزندان افراسیاب اندر است

ذکر منصور قرابوغہ ۔ نور مرقدہ

مردے خوش طبع بود و غزل رانیکو گفتے و در روزگار شاہرخ سلطان بملازمت شاہزادہ علاء الدولہ اشتغال داشتے و از دیوان شاہزادہ او را بعلمداری بولایت بزرگ فرستادندے و او شعرا و فضلا را نگاہداشت نمودے و ہموارہ با خوش طبعان اختلاط کردے و مردے ندیم شیوہ بود و از اعیان ولایت طوس است و اصحاب دیوان شاہرخے وے را از وحساب بر مے گرفتند و این غزل او راست ؎

اے چشم خوشت بلائے مردم ۔۔۔ در دیدہ توئی بجائے مردم
مردم نہ بچشم در نیاری ۔۔۔ چیند و گرے ورائے مردم
از بہر نشست سرو قامت ۔۔۔ چشم آب زدہ سرائے مردم
چندم بکشی و زندہ سازی ۔۔۔ آخر نہ توئے خدائے مردم
منصور زغم بمرد و وا رست ۔۔۔ از جور تو از جفائے مردم

وگویند خواجه منصور این غزل را پیش مولانا افاضل عبدالوهاب طوسی که سر خیل فضلاے روزگار بود برخواند مولانا را بدو طریق مطایبت و مباسطت بودے گفت من نیز بیتے بر این غزل الحاق میکنم و این بیت گفت

یارب تو مرا حکومتے ده   تا من بدهم سزاے مردم

و این بیت مولانا مشهور گشت و بسمع سلاطین ادر رسید و چون خواجه منصور بسوء النفس شهرتے داشت امرا و فضلا چون او را بدیدندے این بیت را برو خواندے و خواجه منصور را بدین جهت سوء المزاجی با مولانا دست داد و این بیت در حق مولانا بگفت

قاضیا بر سر یتیمانے   خون نشان میخوری مگر بشتی
گفته آفتاب شرع منم   آفتابے ولے یتیم کشتی

وفات خواجه منصور در شهور سنه اربع و خمسین و ثمان مائه بوده و او بعد از واقعه شاهرخی صاحب دیوان محمد خدایداد شده و شروع در مهمات مشار الیه نموده و اختیارے زاید الوصف او را دست داد و چون محمد مذکور مردے بیباک و مجنون طور بود در ثانی الحال بر خواجه منصور متغیر شد و او را بند فرموده و مبلغے از و بمصادره ستانید و در زجر و تعدی جوانان مشهور خواجه مظلوم بیماری صعب مبتلا شده و در وقت شکایت موت نزد محمد بن خدایداد این بیت فرستاد و بیت

رمقی بیش نماندست ز بیماری غمت   قدمے رنجه کن ایدوست که در میگذرد

امیر محمد ببالین او حاضر شده عذر خواست و بیرون رفت و صباح از برادر مؤلف این تذکره امیر رضی الدین علی طالب ثراه پرسید که آیا حال خواجه منصور چون شد و او دران شب فوت شده بود امیر رضی الدین علی این بیت بر امیر محمد خواند بیت

منصور زغم بمرد و وارست   از جور تو و جفاے مردم

حقا که خواندن این بیت درین محل از گفتنش مقبول تر افتاده باشد و امیر رضی الدین علی جوانے فاضل بوده همواره نزد سلاطین مقدارے داشتی و در شجاعت و مردانگی منظور مجبر یگانه بوده و شعر فارسی و ترکی نیکو گفتی و این غزل او راست :-

میکنی جور و جفا جانا مکن باش گو   آخر این غم بر سر غمهاے دیگر باش گو

ناوکم در سینه و در دست تیغ ای بی تقتل — سهل باشد جان من این نیز بسر باش گو
عاشقان را چون میسر نیست در عالم مراد — دولت وصل بتان هم نا میسر باش گو
با خیالش ساعتی در منظر جان خلوتیست — نیست جز جان محرمی آن نیز و بر باش گو
عالمی تا آب و باد و خاک را باشد دوام — سلطنت بر شاه بابر خان مقرر باش گو

ذکر مولانا طوسی علیه الرحمته

از جمله شاعران چون او کسے در مثل گوئی شروع نموده امثال عوام را نیکو گفتی مردے خوش طبع و معاشر بود اما چون قیمتے عوام را در نظر خواص نیست مثل ایشان نیز مثل ایشان باشد اعتبار سخن عام چه خواهد بودن و مولانا طوسی بعهد شاهزاده بابر سلطان شهرتے عظیم یافت پادشاه مذکور او را نوازش فرمودے و قصیده ردیف سر در مدح آن حضرت او راست مطلعش این است :-

ایکه باشد بنده آن نقد چون شمشاد سر — در چمن چون بگذری بر پا جهد آزاد سر

و هم این غزل او راست :-

آنکه بر روئے چو مه زلف دو تا می آرد — ما قیامت بسر این شهر بلا مے آرد
وانکه چون سرو قدش از چمن روح فزاست — بر من دل شده بنگر که چها مے آرد
عالمے را بسخن سوخت ندانم کان شوخ — این همه چرب زبانی ز کجا مے آرد
هر دم باد صبا سرمه خاک ره تست — میرسد باد خوش و نور و صفا مے آرد
بخیال خم ابروے تو دائم طوسی — روئے اخلاص بمحراب دعا مے آرد

وله

موئیست با خیال میانت بچشم ما — ای سرو راست گوی میان تو و خدا

و مولانا طوسی در قصیده و مقطعات و مثنوی گوشیدے و در این باب این قطعه گوید۔

من چو طبع لطیف خواجه کمال — غزل بد سلیقه توانم گفت
گر نگویم قصیده باکے نیست — من خوشامد کے توانم گفت

بعد واقعه شاهزاده بابر باذربایجان وعراق افتاد وامیر جهان شاه وپیر
با[illegible]ند ودرین مدت دران دیار بسر برده ودر خطه شیراز بودی وتا این روزگار
در ح[illegible]ے نماید که در گذشته است بیت

[illegible]ت ازین گذرگاه وآن کیست که نگذرد ازین راه

قرا یوسف پادشاہے قاهر وصاحب دولت بود ولیکن مردے نااعتماد
وبدخوے [illegible] باده محبوس کردے وحبس او زندان ابد بودے چنانکه ذکر شد شاهرخ
سلطان در [illegible] [illegible]ین وثمان مایه حکومت آذربایجان بدو تفویض کرد واو بعد از واقعه
شاهرخ ونکبت [illegible] محمد بایسنغر بعراق وآذربایجان واکثر ایران زمین مسلط شد وعراقین را
از تصرف اولاد شاهرخ بیرون آورد وسی وپنج سال باستقلال حکومت کرد تا آنکه بعد او مسلط
شدند وجباری وقهاری او مرتبه عالی یافت وفضلا برانند که در روزگار اسلام از وبد اعتقاد تر
پادشاہے ظاهر نشده اسلام را ضعیف داشتی وفسق وفجور اقدام نمودے ودر سنه احدی و
ستین وثمان مایه بعد از واقعه بابر بهادر میل خراسان واسترآباد نمود وبا امیرزاده ابراهیم بن علاء الدوله
در بیرون شهر استرآباد مصاف داد وظفر یافت واکثر امراے نامدار الوس چغتاے دران حرب بر
دست جهان شاه بقتل رسیدند وآن حال الوس چغتاے را چشم زخمی وشکستی عظیم بود و
جهان شاه تخت هرات را مسخر ساخت وقریب هشت ماه در دیار خراسان حکومت کرد
ودر اثناے حال بر فحواے کلام معجز نظام وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ نسیم اقبال از مهب
اقبال وزیدن وسلطان السلاطین ابوالغازی سلطان حسین که امروز مسند سلطنت بمقدم
میمون آن حضرت آراسته است از خطهٔ مرو شاهجهان خروج کرد وبراه نسا وباورد
لشکر بجانب استرآباد کشید وبا امیر حسین ساعتلو که از جمله قرابتان وعشایر جهان شاه ووالی استرآباد
بود مصاف داد ودر همان دست برد که جهانشاه با الوس چغتاے بجا آورده بود بضرب شمشیر جهان
ستان خسرو جمشید صولت از لشکر ترکمان انتقام حاصل ساخت واکثر مردان کارے وسرداران
نامی جهانشاه از تیغ گوهربار این خسرو نامدار منشور عزل وفنا خواندند وحسین بیگ واقرباے او را
عوض قصاص امراے چغتاے بشمشیر فنا گذرانیدند وهمانا در مفاخرت سزاوار است که درباره

مساعی جمیله خود این خسرو عالی بدین ابیات شاهنامه شعر

اگر من نرفتی بمازندران — بگردن درآورده گرز گران

که کندی جگرگاه دیو سفید — کرا بد بباز وی خود این امید

و سلطان عادل الغازی در آن حال سدّی شد میان جهانشاه و مملکت عراق جهانشاه از این صورت منکوب و ملول شد و ضعف در او اثر کرد و از دار السلطنه هرات با نکبت تمام آهنگ عراق کرد و بضرورت با سلطان ابو سعید صلح کرده بازگشت و سلطان الغازی بدولت در استرآباد مستقر کامرانی قرار یافته و جهانشاه از دامغان سے گذشت و بخون اقربا و متعلقان التفت نمی گشت و شاه عالم ابو الغازی سلطان حسین او را کالعدم تصور میکرد

زهی نهایت دولت زهی مراتب جاه — که داد حضرت عزت بفر دولت شاه

حقا که بر فقیر و غنی و مستمند و سنی دعای دولت این خسرو عالی تبار واجب و لازم است که اگر نه مساعی جمیله و کوشش او بودی کدام کس از خاندان سلطنت رفع شر و فساد ترا کمه نمودی و در خاتمه این تذکره شطری از حالات و مقامات این خسرو جمشید دولت نموده انشاء الله تعالی و چون جهانشاه مخذول بعراقین رسید مهابت او در دلها کمتر شد و از غایت حرص غلظت قلب با ولد خود پیر بوداق دشمنی ظاهر ساخت و او بر پدر عاصی شد و از شیراز بدار السلام بغداد نهضت نمود و جهانشاه بر قصد فرزند عزیمت بغداد نمود و یکسال و نیم محاصره کرد بغداد را و در حین محاصره این بیت بفرزند نوشت :-

شاه منم ملک و خلافت مراست — تو خلفی از تو خلافت خطاست

ای خلف از راه خلافت متاب — سایه میفگن که منم آفتاب

غصب مکن منصب پیشین ما — غصب روا نیست در آئین ما

پیر بوداق در جواب فرستاد :-

ای دل و دولت بلقای تو شاد — باد ترا شوکت و بخت و مراد

تیغ مکش بر رخ فرزند خویش — رخنه مکن گوهر دل بند خویش

پخته مگی و دم خامی مزن — من نه تو زادم نه تو نزادی ز من

شاخ کهن علت بستان بود نخل جوان زیب گلستان بود
خطهٔ بغداد زمن شد تمام کی دهم از دست بسودای خام
چون تو طلب میکنی از من سریر من ندهم گر تو توانی بگیر

پیر بوداق جوان پر دل و کریم بود و جهان شاه مدبر و مکار و فهیم لیکن مشرب میان پدر و پسر واقع بود و بهیچ صورت اتفاق دست نداد

گو زن جوان گرچه باشد دلیر نیارد زدن پنجه با پیر شیر

جهان شاه از روی ستیزه در فرط گرمای نواحی بغداد مدتی مدید زیر بوستان در معسکر ماند و لشکری را معذب میداشت کار بجدی رسید که فرزندان طفل لشکریان که در گهواره بودند از گرما ضائع میشدند و مردم سرداب ها در زمین کنده در آن جا می خزیدند و در درون شهر بغداد نیز از امتداد محاصره قحط خواست و ماکولات و ذخایر از اهل شهر تمام شد و پیر بوداق عاجز شده بصلح راضی شد و در اثنای صلح محمدی که ولد جهان شاه بود از خلاصی برادر و تسلط او دیگر باره اندیشمند شده پدر را بر آن آورد که در قتل پیر بوداق بخاموشی رضا داد و نماز پیشین روز سه شنبه چهارم ذی الحجه سنه احدی و سبعین و ثمانمایه آن مدبر با جمعی امرای جهان شاهی بقصد کشتن برادر بشهر بغداد درآمدند و چنانکه پیر بوداق در آن روز غافل نشسته بود بسرای او درآمدند و آن معدن احسان و سماحت را بدرجه شهادت رسانیدند

خاک بر سر جهان فانی را که زبهر دو روزهٔ بی بنیاد
قصد خون پسر کند والد در فنای پسر پدر دلشاد
و آن برادر که قاصد جانست ملک الموت و ابش نه همزاد
از قرابت غریب نیست بدی بود خویش حسین پور زیاد

آبای علوی و امهات سفلی که موثران موالیدند با وجود شفقت پدری و مهر مادری بنگر که موالید را اول در مهد عزت نه نبات حسن میپرورانند و آخر نمونهٔ حرمان پایمال حوادث میگردانند فریاد از این پدران فرزند کش و داد از این برادران برادر سوز که در قلب غلیظ این آبا از رست و در دل بی رحم این برادران شرمی اخوان الصفا رخت بدر نزده بیرون

برده اند و این شهر شد که و در را به برادران حسود سپرده اند بیت

عجب درمانده نیکو بیندیش　　میان این همه بیگانه سان خویش
نهادی نا قصے را نام خواهر　　حسودے را لقب کردی برادر
برادر خیز از اینها خیر مطلب　　چراغ صومعه از دیر مطلب
خودی را یک طرف کن زود برخیز　　تو خویش خویش باش از خویش بگریز

چون پیر پدائی رکنے بود از ارکان سلطنت جهان شاه را قصد فرزند نمودن بهمین همچنان فرزند رشید در دنیا و دین نقص دولت جهان شاہے شد و بر وآن فعل مبارک نیامد و دولتش برگردید و از غایت حرص و آز با وجود فسحت ممالک طمع بدیار بکر که مستقر آبا و اجداد امیر کبیر ابوالحسن بیگ است نموده لشکر بدان دیار کشید و امیر حسن بیگ در وقت جهت از طریق تدبیر و احتیاط او را غافل ساخته ناگهان بدره کوہے در حدود دیار بکر برسم جهان شاه رانده او را با اکثر فرزندان و امرا و ارکان دولت بقتل رسانید و از دودمان قرا یوسف دود نکبت برآمد و زمان دولت تراکمه بسر آمد و کان ذلک فی شهور سنه اثنے و سبعین و ثمانمایه و جهانشاه هفتاد ساله بود که وفات یافت سیزده سال بنیابت شاهرخ سلطان در آذربایجان سلطنت کرد و بعد از وفات آن حضرت بیست و دو سال در عراقین و آذربایجان و فارس و کرمان باستقلال پادشاہے راند و جهان شاہے یکے میسر ساند تا عاقبت بدرون جهانشاهیش مے رساند شاہے جهان خورندے و قناعت خوشا دلے که این خزف کاسش بضاعت است :-

گیرم که روزگار ترا میسری کند　　آخر بمرگ نامه عمر تو طے کند
گیرم فزون شوی ز سلیمان بملک و مال　　با او وفا نکرد جهان با تو کے کند

ذکر سید شرف الدین رضا سبزواری رح

مرد صاحب حسب و نسب بود طبعے لطیف و اشعارے دلپذیر داشت و بعهد سربدار خواجه علی مؤید آبا و اجداد او وزرا بوده اند و بعهد خاقان کبیر شاهرخ بهادر امیر شرف الدین کفیل

مہمات سلطانی بود و منصب مقدمی و پیشوائی ناحیت سبزوار کہ از اعاظم نواحی خراسان است بدان سید شریف متعلق بودہ واز سادات عریضی است در صحت نسب عریضیان اکابر متفق اند گویند بوقت وزارت دستور الوزرا شمس الکفاہ وخواجہ غیاث الدین پیر احمد سقی اللہ روضہ سید را جہتہ تقصیرے مقید گردانیدند و مدتے در بند بود و کسے را از روے اخلاص پروائے استخلاص انسید خاص سخے بود بصدر رفیع وزیر این رباعی انشا کرد و فرستاد رباعی

اے آصف جم مرتبہ کیوان قدر ماتند ہلال حلقہ در گوش تو بدر
بسیار خنک شدست در شہر ہرات زنجیر من و کلاہ نوروزی صدر

وامیر اویس صدر مردے خنک بود او در شصت سالگی دہ هفتاد روز پیش از حمل کلاہ نو روزے بر سر نہادے و آن کلاہ سفید بر سر او چون برف نمودے کہ بر قلل کینوس نشستہ بودے وامیر شرف الدین را غزلیات مختار بسیار است واما جوابے کہ قصیدہ امیر خسرو ست کہ مطلعش این است ذکر مے کنیم :-

ما بستہ دردیم و دوا را نشناسیم تا تشنہ دردیم صفا را نشناسیم

واین جواب کہ سید فرمودہ :-

تا چند ز مستی سر و پا را نشناسیم خود را نشناسیم و خدا را نشناسیم
از آب و ہوائے تن ما رنج ملولست حکمت نبود کآب و ہوا را نشناسیم
ما یوسف جان را بدو سہ قلب خریدیم معذور ببے دار بہا را نشناسیم
نہ مفتی و بینیم نہ قاضی ولایت ارباب صف روے و ریا را نشناسیم
میریم و سلام امرا را نگزینیم سوزیم و فریب وزرا را نشناسیم
در ملک فنا ما و تو موجود نباشد اے خواجہ عارف تو و ما را نشناسیم
اے خواجہ درین کوئے کہ ما را طلبی تو مطلب کہ بجز کوے رضا را نشناسیم

وسید شرف الدین بروزگار حکومت امیر باباحسن قوچین بر دست موکلان او کہ مبلغے بنا بود بران سید مظلوم تحمیل شدہ بود بدرجہ شہادت رسید در صد و سے نہ ست و خمسین و ثمان مایۃ ❁

ذکر حافظ حلوائی نور مرقدہ

بروزگار دولت شاہرخ یکے از شعرا متین بودہ و سخن او شہرتے دارد و این غزل او راست

اے بدو چشم تو نظر بازیم — از نظر خویش نہ اندازیم

اے ز قدت جملہ سرافرازیم — وقت بشد باز کہ بنوازیم

چند برائے چو سگ از در مرا — من سگ کوی تو ولے تازیم

مرد رقیب تو چو دیدم ترا — کشتہ شد آن کافر و من غازیم

چند چو چنگم بدہی گوشمال — وقت شد اے شاہ کہ بنوازیم

باختہ بودم بتو نرد مراد — واو رقیب تو ولے بازیم

حافظ حلوائیم و از کمال — معتقد سعدی شیرازیم

ذکر مولانا طوطی علیہ الرحمتہ

شاعرے خوشگوے بودہ و اصلا از ترشیز است و بروزگار دولت سلطان الاعظم ابوالقاسم بابر ظہور یافت و شہرت گرفت و قصیدہ را متین مے گوید و بمدح سلطان مشار الیہ قصاید غرا وارد و از ان جملہ در جواب خاقانی قصیدہ ردیف ریختہ او راست :

شب بر افق باز از شفق یاقوت حمرا ریختہ — گردون ز انجم بر طبق لؤلوی لالا ریختہ

و افاضل قصاید او را بر قصاید اقران او ترجیح مے نہند و مولانا طوطی مردے ظریف و نیکو منظر بودہ و با وجود شاعرے در فضایل دیگر وقوف و در علم طب شعوری داشت و این بیت را در حق مولانا بدیہی بخاری گوید و از ظرایف بدیہیات اوست :-

ہر پارہ بینی بدیہی غاریست — طوطی منم و ترا عجب منقاریست

و در حدود ستہ سبع و تسعین و ثمانمایہ طوطی روح مولانا بدار السلطنت ہرات از قید قفس حواس بدروازۂ اوج عزت طیران نمود و بوقت رفتن این غزل گفت و وصیت نمودتا بر قبر او کتابت نمودند :-

وقت آن شد که دل از دام هوس باز رهد ‎ ‎ طوطی روح ز بیداد قفس باز رهد

تا بکی جور رقیب و ستم یار کشد ‎ ‎ وقت شد کز ستم ناکس و کس باز رهد

بحریم حرم وصل برد محمل تن ‎ ‎ از بیابان غم و مجلس تن باز رهد

طوطی روح رسد در شکرستان وصال ‎ ‎ باز شاهیست که از غوغای مگس باز رهد

و دو سه روزی بعاریت درین محنت آباد در کشاکش طبایع و اضداد بسر برد و بآخر بناکامی و دوستکامی ساقی اجل خوردن چه عشرت ها که طوطی روح را که مرغ باغ ملکوت است مجلس دنیا قفسی ست و روزگار زندگانی تیز و عاقل و دانا نفسی است بیت

مرغ باغ ملکوتم نیم از عالم خاک ‎ ‎ دو سه روزیست قفسی ساخته اند ز بدنم

ذکر قنبری نیشاپوری ره

مرد جامع بود او در شاعری بدیعی و بخششی یافته بود قصاید را محکم و پر معانی میگوید و بعضی افاضل در کار او حیران بودند او را در جواب قصاید اکابر امتحان میکردند و سخن او را محکم می یافتند و در آخر عمر در مشهد مقدس رضویه ساکن بود و بعضی اوقات در دار السلطنه هرات بودی و در مدح سلطان بابر قصیده گفته است :-

این گهرها بین که در دریای اخضر کرده اند ‎ ‎ زین مشاعل آتش خور بین چون بر کرده اند

کشتی سیماب گون در بحر قلعی رانده اند ‎ ‎ بیضه کافور در طشت معنبر کرده اند

آهنین اجرام را چون سر بپیوست پی ‎ ‎ اندرین بحر زمرد گون شناور کرده اند

هر مجره پاره ای گرد از سم سیمای بود ‎ ‎ کش عمود از سیم خام و کنگره از زر کرده اند

می نماید جوهری قایم بر ایجاد عرض ‎ ‎ اندر ابداع از عرض قایم بجوهر کرده اند

این مدخن مجمر سیماب گون بین کاندرو ‎ ‎ صد هزاران اخگر از اجرام اختر کرده اند

زین معنبر کشتی ظلمت پر از سیماب نور ‎ ‎ بادبان از بادش از خاک لنگر کرده اند

شاهدان مطربان چرخ زنگاری نقاب ‎ ‎ این غزل را در مدیح شاه از بر کرده اند

در ازل کین طاق مینائی مدور کرده اند ‎ ‎ شکل مطبوع تو بر نقش مصور کرده اند

لمعه از پرتو اقبال جهان افروز تست — آنکه نامش روشنان خورشید انور کرده اند

ولهٗ

بوی از زلف دلاویز تو تا چین برده اند — خون دل در نافهٔ آهو معطر کرده اند

نخل بالای ترا در خلد جان طوبی لهم — قدسیان سر در کنار حوض کوثر کرده اند

قنبری مولای شاه و بندهٔ فرمان تست — قابلان زآتش غلام شاه اکبر کرده اند

تاج بخش پادشاهت سلطان نشان تاج و تخت — کش ندا از آسمان شاه مظفر کرده اند

شهریار مشرق و مغرب ابوالقاسم که هست — هر حکایت کز سلیمان پیمبر کرده اند

بابر آن سلطان عالی گوهر و تعظیم شد — خادمانش را لقب فغفور و قیصر کرده اند

بندگانش اعدای دولت را بهم از پشت پدر — او بدین منزل که صحرای محشر کرده اند

یک طرف یأجوج ظلم و یک طرف ما انسان — تیغ شه را در میان سد سکندر کرده اند

چون نبوت مصطفی را پادشاهی شاه را — در دو عالم این دو را یار و یاور کرده اند

تیغها نصر من الله بر صف اعدا کشیده اند — نیزها انا فتحنا جمله از بر کرده اند

در همایون موکب شاه مفخر آخر زمان — فتحها را آشکار و کسر مضمر کرده اند

ای سلیمان رفعتی کز روی قدرت بندگان — ملک صد جمشید را فریدون مسخر کرده اند

سایهٔ حق و از ظل ظلیل ذات او — آفتاب سلطنت را سایه گستر کرده اند

ملک عصمت را سلیمانی و خنجر خاتم است — خاتم ملک ترا از جرم خنجر کرده اند

تا ثنا و مدحت خواند خطیب چرخ پیر — پایهای چرخ عالی همچو منبر کرده اند

خسروا آن مادحم من بنده کز انشای من — در مدیحت قدسیان صد جلد و دفتر کرده اند

ملک عالم شاه را و ملک مدحی مراست — شهریاران بوده اند و هیچ دیگر کرده اند

حلقه در گوشم چه دولت بر در شاهی ترا — حلقه وارم از دست چون حلقه بر در کرده اند

خاک راهم یک نظر بر حال زار من فگن — سنگ را خورشید و مه از نور گوهر کرده اند

بندگان را پرورش در رحمت عام تست — رحمت شاهنشهی را بنده پرور کرده اند

تا جهان باشد جهانداریت بادا جاودان — کین جلالت جاودان بر شه مقرر کرده اند

ذکر طاهر بخاری نور مرقده

و او موسوم است بشیخ زاده طاهر مردے خوش طبع بود و بروزگار سلطان بابر قصد دار السلطنه هرات کرده با فضلاء پایهٔ تخت اختلاط کرده و اشعار دلپذیر لطیف دارد خصوصاً در غزل گوئی عدیم المثل روزگار خود بوده و در دار السلطنه هرات نیز غزلے از گفتار او شهرت یافت و پادشاه روزگار بسیار آن غزل را پسند نمود و از فضلا و شعرا اکثرے جواب گفته اند و آن غزل این است هذه الغزل :-

تا آرزوے آن لب میگون کند کسے　　　بسیار غنچه وار جگر خون کند کسے

منعم مکن که هیچ بجائے نمیرسد　　　سعیے که در نصیحت مجنون کند کسے

خلقے ملامتم کند و من براین که آه　　　از دل چگونه مهر تو بیرون کند کسے

دل میبرند و یاد اسیران نمیکنند　　　یارب بدلبران جهان چون کند کسے

گفتی که طاهرا پی خوبان دگر مرو　　　دیوانه را علاج بافیون کند کسے

و طاهر ابیوردی نیز بوده و بروزگار سلطان بایسنغر شاعری زیبا سخن است و این مطلع غزل او است :-

از چمن بگذر و آن سرو سهی قد را دان　　　نیست غیر از تو درین باغ کسے خود را دان

ذکر مولانا ولی قلندر

غزل را نیکو میگوید و از جمله شعراء سلطان محمد بایسنغر بوده و بعد از واقعه آن خسرو خورشید اقتدار از ملک عراق بملک خراسان شده از جمله اشعار او یک غزل درین تذکره ثبت شده۔

ساقی بیا که غم شد و آثار غم نماند　　　جامی بدست گیر که دوران جم نماند

در عرصه جهان غم سود و زیان مخور　　　چون در بضاعت فلکی بیش و کم نماند

در ترکتاز غمزه فسون خ شنگ ت　　　جان مانده بود و در تن دوران نیز هم نماند

تا کے دم دهی که سوز درون من　　　حسد دو شد ره نفس و جائے دم نماند

ریش دلی ولی زغمت یافت التیام　　　چون زخم دید راحت مرہم الم نماند

ذکر سلالة الامرا امیر یادگار بیگ

از جملہ امیرزادگان صاحب قرانے بود و جداو امیر جہان ملک امیر بزرگ امیر تیمور گورگان بوده و بروزگار شاہرخ سلطان نیز منصب و مرتبہ داشت و امیر یادگار بیگ مردے خوش گوی و لطیف طبع بوده و بروزگار شاہرخ امارت موروث رابفضل مکتسب مبدل بعہد بابر سلطان از غوغاے امارت براحت قناعت و مسکنت راضی شد و روزگار برفاہیت گذرانیدی و با اہالی فضلا اختلاط نمودے و بعضے اشعار اورا بر اشعار اہل روزگار او افضل مے نہند و انصاف آن است کہ بسیار خوش گوے است این مطلع اوراست :-

آمدی اے شمع مجلس را چو گلشن ساختی　　　پاے بر چشم نہادے خانہ روشن ساختی

و این غزل نیز اوراست :-

آن پریے کہ دیوانۂ خویشم خواند　　　کاش باز آید و دیوانہ ترم گرداند
وقت آن شد کہ زلیخاے جہان را از نو　　　دولت یوسف نوروز جوان گرداند
از شگوفہ درم افشاند چمن بر سر گل　　　عیش را باد صبا سلسلہ می جنباند
نعرۂ بلبل خوش خوان بسحر دانی چیست　　　سرخوشان سوی چمن رو کہ ترا میخواند
غافل انگشت درین دہر کہ سیفی باشد　　　چون بو پروانہ غم گیرد و خود را داند

ذکر خواجہ محمود برسہ رہ

مردے لطیف طبع و خوشگوے بوده و در شاعری مرتبہ و قدرے یافت کہ بوصف در نیاید بروزگار امیرزاده علاء الدولہ در نیشاپور بودے و بعد ازان رجوع بہ مشہد مقدسہ کرده مردے خود پسند بود و فضلا و شعرا بدین جہت با او احیانا از جادهٔ حرمت پاے بیرون مے نہادند و زبان ہجو او میکشادند از خراسان غربت اختیار کرد و بہ بدخشان افتاد و شاه سعید سلطان محمد بدخشانی چون مرد فاضل و اہل بود و اندیشہ مند و از شعر و شاعری با خبر محمود را تربیت کلی کرد

وآن اموال کہ شاہ بدو بخشید باید دست او شد و او بدین جہت مالدار و تاجر و خواجہ بزرگ گردید تا حدیکہ بروزگار سلطان ابوسعید بالدرے شہرہ بود و دہ نامہ بنام علاء الدولہ میرزا گفتہ و در صنعت تجنیس در رعایت قافیہ نیز مکرر نمودہ الحق نیکوست و ما یک بیت ازان دہ نامہ بیاوریم تا وزن و صنعت آن معلوم شود این است آن بیت در نعت رسول اللہ صلعم

عرش پرور گار سیدانش — ہمچو کوثر ہزار سیدانش

و در حدود سنہ احدی و ستین و ثمانمایہ در دار السلطنہ ہرات در باغ زاغان حرسہا اللہ عن الحدثان سلطان ابوسعید جشنی فرمود کہ در عظمت و شوکت نقصانے نداشت و شعراے اطراف در تہنیت آن جشن اشعار گذرانیدند و خواجہ محمود نیز این قصیدہ دران حال مے گوید۔

ای سدہ رفیع ترا سدرہ آسمان — از چار طاق قدر تو یک طاق آسمان
صحن طرب سراے ترا نزہت ارم — کریاس کبریاے ترا رونق جنان
گیتی شبیہہ منظر گردون مثال تو — با صد ہزار دیدہ ندیدہ است جہان
از فوق عرش فرق بود تا بتخت فرش — از غرفہاے قصر تو تا فرق فرقدان
قصرت نگار خانہ چین یا خورنق است — کز لطف و زیب خیمہ تست باغ بوستان
فراش بارگاہ ترا زیبد ار کشد — بالاے ہفت خرگہ افلاک سایبان
از ساحت کہ روضہ رضوانست یا بہشت — رضوان و حور ہر دو فتادند در گمان
بہر نثار بزم تو آوردہ است و بر — ہر گوہرے کہ خازن کان داشت در دکان
بخشد بمطربان نوا سازت از نشاط — اقصی القضاۃ محکمہ چرخ طیلسان
خنیاگران بزم ترا شاید ار بود — در دف بروز جشن جلاجل ز اختران
از ابتداے خلق جہان تا بنفخ صور — سوری باین صفت ندید ہیچکس نشان
امروز ہست زہرہ و خورشید را شرف — و امروز ہست مشتری و ماہ را قران
این قصر جنت است درو صد ہزار حور — ہر یک بحسن مایہ دہ عمر جاودان
شمشاد قامتان سمن چہرہ در چمن — در سایہاے سرو صنوبر نشستہ شادمان

و این قصیده در صفت جشن سلطان ابوسعید طولی دارد و خواجه محمود از سلطان نوازش
و تحسین یافت و بعد از تحسین و احترام نوبت او باختتام رسید و در شهور سنه اثنی و سبعین و
ثمانمایه کوکب حیات او از صعود و بقا به هبوط فنا سیلان نمود و مالی که اندوخته بود بر چشم حرص
و طمع که بران حطام دوخته نوبت زندگانی چون گل بباد داد و خورده ها را بر خاک نهاد و عزیزی
این دو بیت را زیبا فرموده :-

دنیا چه کنی جمع که مقصود ز دنیا است　　دلق کهن و نانی و باقی همه فاضل
ناکامی در تجربت همه حاصل دنیا　　در کام شود حاصل از آن نیز چه حاصل

اما سلطان اعظم ابوسعید گورگان از احفاد کرام امیران شاه بن امیر تیمور است پادشاهی
دانا و قاهر و توانا بود و صاحب شوکت و رعیت پرور عدلی در افق تمام و هیبت و سیاستی
مالاکلام داشت در شهور سنه اربع و خمسین و ثمانمایه بر سلطان عبدالله بن ابراهیم سلطان
بن شاهرخ بهادر در دار السلطنه سمرقند خروج کرد و برو ظفر یافت و سلطان عبدالله را به قتل
آورد و سلطنت سمرقند باستقلال در دست تصرف او در آمد و هشت سال بر فاهیت سلطنت
سمرقند و ماوراء النهر و ترکستان نمود و در شهور سنه ثمان و خمسین و ثمانمایه شاهزاده عالی قدر
اویس که از احفاد بایقرا بود و عم زاده پادشاه اسلام ابوالغازی سلطان حسین بهادر است که امروز
ممالک ایران و توران بوجود شریف و عدل لطیف آراسته است خروج کرد و لشکر ترکستان
و امرای ترخان و سرکشان دوران جمله دوست صفت میل آن قرة العین سلطنت نمودند و
آن شاهزاده خسروی بود زیبا منظر و ستوده محضر مرد دانا و شجاع و صاحب کرم و خیر اندیش بیت

گوی زیبای تا بسران منظر لطیف　　فر همای و سایه لطف خدای بود

افراسیاب وار تمامی ولایت ترکستان را تحت حکم در آورد و سلطان ابوسعید از نهایت پر
دلی و تدبیر لعبهای امرا و سرداران را که از آن شاهزاده بودند بدست آورد تا همچون گردون ستمگار
با او بدغا بازی مشغول شدند و او بدست سلطان ابوسعید افتاد و آن خسرو نا اعتماد آن شاهزاده
مظلوم را شهید ساخت و بعد از آن بر تخت ملک سمرقند نشست و مهابت نام و شهرتش در
اقالیم اشتهار یافت و بعد از واقعه بابر سلطان طمع ملک خراسان نموده و از جیحون عبور کرده به بلخ

قرار گرفت و بعضی امرای امیرزاده بابر که بنواحی بلخ و مضافات آن بودند رجوع بسلطان
ابوسعید نمودند و در سنه احدی و ستین و ثمانمایه بآهنگ تسخیر دار السلطنه هرات از بلخ متوجه
بخراسان و هرات را گرفت و گوهرشاد آغا را بقتل آورد و عنقریب از جهت تسلط امرای امیرزاده
عبد اللطیف که بنواحی بلخ خروج کرده بودند شهر هرات را گذاشته بجانب بلخ قشلاق نمود و هنگام
بهار آن سال جهان شاه ترکمان هرات را مسخر ساخت و سلطان ابوسعید لشکری بقصد او
مستعد با کمانداران و پهلوانان از ممالک ماوراء النهر و ختلان و بلخ و مضافات آن جمع کرده
متوجه هرات شد و جهانشاه از جهت تسلط سلطان العادل ابو الغازی سلطان حسین و استیلا
و قتل کردن او حسین بیگ ترکمان را سخت شکسته دل شده بود با سلطان ابوسعید صلح نموده
خراسان بوی گذاشت و بطرف عراق روانه شد و سلطان ابوسعید باستقلال در خراسان بسلطنت
نشست و مهابت او در دلها قرار گرفت و در جاهای خراسان با او خوش بودند و در اوایل سنه
ثلث و ستین و ثمانمایه علاء الدوله میرزا و ولد او ابراهیم سلطان و امیرزاده سنجر که از ابنای
ملوک تیموری بودند هر سه پادشاه اتفاق کردند بدفع سلطان ابوسعید لشکر کشیده و در
کوهلان بادغیس حربی عظیم میان ایشان و سلطان ابوسعید دست داد و نزدیک بدان رسید
که ظفر یابند آخر الامر بفرمان رب الارباب سلطان ابوسعید ظفر یافت و شاهزاده سنجر بقتل
رسانید و سلطان علاء الدوله و ابراهیم سلطان فرار نمودند و از عجایب حالات آنکه در ثانی الحال
که مملکت خراسان بر سلطان ابوسعید قرار گرفت شاه محمود ولد بابر میرزا و سلطان علاء الدوله
و ابراهیم سلطان فرزند او که یکی در سیستان و نقد حاصل بود و دیگری در شیراز و یکی در شیراز بود که
از اعمال ابیورد است در عرض دو ماه این سه سلطان عالی قدر وفات یافتند و کشته شدند و آن ممالک
صافی بتصرف ابوسعید در آمد.

چنین است رسم سرای غرور — یکی جای ماتم یکی جای سور

و بعد از واقعه سلاطین مذکور سلطان ابوسعید فارغ البال پادشاه ملک خراسان و ماوراء النهر
و بدخشان و کابل و خوارزم شد و آفتاب دولت او آهنگ صعود و اوج نمود و مدت هشت سال
سال خراسان را ضبط و سلطان الغازی سلطان حسین از جهت

حرمت داری با او مقاومت نکرد و ملک باز گذاشت اما سلطان ابوسعید همواره از این پادشاه
رستم دل سهراب منش اندیشه‌مند بود و دمی آب بآسایش نمی‌خورد تا چند گاهی فلک بدین کرد
ار بازی کرده سلطان ابوسعید و دو نوبت از خراسان بدفع امیرزاده جوکی بن عبد اللطیف بسمرقند
و شاهرخیه لشکر کشید و عاقبت آن شاهزاده را بقتل رسانید و حالات سلطان الغازی سلطان
حسین که با سلطان ابوسعید واقع شده در ذیل حالات همایون سلطان الغازی در خاتمه کتاب
خواهد آمد ان شاء الله تعالی و سلطان ابوسعید عرصهٔ خراسان را که از انقلاب بابری و ظلم
غارت جهان شاهی ویران و بی آب شده بود بسایهٔ معدلت و رافت در آورده و با رعیت
نوازشها نموده بعمارتها پرداخت و بعد از واقعه جهان شاهی تمام ارباب عراق عجم و کرمان و مضافات
رجوع بدو کردند و او شحنه و داروغه با اسب پام فرستاد و رعایا بطوع حکومت او را قبول
میکردند تا از حدود کاشغر تا تبریز بقبضهٔ حکم او و تسخیر او در آمد و طغیان و غرور دامنگیر آن پادشاه عالی
شده از خراسان در حدود سنه ثلث و سبعین و ثمانمایه لشکری بی پایان جمع نمود و آهنگ عراق
و آذربایجان کرد و اولاد جهان شاه و لشکر ترکمن نیز رجوع بدو کردند و در اقطار آفاق دست
بالای دست خود ندید پای از درجه انصاف بیرون کشید و از تقاضای دولت استماع
افتاد که بارها بر زبان رانده که معموره عالم جای یک خدای بیش نیست ندانست
که همه اولاد آدم میراث عالم اند :-

گدا را کند یک درم سیم سیر　　فریدون بملک عجم نیم سیر

آخر چون بحدود آذربایجان رسید امیر کبیر ابو النصر حسن بیگ تور قدم بسیار با او در صلح
کوشید میسر نشد آخر چون از صلح نا امید شد مردانگی و کوشش پای همت افشرد و به تدبیر
و شیر بروزگار سلطان ابوسعید را ضعیف می‌ساخت و لشکر ابوسعید از مشقت راه و درد دراز
که رفته بودند و از گرسنگی و سرما ستوه شدند و برگ و اسپ راضی گشتند از ثقات یکی نقل کرد
که من شبی در پهلوی یکی از مقربان پادشاه سعید بگاه نشستم آواز مناجاتی بگوش من آمد
احساس کردم آن مرد دعائی گفت که الهی حسن بیگ را توفیق ده تا ظفر یابد و زن و فرزند ما را
اسیر کنند ما را بهر دوی نمد چون این شنیدم متحیر شده برادر آمدم و آن مرد را ملامت کردم که چه

کفران و ناسپاسی است که نسبت با ولی نعمت خود می کنی همه اگر این گویند و تو نیز این گویی
که برکشیده و تربیت یافتهٔ این درگاهی چنین مگوی و شرم بدار آن مزدور در جواب من
گفت راست می گویی اما من این مناجات از اضطرار مسلمانان و خام طبعی این پادشاه
میکنم آیا تو معلوم نداری که حق تعالی بیک نظر لطف از فارس تا بغداد و از ری تا روم بپادشاهی
داشته که نعمت عالم توان گفت البته میخواهد که تمامی دنیا را بیک ماه مسخر کند و مشقت بندگان
خدا را خوار می پندارد و من آن مزدور را چون محق یافتم روی از ملامت برتافتم و بخواندن
این بیت پرداختم بیت

کار آسان گیر بر ابنای زمان کز روی طبع — سخت میگیرد فلک بر مردمان سخت کار

القصه چشم زخم روزگار بر آئین سلطنت آن خسرو نامدار راه یافت و لشکری بدان انبوهی
و آراستگی از جمیع تراکمه متوهم شدند و سلطان سعید نه از حقارت لشکر و سپاه بلکه از قدرت
الهی بر آمد تیر تدبیر بر هدف صواب نیفتاد و شمشیر جلادت در غراب بطالت محجوب ماند۔

قضا چون ز گردون فرو هشت پر — همه زیرکان کور گشتند و کر

خسروی که در عرصه کاردانی پرویز را اسب طرح دادی در غریبی و ندامت ذلیل
شد و جمشیدی که پا را بعقد فلک رابع در رتبت همسری می جست مقید دام ضحاک بلا گردید

آن مصر مملکت که تو دیدی خراب شد — وآن نیل مکرمت که تو دیدی سراب شد

القصه امرای خراسان که از آن پادشاه هراسان بودند و نفاقی که از نامداران سمرقند
در دل داشتند عزم خدمت یاغی کردند و آن پادشاه نامدار را ضایع گذاشتند و فلک بزبان
حال بپریشان گفت :-

ای دوست بیهوده میازار دل دوست — ترسم که پشیمان شوی و سود ندارد

راصد الساعت منحوس چنین نمودند که روز دوشنبه بیست و یکم رجب المرجب سنه ثلث
و سبعین و ثمانمایه رایت دولت سلطان ابو سعید منکوس و باب دولت آن خسرو سعادت مند
مدروس گشت و علی الصباح روز مذکور چون پادشاه مغفور بر هذا امر مطلع شد و دید که تدبیر از دست
و تیر قضا از شست رفته چاره جز انهزام ندید و با معدودی چند خواست تا از آن گرداب

بساحل امان رسد ترکمانان در پے او افتادند و بدست زینیل ولد امیر حسن بیگ آن خسرو نامدار گرفتار شد :-

از جفاے گردش دوران بے انصاف عاق　　ماه گردون جلالت شد گرفتار محاق

امیر ابو النصر حسن بیگ از غایت احسان نمے خواست که آسیبی بدان خسرو عالی مرتبت رساند و حق اخلاص قدیم که آبا و اجداد او را بخاندان صاحبقرانے تیموری موکد بود روا نمے داشت که متغیر گردد و بعضے از امرا ے ترا خنه که جهت خون گوهر شاد آغا آن پادشاه کریم را کینه در دل داشتند امیر حسن بیگ را از راه صواب بگردانیدند تا بقتل آن پادشاه کامگار رضا داد و بعد از چند روز از تاریخ مذکور در صحراے موقان آن شاه سعید را بدرجه شهادت رسانیدند

ماتم سراے گشت سپهر چهارمین　　روح القدس بتعزیت آفتاب شد

اکابر الوس جغتاے که مدت عمر بعزت و کامکارے بسر برده بودند بذلت و ادبار گرفتار شدند اما امیر کبیر حسن بیگ پادشاہے خردمند و پیش بین و اصیل و اہل ناموس و صاحب کرم بود از روے انصاف و الطاف بعزیزان و اکابر نظر فرموده هیچ آفریده را الا انعام و اکرام آسیب و زحمت نرسانید و با خود اندیشه کرد که حق تعالی او را فتحے بزرگ چنین ارزانی داشت شکر آن بر مقتضاے کلام بزد مت همت و دولت خود واجب دانست و نیز از شمشیر کین سلطان الغازی ظل الله غازیانه و ایدا حسانه اندیشه مند بود که اگر با الوس جغتاے آسیبی رساند شمشیر آبدار خسرو عالی تبار بانتقام او رساند که باتباع جهان شاه در آذربایجان رسانید حکایت لطیف در رعایت منیف حضرت پادشاه اسلام از خراسان دستگیر ایران شد بیت

گر نه در ساية اقبال تو آرند پناه　　از بد حادثه گردند همه خلق تباه

حق تعالی سایه دولت رفیع این پادشاه صاحب توفیق را بر سر بیچارگان خراسان ممدود داراد و خسرو شهیر را همچنان که در دار دنیا محبوب دلها میداشته در آخرت نیز مشهود شهدا مسعود سعدا گرداناد و سلطنت سلطان ابو سعید در خراسان هشت سال و در ماوراء النهر هشت سال که مجموع شانزده سال و کیسال دیگر از حد بغداد تا نواحی فرغانه و ترکستان و از دیار هند تا حدود خوارزم خطبه و سکه

بالقاب شریفش مقرون گشت و در عدل و داد و سیاست آیتی بود و عمر شریفش از چهل و دو
سال تجاوز کرده بود که بدرجهٔ شهداء و سعدا مرتقی گشت و الیوم اولاد و عظام کرام او که قرة العین
سلطنت و خلافت اند در دیار ماوراءالنهر و بخارستان و کابل بسلطنت متمکن اند و پادشاه جهانگیر
با ایشان طریق شفقت و رافت ثابت الست و ایشان را حقوق اخلاص بدرگاه عالی محقق
و محکم و از اکابر و مشایخ علما و شعرا که بعهد سلطان ابوسعید ظهور یافته از مشایخ سلطان الطریقت
خواجه عبیدالله و از علمای قاضی القضاة مولانا قطب الدین احمد امام الهروی و از شعرا
مولانا عبدالصمد بدخشی و خواجه محمود برسه رحمهم الله علیهم اجمعین ؀

خاتمه

در بیان حالات و مقامات اکابر و افاضل که الیوم بوستان خرد بزیور فضل ایشان
پیراسته و قانون ملک بوجود عدلشان آراسته است مدالله تعالی ظلال فضایلهم حقیقتی
است که مدبران سپهر مدور و مهندسان کارخانهٔ اخضر بفرمان رب داور بهر دور و از قران و عصر
و زمان طایفه را ملحوظ انظار عنایت و فرقه را مستوجب شمول عاطفت مے گردانند و خاطر
دراک و آئینهٔ ادراک آن زمره را بصیقل هدایت منور مے سازد و این هدایت الهیه بعنایات
صاحب قرانے منوط و مربوط است که اصحاب فضل و استعداد و ارباب صلاح و رشاد را
بواسطه بذل کارسے الطاف و تربیت بر اعتلای اشرف محل و مراتب اشرف رساند و بے شبهه ذات
شریف این پادشاه کامگار و فریدون جم اقتدار را ثبت الله تعالی ارکان مملکته اسالیب
فضل و بلاغت حاصل است و جوهر ذات ملک صفاتش بتربیت اهالی فضایل و اهل
لاجرم روزگار که تابع فرمان قضا جریان اوست بتبعیت ذات شریفش همواره بتربیت اهالی
فضایل اقبال مینماید و شیخ نظامی درین باب میگوید ؀

بدانش چو شه باشد آموزگار   همه اهل دانش کند روزگار

قایل کلام حکما است و به بدیهه عقل ثابت و درست که طبایع سلاطین بهر شغل که

مشغول گردد اما اهالی آن روزگار تتبع او نمایند امام غزالی مے فرماید که بروزگار عمر عبد العزیز چون بهمدیگر رسیدندے از نماز و روزه و نوافل و ذکر و اوراد پرسیدندے و بروزگار سلیمان ابن عبد الملک از نکاح و عشرت و الوان طعام و عشقبازی و هر آئینه مثال این حکایات مطابق این حدیث نبوی است که الناس علی دین ملوکهم چون سیرت و اخلاق اعلیحضرت خلافت پناہے جم جاہے عز الصنایع دولت القاهره بر هنر مندے و هنر پروری دانست بیشک اکابر دولت و اعوان حضرت بارتعاش در اکتساب فضایل قصب السبق از اقران و اکفار بوده اند و هر یکے در فنون فضایل ید بیضا نموده اند ؛

سعی سلطان هنر پرور خورشید محل — دایم از همت عالی بفضایل کوشید
وین امیر الامرا داد دین حامی ملک — بر عروس هنر از مرتبه زیور پوشید

حمایت عنایت ازلے و رعایت هدایت لم یزلی ارباب فضل را البعداذ نکه از نوایب روزگار و حوادث گردون غدار پایمال حرمان بودند بطراوت هدایت این امیر کبیر مسرور و بعنایت این صفدر شهیر مشهور ساخت ؛

ستم آنکه در پیشه دین صولت او شیرے کرد — فضل را زنده عنایات علی شیرے کرد

هرچند بهمین الطاف این بزرگوار اطراف آفاق را مستعدان و فضلا به تیغ زبان مسخر ساخته اند و بهر انجمن و بر زن سخن فضیلت و هنر در میانست اما حالات و تذکره فضلا و مستعدان این روزگار را قلم ضعیف این سخیف از عهده تحریر و تسطیر بیرون نمیتواند آمد و نیز عنان مرکب قلم از دست رفته است سعی بنده بران جمله است که این سرکش بد لجام را رام گرداند و از هرزه روی و ترکتازی منع نماید بلیت

فریاد ز دست خامه تیر اندود — کو از ولم بدشمن و دوست نمود
گفتم ببرم زبانش تا گنگ شود — ببریدم از ان فصیح تر گشت که بود

القصه مصلحت آن است که این شغل حواله بدیگرے رود که درین راه بسعی خویش بپوید و سرگذشت فضلا این روزگار بگوید ؛

افسانه چند ما بعالم گفتیم — گو دیگر گوید فسانه به یکبار دگر

شش جهات را حواله بدیگران کردیم و وجود شریف شش فاضل را که خلاصه
هفت اقلیم اند برگزیدیم که طبع سلیم هر یکے گنجینه معانی و فضایل است و این اشراف عظام امرا
برگزیده پادشاه ایام و ستون عرش اسلام اند باوجودے که متکفل مهمات مسلمانان و معتمد و
مؤتمن حضرت سلطان اند انواع فضایل و علوم را حیازه کرده اند و در هنر پروری و هنرمند نوازی
سنت اکابر ماضیه را تازه مے دارند و عجائب آنست که اشتغال دنیا و فضایل ضد آن
لایجتمعان اند و این جماعت بتوفیق حق بدین دو امر منیع موفق و مسعود شده شک نیست که صحبت
کیمیا خاصیت پیر طریق و دستگیر این قوم است :-

پیر باید راه رو تنها مرو　　　　از سر عمیا درین دریا مرو

لاشک پیر طریقت این قوم نیست الا محقق واصل و مدقق فاضل و موحد
کامل بیت

حافظ مرید جام می است اے صبا برو　　　　وز بنده بندگی برسان شیخ جام را

چون به تقریب شمه از اوصاف کمال بندگی مولانا بتحریر پیوست واجب باشد شمه
از محاسن اخلاق آن حضرت نمودن و از بدایع کلام شریفش شمه بیان کردن هرچند مقام این بزرگوار
مدالله فضایله و برکاته عالیست شعر و شاعری دون مراتب بزرگوارش خواهد بود و اسناد کردن
آن چنان است که شیخ بزرگوارے فرماید :-

گل آورد سعدی سوئے بوستان　　　　بشوخی چو فلفل بهندوستان

اما گاه گاهے بهمائے همت عالیش از فراز اوج عرفان به نشیب دامگاه شاعران
میلانی مے نماید ازین جهت از روے تبرک و تیمن ذکر و حالات و مقامات و تحریر اشعار آن
حضرت خواهد پیوست :-

ذکر مولانا عبدالرحمن جامی

ساقی جان جام معنی پر شراب ناب ساخت　　　　بعد از انجا مے حریفان را ازمی سیراب ساخت
در مصطبه جامی تا گشاده شد مجلس رندان نامی در هم شکست عروس بکر نکته تا مفرد این

مرد معنی شد مجددات مجرات دعوی عقیم شدند طوطیان شکر شکن ہند را سواد دیوان و منشآتش خاموش ساخت و شیرین زبانان و فارسان مملکت فارس تا شہد اشعارش نوشیدند دیگر انگشت بر نمکدان ملیح گویان نزدند۔

جام جان افزائے جامی جرعۂ توفیق یافت	شورش او بر و ذوق از شعر شیرین کمال
کوکب سعد وی آمد ثانی سعدی بنور	کرد نجم طالعش با سہم خسرو اتصال
حالیا او خسرو وقتست ماضی دیگران	پیش دانایان ماضی ہست فضل حال

اصل و مولد مولانا مخدوم ولایت جام است و مسقط راس مبارکش قریہ خرجرد و منشا مبارکش دار السلطنت ہرات و ابتدائے حال تحصیل علم و ادب مشغول بود تا سر آمد علمائے روزگار شد با وجود علم و فضل مقام برتر طلب میداشت تا در طلب دامنگیر ہمت عالیش گشت و دست ارادت بجناب عرفان مآب شیخ الاسلام و المسلمین سعد الملتہ و الدین الکاشغری قدس سرہ العزیز زد کہ آن مرد معنی از مریدان و خلفائے خاندان مبارک حضرت شیخ الشیوخ شیخ بہاء الحق و الدین بود و بندگی مولانا مدتے در قدم مولانا سعد الملتہ را مقام عالی در تصوف و فقر پیدا شد ہر آئینہ نظر کیمیا خاصیت مردان خدا کبریت احمر است۔

تا نیفتند بر تو مردے را نظر　　از وجود خویش کی یابی خبر

و بعد از روزگار مولانا سعد الدین مولانا خلف الصدق و جائے نشین مسند طریقت آن مرد خدا ستہ و برکت انفاس شریف مردان طریقت جناب مولانا امروز مقصد طلاب معانی و مقر سعادات جاودانیست سلاطین اطراف عالم از علو ہمت بندگی مولانا استفادہ میگیرند و فضلائے اقالیم مجلس رفیع او توصل مے جویند دیوان شریفش زیور مجالس فضلائے روزگار است و منشآت لطیفش دیباچہ بدایع اہل شام و ما از اشعار لطیف آن حضرت چندے ایراد کنیم تا زیور این کتاب گردد و من و اللہ ادام اللہ برکاتہ غزل

از خار خار عشق تو در سینہ دارم خارہا	سر دم شگفتہ بر زخم زان خارہا گلزارہا
از بس فغان و شیونم چنگیست خم گشتہ تنم	اشک آمدہ تا دامنم از ہر مژہ چون تارہا
رو جانب بستان مکن کز شوق تو گل در چمن	صد چاک کردہ پیرہن شستہ بخون رخسارہا

تا سوی باغ آری گذر سرو و صنوبر را نگر | عمری پی نظاره سر بر کرده از دیوارها
زاهد بمسجد برده پی حاجی بیابان کرده طی | آنجا که باشد نقل و می بیگانه است این کارها
هردم فروشم جان ترا بوسه ستانم در بها | دیوانه ام باشد مرا با خود بسی بازارها
تو بوده یار هر خسی من مرده از غیرت بسی | یکبار میرد هر کسی بیچاره جامی بارها

و در آخر حال که جهان را از دبدبه چاوش سلطان عشق پر شور گردانید و باغش از بوی ریاحین گلزار حقایق و معارف معطر و چشم جانش از عالم ملکوت منور گردید بیش ذوق گفت و گوی شعر ندارد و قلمش از تحریر حروف مجاز بتفسیر آیات حقایق جاریست و درین باب گوید

رباعی

جامی دم گفت و گو فرو بند دگر | دل شیفتهٔ خیال مپسند دگر
در شعر مده عمر گرانمایه بباد | انگار سیه شد ورقی چند دگر

و بندگی مولانا اشعار و قصاید اکابر را در حقایق و معارف اجوبهٔ شافیه بسیار فرموده و ایراد این مجموع درین تذکره مشکلست

بحر اعظم چون نگنجد در غدیر

حالا بندگی مولانا مستغرق بحر معانیست و هرچند گاهی تصنیفی چون عقد گوهر شاهوار منظوم و منثور ازان بحر لامتناهی بساحل وجود می رساند و ما جوابی که مولانا در قصیدهٔ بحر الابرار خواجه خسرو فرموده بتمامی نخواهیم آورد اما نیست آن قصیده:

کنگر ایوان شه کز کاخ کیوان برتر است | رخنها دارد کش بدیوار حصار دین است
چون سلامت باشد از تاراج نقد این حصار | پاسبان در خواب و هر رخنه ز دزدی دیگر است
چیست زرناب رنگین گشته خاکی ز آفتاب | هر که گرد افسر زرناب خاکش بر سر است
گر نداری سیم و زر دانا مشو ناحق گدا | در برش دل بحر دانش او شه بحر و بر است
کیسه خالی باش بهر رفعت یوم الحساب | صفر چون خالیست از ارقام عدد بالاتر است
زر تهی گردد گر کن دوست کریم بگشا که زر | در دیا بحر کرد دل را برای زیور است
عاشق همیان شدی لاغر میانش کن ز بذل | حسن معشوقان ز غنا دو میان لاغر است

نیست سرخ از اصل گوهر تنگ زر گوییا — بهر داغ بخل کیشان گشته سرخ از آذر است

مرد کاسب گر مشقت میکند کفر از درشت — بهر ناهمواری نقش دغل سوهان گر است

طامعان از بهر طعمه پیش هر خس سر نهند — قانعان از خنده بر شاه و وزیر کشور است

ماکیان از بهر دانه می برد سر زیر کاه — قهقهه بر کوه و بر در شیوه کبک دری است

هر کرا خر ساخت شهوت نیم خر دل گو بعقل — خود بفهم خورده بینان نیم خردل هم خر است

دست ده با راستان در قطع پستیهای طبع — بی عصا مگذر که در راه تو بس چه و جر است

چون کند اهل حسد طوفان طریق حلم گیر — گاه موج آرام کشتی را ز نقل لنگر است

با حسودان لطف خوش باشد نه نیشتر از لب — کشتن آن آتش که اندر سنگ آتش مضمر است

هست هر تیره دل در صورت اهل صفا — چون زن هندو که از جنس سفیدش چادر است

طعنه از کس خوش نباشد گرچه شیرین گو بود — زخم نی بر دیده سخت است ارچه نیشکر است

نیست از مکر عجوز دهر رستن زالبون — زن که غالب گشت بر شوهر بمعنی شوهر است

نکته‌های پست کامل هست طالب را بلند — نقطه‌های پایه چیده تاج فرق قیصر است

چاره در فتح خواطر صحبت پیر است و بس — رخنه بر یاجوج بستن خاصه اسکندر است

در جوانی سعی کن گر بی خلل خواهی عمل — میوه بی نقصان بود گر از درخت نوبر است

عالم عالیمقام از بهر چه خوار است علو — چون تجلی معنی استغنا ز کار او خر است

جامی احسنت این شعر ابداع عنوان لطف او — کاندرو هر حرف تحفه بر شراب کوثر است

لجة الاسرار گر بیابی نام لقب او را سزا است — زانکه از اسرار در این بحر لبالب گوهر است

سال تاریخش اگر فرخ نویسم دور نیست — زانکه سال از دولت تاریخ او فرخ‌تر است

آن چه از تصنیفات بندگی مولانا حالا از قوت بفعل آمده و محبوب و مطلوب اکابر و افاضل است نفحات الانس است در بیان حالات اولیای عظام و در نثر و جواب چهار نسخه منظوم شیخ نظامی مثل مخزن الاسرار و غیرهم و نسخه معما و چند کتاب در تصوف و به عنایت ازلی و هدایت لم یزلی بعد الیوم همواره از امواج این بحر حکمت و معرفت در و انها بساحل وجود خواهد رسید انشاء الله وحده العزیز۔

ای [illegible] نصر کمال یقین سالها بمان

ذ[illegible] ملا امیر کبیر نظام الدین علی شیر

القاب [illegible] ز[illegible] کتاب بلکه دیوان سعادت فصل الخطاب ست

تا ذات خ[illegible] ازلا[illegible] ے بسکه روزگار درین روزگار کرد

واهب ال[illegible] روزگا[illegible] سر افراز گردانده گردون بقرنها چنین کسے

بر سریر عزت نشاند[illegible]

سالها باید که تا [illegible] سنگ اص[illegible] تا[illegible] گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن

تعریف نمودن [illegible] آفتاب تیر [illegible] ف [illegible] تفضیلت مشک ناب اطناب علامت جهل است ذکر میمون و مآثر این [illegible] پیا[illegible] ربع مسکون سیار و طیار است و دبدبهٔ فضیلت وکمال و علو همتش در اطراف آفاق منتشر و هر جزوی این تذکره گفته شود تحصیل حاصل باشد اما بر طریق معهود این کتاب شمه از فضایل این امیر کبیر و شطرے از بیان مقامات شریفش درین تذکره ثبت نمودن واجب بود والد بزرگوار این امیر نامدار عالیمقدار از مشاهیر روزگار بود و از جملهٔ صنادید الوس جغتاے و بروزگار دولت سلطان الاعظم ابوالقاسم بابر بهادر مدبر ملک و کافئے دولت و معتمد علیه و مشار الیه گشت و باوجود ترکیت فضایل ترک فضایل نمے نمود و غایت همت عالیش بر آن مصروف بود که فرزند سعادت مندش بزیور فضل متحلے و بانوار هدایت متجلی گردد بیت

خدا ضایع نمیگرداند اجر نیکو کاران را درین مزرع نکو کاری بود الحق نکو کاری

سعی آن بزرگوار ضایع نشد و ازان سلف خلفی چنین نادره روزگار بر مسند عز و تمکین قرار یافت و بروزگار پادشاه مغفور مذکور این امیر کبیر باوجود احتشام و حکومت و ایالت بفضیلت کوشیدے و با ارباب فضل صحبت داشتی و طبع کریم و ذهن مستقیمش بگفتن اشعار و شنیدن ابیات آثار و اخبار مولع بودی و در آوان شباب ذوالسانتین شد و در شیوهٔ ترکی صاحب فن گردید و در طریق فارسی صاحب فضل و مولف راست بطریق ملمع در حق امیر کبیر

ترکی چین گوی و بت قبله برلا ابرو دی ترک و تو بیهم | کو تیرکی بوسه لار ابر ردی قطعی ترک

با وجود فارسی در جنب شعر کاملش | چیست اشعار ظہیر و کیست ما بے انوری

بار سلطان پادشاہے بود سخن شناس و ہنرور دایما بر لطف طبع وقاد این امیر کبیر آفرین کردے و احیانا در ترکی و فارسی شعرے از نفثات این امیر کبیر مطالعه نمودے و در قدرت طبع در شیرینی مستفید و بدعاے خیرش مدد فرمودے

پاکبازان نظر از ره گذری یافته اند | توتیاے بصر از خاک دری یافته اند

الیوم این امیر کبیر حامی دین و دولت و پشت و پناه شرع و ملت است جمہور روزگار از نصایح مفیدش مستفید و اصحاب مناصب و ارباب مراتب از صحبت شریفش با شکوه و راضی مجلس منیفش مقصد فضلا است و درگاه رفیعش مرجع ضعفا و فقرا خوان نعمتش برائے مہجوران نعمت مہیا نہاده و باب کرمش بر رخ نیازمندان دایما کشاده

حیرت چنین دولت خدائی باشد | کے از سر شہوت ریائی باشد

صاحب نظرے که بیرش مہر و عطا است | بالله که ہدایتش عطائی باشد

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ طبع شریف و عنصر لطیف این امیر کبیر با وجود تقرب حضرت سلطان و تکفل مہام مسلمانان و رونق شرع و ملت و تدبیر ملک و دولت دایما بفضل و علم اشتغال دارد و مجلس او جز بنکوی طبع و فضلا خالی نیست و انیس خاطرش جز اہل دلے و اہل نه و گرانان مجلسش سبک مے نمایند بلکه نا اہلان مجلس شریفش در نمی آیند بیت

ما در بروے مردم نا اہل بسته ایم | ورنه بہیچ باب دری ما بکار نیست

اشعار ترکی و فارسی خاصه طبع شریفش در گفتن و شگافتن معما خاصه تکلفش هر چند روزے موج دریاے خاطرش عقد درر منظوم و منثور بر میفشاند و اہل عالم در گوش ہستی بلکه زیور گوش اہل ہوش مے کنند

چشم گردون با ہزاران دیده آخر کور نیست | تا نه بیند بدست دیگرے زبد عنان

آنچه تا امروز از آن طبع لطیف صادر شده در ترکی جواب خمسه شیخ نظامی که قبل از این امیر خسرو ہیچکس نگفته الحق داد معانی دران داستان داده و دو بیت از داستان لیلی مجنون

باشتها دبیاوردیم که در بهاریات و تشبیهات وخیالات بلند درین دو بیت و باقی ابیات دیگر دران کتاب منابت چیست :-

مزراو بزه گیار سه برکه جوشن سنش پدگو نزو ربا شنغه سوسن

لاله ورقین بیر بیت صباغه بعزی قراو یک او چار ہواقہ

طبع لطیف صنایع و بدایع باقی ابیات ازاین دو بیت معلوم کند ورخانه اگرکس است یک حرف بس است و بر سبیل عادت که درین تالیف جاریست از روے گستاخی از کلام ترکی و فارسی این امیرکبیر چندے خواہیم آورد تا پیش فضلا نموداری باشد و ازان حضرت ابد الیوم یادگارے باشد و در جواب قصیده بحر الابرار خواجه خسرو دہلوی این امیر کبیر را قصیده غراست و گمان مؤلف چنان است که این جواب براجه دیگران تفضل دارد۔

آتشین لعلے که تاج خسروان را زیور است اخگری بہر خیال خام پختن در سر است

شه که یاد مرگ نارد زدست ویرانی ملک خسروے عاقبت خسر بلاد و کشور است

قید زینت مسقط فر و شکوه خسرویست شیر زنجیرے ز شیر بیشه کم صد دولت ور است

لازم شاہی نباشد خالی از زور درسرے کوس شه خالی و بانگ غلغلش در سرا است

باد ہان خشک و چشم تر قناعت کن اہلک ہرکه قانع شد بخشک و تر شه بحر و بر است

تخم رسوائی و بدبر دانه تسبیح زرق اری اری دانه جنبش خویش را بار آور است

رہروان بارکش را سہل دان آشام فقر وردہان ناقه خار خشک خرمائے تر است

گنبد خضر اگر خون ریز نیست قعلش و غریبیست برگ حنا اخضر آمد لیک رنگش احمر است

طیش تر دامن بود ہر شیعے مرد گرم رو عجانت بط را ہر پری از بال شاہین خنجر است

مرد را حرز نجات امواج خوناب دل است رند را حرز قدح ارتقام دُرِّ ساغر است

مرد را یک منزل از ملک فنا دان تا بقا مہر را یک ذره ره از باختر تا خاور است

ہیکینه را ساختن آزرده از تیغ زبان ناتوان کردن رگ بیخ را از نشتر است

خاکیان در پایه بالاتر زجباران که مور بر خرامد بر ثنا برگرچه از شیر احقر است

تا ظالم و عادل نیکسانند در تعمیر ملک خوک نیکی و تیار ملک و دہقان دیگر است

سخنہائے مصنوع یافتم اما جراحت دل این مستمند دردمند را این غزل نمک پاشید بلکہ جگر مجروح را خراشید غزل

یارب اول ای حسینی اہل فہمغہ مفہوم قیل ‏ ‏ پیلہ موہوم ایاسنک اوّل مینی معدوم قیل

بولسہ عشقیم دا قصوری کونکلی سے منین بیلا روت ‏ ‏ عشقیم ارباک ویستاش کونکلی اینک معلوم قیل

برچہ نوردین یتیم کوزومنی بلا محروم ایلاو نیک ‏ ‏ برچہ کوزنی اول پریوش یوزی دین محروم قیل

قیل ساظلم اول ظالم اہل نہ تعلیمین یارب یعنی ‏ ‏ چون تظلم دور ایشیم دائم مینی مظلوم قیل

تا کوزوم قونکلوق نوری دین اوزکا ساری توشمسون ‏ ‏ ہرنے کوز کورکی اینکا نجم فدا نی مشئوم قیل

تا زینک عشق جست دور ایچیم دا ای رفیق ‏ ‏ اولسانی اوتی فراریم تا شنی وامر قوم قیل

دیما کیم یار بولمین مہرم نولسے کونکلی دا ‏ ‏ اندا مین مین بر تامل ایلہ بن معلوم قیل

یک چندے سخن از کمال و فضل این امیر خیر رفت واکنون از صدقات جاریہ و آثار خیرات اوسخنے بروجہ صواب رود خلاصہ سخن آنکہ مرد پیش بین و زیرک و عاقل در کار دنیا بنظر عبرت نکرد و درین دار عمل از کار دار جزا غافل و ذاہل نباشد این تامل دامنگیر ہمت این امیر خیر شدہ و ہمگی ہمت و تمامی نہمت ارجمندش بکار آخرت مصروف گشتہ و قاعدہ ہائے صالحان پیش گرفت و توشہ آخرت را از پیش فرستادہ بیت

کار این جا کن کہ تشویش است در محشر بسے ‏ ‏ آب اینجا خور کہ در دریا بسے شور و شرست

رائے صواب نمایش اقتضا کرد کہ فواضل اموال را صرف خیرات و مبرات نماید دست تطاول میراث خواران از آن کوتاہ گرداند پس بر فحوائے کلام ملک علام مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ از خالص اموالش کہ در راہ خدا برغم دنیا بہوا درین سماات بر مدارس و مساجد و رباطات و بقاع خیر و دار الشفا صرف و خروج کردہ و اوقافیکہ بر آن بقاع مقرر نمودہ تخمیناً پانصد تومان رائج کپکی باشد بیت

ذکر خیرت میرود در خافقین ‏ ‏ اے علی شیر خدا ذکرت بخیر

اگر بتفصیل ذکر اعداد خیرات و مستحدثات این امیر کبیر رود کار بتطویل و اطناب انجامد چندے کہ در دار السلطنہ ہرات و بعضے از مشاہیر منازل و مراحل است مجملا ذکر خواہد شد اول عمارت

دار السلطنه هرات است از مدرسه و مسجد جامع و خانقاه و دار الشفا و حمام چهل و یک محل برکنار
جوی انجیل که سلسبیل و انهار جنت از غیرت آن دیده تر دارند و مسافران و سیاحان ربع مسکون
بدین نزهت و محل عمارتی نشان نمی دهند دیگر احداث رباط عشقست و ذکر آن سابقا
درین تذکره ثبت شد دیگر عمارت رباط سنگ بست است و ذکر آن نیز بمحل خود مرقوم شد و حالا
در چند محل دیگر عمارات عالیه احداث می فرماید مثل عمارت سر روضه حضرت سید عارف قاسم
انوار قدس سره و رباط دیرآباد بنواحی نیشابور که ثانی رباط ایاز خاص است بلکه از آن عالی تر
و سنگین تر بعنایت الهی چند وقتست که همت عالی بر خیری گماشته که آب چشمه گل را که
از مشاهیر عیون خراسانست و از متنزهات جهان و در اعلی ولایت طوس واقع است بمشهد
مقدسه رضویه آورد و مجاوران و مقیمان مشهد مقدس را از جور بی آبی خلاص کرد درین کار
بدرقه همت اهل الله شامل حال این امیر کبیر است چه احسانیست که جباران و سلاطین درین
کار عاجز اند و قریب ده فرسخ شرعی است منبع این آب که مجموع در ناهموارها و سنگلاخها آب
می باید آورد و این خیر جمیع خیرات شریفه اش شرف دارد و مشهد مقدس از این جوی آب
رشک بهشت برین و غیرت نگارخانه چین خواهد شد ان شاء الله تعالی قال النبی صلعم افضل الاعمال
سقی الماء و باقی عمارات خیرات این امیر را بتفصیل نمی توان آورد چه از شمار عدد افزون است
حرس الله تعالی معالیه و شکر مساعیه این کمینه مؤلف را بمدح این امیر خیر قصیده مطمع است
در ترکی و فارسی چون سخن سخنوران که درین تذکره گذشته بنده را یارای آن نیست که در اعداد فضلا
خود را مندرج سازد اما بتقریب در مدایح این امیر کبیر شروع مینماید و این قصیده بعرض رساند

صبحدم اولدی دین پردهٔ نیلوفری — جلوه بردی کسی نه مینا عروس خاوری
از افق باشدی ید بیضای موسی آشکار — بوالعجب کاران شب ازرفت سحر سامری
بولدی ظاهر نور ایمان کفر ظلمت پنهان — شاه خاور دین پیرلیت قلدی ظل بری
آتش خور عود شب را سوخت دودهای صبح — آسمان کوسه نیت کرد شکل مجمری
دهر ظلمت دین خلاص اولدی زلیخا کوزی تک — هر نظر لطف ایلادی یوسف مینا بیکری
دیو ظلمت شد گریزان از سلیمان سحر — صبح از یاقوت خور بنمود تا انگشتری

یوسف مه چهر چاه مصردا بولدی عزیز — هر نظارا آگاه را انگا هزاران مشتری

از طلوع شمسه خاور جهان پر نور شد — وز نوای زهره در گوش آمدی در دری

کای جمالونگ قبله صاحب نظرلار منظری — عارضینگ برک سمن یا برک گل بک طری

تا ملایک دیدر دیت سجده های شکر کرد — عکس رخسارت چو پنهان گشت پیدا شد پری

ای قرولچی کوزلارنگ سر فتنه دور قمر — کاکل مشکین لارینگ بولدی بلای پرسری

چون کلامت منطق طوطی ندارد حالتی — بالبت شکر طری چیدو لو چون شیرین شی

طینتینگ یا رب ملایک دین مو در کیم دنیا — بولدی ظاهر نسل دین سینگ دیک دری

لمعهٔ کرد رخطا افتد ز نور عاقبت — بشکند نقاش چینی خامه صورت گری

بو جهان دا حسن اقلیم مسلم دور سنگا — کیم فضیلت لیتی دور سینگ جهان سرور کیا

آسمان معرفت خورشید دین بحر شرف — انکه خورده گوشمالش گوش چرخ چنبری

مظهر دولت علی شیر اول که شیر حق ایر دور — هر معارک ایچکسی فتح و اسعادت شد پری

آن چنان که مقدم سید شده بیسر عزیز — گشته دارالفضیل عالم از وجود او هری

بحر حکمت دور انینگ زیبا ضمیری دینگی — لولوی منظوم اول بحر شرف نینگ گوهری

ای یمین همت آباد ملک از عدل تو وا — دی بدور دولت گشته قوی دین نری

بر خصایل هر که حاصل بلغه تک اول عالی مقام — کیم کو بار انداق مقام دا رخ ینینگ لوی

قیلسنگ کر بیر نظاری الوری دیوانی تی — شامل عالم عهد دور کامل بو سوز نینگ ظاهری

آسمان در کشتی عمرم کسته دایم دو کام — وقت شادی بادبانی کاه اندر لنگری

بیر نظر بر لطینی بحر منزلت دین چقا — نوح دعوت سین بلی طوفان قیلغیل یاوری

تا بری ایوان مینا حلقه سیم بلال — میکند گوش فلک را هر سحر زیوری

بو لسه ای حاکم سنگا محکوم دوران فلک — ماه اقبال چمالینگ خسف نقصان دین بری

حق سبحانه وتعالی ذات شریف این امیر کبیر را سالها بر مفارق ... مستدام دارد

بالنبی واله

ذکر امیر فاضل نظام الدین شیخ احمد سهیلی ره

واین نامدار عالی مقدار در الوس چغتای خانواده بزرگ است واجداد کرام او از زمان دولت صاحبقران تیموری صاحب جاه و امرا بوده اند و بعهد دولت شاهرخی متکفل معظمات امور سلطانی واین امیر نیکو اخلاق از اقران واکفا ممتاز شده و در قبا از اهل عبا گشته همواره با درویشان در مقام خدمت و با علما در مرتبه حرمت زندگانی کرده تا بحدی کیمیا خاصیت مردان خدا بدولت دنیا و دین امروز مشرف و مفتون است و نزد سلطان عالم محترم و بنظر همگنان معزز و مکرم بیت

توسهیلی تا کجا تابی و کے طالع شوی — عکس تو بر هر که می افتد نشان دولتست

حالا این امیر فاضل صاحب دیوانست نگین خاتمش مزین دیوان ترکی سلطان عجم است و یکے قلمش محرر دیوان اشعار که سفینه بحر دقایق و گنجینه رموز حقایق است

خاتمش کار جهانی بدمے راست کند — قلمش گنج معانی بدمے افشاند

و من بنده از این امیر فاضل شنیده ام که فرمودند که من در عنفوان جوانی ایام شباب بملازمت شیخ العارف آذری علیه الرحمه رسیدم و از همت آن حضرت دریوزه کردم و طبعم بر گفتن اشعار قادر بود و تخلصے چنانکه مناسب باشد نمی یافتم التماس کردم که شیخ مرا تخلصے مشرف سازد و بندگی شیخ مجلدی در دست داشتند و فرمودند که این مجلد کتاب را بتفأل بکشائیم شاید لفظے که مناسب باشد بیرون آید چون برکشادیم بر اول صفحه لفظ سهیل بر آمد بغایت مستحسن شمرده بهمه من سهیلی رقم کردند بعد الیوم ابواب معانی بر رخ من کشاده شد و فیض همت مردان بمن رسید لاشک همت مردان کمتر از طلوع سهیل نیست که در بدخشان سنگ را لعل و در یمن چرم را ادیم میکند الغرض چنانچه فضلا جلد دیوان سهیلی از ادیم سازند و لعل بدخشانی بر گفتهائے رنگین او افشانند هنوز از حق انصاف بیرون نیامده باشند تخصیص مطلعے که این فاضل را دست داده و آن مطلع اینست :-

بروز غم بغیر از سایه من نیست یار من — و لے وهم ندارد طاقت شبهائے تار من

اما از دیوان ترکی و فارسی این امیر فاضل دو بیت اختیار نموده ثبت افتاد :-

ای منی جور و جفا بالی دا منقدا و ایلاکان — اور کالار بیر ادفا قصری بے بنیاد ایلاکان

نباشد خانهٔ زرکاری شاهی هوس مارا　　که این دیوار محنت خانه اندوه بس مارا

گمان مؤلف آن است که اشعار این نامدار درین دو زبان لطیف و مصنوع افتاده است
در مطلع اول او را معنی خاص بوقوع پیوسته که در دواوین استادان مقدم کم دیده ام همانا از زوارات
طبع لطیف اوست و انوار و اسرار او شهرت اشعار سهیلی همچون نور سهیل از حدود بدخشان تا ملک
یمن تابان و سیار است حق تعالی فیض الله هدایت نصیب روزگار این نامدار کناد در عمر و جوانی
و فضیلت و کامرانی او برکت بخشد

ذکر وزیر کامل فاضل افضل الدین محمود عز نصره و مر قاده

بیت :-

بعهد مملکت جم گر آصف لو بودے　　نیوفتادی خاتم بدست اهرمن

فلک تا صدر وزارت باصحاب استحقاق مے سپارد و زمانه تا مسند عزت بوجود بزرگان
می آراید الحق باستحقاق فضل و کمال و علو همت و آثار کفایت مثل این وزیرے بعهد ظهور نیاورده

گر جمع کند سپهر اعلی　　فضل فضلا و فضل افضل
از هر ملکے بجاے تسبیح　　آواز آید که افضل افضل

والد بزرگوار این وزیر نامدار صاحب مغفور خواجه ضیاء الدین احمد طاب ثراه از صناویدکرمان
کرمان بود و آبا عن جد آ منصب متقدمے و پیشوای ملک کرمان بلکه وزارت سلاطین زمان مخصوص
خاندان این وزیر باستحقاق است حسب مکتسب نسب شریف این بزرگوار را با درج عیوق رسانیده

چون حسب با نسب افضل و هنر یار شود　　آدمی زین دو صفت افضل احرار شود

منصب وزارت تا بمیمن قدم مبارکش آراسته شد کار مملکت رونقے تمام و حال رعایا
انتظام مالا کلام یافت قلم عطارد القاب او را اکفی الکفاه نوشت و نیر اعظم با او شمس الوزرا خطاب
کرد سخاوت و الطاف این نامدار کرم بزرگان برمک را لاشیئی کرد چو وے در نقش سجل سخاوت
حاتم رابطے فرمود صاحب راے اگر از کفایت و کاردانیش رمزے شنیدی بیشک از محاسبان
دفاترش گردیدے بیت

چنان داد انتظامی حکمتش کار خراسان را | که درگاه سکندر داد ارسطو ملک یونان را

فایل ۱۲ خواجه جهان نظام الملک الحسن طوسی تغمده الله بغفرانه بجهت فرزند خود فخر الملک
در نصیحت نامه نوشته که مملکت پادشاهان را حکما بمثابه خیمه تصور کرده اند و رعایا مثل اوتاد خیمه اند
که بی اوتاد قیام خیام محال باشد و امرا بر طور طنابهای خیمه اند که بقوت اوتاد که رعایا اند
خیمه را برپای دارند و عمله و کارداران بر هیأت طنابهای کوچک اند که آن را فرج میخ نامند
از خیمه که ملک است قوتی حاصل می سازند و دست بدامن امرای که طنابهای بزرگ اند زده
و بحمایت قوت ایشان در آمده و وزرا بر مثال ستون خیمه اند که بار خیمه و طناب و شرح و ما فیها همه
بر ستون است چه وزیر را گویند و وزیر بارکش لاشک بار دل همه ملک و ولایت و لشکر بر دل وزیر
خواهد بود پس ستون خیمه را چهار صفت باید که شایستگی و صلاح ستون بدرگاه ملک او را حاصل
باشد و آن صفت چهارگانه راستی است و رفعت و صفای ظاهر و باطن و ثبات قدم پس وزیر
باید که با خدا و خلیفه خدا و بندگان خدا راستی ورزد و وجود خود را در خویشتن داری و ناموس ملک
مرتفع دارد و بصفای ظاهر و باطن آراسته باشد و تحمل و ثبات را شعار و دثار خود سازد و از
خبث باطن و اعوجاج دور باشد که چوب کج شایستگی ستونی نداشته باشد غرض از تحریر این
حکایت آنکه این صفات در ذات این وزیر موجود است و با وجود ملازمت درگاه و ملک و ولایت
محنت تکرار مطالعه بسیار را بر خود آسان کرده لیلاً و نهاراً بکسب فضایل علم و حکمت مشغول است
و بحل مسایل علمی و دلایلی کوشد و عروس الفاظ را کسوت معانی می پوشد و اوقات شریفش را
بنشر علوم و صحبت علما منقضی است و در شاعری خواجوی کرمانی از تکرار اشعارش نخلبندی تواند بود
و از دیوان او و سلمان ساوجی علمدار ایست در مدح پادشاه اسلام قصاید محکم و غرا دارد که اگر بر کوه بر خوانی
لرأیته خاشعاً متصدعاً و فخر روزگار را در تحسین این وزیر بی‌نظیر در مبالغتی تمام است و ما از
واردات آن دستور عالی مقام مطلع غزلی خواهیم آورد که در حالت زهد فرموده و بس نازک و تخیل
است و از معنی خاص با نصیب

نگوئی چشم خود بستم برای رفع آزارش | خیال رویت آنجا بود پوشیدم ز اغیارش

حق تعالی ظلال الجلال را از روزگار این وزیر با اقبال دور داراد و ظل ظلیل او را بر رعایا

مدد و کرد و ناده دولت او را امتداد تا یوم التناد و بمجد و آله الامجاد

ذکر مفخر الصدور والعظام و نتیجة الاکابر خواجه شهاب الدین عبدالله مروارید رہ

حق سبحانه و تعالی آنچه از اشراف الناس باید و بکار آید از علم و فضل و طهارت باطن و لطافت ظاهر و اخلاق حمیده و هنر پسندیده بدین ذات ملک صفات ارزانی داشته خطش در رعنای بجناح الطاوس و انشائیش در زیبائی کنشاة النفوس است نقش در متانت ناسخ یاقوت کفایتش دیوان صدارت بقانون ساخته و قانونش دلهاے عشاق را بے قانون کرده لاجرم طبع سلطان روزگار که معیار فضیلت است بتربیت این فاضل مایل شده و بزرگان که هنر شناسان روزگار بلکه خلاصه لیل و نهار اند همواره خواهان صحبت و جویان مواصلت این معدن فضیلت اند ؎

باش تا این اصل و همت را نماید برگ و شاخ باش تا این طایر دولت کشاید پر و بال

والد این خواجه فاضل دستور اعظم خواجه شمس الدین محمد مروارید ادام الله تعالی اقباله بها باستحقاق وزیر سلاطین بوده و از صناوید اعاظم کرمانست بزرگے نیکو اخلاق و خدا ترس و صاف اعتقاد بوده و درویش نفس است و الیوم از تشویش ملک پاے همت بدامن برده و باختیار از شغل وزارت استعفا خواسته همواره بخیرات و مبرات مشغولست و از صحبت شریف اهل حق و علم و فقر محظوظ و با نصیب جزاه الله خیرا و این وزیرزاده را تقرب درگاه سلطان گیتی پناه حاصل است و مناصب عالیه بدو مفوض و مخصوص است امید که پایه قدرش بذروه عالی رسد و شام شبابش بصبح الشیب نوری پیوند د انه علی ما یشاء قدیر و چون طبع کریم این بزرگ نامدار بگفتن اشعار مایل است و شعرش در متانت ثانی شعر انوریست و عنصر طبعش دوم عنصری واجب نمود درین تذکره مطلعی از اشعار مختارش بایراد رسانیدن و بندگی مولانا نور الملة والدین عبدالرحمن جامی راست ؎

نوبهاران که دمد شاخ گل از گل من غنچه با لیش بود آغشته بخون دل من

و خواجه شهاب الدین عبدالله در تتبع مولانا این مطلع فرماید بیت

آه کز هر که وفا بود امید دل من   غیر نومیدی از و هیچ نشد حاصل من

و مؤلف این تذکره بنا بر حکم این بزرگ زاده فاضل این گستاخی نموده جواب این غزل گفته بحکم المأمور معذور و این است آن غزل مذکور

غزل

دیگری را مکش از غمزه بغم دل من   هر زمان قصد هلاکم مکن ای قاتل من
می کشی خنجر و خون میخورم از حسرت آن   که شود رنجه دم تیغ تو از بسمل من
قابل دولت غمهای تو آیا دل کیست   نیست مقبول تو باری دل ناقابل من
یار بگذشت و رقیب از اثر او برسید   آه از بخت بد و دولت مستعجل من
سر نهد بر سر آن کوی علائی زان رو   تا دم حشر در انجاست چو سر منزل من

ذکر وزیرزاده مکرم خواجه آصفی ره

و این بزرگ زاده نیز از خاندان وزارتست و پدرش دستور اعظم خواجه نعیم الحق والدین نعمت الله کساه الله بلباس الغفران بروزگار خاقان سعید ابوسعید انار الله برهانه وزیری به استقلال و استحقاق بود و از جمله وزرای روزگار چون او بکاردانی و حساب شناسی و کفایت وزیری نبود و پدر خواجه نعمت الله خواجه مولانا علاء الحق والدین علی بروزگار حضرت صاحبقرانی تکفیل مهمات سلطان بوده مشرف خزانه عامره مرد حقانی و با مروت و از اولیاء الله دیده اند گویند که عمله و باقی داران را که بر درگاه صاحب قرانی با یذا و عقوبت مبتلا می دید بعضی را که تکلیف مالایطاق بود براستی از خزانه بایشان می داد و ایشان را از زجر خلاص میکرد و بدان مردم میگفت که نوبت مروت من گذشت و نوبت مروت شما مانده است زهی توفیق که علمداری نیز مایل بندگان خداست بهر صفتی که باشد رضای خدا بهانه میطلبد

گر طاعتی چنان نکنی کان سزای اوست   باری بقدر خویش که رحمت بهانه جوست

و این بزرگ زاده در شاعری مرتبه عالی و فضیلت درجه وافی دارد و الیوم امرای این روزگار این بزرگ زاده را باقصی الغایة میدارند و حسب شریفش بنسب منیف اسلاف عظام او شاهد عدلست و ما از سخنان خیال پرور ابهام اندیش او که در صدد معانیست مطلعی ثبت خواهیم کرد

بسی خود را در آب دیده چون ماهی وطن دیدم　　که تا قلاب زلفش را بکام خویشتن دیدم

حق سبحانه ابواب فیض بر طبع کریمش باز دارد و بر کردار اسلاف عظامش در روزگار او را سرافراز گرداند منه لا بغی بجده و عزته

معذرت در ختم کتاب نکات تاریخ و مقامات حضرت سلطان حسین بهادر ره

سرکشی توسن ادهم قلم از حد گذشت خوف تطویل و اطناب بعد ہذا در حساب است اما اصحاب اشغال را بعد از تردد روزی در شبها استراحتی مفید است و با افسانه الفتی واجب همانا این افسانها در دو خوابست

آنها که محیط فضل و آداب شدند　　در حل دقیقه شمع اصحاب شدند

ره زین شب تاریک نبردند برون　　گفتند فسانه و در خواب شدند

ای عزیزان حال عالم و عالمیان فسون و فسانه بیش نیست و دو روزه مهلت زندگانی را پایدار ستعار زیاده نه از افسانهای حریفان گذشته عبرت باید گرفت و از خواب گران فنا اندیشه باید کرد

ای از می فریب چو نرگس بخواب ناز　　بگذشت روزگار خوشی چشم باز کن

مریدی گستاخ نزد حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر قدس سره از کیفیت دنیای دون سوال کرد شیخ بزرگوار آهی بر کشید و این شعر بر مرید خواند شعر

حال دنیا باز پرسیدم من از فرزانه　　گفت یا خوابست یا بادست یا افسانه

گفتمش هر کس که بر دل بر وی بست دل　　گفت یا غولست یا دیوست یا دیوانه

حق تعالی احیان او لو الابصار را بسرمه توفیق کحل ساز و و راه تحقیق بهمگنان نماید

ذکر مقامات و حالات پادشاه اسلام ابو الغازی سلطان حسین بهادر خلد الله ملکه و سلطانه

هر چند ذکر این مقامات و شرح این درجات در قدرت بشری و طاقت انسانی و دنیا مدرک

مثلاً محمد ابن جریر طبری و حمزهٔ اصفهانی و اصطخری که مورخان دانا و حکمای توانا اند زنده بودندی از عهدهٔ عشر عشیری از ذکر مقامات و حالات این خسرو رستم دل سهراب هیبت بیرون نتوانستے آمد قلم ضعیف این نحیف چگونه درین شغل خطیر جاری گردد فاما از هزاران یکے و از بسیار اندکے نمودن و کتاب را بر ذکر و مقامات این خسرو عالی منقبت ختم کردن اولی است :-

رسم تربیت که بر شاخسار | پیش دهد میوه پس آرد بهار

روزگار شریف لطیف حضرت اعلیٰ بهار زندگانی است لابد افعال و کردار و مقامات او شگوفه و بار یاحین این نوبهار باشد عادت مورخان و مؤلفان تاخیر و تقدیم لایح است پس بر این نسق تتبع اکابر ماضی نموده کتاب را بر حالات حضرت اعلیٰ خاقانی ختم کردیم و از مشاهیر جنگها و مصافها که آن حضرت را دست داده که عقل عقلا دران عاجز است بر سبیل پیشکش یک تحفه گذرانیدیم بباید دانست که این خسرو نامدار کریم الطرفین است و از احفاد و ذریت صاحبقرانے که هیچکس را این شرف و منقبت حاصل نیست و از جانب پدر و مادر این خسرو بزرگوار صاحبقران است و پیوستگی با سلاطین قدیم ماوراء النهر نیز دارد و از طرف ام و درین تذکره شرح دادن آنحضرت که صاحب قرانے را با شاهزاده میرزا میرک که پادشاهزادهٔ ماوراء النهر بوده است حاجت نبود چرا که آن قضیه اظهر من الشمس است و در ظفرنامه مذکور و چون این خسرو نامدار بسن شباب رسید آثار جهانداری و انوار فضایل و بختیاری در جبین عالم آرایش واضح و لایح بود و بعد از وفات بابر سلطان در مرو شاه جهان رایت جهانداری برافراشت و در مشهور سنهٔ خمس و ستین و ثمانمایه بر تخت شاه جهان که ام الممالک خراسان است جلوس کرد بیت

ای هلاک کرده از یاری رخی همچو سحر | دعوت دین آشکارا چون ابومسلم ز مرو

و بعد از جلوس و خروج او اول قضیه فتح استراباد است بکشتن حسین بیگ سعدلو مظفری از آن سمت رقم یافته و آن مصارف را جهانداران اقرار دارند که از سلاطین ماضی هیچ آفریده چنان مصافی نکرده و فتحی نیافته دوم مصاف سلطان محمود میرزا نواحی استراباد و فتح آن مملکت در مشهور سنه خمس و ستین و ثمانمایه سلطان ابوسعید ایالت استراباد بفرزند دلبند سلطان محمود بهادر داد و خود بدفع میرزا جوکی ولد امیرزاده عبداللطیف عزیمت سمرقند و شاهرخیه نمود و

امیر شیخ حاجی جانار را که از امرائے شاهرخ و مرد کار دیده و مبارز بود بملازمت شاهزاده سلطان
محمود نصب کرد حضرت خلافت پناهے فرصت غنیمت شمرده باندک لشکرے از جانب خوارزم
و دشت قبچاق عنان عزیمت بصوب استراباد معطوف فرمود سلطان محمد و امرائے عظام او
جلادت نموده با لشکر سنگین در مقابله استادند و در مقامی که آن را جوزولی گویند بقرب استراباد
حربے عظیم دست داد و در آخر حضرت اعلی را ظفر روے نمود و مخالفان مقهور و رایت [illegible]
عالی منصور شد و سلطان محمود منهزم گردیده بهرات گریخت و امیر شیخ حاجی بقتل رسید و حضرت
خلافت پناهے بر باقی حشم و لشکر رحم نمود و جمله را در حرم امن و امان حمایت داد و مملکت خراسان
بعد از ان حضرت اعلی را میسر شد سوم مصاف ترشیز است و کیفیت چنان بود که بوقتیکه سلطان
ابوسعید باستقلال تمام فارغ البال در تخت هرات نشسته بود و دران حین حضرت خلافت
پناهے از طرف دشت قبچاق و خوارزم عنان عزیمت بجانب خراسان معطوف فرمود و قطع صحاری
کرده به نیشاپور آمد و مخیم نزول اجلالش گشت سلطان ابوسعید بهم برآمد و خواست تا بنفس نفیس
خود متوجه گردد باز اندیشه کرد که مبادا بے ناموسی دست دهد و دست برد حضرت اعلی خاقانی دیده
بود اکثر امرائے نامدار خود را مقدمهم امیر محمد علی بخشی را بحرب حضرت اعلی بجانب ترشیز و نیشاپور بایلغار
فرستاد در شهور ثمان وستین وثمانمایه در نواحی ولایت ترشیز حضرت اعلی را با آن لشکر حرب واقع شد
و با وجود نود مرد مسلح با حضرت اعلی زیاده نبودند و لشکر خصم ده هزار مرد مسلح و مکمل پناه بلطف حضرت
الٰه آورده اندیشه ننمود و رستم وار بران لشکر بزرگ زده و مار از نهاد آن قوم برآورد و بیک لحظه آن
حشر محشر ظاهر کرد و محمد علی بخشی بطرف خداوند خود گریخت و حضرت پادشاه اسلام از سر جریمه باغیان
لشکر درگذشت و جمله را عفو فرمود و از ترشیز میخواست تا عزیمت حرب سلطان ابوسعید نماید امراء
ملازمان صواب ندیدند و باز بمقتضائے العود احمد بطرف دار الملک خوارزم معاودت نمود چهارم
فتح ملک خراسان و جلوس آن خسرو کامگار بر تخت دار السلطنه هرات و این قضیه در نوروز اود ئیل
بود و بماه مبارک رمضان سنه ثلث وسبعین وثمانمایه بیت

خدا میخواست رونق ملک دین و شرع ایمان را | که ارزانی بسلطان کرد اقطاع خراسان را

چون واقعه سلطان ابوسعید بر سبیلے که شطرے از ان بقلم آمده بوقوع پیوست در آذربایجان

درآن حین آن خسرو نامدار از طرف دشت قبچاق بدعای تسخیر ملک آذربایجان بسرحد خراسان
آمده بود و کاربدان نزدیک رسیده که خراسان را فتح کند خبر شکست سلطان ابوسعید خود سبب
شوکت این خسرو عالی مقدار شده و در شهر رجب سنه مذکور بدولت و سعادت از حدود ابیورد
عزم مرو شاهجهان نموده امیر کبیر شجاع الدین ولی بیگ بهادر را بجهت تسخیر مشهد مقدسه و
نیشاپور و باقی ملک خراسان نامزد فرموده بدین طرف گسیل کرد و بیمن الطاف خداوندی و دولت
پادشاهی از دحامی بر امیر جمع شده فتح این طرف میسر شد و دران حین شاهزاده سلطان محمود
از طرف آذربایجان منهزم بدیار خراسان رسید و جمعی کثیر از لشکر سلطان ابوسعید در راه بدو ملحق
شدند و آن شاهزاده در نواحی جام با امیر ولی بیگ مصاف داد و شکست یافت و چون منهزم
بهرات رسید خبر توجه حضرت اعلی استماع نمود و ثبات نیافت و از اضطرار فرار نموده راه حصار شادمان
پیش گرفت و دران حین چهل دختران و بادغیس مضرب خیام عساکر ظفر پیکر بود و از عنایت
الهی و الطاف نامتناهی سرداران سلطان ابوسعید فوج فوج دولت صفت روی بحضرت
خاقانی آوردند و شرف دست بوس میسر یافتند کما قال الله تعالی یدخلون فی دین الله افواجا
و حضرت اعلی نیز عنایت پادشاهانه شامل حال همگان نموده از ماضی گذشت و همه را بدستور
سلطان ابوسعید مراتب و مناصب مقرر داشت و از کمال عاطفت و اخلاص که ذات این
پادشاه را جبلی فطریست بارها بر زبان مبارک جهت سلطان ابوسعید تاسف جاری ساختی و
فرمودی که آن حضرت مرا بجای پدر و اعمام بود کاشکی این نکبت بدان سلطان عالی قدر
نرسیدی و من از نیل مرام سلطنت محروم بودمی این سخن می گفت و قطرات عبرات
بر چهره مبارکش از فواره عیون جاری می شد زهی شفقت و انصاف و زهی اخلاص و الطاف
لاجرم حق تعالی ملک مکتسب صاحبقرانی را موروث این خسرو عالی منقبت نموده سرایه
سلاطین متقدم را بزیور وجود شریف او آراسته است تمکین این پادشاه فرشته اخلاق و دین سلطنت
باستحقاق قرنهای بیشمار با دو فرزندان کامگار و اتباع نامدارش را سلطنت و خلافت تا قیام
قیامت باقی باد پنجم مصاف نوبت اول با امیرزاده یادگار محمد بن سلطان محمد بایسنغر و این مصاف
آن بود که چون بتوفیق یزدانی و سعادت آسمانی سلطنت خراسان پادشاه اسلام را میسر شد

امرای کبار و اعیان دیار جغتای مطیع رای همایون گشتند امیر ابو النصر حسن بیگ امیرزاده مذکور را
که وارث ملک مذکور بود و از زمان ماضی نشو و نما در میان ترکمن یافته بود نامزد ایالت این دیار
نموده لشکر جرار و سواران نیزه گذار با او همراه کرده بطرف خراسان فرستاده امرای نامدار خراسان
و سرداران سلطان ابو سعید را در مصاحبت و ملازمت آن شاهزاده بدین صوب فرستاد و امیر
زاده یادگار محمد بقوت حسن بیگ و سپاه ترکمن و دلگرمی داشت ملک امرای نامدار از حدود عراق
بجانب خراسان نهضت نمود و اول میل استراباد کرده آن حدود را بگرفت و امیر شیخ زاهد طارمی
را که از قبل حضرت پادشاه روزگار حاکم آن دیار بود منهزم گردانید و چون این خبر در تخت هرات
بسمع اشرف همایون رسید فی الحال با حضار لشکر ظفر پیکر مثال داد و بر عزیمت حرب یادگار محمد حمایت
عزیمت بجانب استراباد معطوف فرمود بیت

درآمد ز در که غو کرنای   زمین چون زمانه درآمد ز جای

بعضی امرای نامدار که بایلغار پیشتر از موکب همایون آمده بودند از استیلای دشمن
ستوه گشته ملتجی بکوه شده بودند که بنواحی جبال سیلاق خوارزمی مرغزار که بنواحی دربند تقاانست
تا بخت مدد کرد و اقبال روی نمود و در شهر صفر اربع و سبعین و ثمانمایه پادشاه اسلام از طرف مستقر
دولت بامرای نامدار رسید و امرا از بهجت این ابیات میخواندند

زهی با مدنت بخت مرحبا کرده   بروی خواب تو دولت نظر صفا کرده

ستاره خیل ترا دیده و ثنا کرده   فرشته روی ترا دیده و دعا کرده

و روز دیگر که دشمن در کوه قشقان نزول نمود خسرو جوان بخت با آیین لشکر به پیکار مشغول
گشت و از قلهٔ کوه چون لشکر انبوه خصم در نظر آمد سرداران متوهم شدند و بعرض رسانیدند که مصلحت
آن است که این جبال مستحکم از دست ندهیم که لشکر خصم انبوه است نماید پادشاه بانگ بر امرای
نامدار زد و این بیت خواند

که گر من ز دشمن هراسان شوم   همان به که با خاک یکسان شوم

و در دم میمنه و میسره را ترتیب داد

روز دیگر کین سپهر لاجورد   نصب کرد از جیم خود تتوق زرد

پادشاه اسلام بعزم رزم دشمن بر سمند دولت راکب گشت و در نواحی بند شقان حربی
و سپویست که هفت خوان و سه پیش آن تاختنی پیش نبود و نبرد اسفندیار بد یار زابل در مرتبه
آن جولانی زیاده بیت

بر آن مرگ بیامد ز دست قابض ارواح — بصد زاری همی ارواح می موئید بر اشباح

نسیم فتح عاقبت از مهب آباد آمال این خسرو صاحب اقبال وزیدن گرفت و روح القدس
آیات فتح خواندن بنیاد کرد و بسی بر نیامد که رایت خصم معکوس و دولت دشمن مغلوب و منکوس
گشت و امیرزاده یادگار محمد بصد حیله جان بسلامت زان گرداب بلا بیرون برد و بعضی از
امرای ترکمه و چغتای که در مصاحبت و ملازمت شاهزاده مذکور بودند مقید بطناب مالک
الرقاب پادشاهی گشتند و خسرو جمشید دولت نماز عصر آن روز در چناران بدولت نزول
فرموده فتحنامه باطراف ممالک روان ساخت و جهت تقدیم سیاست از امرای
ترکمه و چغتای دو سه تن را طعمه سباع و طیور گردانید و بر باقی اسیران بچشم مرحمت نظر
فرمود بیت

رهید آن همی اسیران سوی خانمان — بمن جان دعا باد تا جاودان

تمامی اسیران و صنایع و سپاهیان که بر موطن خود نزدیک رسیده بودند فارغ البال
دعای دولت پادشاه اسلام گویان از راه اسفرائن متوجه دارالسلطنت هرات و بلاد خراسان
شدند و خسرو عالی مقدار منصور و مظفر عازم دارالسلطنه هرات گشتند و این فتح در سنه اربع و
سبعین و ثمانمایه بود موافق پارس ئیل ششم قتل امیرزاده یادگار محمد است و فتح دارالسلطنه
هرات کرت دوم و درین کار که بدست خسرو نامدار بر آمد عقل عقلا عاجز است و این دست
برد از رستم و دستان نشان نداده اند در رزم بهرام گور با خاقان بدین دستور نبوده چه در تاریخ مذکور
است که بهرام گور خاقان را با سی صد نفر مرد بزد و بکشت و در جائی که نود هزار مرد با خاقان بود
تا ما آن شبیخون در صحرای بوده و این کار که این خسرو نامدار نموده در مستقر سریر سلطنت بوده با وجود
چندین در بند و چندین پاسبان و حفظ و حصر جامع انقدره والعظمه الله تبارک و تعالی و سبب این
قضیه آن بود که چون آن شاهزاده یادگار محمد شکسته و منکوب شده و بار استعانت بامیر کبیر

ابو النصر حسن بیگ آورده او دیگر بار لشکر گرانمایه جهت او ترتیب نموده در مصاحبت امیرزاده
مذکور او جمله قرابتان خود یوسف بیگ را با چند از امرای ترکمه مقدمهم یعقوب بیگ بود بطرف
خراسان فرستاد و آن لشکر بیادگار محمد ملحق شدند و بصوب خراسان روانه گشتند و ولایت سبزوار
و اسفراین و جوین را مسخر ساختند و چون اعلیٰ حضرت خلافت پناهی خبر قدوم یادگار محمد بدین
نواحی استماع نمود از دار السلطنت هرات عازم حرب ترکمه و یادگار محمد شد و در حدود جاجرم قراولان
هر دو سپاه مابین جاجرم و جوین ملاقات کردند و بعد از حرب و کوشش بسیار قراول یادگار
محمد شکست یافت و نعمت خوارزمی که از متعینان روزگار و بهادران لشکر یادگار محمد بود با چند
نفر از خاصان امیرزاده مذکور گرفتار شدند و حضرت اعلیٰ النعمت را با اکثری از گناهگار سیاست فرموده
بیاسا رسانید و یادگار محمد و لشکر ترکمه ازین معنی متوهم شده شب از قصبه جاجرم فرار نمودند و حضرت
اعلیٰ مظفر و منصور مراجعت فرموده حسن شیخ تیمور را بایالت استراباد تفویض فرمود و بنفس مبارک
در النگ رادگان قرار گرفت و احشام ترکمه خراسان را گرد کرده بخود جمع نمود و یادگار محمد بعد از انهزام
باز استقرار کرده از چناشک که از اعمال بسطام است آمد شد با حسن شیخ تیمور در میان آورده آن
روباه بازگرگین صفت یادگار محمد میرزا را باخود خوانده و در ظاهر گرگان بدو پیوست و آزرم حضرت
اعلیٰ را از میان برداشت و باز شیخ علی پرناک که از اعاظم امرای ترکمه و قرابت حسن بیگ بود
باو پیوست و قوتی و شوکتی تازه روی بیادگار محمد آورده تربیت خراسان درست کرده در شهور
ذوالقعده من شهور سنه اربع و سبعین و ثمان مایه با امل فتح از فیروز غند عازم خراسان شد حضرت
صاحب قرانی حرب را تحمل و مستعد شده از رادگان سفر خواست تا پذیرا شود و لشکریان جوانان
و بعضی امیرزادگان نافرمان با دیده شوخ چشمی این خسرو فیروز بخت بنیاد روگردانی نهاده با غا بازی
مشغول شدند خاطر مبارک اعلیٰ ازین معنی متاثر شده روی بتخت هرات آورده هر روز از معسکر
ظفر پیکر فوج فوج روگردان شده بخصم می پیوستند حضرت اعلیٰ معاینه می دید که این نادانان
تیر بپای خود میزنند و این تیره بختان خطا از صواب نمی دانند اما باراده علام کالانعام جز قدرت
ذوالجلال و الاکرام هیچکس بر نمی آید رای رزین خسرو نیکو سرانجام چاره چنان دید که یک چندی
تخت را بگذارد تا بخت برسر مددگاری آید بدین عزم از دار السلطنت هرات آورد و احمال خاصان

ویک جهتان را همراه داشته متوجه قیصار میمنه وصوب بلخ شد ویادگار محمد با جمعی ترا کمه بشهر هرات آمدند
ودست تظلم ناشایست بدر آوردند و بندگان خدا تظلم ودست انداز لشکر بیگانه وبی نفسی پادشاه
گرفتار شدند ترکمانان جلفت بدزبان به بیداد دست بر آوردند و فسوق وفجور را شکارا کردند و
آن مظلوم کج فهم بداد هیچکس سخن رسید بلکه یارای پرسش نداشت عجزه ورعایا فریاد بر آوردند
که اغثنا یا غیاث المستغیثین وچون این خبر بسمع شریف حضرت اعلی رسید غیرت وحمیت اسلام
دامنگیر پادشاه ایام شد وبا امرای دولت فرجام گفت روا باشد که جائی که من زنده باشم در دیار
اسلام این بیدادی رود حضار مجلس باتفاق هزار جان ما فدای پادشاه اسلام باد این را با جهاد
اکبر برابر میدانیم فی الحال از میمنه قلب وجناح لشکر ترتیب داده به عزم دار السلطنه هرات با هزار
مرد کار دیده دو اسبه برنشست

شد روان از میمنه سلطان فرخ روزگار فتح ونصرت برین وبخت ودولت بر یسار

القصه سه شب وسه روز راه وبیراهی پیمودند تا روز دیگر روز چهارشنبه ماه مذکور
در نواحی بادغیس در باغی از لشکر باغی معدودی چند یافتند تفتیش احوال وتفحص قضایا نمودند
آن مردم گفتند یادگار محمد مسرور وفارغ البال بعشرت مشغول است وامرا همچنین هر یکی با شاهد
خفته وهر کس با حریفی نهفته حضرت اعلی چون خبر مخالفان برین نهج استماع نمود مسرور گشت
وگفت :-

ای دل ودلدار چه نیت یافتم

فی الحال مردان کار را دلداری نمود وحیا خانه عالی را بر جوانان قسمت فرمود هر یکی
را از امرای عظام بگرفتن یکی از سرداران شهر تعیین کرد وبتعجیل از کوه کیوان فرود آمده نیم شب
بنواحی تربت عنبر سرشت مقرب باری عبد الله الانصاری علیه الرحمه رسید واز روح پرفتوح خواجه
دریوزه همت کرده صبح کاذب بخیابان هرات در آمد وبتعجیل بدر باغ زاغان دوانید وبعضی
دربانان ومستحفظان کوشش نمودند بجایی نرسید بضرب تبرزین قفل دروازه را در هم شکسته
حضرت اعلی بفتح وفیروزی بباغ در آمد قضا را آن شب یادگار محمد مست ودر بر محبوبه خفته بود آواز
عربده بگوشش رسیده سراسیمه برجست وآن شب را روز قیامت دید آشفته واز جا برخاست تا خود

را بگوشه باغ متواری ساخته وجمیع خاصان حضرت اعلی او را گریبان گرفته پیش سلطان آوردند
شاهزاده قالب از روح تهی شده از روی سراسیمگی در زمین می‌نگریست پادشاه روزگار روی
بدو کرده گفت ای بی حمیت از ما عارت آمد و شرم نکردی ترا که همیشه مطیع و فرمان بردار
آبا و اجداد ما بوده‌اند که بیکبارگی چرا که بر تخت شاهرخ سلطان جلوس می‌نمائی و جمیعی ظلمه
را بر رعایای ملک موروث ما بظلم و بیداد مسلط میسازی

ای سیه رو زرد گردی روی سرخ آل را

و فی الحال اشارت کرد تا سیافان بسیاست آن شاهزاده را بگذشتگان قبیله ملحق گردانیدند
وکان ذلک فی لیلة الاربعا سابع عشرین صفر سنه خمس واربعین وثمانمایه علی الصباح لشکر ترا کمه
فزون از قیاس بودند فوج فوج فرار می‌نمودند و پوست بر اعضای ایشان از حیث هیبت
و سطوت پادشاهی خشک شده بود و امرای عظام هر جا که نامزد شده بودند مخالفان را بدرگاه عالم
پناه می‌آوردند و حضرت اعلی امیر علی جلایر را از روی سیاست بیاساق رسانید و ذیل عفو بر جرایم
جمیع مجرمان پوشیده و بمقتضای ارحم ترحم و بهجت و سروری که از عنایت حق سبحانه و تعالی واصل
بروزگار این خسرو نامدار شده بود زیور عفو بر صفحات اعمال همگان مرتسم گردانید لمؤلفه

کیست از شاهان که داده جو زد خیل فاریاب | ره نورد خویش را از چشمه سرخاب آب
تاختن آورده تا تخت هری وقت سحر | همچو خورشید او فرو شسته ز چشم خصم خواب
یا چنین دولت کرا گردد میسر در جهان | وین چنین کامی که یابد غیر شاه کامیاب
یارب از لطف و کرم این دولت جاوید را | دور داری دایما از انتقال و انقلاب

هفتم فتح اندخود است و مصاف شاه زاده سلطان محمود و حقیقت این قضیه آن است
که شاهزاده مذکور شکسته از جانب هرات بطرف حصار روان ملک راند و در اندک فرصتی حشمتی و
شوکتی یافت و بتمنای ملک گیری لشکری آراسته جمع نموده بلخ را مسخر کرد و حضرت اعلی در آن حین
بتلافی خرابی که لشکر ترا کمه در خراسان نموده بودند مشغول بود چون خبر استیلای شاهزاده مشار الیه
بحضرت اعلی رسید بیکبارگی همت بر دفع شاهزاده مصروف فرمود و از حد جرجان و مازندران تا نواحی
مرغاب لشکر و سپاه بر خسرو گردون مقدار جمع شدند آغاز کار بمصالح مکاتیب بشاهزاده فرستاد مضمون

انکه ای قرة العین سلطنت وای ثمرهٔ شجرهٔ خلافت بکن وانصاف پیش آر و آنرم گوش کن
امروز پشت لشکر و روی دولت منم و بمقام برادری نه بمرتبه فرزندی قناعت نمای دیگرین بد
دشمنان قدیم و رکمین اند و مدعیان و وقت گوشه نشین اما آن نصایح مفید نیامد شاهزاده سلطان
محمود بدعای ملک از راه انصاف تجاوز نموده استعداد حرب و قتال کرده حضرت اعلی چون از
نصایح ناامید شد شمشیر کین از قراب غیرت مکشوف ساخت؂

بران باش تا جنگ باز افگنی　　اگر خود بدانی که می بشکنی
در آید کسی چاره نباشد ز جنگ　　جگر باید انجا و سختی درنگ

پادشاه اسلام لشکر و احشام را از روی احتشام جمع نموده در نواحی اند خود بموضعی که آن را
چکلن سرای خوانند صفهای مصاف راست کردند؂

گهی انفتید و گه جوشید و گه تا بید و گه خشید　　سر مرد و رگ خون و سر رمح و تن خنجر

و خسرو ممعت شکن تهمتن صفت بر سمند کوه پیکر سوار شده یلان و مبارزان را بر حرب تحریص
می کرد و دل میداد من بنده مؤلف دران مصاف در رکاب ظفر مآب بودم بعینه احساس کردم
آواز تکبیری که دران روز آن تکبیر مردم لشکر می گفتند بیقین شد که رجال الله الغیب اند گمان مؤلف
آن است که بعضی آن روز در آن مصاف حاضر بوده اند این حال را مشاهده کرده اند بیت

آن را که عون عصمت ایزد مدد بود　　اجرام جمله عدت و اوتاد لشکر است

القصه بیک لحظه نسیم فتح وزیدن گرفت و رایت سلطان مسعود و لشکر خصم مغلوب گشت
و این مصاف را مبارزان روزگار از مصافهای نامدار می شمارند بلکه صعب ترین جنگها میدانند و
جلدوی این مصاف را حضرت خاقانی هیچکس از نامداران نامدار و مبارزان روزگار نداد که این کار
من بنفس خود کرده ام و امرا و پهلوانان درین صورت سلطان را مسلم داشتند و این بیت بخواندند شعر

ای منزل ماه طلعت اوج ثریا　　رشتی ظفر از آئینه روی تو پیدا

و حضرت پادشاه کامگار بعد از ان فتح نامدار بلخ و مضافات را بخورده ضبط آورده احمد شیبانی
که از سرداران عراق بود بایالت بلخ مقرر کرد و خود بدار السلطنه هرات معاودت فرمود و کان ذلک
فی محرم سنه ست و سبعین و ثمانمایه هشتم محاصرهٔ بلخ و فتح آن جااست و این قضیه از غرایب و عجایب

حالا تست ببا ید دانست کہ بلخ شہر قدیم و بناے اوّل است در دنیا بزعم اکثر ارباب تاریخ و بعضے گفتہ اند و با وند اقدم ہست و بعضے بابل را قدیم گفتہ اند بعضے گویند بناے بلخ بلاخ بن انخوخ نہادہ و بعضے برانند کہ کیومرث بانی بلخ است کہ کشندہ ہوشنگ را در ان مقام بکشت و شادی حاصل کرد بناے شہر آنجا نہاد بالجملہ در عظمت و شوکت ملک بلخ ہیچکس را سخن نیست حکمان بلخ را ام البلاد نام نہادہ اند و قبۃ الاسلام و جنۃ الارض و خیر التراب گفتہ اند چنانکہ حکیم الدین انوری مے فرماید بیت

آسمان گر طفل بودی بلخ کردی دایگیش　　　زانکہ داند کرد معمور این جہان را مادری

و این قلعہ و شہر بند کہ اکنون معمور است آن حصار را ہندوان نام است و بعد از تخریب شہر قدیم بلخ بدست احنف ابن قیس و قتیبہ بن مسلم الباہلی نصر بن سیار کہ بروزگار ہشام بن عبدالملک مروان امیر خراسان بود فرمود کہ این قلعہ را غلامان ہندوی او عمارت کردہ بودند و حمزہ اصفہانی از محمد جریر طبری روایت کند کہ نصر را غلام ہندوی زر خرید بود و خمس غنیمت او دوازدہ ہزار بود القصہ فتح بلخ امرے متعذر است چراکہ خندق این حصار آب خیز دارد و نقب بر نمیرود و پادشاہ اسلام بلخ را مسخر کردہ ایالت آن دیار و کوتوالی حصار را احمد بن مشتاق مقرر داشت و بعد از اندک مدتے آن ترکمان طبع دون با پادشاہ روزگار غدر ظاہر کرد و با ولی نعمت کفران نمودہ بطرف اولاد عم نام سلطان ابوسعید میل نمود و دم عصیان زد و این صورت بر خاطر خطیر آرای منیر پادشاہ گیتی ستان آمد و رکاب ہمایون را بمحاصرہ بلخ سبک گردانید لشکر گران بدر بلخ کشید و چند وقت بمحاصرہ مشغول گشت و فتح میسر نمے شد و قتال و جنگہاے پیوستہ رسے مے نمود مبارزان عساکر ظفر آثار مجروح مے شدند بعضے از امراے اکابر بعرض پادشاہ رسانیدند کہ فتح بلخ کارے بزرگ است و روزگار ضایع کردن بدین امرے فایدہ اگر خسرو روی زمین از تسخیر این ویرانہ در گذرد ہمانا کہ صلاح دولت ابد پیوندش این است بیت

بشادی در خیابان جام مے گیر　　　تو بلخ کہنہ را مانند ری گیر

حضرت پادشاہ اسلام و جمشید ایام

بدادار دارندہ سوگند خورد　　　بروز سفید و شب لاجورد

که این باره با خاک پست آورم ‌‌‌‌‌‌ ‌ ‌ واین دون نسب را بدست آورم

مثال واجب الامتثال باطراف مملکت فرستاد که تا استادان منجنیق ساز چرخ انداز بعراده و منجنیق و کشکنجیر و مار از نهادسکان بلخ برآرند و دیگهائے عالی ساختند و خرقها و سایه‌قصب زنان از ممالک روی بصوب بلخ نهادند چون آن صدمت و اهوال با حد مشتاق رسید و در بلخ از تلخی زندگانی مشتاق اجل موعود گردید و چاره جز آن ندید که استغفار نماید و در قلعه بروے آن خسرو کامگار بکشاید شفاعت بامراے دولت و اخوان حضرت آورده تا جریمه او را از خسرو کامیاب در خواستند و پادشاه اسلام بطریق معهود شیوهٔ موروث که در جبلت این مظهر الطاف عفو و احسان غریزیست از جرأت و جرایم آن حرام نمک درگذشت و شهر بلخ کرت ثانی داخل قلمرو و معمور گردید و کان ذلک فی شهور سنه ثمان و سبعین و ثمان مایه نهم مصاف و فتح امیرزاده ابا بکر است پسر سلطان ابو سعید واقعه شاهزاده مذکور با جمعی از امراے ترالمه واین قضیه چنان بود که والده شاهزاده ابا بکر از نژاد پادشاهان بدخشان است و سلطان ابوسعید بزندگانی خود این شاهزاده را در طفولیت سلطنت بدخشان مفوض ساخته بود بعد از واقعه پدر حشمت و شوکت و شهرت یافت و الحق شاهزاده بود زیبا منظر و شجاع و پر شور و عالی قدر بملک بدخشان قناعت ننموده علی الدوام دم از تسخیر ممالک دیگر زدی و این شعر از شاهزاده است :-

چو سنجد در نگین من بدخشان ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ زچینم تا بدخشان در نگین باد

بکوهستان سمندم را چه جولان ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ مرا میدان همه روے زمین باد

شاهزاده که طبع لطیفش دری بدین منوال مے سفت و سخن را بدین سلیقه مے گفت منظور نظر آفتاب درخشان و منشاش کان بدخشان بهاے این جوهر که داند و سخن گفتن در فضیلت او که تواند القصه شاهزاده مذکور را ابکرات با اخوان عظام محاربت و مصالحت اتفاق افتاد و آخر بر شاهزاده محمود مسلط شد و حصار شادمان و مضافات را مسخر کرد و بعد از مدتے دیگر از سلطان محمود منهزم شد و رجوع بپایه سریر همایون آورد و پادشاه اسلام مقدم او را باعزاز و اکرام تلقی نمود و انواع مرحمت و شفقت بدو نمود و بمنصب دامادیش مشرف ساخت و آن شاهزاده مدتے دولت ملازمت رکاب ظفر انتساب همایون بود اما مفسدان او را از راه پدر برده بدگمان ساختند تا فکر غلط نموده از

آستان ملک آشیان پادشاه روزگار فرار بر قرار اختیار کرده به بهانه امیر سید مرید ارغون را بیگناه
بقتل رسانید و بر نسب سیادت و خدمت دیرینه آن سید مظلوم نه بخشید و از نواحی ترمذ بقصد ملک
خراسان و عزیمت مرو نمود پادشاه اسلام فوجی از امرائے عظام و سرداران کرام را بغر سنفاد و نمه
مرو با پادشاهزاده ابابکر مصاف داده و شاهزاده مذکور شکست یافته منهزم شد و بعزیمت بدخشان
روے نمود و شاہزادہ انجا هم نیافته بطرف کابل و هند رکاب گرانمایه را سبک ساخته از حدود
آب سند بکیچ و مکران میل کرمان کرده ان حال ولی پیر علی لشکر ترکمان بدو ملحق شده شاهزاده
تحریص مملکت عراق کرد و لشکر امیر کبیر یعقوب بیگ که امروز والی عراقین و آذربایجان و دیار
بکر و فارس و مضافات است و خلف صدق امیر کبیر ابوالنصر حسن بیگ قصد شاهزاده مذکور نموده
دیگر مسیر کرمان از لشکر تراکمه منهزم شده باز قصد خراسان نمود چون منهیان این خبر بپادشاه اسلام
رسانیدند که شاهزاده مشار الیه از سیستان عزیمت خراسان دارد پادشاه روزگار بدولت و ایلغار
در پے شاهزاده افتاد و شاهزاده از فراه سیستان براه بیابان عزیمت ترشیز و سبزوار نموده پادشاه
اسلام بر سر او مے راند هر کجے که او سوار میشد مخیم عساکر سلطان مے گشت تا از حدود ولایت فراه
تا چهار فرسخی استراباد پادشاه اسلام در عقب شاهزاده بایلغار براند جماعتے که دران سفر ملازم رکاب
خداوندے سلطنت شعاری بودند نموده اند که در هزار اسب مخالفان پادشاه اسلام را سقط و افغا(؟) بیج
و مجروح و مانده شده و از قضاے حق تعالی مخالفان روزی در کنار آب جرجان بنواحی استراباد
فرود آمده بودند و پنجم نشسته که ناگاه صولت رایت همایون خسرو روے زمین سپاهی لشکر ظفر
پیکر پیدا گشت مخالفان روز فزع اکبر معاینه دیدند و سراسیمه بر اسپان سوار شده گرد و فرے میکردند
و حرکت مذبوحی مے نمودند سرانجام پاے ثبات زیر سنگ نکبت و دست تصدی بسته ریسمان
محنت گشت بیت

گر بتو خصم نکوهیده برابر باشد — مثل گنجشک و همای چه ودعوی(؟) باشد

آخر چون دریاے امواج عساکر پادشاه اسلام بر گرد ایشان محیط شد راه گریز نیافتند
بالضرور خود را در آب جرجان انداختند چندے دران آب تلف گردیدند اکثرے ازان سپاه
مخذول بکمند دشمن خسرو دولتمند مقید گشتند مقدم همه پیر علی لنکر و بیرم برادر او و آن دو ترکمان

راخسرو صاحب قران بحضور شریف طلب داشت و خطاب کرد که اے برگشته دوشمنان بدبخت
چه مے خواستید ازین کودک خودپسند نادان که او را نیز همچون خود بدین بدروز کردید آخر شما معلوم
دارید که اقبال از شما روے گردانست و ظلم چندین ساله را مکافات در میان مصرع

یک روز بخور آنچه فروشی یک سال

وفی الحال حکم سلطان نفاذ یافت که آن مخاذیل را با جمعی مفسدان از شهربند حیات
بدروازه ممات بیرون فرستادند بیت

زحمت گر ملک سرافگنده به ... لشکر بدعهد پراگنده به

وشاهزاده بهزیمت از جنگ گاه بیرون رفت تا شب بیگاه در صحاری میرفت و شب
اسپ و لباس را بدل کرده میل خراسان نمود بخت روگردان و اقبال دل کنان از تنهائی
و ضجرت فریاد کنان بجنبے زنان رسید و راه خراسان سراغ کرد آن مسافر راه بدو نمودند تا بحد
فیروز غند رسید و از جمعے مردم چشم طعامے خواست جوانے بفراست از صفاے ظاهر و باطنش
دریافت و دانست که این شاهزاده ابابکر است بر اثر شاهزاده روان شد و بدو رسید که اے شاهزاده معلوم
کرده ام که شمایل تو گوهر کان سلطنت است بدان آمده ام که معین و دلیل شوم و ترا ازین
ورطه خونخوار بساحل امان رسانم شاهزاده گفت اے مرد اگر بقول خود وفا نمائی از جمله سروران
گردانمت آن شخص چند قدمے با پادشاهزاده برفت و آخر ازین قصد برگردید و شاهزاده را
بدست مردم احتشام باز داد و آن مردم نیارستند چنان گنجے را پنهان کردن و چنین گوهر
مستور داشتن بیت

در مرتبه عالیه حقا که نگنجد ... شهباز سلاطین بنهان خانه عصفور

و چون رایت نصرت شعار بعد از فتح دیار و قتل اشرار بحد فیروز غند رسیدند و آن مردم خبر
شاهزاده مذکور را بسلطان رسانیدند فی الحال حضرت سلطان باحضار شاهزاده ابابکر مثال داد
و آن قرة العین سلطنت را بحضرت حاضر کردند سلطان کامیاب پادشاهزاده را خطاب کرد که
اے نوباوه چمن سروری هنوز بوئے شیر از شکرت مے آید در خون بیگناهان خصوصا کسیکه
او را بخاندان طیبین و طاهرین نسبتے باشد چرا رخصت مے کنی و تقرب دادن ترکمانان

جلف نمی دانی که سبب زوال دولت خسرو فیروز طبع این بیت بر شاهزاده خواند

عاقبت سر رشته کارش بویرانی رسد … هر که از نیکان برید و با بدان همسایه شد

وگفت دریغا که بر قول تو اعتمادی نیست و این همه که من با تو نیکی کردم جز از تو بدی
ندیدم این سخنان بر زبان پادشاه اسلام می گذشت و از عیون مبارکش سیلابه سرشک
جاری می گشت رو بامرای ارکان دولت کرد که میخواهم که باین نهال روضه اقبال آبی
برسانم که دلم از مهر او بی قرار است و جانم در سلسله رحم او استوار امرا یکبار فریاد بر آوردند که ای
سلطان عالم بیت

ترا ایزد چو بر دشمن ظفر داد … بکام دوستانش سر جدا کن
وگر خواهی صواب از من بگردان … طمع از جان بر او را رها کن

خسرو صاحبقران دانست که بقای او سبب فنای دولت است بااکراه و اجبار
بقتل شاهزاده ابابکر رضا داد

ملک آزرم بر نمی تابد … خواه بیگانه گیر و خواهی خویش

قضای خدای نهال عمر آن نوجوان را از بیخ بر کند و روضه امید دوستان را چون بخت
تیره دشمنان ساخت صاحبقران مظفر و منصور از نواحی فیروز غند براه مشهد مقدس منور متوجه
دارالسلطنه هرات گشت و کان ذلک فی شهر صفر سنه خمس و ثمانین و ثمان مایه که روز دولت این
پادشاه جم اقتدار را هر سال فتحی و هر ماه فتوحی و خواهد بود

هر فتح کآسمان زندش نوبتهای کار … چون بنگری مقدمه فتح دیگر است

لاجرم ازین قبیل کارها مهابت و صولت پادشاه اسلام در دل مبارزان قرار یافته و
ملوک اطراف و سلاطین اکناف پیوسته درین درگاه گردون اشتباه توسل میجویند و با پادشاه
در مقام اخلاص و طاعت زندگانی می کنند و فقرا و رعایای خراسان در ظل حمایت و کنف
رعایت این حضرت مرفه و آسوده و ذات ملک صفات خسرو نامدار همواره بر اعتلای اعلام
دین و رواج شریعت مایل است و کار علمای اسلام بیمن دولت او بر رونق و معاش غربا و
فقرا مرتب مفسدان و ظالمان و قطاع الطریق در دولت او مخذول و بد دینان و بداندیشان

بکلی مستأصل اند خراسان و خراسانیان را حق سبحانه بنظر لطف برداشته که بحمایت عدل و رأفت
این خسرو شریعت پناه بفراغت اند در مراحل و منازل که همواره دزدان و قطاع الطریق بودند
حالا مستحفظان و خادمان در اربطه و بقاع در خدمت اهل سلوک و مسافران مشغول اند۔
قنواتے که از عهد هجوم چنگیزخان چون باب کرم بخیلان مسدود و مدروس بود اکنون سفره کریمان
جاریست و رباطے که از عهد محمود غازی ویران بود اکنون چون روزگار اهل دولت معمور
شده دهقنت و زراعت بمرتبه رسیده که کیوان برترنشین فلک هفتمین بر جمع دهاقین همے
حاسد است و بازار خرمن سنبله از رشک این مزارع کاسد

هر جا که سایه عنایت و لطف تو در جهان　　تابوت دار بود کشور تخت سنجر است
دار الامان تخت هرے با وجود تو　　رشک بهشت و شمع اقالیم و کشور است

حق سبحانه و تعالی اقبال این خسرو خجسته آمال را که واسطه امن و امان و پناه اهل
ایمان است بر سایهاے عهد دو مخلد دارد و شاهزادگان عالی مقام را که هر کدام شمع شبستان
دولت و سرو بوستان حشمت اند در پناه ظل این خسرو دولت پناه قرنهاے پاینده و مستدام
دارد و تا قیام قیامت سلطنت و خلافت در خاندان این خسرو صاحبقران ثابت و مقرر باد هر روز
فتحے تازه و دولتے بے اندازه نصیب این خسرو خجسته لقا باد

ازان بیشتر کاوری در ضمیر　　ولایت ستان باش و آفاق گیر

ختم بتالیف و تحریر هذه التذکره اقل عباد الله دولتشاه بن علاء الدوله بختیشاه
الغازی السمرقندی اصلح الله شأنه فی ثامن عشرین شوال سنه اثنی و تسعین و ثمانمایه
الهجریه النبویه المصطفویه الخاتمیه۔

اللهم اغفر لمؤلفه و لکاتبه و لقاریه و لسامعه و لمن قال آمینا۔

فضل حسین تحریر نموده ساکن [illegible] خورد
(نزد وزیرآباد)